بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدٌ | اَحْمَدُ | حَامِدٌ | مَحْمُوْدٌ | قَاسِمٌ

عَاقِبٌ | فَاتِحٌ | شَاهِدٌ | حَاشِرٌ | رَشِيْدٌ | مَشْهُوْدٌ | بَشِيْرٌ | نَذِيْرٌ

دَاعٍ | شَافٍ | هَادٍ | مَهْدٍ | مَاحٍ | مُنْجٍ | نَاهٍ | رَسُوْلٌ

نَبِيٌّ | اُمِّيٌّ | تِهَامِيٌّ | هَاشِمِيٌّ | اَبْطَحِيٌّ | عَزِيْزٌ | حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ | رَءُوْفٌ

رَحِيْمٌ | طٰهٰ | مُجْتَبٰى | طٰسٓ | مُرْتَضٰى | حٰمٓ | مُصْطَفٰى | يٰسٓ

اَوْلٰى | مُزَمِّلٌ | وَلِيٌّ | مُدَّثِّرٌ | مَتِيْنٌ | مُصَدِّقٌ

طَيِّبٌ | نَاصِرٌ | مَنْصُوْرٌ | مِصْبَاحٌ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

اٰمِرٌ | حِجَازِيٌّ | نِزَارِيٌّ | قُرَشِيٌّ

مُضَرِيٌّ | نَبِيُّ التَّوْبَةِ | حَافِظٌ | كَامِلٌ

صَادِقٌ | اَمِيْنٌ | عَبْدُ اللّٰهِ | كَلِيْمُ اللّٰهِ | حَبِيْبُ اللّٰهِ | نَجِيُّ اللّٰهِ

صَفِيُّ اللّٰهِ | خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ | حَسِيْبٌ | مُجِيْبٌ | شَكُوْرٌ | مُقْتَصِدٌ | رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ | قَوِيٌّ

حَفِيٌّ | مَاْمُوْنٌ | مَعْلُوْمٌ | حَقٌّ | مُبِيْنٌ | مُطِيْعٌ | رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ | اَوَّلٌ

اٰخِرٌ | ظَاهِرٌ | بَاطِنٌ | نَبِيُّ الرَّحْمَةِ | يَتِيْمٌ | كَرِيْمٌ | حَكِيْمٌ | خَاتَمُ الرُّسُلِ

سَيِّدٌ | سِرَاجٌ | مُنِيْرٌ | مُحَرَّمٌ | مُكَرَّمٌ | مُبَشِّرٌ | مُذَكِّرٌ | مُطَهِّرٌ

قَرِيْبٌ | خَلِيْلٌ | مَدْعُوٌّ | جَوَّادٌ | خَاتِمٌ | عَادِلٌ | شَهِيْرٌ | شَهِيْدٌ

بسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

سیرت سرور کونین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلد دہم

معجزاتِ رسول کریم خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بالحاظ حروف تہجی "پ تا ع"

رانا محمد سرور خاں

رانا محمد سرور خاں پبلی کیشنز

103-A کینال ویو کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی - لاہور (پاکستان)

سیرت سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اشاعت اول ---- 27 رمضان المبارک 1428ھ
(10 اکتوبر 2007ء)
مؤلف ---- رانا محمد سرور خاں
ناشر ---- رانا محمد سرور خاں پبلی کیشنز
تعداد ---- 1100
مطبع ---- شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ہدیہ (مکمل سیٹ) ---- 8800 روپے

ISBN 9789699116-12-4 Vol. 10

حسن ترتیب

پ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیشین گوئیاں اور غیبی خبریں

(1) نجاشی (شاہِ حبشہ) کے انتقال کی خبر دینا

محدثین کرام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسی دن صحابہ کرام کو نجاشی کے فوت ہونے کی خبر دی۔ جس دن نجاشی فوت ہوا اور حضور علیہ السلام صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ تشریف لائے اور ان کی صفیں باندھ کر چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

محدثین کرام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "آج ایک مردِ صالح (نجاشی) فوت ہوگیا ہے اور اصحمہ (نام شاہ حبشہ) کی نماز جنازہ پڑھو"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "میں نے نجاشی کی طرف چند مشک کے نافے اور جوڑے بھیجے ہیں میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہوگیا ہے اور میں ان ہدیوں کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اسے میری طرف واپس کر دیا ہے"۔ تو یہ غیبی خبر ایسے ہی واقع ہوئی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "نجاشی فوت ہوگیا اور ہدایا واپس آگئے"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ فرمانا کہ "میں نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہوگیا ہے"۔ (واللہ اعلم) آپ علیہ السلام نے ہدیوں کو اس کی طرف بھیجنے سے پہلے خبر دینے کا ارادہ فرمایا اور اس کے فوت ہونے سے پہلے آپ علیہ السلام نے ان کلمات کو صادر فرمایا اس کے بعد جب وہ فوت ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسی دن اس کے فوت ہونے کی خبر دے دی اور اس پر نماز پڑھی تھی۔

(2) جس چیز سے سحر کیا گیا اس کی خبر دینا

ابن سعد و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم رحمہما اللہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ارقم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ کا رہنے والا ایک شخص لبید بن اعصم یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا کرتا تھا لوگ اس کے پاس امانت رکھا کرتے تھے۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے ایک گنڈا بنایا اور اسے

کنوئیں میں ڈال دیا۔ پھر دو فرشتے آئے انہوں نے حضور علیہ السلام کو مطلع کرتے ہوئے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ علیہ السلام کے لئے گنڈا بنا کر فلاں کنوئیں میں ڈالا ہے اور اس گنڈے کی شدّت سے کنوئیں کا پانی زرد ہو گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کسی کو اس گنڈے کو نکالنے کے لئے بھیجا اور اس نے اسے نکالا۔ اور اسنے پانی کو زرد پایا۔ گنڈے کی گرہیں کھولی گئیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر کوئی اثر نہ تھا۔ اس کے بعد اس شخص کو بارگاہِ رسالت میں آتے ہوئے دیکھا گیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور نہ اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

بیہقی نے بطریق کلبی ابو صالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند صحابہ کے ساتھ بھیجا اور وہ کنوئیں پر آئے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند ہے۔ اور انہوں نے اس کا پانی نکالا اور پھر پتّھر کو اٹھایا اس کے نیچے سے وہ مورت نکلی جو مدفون تھی۔ اور اسے جلا دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر معوذتین نازل ہوئیں۔ جب بھی آپ علیہ السلام اس کی ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی۔ وہ معوذتین قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔ اور ابن سعد نے بطریق جویبر، ضحاک سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مثل روایت کی اس میں دونوں سورتوں کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور جوں جوں آپ علیہ السلام اس کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے اس کی گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔

ابن سعد نے عبد الرحمٰن بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت کی انہوں نے کہا اعصم کی بیٹیوں یعنی لبید کی بہنوں نے حضور کے لئے سحر کیا اور لبید وہ شخص تھا جو ان جادو کی چیزوں کو لے کر گیا اور کنوئیں کے اندر پتّھر کے نیچے اس کو دبایا تھا۔ اور اعصم کی ایک بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی اس کے بعد وہ اپنی بہنوں کے پاس پہنچی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ ایک نے کہا اگر وہ نبی ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر نبی نہ ہوئے تو یہ سحر دیوانہ کر دے گا۔ اور ان کی عقل جاتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس کی اطلاع دے دی۔

یاجوج ماجوج کی دیوار فتح ہونے کی خبر دینا

اہل سیر نے اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خواب سے بیدار ہوئے تو روئے تاباں سرخ تھا۔ اور آپ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کہہ رہے تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا "عرب پر اس شر سے افسوس ہے جو قریب آ گیا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا شگاف ہو گیا ہے"۔ اور آپ علیہ السلام نے حلقہ بنا کر شکل بتائی۔

(4) خلفائے راشدین کی آمد سے قبل ان کو جنّتی فرمانا

امام احمد و بزار اور طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ربیع سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے اور آپ علیہ السلام نے ان کے یہاں تشریف رکھی۔ اور ہم بھی رسول کریم علیہ السلام کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اب تمہارے پاس اہلِ جنّت میں سے آئے گا'' تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابوبکر صدیق عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی التیمی۔ سلسلہ نسب چھٹی پشت میں مرہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مل جاتا ہے خلافت 11ھ۔13ھ) آئے پھر فرمایا ''تمہارے پاس اہلِ جنّت میں سے آئے گا'' تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر۔ سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مل جاتا ہے خلافت 13ھ۔23ھ) آئے پھر فرمایا ''تمہارے پاس اہلِ جنّت میں سے آئے گا''۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی۔ سلسلہ نسب پانچویں پشت میں عبد مناف پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مل جاتا ہے خلافت 23ھ۔35ھ) آئے۔ پھر فرمایا ''تمہارے پاس اہل جنّت میں سے آئے گا۔ اے خدا اگر تو چاہے تو وہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے''۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔

طبرانی نے ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس حاضر تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تمہارے پاس اہل جنّت میں سے ایک شخص آئے گا'' تو میں نے آنے کی آہٹ سُنی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب تھے۔

ابن سعد نے عبد الرحمٰن بن سابط سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بنی کلب کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھنے کے لئے بھیجا۔ تو وہ گئیں۔ جب وہ واپس آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے پوچھا ''تم نے کیا دیکھا''۔ انہوں نے کہا میں نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی۔ حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا ''تم نے ایک خاص بات دیکھی ہے۔ تم نے دیکھا کہ اس کے رخسار پر ایک تل ہے جس کو دیکھ کر تمہارے بدن کے تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے''۔ اس پر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہر شئے کا علم ہے۔

خطیب اور ابن عساکر نے بطریق ابن سابط حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو اس عورت کو دیکھنے بھیجا جس کے لئے آپ علیہ السلام نے پیغام نکاح دیا تھا۔ تو انہوں نے آ کر کہا میں نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا ہے۔ جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے''۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام سے کوئی

بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ خواہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنا ہی چھپائے، کس میں یہ جرأت ہے۔

ابن سعد نے عباس بن عبداللہ بن معبد سے روایت کی کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ولید نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بنی بکر کے اس شخص کو ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی۔ جو مکہ جانا چاہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا "تم اسے لے جاؤ۔ مگر اپنے بکری بھائی سے بے خوف نہ رہنا" تو حضرت انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ ایک روز حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کا ساتھی تلوار سونتے کھڑا ہے اور انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

ابونعیم نے المعرفہ میں اور ابن سعد نے عمرو بن فغواء خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا اور آپ علیہ السلام نے ارادہ فرمایا کہ مجھے مال دے کر ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مکہ مکرمہ بھیجیں تا کہ وہ فتح کے بعد قریش میں اسے تقسیم کر دیں۔ اور میں سفر میں اپنے رفیق کا متلاشی تھا۔ چنانچہ میرے پاس عمرو بن امیہ ضمری آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ تو میں تمہارا رفیق سفر رہوں گا۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا "جب تم اس کی قوم کے علاقہ میں اُترو تو اس سے ڈرتے رہنا کیونکہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ " اخوک البکری فلاتامنه " اپنے بنی بکر بھائی سے بے خوف نہ رہنا"۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم منزل ابواء میں آئے تو میرے رفیق سفر عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے کچھ کام ہے۔ تو تم میرا انتظار کرنا۔ میں نے کہا سچائی کی حالت میں جاؤ۔ جب وہ چلا گیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت یاد آ گئی اور میں نے اپنے اونٹ کو تیار کیا اور میں اسے تیز دوڑا کر لے گیا۔ یہاں تک کہ جب میں منزل اصافر میں تھا اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ میرے تعاقب میں آ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اُونٹ کو خوب تیز دوڑایا اور میں آگے نکل گیا۔ جب اس کی قوم نے دیکھا کہ میں ان کے قابو سے باہر ہو گیا ہوں تو وہ پلٹ کر چلے گئے۔ اور وہ تنہا میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا مجھے اپنی قوم سے ایک کام تھا۔ میں نے کہا، ہو گا۔ اور ہم سفر طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

ابویعلی نے بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور آپ علیہ السلام نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "آج تم لوگ مجھ سے جو پوچھو گے میں تمہیں ضرور بتاؤں گا"۔ اور ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ علیہ السلام کے ساتھ جبریل علیہ السلام ہیں۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ جاہلیت کے زمانے کے قریب رہ چکے ہیں۔ آپ علیہ السلام ہماری برائیوں کو ہم پر ظاہر نہ فرمائیں آپ علیہ السلام ہمیں معاف رکھیں۔

ابویعلیٰ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے سُنا کہ ''قریش کا یہ قبیلہ ہمیشہ مامون ومحفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ لوگ ان کو ان کے دین سے کفر پر لوٹا دیں''۔ پھر ایک آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قریب آ کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا میں جنّت میں جاؤں گا یا جہنّم میں؟ حضور نے فرمایا ''جنّت میں''۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا کیا میں جنّت میں جاؤں گا یا جہنّم میں۔ فرمایا ''جہنّم میں''۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ ''تم لوگ میرے سامنے خاموش رہا کرو۔ جب تک کہ میں خود خاموش رہوں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم دفن کئے جاؤ گے تو میں اہلِ جہنّم کے ایک گروہ کی تمہیں ضرور خبر دیتا۔ یہاں تک کہ تم پہچان لیتے۔ اور مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا تو ضرور میں ایسا کرتا''

ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں بطریق مکحول حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جس دن ان کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں ان کی اونٹنی پر سوار کیا تو فرمایا ''اے معاذ! تم روانہ ہو جاؤ۔ جب تم جند میں پہنچو اور جس جگہ تمہاری یہ اونٹنی بیٹھ جائے تو وہاں اذان دینا اور نماز پڑھنا اور اس جگہ مسجد بنانا''۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ جند میں پہنچے تو اونٹنی نے چکّر لگایا مگر بیٹھنے سے انکار کیا۔ اس وقت انہوں نے پوچھا کیا اس کے سوا کوئی اور جند بھی ہے لوگوں نے کہا ہاں جندِ رکامہ ہے۔ تو جب وہ وہاں پہنچے تو اونٹنی کو پھیرا اور وہ بیٹھ گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُتر کر نماز کے لئے اذان دی پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

(5) اسود عنسی کے قتل کی خبر دی
اور قاتل کا نام بھی بتایا

دیلمی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جس دن اسود عنسی قتل کیا گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آسمان سے خبر آئی آپ علیہ السلام ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا ''آج رات اسود عنسی قتل کر دیا گیا اور اسے اس مبارک شخص نے قتل کیا ہے جو مبارکوں کے اہل بیت سے ہے''۔ کسی نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا ''اس کا نام فیروز ہے''

حافظ عبدالغنی بن سعید نے المبہمات میں مدلوک سے روایت کی کہ ضمضم بن قتادہ کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا رنگ کالا تھا۔ اور اس بچہ کی ماں بنی عجل سے تھی تو اس بناء پر ضمضم کو وحشت ہوئی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے آ کر شکایت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تمہارے اونٹ ہیں''۔ اس نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا ''ان کے رنگ کیا ہیں۔ اسنے عرض کیا سرخ بھی ہیں کالے بھی ہیں اور مختلف رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا ''ان میں یہ رنگ کہاں سے آئے؟'' اس نے کہا وہ اپنی اصل سے لیتے ہیں۔ فرمایا ''اس بچہ نے بھی رنگ اپنی اصل سے لیا

ہے''۔راوی نے کہا کہ پھر وہ بنی عجل کی عورتوں میں آیا اور اسکی اصل کی بابت دریافت کیا۔تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی کی دادی کا رنگ کالا تھا۔

اصل حدیث بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک آدمی تھا جو کسی نیکی کے قریب نہیں گیا۔اور نہ اسکے اعمالِ خیر پہچانے جاتے تھے جب وہ فوت ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا''کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں آدمی کو جنّت میں داخل کر دیا ہے''۔لوگوں نے اس پر حیرت وتعجب کیا۔ایک شخص اٹھ کر اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے عمل کے بارے میں اس کی بیوی سے پوچھا۔اس نے کہا اس کے عمل خیر تو نہ تھے سوائے ایک خوبی کے جو اس میں تھی وہ یہ کہ دن اور رات میں جب بھی اذان کو سُنتا تو وہ انہیں کلمات کو دہراتا تھا۔پھر وہ شخص آیا اور وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اتنے قریب پہنچا کہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آواز سُن سکتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بلند آواز سے فرمایا''تم ہی فلاں شخص کی بیوی کے پاس گئے تھے اور تم نے اس سے اس کے عمل کی بابت پوچھا تھا اور انہوں نے تم سے ایسا ایسا کہا''اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں۔

بخاری نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے اور کشادہ روئی سے پیش آنے سے بچتے تھے مبادا کہ ہمارے بارے میں کوئی چیز نازل نہ ہو جائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے رحلت فرمائی تو ہم نے ان سے بات کی اور خوش روئی سے پیش آئے۔

بیہقی نے سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد ساعدی سے روایت کی۔انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہر بات سے بچتا تھا باوجودیکہ وہ اور اس کی بیوی ایک چادر میں ہوتے تھے۔مبادا کہ ان کے بارے میں قرآن کریم کا کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔

مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے قیامت تک ہونے والی باتیں بیان فرمائیں۔

محدثین کرام نے دوسری سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ علیہ السلام نے قیامت تک ہونے والی کسی بات کو نہ چھوڑا۔مگر یہ کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بیان کیا جس نے اسے یاد رکھا اس نے اسے یاد رکھا۔اور جو اسے بھول گیا وہ اسے بھول گیا۔یقیناً جب کوئی بات ایسی ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو فوراً وہ بات یاد آجاتی ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی کے چہرے کو یاد کر لیتا ہے جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے۔پھر جب اس کے سامنے آتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔

(6) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ”ما کان و ما یکون“ کی بابت فرمایا

مسلم نے ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو سرکارِ دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ قیامت تک ہو گا سب بتا دیا تو ہم میں سے جس نے زیادہ یاد رکھا وہ ہم میں اعلم ہے۔

(7) قیامت تک جو کچھ آپ علیہ السلام کی اُمّت کرے گی اسکی خبر دینا

امام احمد و ابن سعد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ فضائے آسمانی میں جو پرندہ پر مارتا ہے آپ علیہ السلام نے ازروئے علم ہم سے اس کا ذکر کر دیا ہے۔ اور ابویعلیٰ و ابن منیع اور طبرانی نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔

امام احمد و بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کرے گی آپ علیہ السلام نے ان سب کی خبر ہمیں دے دی۔ جس نے یاد رکھا اسنے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو اٹھا کر میرے پیش نظر کر دیا ہے۔ اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے میں اسے اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں جیسے میری یہ ہتھیلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اس طرح منکشف فرمایا جس طرح پہلے نبیوں کے لئے منکشف کیا“

امام احمد نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب سے روایت کی انہوں نے کہا آفتاب کو گہن لگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز پڑھا کر فرمایا۔ ”خدا کی قسم! جب سے میں نماز کے لئے کھڑا ہوا میں تمہاری دُنیا اور تمہاری آخرت کی ان باتوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو پیش آئینگی“

مسلم نے ابوسعید سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ”دنیا سرسبز و شیریں ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں حکومت دے گا۔ تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو

لہٰذا تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں تھا"

محدثین کرام نے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "خدا کی قسم! میں تم پر محتاجی وفقر سے نہیں ڈرتا لیکن میں تم پر اس سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی فراخی ہو۔ جس طرح کہ تم سے پہلوں پر فراخی ہوئی تھی۔ تو تم اس طرح خود غرضی کرو گے جس طرح انہوں نے کی اور اس طرح لہو ولعب میں پڑ جاؤ گے۔ جس طرح وہ پڑے تھے"

(8) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ تم آج خیر پر ہو لیکن اس کے بعد تم ایک دُوسرے سے لڑو گے

محدثین کرام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہارے پاس نقشین فرش ہیں" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے پاس نقشین فرش کہاں سے آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "عنقریب تمہارے پاس نقشین فرش ہوں گے"۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج میں اپنی بیویؔ سے کہتا ہوں کہ اس نقشین فرش کو مجھ سے دُور رکھو۔ تو وہ کہتی ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ نہ فرمایا تھا کہ "میرے بعد تمہارے لئے نقشین فرش ہوں گے"

امام احمد وحاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے طلحہ نضری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "تم لوگ بہت جلد ایسے زمانے کو پاؤ گے کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس صبح کو ایک کھانا اور شام کو دوسرا کھانا آئے گا۔ اور تم ایسا لباس پہنو گے جیسے خانۂ کعبہ کا غلاف ہے"۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہم آج خیر پر ہیں یا اس وقت ہوں گے۔ فرمایا "نہیں بلکہ آج تم خیر پر ہو اور آج تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو اور اس وقت تم ایک دوسرے سے بغض رکھو گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے"

ابونعیم نے عبداللہ بن یزید سے روایت کی کہ انہیں کسی دعوت میں مدعو کیا گیا جب وہ اس گھر میں آئے تو انہوں نے دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے دیکھے تو وہ باہر بیٹھ کر رونے لگے۔ کسی نے اسکی وجہ پوچھی تو کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "تمہاری طرف اُمنڈ کر آئے گی" اور اسے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا "تم آج اچھے ہو۔ اس وقت سے جب کہ تمہارے سامنے صبح کو ایک کھانا آئے گا۔ اور شام کو دوسرا کھانا۔ اور تم میں سے کوئی صبح کو ایک لباس پہنے گا اور شام کو دوسرا۔ اور تمہارے گھر کی دیواروں پر ایسے پردے پڑے ہوں گے جیسے خانۂ کعبہ پر پردے پڑے ہیں"۔ عبداللہ نے فرمایا پھر میں کیوں نہ روؤں۔ جب کہ میں نے تم کو اس حال میں دیکھا کہ تمہارے گھروں پر ایسے پردے پڑے ہیں جیسے کعبہ پر پردے ہیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا ہم لوگوں کو قحط سالی نے کھالیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''میں قحط سالی کے سوا سے تم پر ڈرتا ہوں کیونکہ تم پر دُنیا ہر طرف سے آئے گی۔ کاش کہ میری امت سونے کا زیور نہ بناتی''۔ ابونعیم نے اس کی مثل ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی، بیہقی اور ابونعیم نے خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اوس بن حارثہ بن لام سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی جانب اس وقت ہجرت کی جب کہ آپ علیہ السلام غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس وقت فرمایا ''یہ حیرۂ بیضا ہے۔ جسے میرے سامنے لایا گیا ہے۔ اور یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ اپنے خچر شہباء پر کالا دوپٹہ اوڑھے موجود ہے''۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور میں اسے ویسا ہی پاؤں جیسا کہ آپ علیہ السلام نے صفت بیان کی تو کیا وہ میرے لئے ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''وہ تمہارے لئے ہے''۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانۂ خلافت آیا اور ہم مسیلمہ کذاب کے استیصال (بیخ کنی) سے فارغ ہوئے تو حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہمارے داخل ہونے کے بعد جو عورت سب سے پہلے ہمیں ملی وہ شیما بنت نفیلہ تھی اور اسی حال میں تھی جس حالت کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دی تھی یعنی وہ اپنے خچر شہباء پر سوار کالا دوپٹہ اوڑھے تھی اور میں اسکے ساتھ متعلق ہوگیا۔ اور میں نے کہا یہی وہ عورت ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے عطا فرمایا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ولید نے اس پر مجھ سے شہادت طلب فرمائی اور میں نے اس کی شہادت پیش کی۔ وہ شہادت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن بشر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے میرے حوالے کردیا۔ پھر اسکا بھائی ہمارے پاس صلح کی غرض سے آیا۔ اور اس نے کہا اسے فروخت کردو۔ میں نے کہا خدا کی قسم دس سو درہم سے کم نہ کروں گا۔ تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیئے۔ پھر مجھ سے کسی نے کہا اگر تم ایک لاکھ درہم مانگتے تو وہ ضرور دیتا۔ میں نے کہا میں دس سو درہم سے زیادہ گنتی جانتا ہی نہ تھا۔

بیہقی و ابونعیم نے عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حاتم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے روبرو حیرہ کو کتوں کے داڑھوں کی مانند شکل میں لایا گیا'' یا یہ فرمایا کہ ''تم لوگ اسے فتح کرو گے''۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نفیلہ کی بیٹی مجھے عطا فرمادیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''وہ تیرے لئے ہے''۔ چنانچہ اسے اس کو دیا گیا۔ پھر اس کا باپ آیا اور اس نے کہا اسے فروخت کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کتنے میں اس نے کہا۔ ایک ہزار درہم۔ اس نے کہا اگر تم تیس ہزار درہم کہتے تو میں ضرور اسے لے لیتا۔ اس نے کہا کیا ایک ہزار سے بھی زیادہ گنتی ہوتی ہے۔؟

(9) خلافتِ راشدہ (11ھ-40ھ) کے بعد ملوکیت کی خبر دینا

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بنی اسرائیل کی سیاست وفرماں روائی انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب کوئی نبی دُنیا سے تشریف لے جاتا تو دوسرا نبی ان کی قائم مقامی کرتا۔ چونکہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ نہیں ہے تو خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے''۔ صحابہ نے عرض کیا ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا ''اول اور اول کی بیعت کرو اور ان کو ان کا حق ادا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا جن کا نگہبان ان کو بنایا ہے''

مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''دین قائم رہے گا۔ جب تک کہ قریش کے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد قیامت آنے تک جھوٹے لوگ خروج کرتے رہیں گے''

بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرے بعد خلفاء ہوں گے جو وہی عمل کریں گے جس کا علم رکھیں گے اور وہی کریں گے جس کا حکم دیا گیا ہوگا۔ ان کے بعد ایسے خلفاء ہوں گے جو ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہ ہوگا۔ اور وہ کریں گے جن حکم نہ دیا گیا ہوگا''

بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عجرہ سے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کی حکومت سے پناہ میں رکھے جو سفہا (سفاہت یعنی نادان) ہوں گے''۔ انہوں نے پوچھا ان سفہا کی خصلت کیا ہوگی۔ فرمایا ''وہ امراء میرے بعد ایسے ہوں گے جو میری ہدایت کے ساتھ ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میری سنّت پر وہ عمل کریں گے''

محدثین کرام نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بہت سی ایسے ناخوشگوار باتیں اور اُمور ہوں گے جن کو تم پسند نہ کرو گے''۔ صحابہ نے پوچھا ہم میں سے کوئی جب ان باتوں اور امور کو پائے تو وہ کیا کرے۔ فرمایا ''جو حق تمہارے ذمہ ہے اسے ادا کرنا اور جو تمہارے حق ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا''

(10) اطاعت کرنا خواہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو

ابن ماجہ وحاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ساریہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے بلیغ انداز سے ہمیں خطاب فرمایا کہ اس سے دل بے قرار ہو کر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسے کسی کو رخصت کے وقت کیا کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں تم کو وصیت

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور سمع و اطاعت کو لازم رکھنا اگر چہ حبشی غلام ہی حاکم ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا۔ تم نئی نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ وہ گمراہی ہے۔ لہٰذا تم میں سے جو کوئی ایسے وقت کو پائے تو اس پر میری سنّت اور میرے بعد کے خلفاء راشدین، ہدایت یافتہ کی سنّت لازم ہے۔ اور ان کو خوب مضبوطی سے تھامے رہیو"

(11) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خلفائے راشدین کی ترتیب کی پہلے ہی خبر دے دی تھی۔

ابو یعلی و حارث بن اسامہ، ابن حبان و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم نے سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے نے کہا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مسجد کی بنیاد رکھی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پتھر لائے آپ علیہ السلام نے اسے رکھا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پتھر لائے اور آپ علیہ السلام نے اسے رکھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پتھر لائے اور آپ علیہ السلام نے اسے رکھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "میرے بعد اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے"۔

ابو یعلی و حاکم اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مسجد کی بنیاد کے لئے سب سے پہلے خود پتھر اُٹھایا۔ آپ علیہ السلام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پتھر اٹھایا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پتھر اٹھایا پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پتھر اٹھایا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "میرے بعد (اسی ترتیب سے) یہ حضرات خلفاء ہوں گے"۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ابو نعیم نے قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور آپ علیہ السلام مسجد قبا کی تعمیر فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ علیہ السلام اس کی تعمیر فرما رہے ہیں۔ حالانکہ آپ علیہ السلام کے ساتھ صرف یہی تین حضرات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "میرے بعد یہی تین صاحبانِ خلافت ہیں"

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "آج رات میں نے مرد صالح کو دیکھا کہ اس نے حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے ساتھ اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ اور حضرت عثمان ذوالنورین کو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ متعلق کر دیا ہے"۔ حضرت جابر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار اقدس سے اٹھے تو ہم نے باہم ذکر کیا کہ مرد صالح سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں اور وہ جو ایک دوسرے سے متعلق کرنے کا ذکر فرمایا تو ان سے مراد وہ صاحبان امر ہیں جس امر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا۔

ابن ماجہ وحاکم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جو میرے بعد ہیں تم ان کی اقتدا کرنا وہ حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں'' اور حاکم نے اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

محدثین کرام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''میں سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں جس پر ڈول رکھا ہوا ہے تو میں نے اس ڈول سے جتنا خدا نے چاہا پانی نکالا۔ پھر اس ڈول کو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تھام لیا۔ اور انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے پانی نکالنے میں کمزوری تھی اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اس کے بعد وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسے تھام لیا تو میں نے اس سے پانی نکالنے میں لوگوں میں سے کسی کو ان سے قوی و مضبوط نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سیراب ہو کر جگہ پکڑ لی۔ اہل سیر نے اس کو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔

بیہقی نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں کالی بکریوں کو سیراب کر رہا ہوں۔ جب کالی بکریوں میں سفید بکریاں آ کر مخلوط ہو گئیں تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بڑھے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی کھینچا مگر ان میں ضعف تھا۔ جب حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آگے بڑھے اور انہوں نے ڈول تھام لیا تو وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا۔ اور لوگ خوب سیراب ہو گئے۔ اور تمام بکریاں سیراب ہو کر ہٹ گئیں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں نے اس کی تعبیر لی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور سفید بکریاں وہ تمہارے عجمی بھائی ہیں''۔ امام شافعی نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی ہوتی ہے۔ حدیث میں جو ضعف و کمزوری کا ذکر ہوا ہے اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی مدت کی کمی اور بہت جلد ان کی وفات ہو جانا مراد ہے۔

(12) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (11ھ۔13ھ) کی خلافت کے بارے میں ارشاد مبارک

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں ہمیشہ خواب دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے فضلات کو روندرہا ہوں۔ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا "تم ضرور لوگوں کے لئے سیدھی راہ ہموار کروگے"۔ عرض کیا میں دیکھتا ہوں کہ میرے سینے پر نشیبی داغ کی مانند دونشان ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "اس سے دو سال مراد ہیں"

ابن سعد نے ابن شہاب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا "اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے دیکھا کہ میں اور تم دونوں ایک سیڑھی کی طرف دوڑے ہیں مگر میں تم سے سیڑھی کے ڈھائی ڈنڈے اوپر چڑھ گیا ہوں"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو اپنی رحمت و مغفرت کی جانب بلالے گا۔ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

محدثین کرام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ سرورکونین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے مرض وصال میں مجھ سے فرمایا کہ "اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلا لوتا کہ میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی کہنے والا دعویٰ کرے اور تمنا رکھنے والا آرزو کرے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان انکار کرتے ہیں بجز ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے"۔

بیہقی وابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے میں نے سنا ہے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اور ابوبکر صدیق میرے بعد بہت تھوڑی مدّت رہیں گے۔ اور عرب کی چکی کا مالک ایسی زندگی گزارے گا جو محمود ہوگی۔ اور وہ شہید ہوکر فوت ہو گا"۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ شخص کون ہے فرمایا "عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن الخطاب"۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا "اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم سے لوگ اس قمیص کو اُتروانا چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنائی ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر تم نے اس قمیص کو اُتار دیا تو تم اس وقت تک جنّت میں داخل نہ ہوگے جب تک کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ نہ گزر جائے"

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ بنی المصطلق کے سفیروں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بھیجا کہ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے دریافت کروا گرہم آئندہ سال حاضر ہوں اور آپ علیہ السلام کو موجود نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے حوالہ کریں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے دریافت کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا "ان سے کہہ دو کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حوالہ کردیں"۔ اور میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا جا کر یہ اور دریافت کرو کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو بھی نہ پائیں تو؟ میں نے جا کر عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ان سے کہہ دو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حوالہ کر دیں'' تو میں نے ان سے یہ کہہ دیا۔ انہوں نے کہا آپ علیہ السلام سے عرض کرو کہ اگر ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہ پائیں؟ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ''ان سے کہہ دو حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حوالہ کر دیں''۔ اور فرمایا ''جس دن حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قتل کیئے جائیں اس دن تم لوگوں کو ہلاکت ہو''

طبرانی وابونعیم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''تم امیر وخلیفہ بنو گے اور تم کو قتل کیا جائے گا اور یہ داڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگین ہو گی''

(13) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دمِ واپسیں

حاکم نے ثور بن مجزاۃ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ واقعہ جمل کے دن میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 36ھ) کے پاس اس وقت پہنچا جب ان میں تھوڑی سی جان باقی تھی۔ تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تم کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت سے ہوں انہوں نے کہا اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں تمہاری بیعت کروں تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ پھر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ اور آپ سے واقعہ عرض کیا آپ نے سن کر فرمایا اللہ اکبـــــر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سچ فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار کر دے گا کہ طلحہ جنّت میں داخل ہوں مگر یہ کہ میری بیعت ان کی گردن میں ہو''

ابن عساکر نے بطریق سہل بن ابی حشمہ، عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل انصاری حارثی سے جو کہ شہداءِ اُحد میں سے ہیں۔ روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کبھی نبوت نہ ہوئی مگر یہ کہ اسکے بعد خلافت ہوئی اور کبھی خلافت نہ ہوئی مگر یہ کہ اسکے بعد بادشاہت ہوئی اور کبھی صدقہ نہ ہوا مگر یہ کہ وہ محصول بن گیا''

بیہقی وابونعیم نے ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یہ امر جو نبوت ورحمت ظاہوا ہے اس کے بعد خلافت ورحمت ہو گی۔ اس کے بعد ظلم وجور سے بھرپور بادشاہت ہو گی۔ اس کے بعد امت میں سرکشی و جبر اور فساد برپا ہو گا۔ جو زنا اور شراب اور ریشم کو حلال جانیں گے اور ان کے مرتکب ہونے پر مدد کریں گے ان کو ہمیشہ رزق ملتا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدا سے ملیں''

ابوداؤد وترمذی نے حسن بتا کر اور نسائی وحاکم اور بیہقی نے اور ابونعیم نے سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''نبوت کی خلافت ہو گی''۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ''میری امت میں خلافت تیس برس رہے گی اس کے بعد بادشاہت ہوگی''۔ یہ مدّتِ خلافت چاروں خلفاء کی ہے۔

بیہقی نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ''نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا بادشاہ کرے گا''۔ یہ سن کر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم بادشاہت کے ساتھ خوش ہیں۔

بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم لوگ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے نبوت کے عہد میں رہو گے اس کے بعد جب خدا چاہے اسے اُٹھالے گا۔ پھر تم خلافت علیٰ منہاج نبوت میں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے رہو گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے اُٹھالے گا۔ پھر ظلم سے بھرپور بادشاہت ہوگی۔ پھر ظلم و جور ہوگا جب تک خدا چاہے تم اس میں رہو گے پھر جب خدا چاہے اسے اٹھالے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت ہوگی''۔ چنانچہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (99ھ تا 101ھ) خلیفہ مقرر ہوئے تو ان سے یہ حدیث بیان کی گئی اور ان سے عرض کیا گیا کہ ہم تمنا رکھتے ہیں کہ آپ کا عہد ظلم و جور کے بعد والا ہو۔ یہ سُن کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

(14) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا

خلافت مدینہ میں ہے اور بادشاہت شام میں

حاکم و بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''خلافت مدینہ منورہ میں ہے اور بادشاہت شام میں''

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جب تم خلافت کو دیکھو کہ ارض مقدسہ میں نازل ہوئی ہے تو اس وقت زلزلے اور حزن و غم اور بڑے بڑے اُمور رونما ہوں گے۔ اور قیامت لوگوں سے اتنی قریب ہوگی جیسے ہاتھ اپنے سر سے قریب ہے''۔ بیہقی نے فرمایا اس قیامت سے مراد زمانہ خلافت کی مدت کا خاتمہ ہے۔

بزار و بیہقی نے صحیح بتا کر ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا لشکروں کی تلوار میرے سر کے نیچے سے اٹھالی گئی۔ میں نے گمان کیا اب وہ جاتی رہے گی۔ اور میں نے نگاہوں سے اس کا پیچھا کیا تو وہ تلوار شام پہنچی۔ تو جب فتنوں کا وقوع ہوگا تو ایمان شام میں ہوگا'' اور اس کی مانند حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث روایت کی ہے۔

ابونعیم نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

بعد مدینہ، مدینہ نہ رہے گا۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (41ھ تا 60ھ) کے بعد آرام و کشائش نہ رہے گی۔

(15) اے معاویہ حُسنِ سلوک سے پیش آنا

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں بطریق عبدالملک بن عمیر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''اے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر تم حکومت کروتو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا'' اس وقت سے میں خلافت کی خواہش رکھنے لگا تھا۔

بیہقی نے عبدالرحمٰن بن عمیر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم خلافت پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہ کیا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد نے کہ ''اے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جب تم حکومت کے والی بنوتو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا''۔ تو میں برابر گمان رکھتا تھا کہ میں ضرور امر ولایت میں مبتلا ہوں گا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمادیا ہے۔

(16) بنواُمیہ کی ملوکیت (41ھ۔132ھ)

طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے یعنی امرِ ولایت سپرد کرے''۔ اس پر اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا واقعی اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قمیص پہنائے گا؛ فرمایا ''ہاں! لیکن اس میں بلا وسختی ہے''۔ اسے تین مرتبہ فرمایا۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اے معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس امت کے امر کا والی بنائے گا توتم خیال رکھنا کہ تم کیا کررہے ہو؟'' حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو ولایت عطا کرے گا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ہاں! مگر اس میں بلا وسختی ہے'' اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اے معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اگر تم حکومت کے والی بنوتو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا''۔ انہوں نے کہا اس کے بعد میں گمان رکھنے لگا کہ میں امارت کے ساتھ ضرور مبتلا ہوں گا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمادیا ہے۔ یہاں تک کہ میں مبتلا ہوا۔ ابویعلی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابن عساکر نے بروایت حسن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''سُنو! میرے بعد میری امت کے معاملات کے تم والی بنوگے تو جب ایسا ہوتو امت کے محسنوں کو آگے بڑھانا اور امت کے بُروں کو دُور رکھنا'' تو میں اس کا امیدوار رہا۔ یہاں تک کہ میں اس

جگہ پہنچا۔

دیلمی نے حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے سنا ہے۔ ''یہ دن ورات ختم نہ ہوں گے جب تک کہ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حکومت نہ ہو''۔

ابن سعد وابن عساکر نے مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مخلد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''اللّٰھم علمہ الکتاب و مکن لہ فی البلاد و قہ العذاب '' اے خدا معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کتاب کا علم دے اور انہیں شہروں میں قدرت دے اور انہیں عذاب سے محفوظ رکھ''

ابن عساکر نے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن رویم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا۔ اور اس نے کہا مجھ سے کشتی کیجئے تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکی طرف بڑھے اور فرمایا میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کبھی مغلوب نہ ہوں گے'' اور انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ چنانچہ جب صفین کا دن آیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ حدیث مجھے یاد ہوتی تو میں معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے جنگ نہ کرتا۔

بیہقی نے نافع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میری نسل میں ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر بدنما نشان ہوگا مگر وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت نافع نے کہا میں گمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (بن مروان بن حکم بن العاص بن امیہ بن عبدشمس اموی۔ والدہ کا نام اُم عاصم تھا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند عاصم کی صاحبزادی تھیں اس طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی رگوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون بھی شامل ہوگیا تھا اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ مروان جیسے ناپسندیدہ شخص کی نسل سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسا مجدد ملت پیدا ہوا جو کہ 99ھ سے 101ھ تک خلیفہ رہے) ہیں۔

بیہقی نے حضرت نافع سے روایت کی اس نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اس شخص کو جان لیتا کہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل میں سے ہے اور اسکے چہرے پر بدنما نشان ہے اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھرے گا۔

بیہقی نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دُنیا کے بارے میں یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ آل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کی خلافت نہ ہو جس کی خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے مشابہ ہے تو لوگ بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا گمان رکھتے تھے۔ کیونکہ ان کے چہرے پر بدنما نشان تھا۔ مگر وہ نہ ہوئے اور وہ شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ کیونکہ ان کی والدہ عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن خطاب کی بیٹی تھیں۔

عبداللہ بن امام احمد نے الزوائد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ''بنی امیہ پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر ایسا ہے جو مرد صالح ہے یعنی عمر بن عبدالعزیز''

بیہقی نے سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ خلفاء حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ کسی نے ان سے پوچھا دوسرے عمر کون ہیں؟ فرمایا قریب ہے کہ تم اسے جان لو گے۔ بیہقی نے فرمایا کہ حضرت ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال پہلے فوت ہوئے اور انہوں نے یہ بات توفیق الٰہی سے سنائی۔

ابو یعلی و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جب ابوالعاص کے بیٹوں کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ کے دین سے فریب کریں گے۔ اور اللہ کے مال کو دوست سمجھیں گے۔ اور اللہ کے بندوں کا تمسخر اُڑائیں گے''

بیہقی نے ابن موھب سے روایت کی کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے تو ان کے پاس مروان آیا اور اسنے کہا اے امیر المومنین میری حاجت پوری کیجئے۔ خدا کی قسم میں عظیم مشقت میں مبتلا ہوں۔ میں دس بچوں کا باپ ہوں، دس کا چچا اور دس بہنوں کا بھائی ہوں۔ جب مروان پُشت پھیر کر گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے تو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جب الحکم کے بیٹوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ کے مال کو اپنے درمیان دولت سمجھیں گے اور اللہ کے بندوں کا تمسخر اُڑائیں گے۔ اور کتاب اللہ کے ساتھ فریب کریں گے۔ اور جب ان کی تعداد چار سو ننانوے تک پہنچ جائے گی۔ تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے زیادہ جلدی ہوگی''۔ یہ سُن کر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا خدا گواہ ہے بالکل درست ہے۔ پھر مروان کو اپنی کوئی حاجت یاد آئی اور اسنے عبدالملک کو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا اور عبدالملک نے معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اس کی حاجت کے بارے میں گفتگو کی جب عبدالملک واپس چلا گیا تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس شخص کے بارے میں ذکر فرمایا اور کہا کہ ''یہ چار ظالم و جابر بادشاہوں کا باپ ہے'' اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا خدا گواہ ہے بالکل صحیح ہے۔

حاکم نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''جب بنو امیہ کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں سے تمسخر، اللہ کے مال کو

دولت اور کتاب اللہ سے فریب کریں گے''۔

ابو یعلی وحاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی الحکم میرے منبر پر اسطرح کود رہے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں''۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو نہ تبسّم کرتے دیکھا اور نہ خاطر جمع کی حالت میں۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے وصال پایا۔

بیہقی نے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خواب میں دیکھا کہ بنی اُمیہ آپ علیہ السلام کے منبر پر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے بُرا جانا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر وحی فرمائی۔ ''یہ دنیا ہے انہیں دنیا ہی دوں گا۔ اس سے آپ علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں''۔

ترمذی وحاکم اور بیہقی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خواب میں دیکھا کہ بنواُمیّہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے منبر پر فرداً فرداً خطبہ دے رہے ہیں آپ علیہ السلام کو یہ ناگوار معلوم ہوا تو اسوقت آیہ کریم (سورۃ الکوثر اور سورۃ القدر)

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ

اور

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ﴿٢﴾ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿٤﴾ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ﴿٥﴾

نازل ہوئیں تو بنی اُمیّہ کی حکومت ہزار مہینہ تک رہی۔ قاسم بن فضل نے فرمایا ہم نے بنی امیہ کی حکومت کی مدّت شمار کی تو وہ ہزار مہینہ (41ھ تا 132ھ) تھی نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔

ابو یعلی وحاکم اور بیہقی نے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مرہ جہنی سے روایت کی ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی صحبت حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا ''اس سانپ کو یا سانپ کے بچے کو آنے کی اجازت دے دو۔ اللہ تعالیٰ اس پر اور جو اس کے صلب سے نکلے اس پر سوائے مسلمانوں کے جو کہ بہت کم ہوں گے لعنت کرے۔ یہ لوگ دنیا کو چاہیں گے اور آخرت میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ وہ لوگ مکّار وفریبی ہوں گے ان کو دنیا میں مال ودولت ملے گی اور آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہ ہوگا''

فاکہی نے زہری اور عطاء خراسانی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ بن العاص کے لئے فرمایا ''جب اس کی اولاد تیس یا چالیس کو پہنچے گی تو وہ ملکوں کے بادشاہ بن جائیں گے''

ابن نجیب نے اپنے رسالہ میں جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مطعم سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے تو حکم بن العاص آپ علیہ السلام کے سامنے سے گزرا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جو اولاد اس کے صلب میں ہے میری امت کے لئے افسوسناک ہے''

ابن ابی اسامہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''بنی امیّہ کے ظالم و جابر لوگوں میں سے ایک کی ناک سے میرے اس منبر پر ضرور خون بہے گا''۔ تو عمرو بن سعید بن العاص کی ناک سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے منبر پر خون بہا۔ یہاں تک کہ منبر کی سیڑھیوں سے خون بہنے لگا۔

(17) حکومت بنی عباس (132ھ۔656ھ)

امام احمد و حاکم اور بیہقی و ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک رات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''دیکھو کیا آسمان میں کسی ستارہ کو دیکھتے ہو''۔ میں نے عرض کیا ہاں ثریّا کو دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا ''سنو! ان ستاروں کی تعداد کے موافق تمہارے صلب کی اولاد اس امت کی حکمران ہوگی۔ اور وہ فتنہ کے وقت حکمران ہوں گے''

بزار، ابن عدی، بیہقی اور ابونعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''تم میں نبوت و مملکت ہے''

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا مجھ سے اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے سے گزری تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم ایک فرزند کی حاملہ ہو۔ جب وہ بچہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے بچّہ کیسے ہوگا جب کہ قریش نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ عورتوں کے پاس نہ آئیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ ایسا ہی ہوگا جیسا میں نے تم سے فرمایا''۔ وہ کہتی ہیں جب میرے بچّہ پیدا ہوا تو اسے آپ علیہ السلام کے پاس لائی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اس بچّے کے مُنہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر فرمایا ''خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ''۔ جب میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واقعہ عرض کیا تو وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور آپ علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جو بات تم سے اُم الفضل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کہی ہے۔ وہ حقیقت ہے۔ یہ ابوالخلفاء ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ بدکار ہوں گے اور کچھ ان میں

سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک وہ ہو گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا''

ابن عدی و ابو نعیم اور بیہقی نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ جا رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں جبریل علیہ السلام ہیں۔ مگر میں یہی گمان کرتا رہا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ جبریل علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا یہ تو سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا میں آپ علیہ السلام کے ساتھ جا رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبریل علیہ السلام کی بات ان سے بیان کی اور ان کی آنکھیں جانے کا ذکر کیا اور فرمایا ''وہ بینائی موت کے وقت واپس آجائے گی''

(18) خراسان سے سیاہ جھنڈے اور قتال عظیم

بیہقی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تمہارے اس خزانے یعنی کعبہ معظّمہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گے اور وہ تینوں خلفاء کی نسل سے ہوں گے اور ان میں سے کسی کو اس کا حق نہ پہنچے گا۔ پھر خراسان سے سیاہ جھنڈوں والے آئینگے اور وہ تم کو اسطرح قتل کریں گے کہ تم نے اس کی مانند قتال کبھی نہ دیکھا ہو گا''

بیہقی و ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی۔ فرمایا ''خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے کوئی چیز انہیں نہ پھیر سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیاء میں نصب ہو جائیں گے''

بیہقی نے ابان بن ولید بن عتبہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو میں موجود تھا۔ ان سے امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کیا تمہارے لئے امارت ہو گی؟ انہوں نے کہا ہاں۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تمہارے مددگار کون ہوں گے۔ کہا اہلِ خراسان۔ اور بنی امیہ بنی ہاشم سے کئی مرتبہ لڑیں گے۔

حاکم و ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہمارے وہ اہلِ بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اہلِ بیت کے لئے دُنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی ہے۔ اور میرے بعد میرے اہل بیت شدید بلاؤں سے دوچار ہو گی۔ اور ان کو منتشر کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس جگہ سے ایک قوم آئے گی''۔ اور دستِ اقدس سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔ ''اور وہ سیاہ جھنڈے تھامے ہوں گے اور وہ حق کو مانگیں گے۔ مگر کوئی انہیں حق نہ دے گا۔ تو وہ جنگ کریں گے اور غالب رہیں گے۔ اور انہیں حق دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت میں کے ایک شخص کے اسے سپرد کریں گے۔ وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس

طرح ظلم و جور سے زمین بھر گئی ہوگی''

حاکم نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص زمانہ کے خاتمہ اور فتنوں کے ظاہر ہونے کے وقت ظاہر ہوگا۔ اس کا نام سفاح ہوگا اس کی غبار و دہش دونوں ہاتھوں سے مال میں ہوگی''

بیہقی و ابونعیم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت کی فرمایا ''ہم میں سے سفاح، منصور اور مہدی ہوں گے''

بیہقی نے بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی فرمایا کہ ''ہم میں سے تین شخص ہوں گے جو اہلِ بیت سے ہوں گے''

زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ جس وقت ابن ملجم ملعون نے آپ کو مجروح کیا اور آپ نے وصیّت فرمائی تو اس وصیت میں آپ نے فرمایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے اُن باتوں کی خبر دی ہے۔ جو آپ علیہ السلام کے بعد اختلافات رونما ہوں گے۔ اور مجھے عہد شکنوں، دین سے نکل جانے والوں اور ظلم و جور کرنے والوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے۔ مجھے ان زخموں کی خبر دی جو مجھے پہنچے ہیں۔ اور مجھے بتایا کہ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اس کا بیٹا یزید (60ھ۔64ھ) حکومت کرے گا۔ اس کے بعد بنی مروان (64ھ۔65ھ) کو حکومت پہنچ جائے گی۔ اور وہ اسے وراثت بنالیں گے۔ اب امر خلافت بنی اُمیّہ کو پہنچے والا ہے۔ اسکے بعد بنی عباس کی طرف جائے گا۔ اور مجھے اس جگہ کی مٹی دکھائی گئی جہاں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے جائیں گے''۔ نیز انہوں نے مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا ''خدا کی قسم بنو امیہ اسلام کو ننگا کر کے رکھ دیں گے اس کے بعد اسے اندھا کر دیں گے۔ پھر یہ نہ جانا جائے گا کہ اسلام کہاں ہے؟ اور یہ نہ معلوم ہوگا کہ اسلام کا والی کون ہے۔ اور اسلام اِدھر اُدھر پھرتا رہے گا۔ جہاں خدا چاہے۔ یہ حالت ایک سو چھتیس سال تک رہے گی اس کے بعد اللہ تعالیٰ سفراء کو بھیجے گا۔ جس طرح بادشاہوں کے سفراء ہوتے ہیں۔ ان کی خوشبو پاکیزہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسلام کی سماعت و بصارت کو پھیر دے گا''۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا وہ عراقی، مشرقی اور عجمی ہوں گے۔ اور کم ہے جو ہو گیا اور کم ہے جو ہو کر رہے گا۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ دین تم میں ہمیشہ رہے گا۔ اور تم ہی اسکے والی ہو۔ جب تک تم نئے نئے اعمال نہ کرو۔ ورنہ تم سے یہ ولایت چھن جائے گی۔ لہٰذا جب تم ایسا کرو گے تو تم پر اللہ تعالیٰ شریروں کو مسلط کرے گا۔ اور وہ تمہاری کھال اس طرح اُدھیڑیں گے جس طرح درخت سے پوست چھیلا جاتا ہے''

بخاری نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے

فرمایا ''یہ امر قریش میں رہے گا۔ جب تک قریش دین پر قائم ہیں جو بھی ان سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مُنہ کے بل اوندھا کردے گا''

حاکم نے ضحاک بن قیس سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''حکمران ہمیشہ قریش میں سے رہے گا''

(19) حکومت ترکیہ کی خبر

طبرانی وابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ترکوں کو اپنے حال پر رہنے دو۔ جب تک وہ تم سے کچھ نہ کہیں کیونکہ میری امت میں سب سے پہلے جوان کا ملک چھینے گا اوران کو اللہ تعالیٰ جس چیز کا مالک کرے گا وہ بنوقنطوراء ہیں۔ (کہا گیا ہے کہ قنطوراء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی کا نام ہے۔ ان سے ان کی اولاد ہوئی اور انہیں میں سے ترک اور چینی ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ قنطوراء ترکوں کے باپ کا نام تھا)

ابونعیم نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ایک علاقہ ہے جس کا نام بصرہ یا بصیرہ ہے وہاں کچھ مسلمان اُتریں گے ان کے قریب نہر ہوگی جس کا نام دجلہ ہے۔ اس پران کا پُل ہوگا۔ اور وہاں رہنے والے کثرت سے ہوجائیں گے۔ جب آخر زمانہ ہوگا تو بنوقنطوراء آئیں گے۔ ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔ یہاں تک کہ وہ نہر کے کنارے پر اُتریں گے۔ اور لوگ تین فرقوں میں بٹ جائیں گے ایک فرقہ اپنی اصل کے ساتھ ملحق رہے گا اور وہ ہلاک ہوجائے گا۔ اور ایک فرقہ اپنی جانوں کو بچائے گا۔ اور وہ کافر ہوجائے گا۔ اور ایک فرقہ ان سے جنگ کرے گا۔ اور خوب شدّت سے جنگ کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے بقیہ لوگوں کو فتح دے گا''

ابویعلیٰ نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اہل عرب پر ترک ضرور غالب ہوں گے یہاں تک کہ وہ اہلِ عرب کو شیح (بہت سی قسم کا پودا جسے چوپائے کھاتے ہیں) وقیصوم (جنگلی پودا) کے پودوں کی مانند کردیں گے''

طبرانی وحاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ''گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں۔ جو ایسے اونٹوں پر تمہارے اوپر آئے ہیں۔ جن کے کان چِرے ہوئے ہیں۔ اور وہ ان کو فرات کے کنارے باندھ رہے ہیں''

حاکم نے صحیح بتاکر حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یہ قبیلہ مضر، ہمیشہ مردِ صالح کو قتل کرتے رہیں گے اور ان کو ہلاک کرکے نابود کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے ایسے لشکر سواروں کو بھیجے گا جو انہیں قتل کرے گا''۔

امام احمد و طبرانی اور ابو یعلیٰ نے بسند صحیح عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے بعد ایک قوم آئے گی جو ایک دوسرے کو قتل کر کے حکومت حاصل کرے گی''

(20) شہادتِ حضرت عُمر فاروق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام احمد و ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً؛ اس کی مثل اور بزار نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

(21) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا کوہِ اُحد پر ارشاد کہ ''تجھ پر دو شہید موجود ہیں''

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابو یعلی نے بسند صحیح سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد سے روایت کی کہ کوہِ اُحد نے جوش مسرت سے حرکت کی اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور عثمان ذوالنّورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:۔

''حَدَّثَهُمْ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اُحُدًا وَ مَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ فَقَالَ اسْكُنْ اُحُدُ اَظُنُّهٗ ضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَلَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ'' وَ صِدِّيْقٌ'' وَ شَهِيْدَانِ''

''اُحد قائم رہ۔ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے''

طبرانی نے ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک باغ میں تشریف فرما تھے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنے کی اجازت مانگی آپ علیہ السلام نے فرمایا ''انہیں اجازت دیدو اور جنّت کی بشارت دے دو'' پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی آپ علیہ السلام نے فرمایا ''انہیں اجازت دے دو۔ اور جنّت و شہادت کی بشارت دے دو''۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی آپ علیہ السلام نے فرمایا ''انہیں جنّت و شہادت کی بشارت اور اجازت دے دو''

طبرانی نے بسند صحیح عبدالرحمٰن بن یسار سے روایت کی انہوں نے کہا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن موجود تھا اس دن آفتاب کو گہن ہوا تھا۔

(22) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت کے بارے میں ارشاد گرامی

محدثین کرام نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیئر

اریس تشریف لے گئے اور اس کنوئیں کی دیوار پر بیٹھے اور آپ علیہ السلام اس کے وسط میں تھے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنے قدم ہائے مبارک کنوئیں میں لٹکا کر اپنی پنڈلیاں کھول لیں اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ضرور دربان رہوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے میں نے عرض کیا آپ اپنی جگہ رہیئے اور میں نے جا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا ''انہیں اجازت دے دو اور جنّت کی بشارت دے دو''۔ تو وہ آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پہلو میں آپ علیہ السلام کی داہنی جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے میں نے عرض کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہیں۔ اور اجازت چاہتے ہیں فرمایا ''انہیں اجازت دے کر جنّت کی بشارت دے دو''۔ تو وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بائیں جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور میں نے عرض کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہیں۔ اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا ''انہیں اجازت دے کر اس بلوے پر جو انہیں پہنچے گا جنّت کی بشارت دیدو''۔ تو وہ آئے اور انہوں نے دیوار پر بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہ ان کے مقابل کنوئیں کی دیوار پر بیٹھ گئے۔ اور پاؤں لٹکا دیئے۔ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے لی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے بھیجا اور فرمایا ''جاؤ اور ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس پہنچو اور ان کو تم اپنے گھر میں چادر لپیٹے بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ اور ان کو جنّت کی بشارت دیدو۔ اس کے بعد تم ثنیۃ الوداع پہنچو اور تم حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دراز گوش پر سوار اس حال میں پاؤ گے کہ ان کے سر کا اگلا حصہ کھلا ہوگا اور انہیں جنّت کی بشارت دے دو۔ اس کے بعد تم حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس پہنچو ان کو بازار میں خرید وفروخت کرتا پاؤ گے۔ اور انہیں شدید بلا ومصیبت کے بعد جنّت میں داخل ہونے کی بشارت دے دو''۔ تو میں گیا اور ان سب کو اسی حال میں پایا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے احوال کی خبر دی تھی۔

ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں اور ابو یعلی و بزار اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ایک باغ میں تھا تو کسی آنے والے نے دستک دی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے انس! جاؤ دروازہ کھول کر اسے جنّت کی بشارت دے کر میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو''۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ پھر کسی شخص نے دستک دی حضور علیہ السلام نے فرمایا ''اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جاؤ انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو''۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اسکے بعد پھر کسی نے دستک دی آپ علیہ السلام نے فرمایا

''دروازہ کھول کرانہیں جنّت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو۔ کیونکہ وہ شہید کئے جائیں گے'' تو میں نے دیکھا کہ وہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

امام احمد وطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ منورہ کے ایک نخلستان میں تشریف فرماتھے۔ تو کسی نے آہستہ آواز کے ساتھ اجازت مانگی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''انہیں اجازت دے دواوراس بلوے پرجس کاانہیں واسطہ ہوگا جنّت کی بشارت دے دو''۔ تو وہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

طبرانی نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے ساتھ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چلے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا اس نے کہا یہ شہید ہوں گے۔ اوران کی قوم ان کوشہید کرے گی۔ اور ہم تمام فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں''

بزار وطبرانی نے اوسط میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوام سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فتح مکہ کے دن ایک قریشی آدمی کوقتل کر کے فرمایا ''آج کے بعد جبر کے ساتھ کسی قریشی کوقتل نہیں کیا جائے مگر ایک آدمی عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن عفان کوقتل کرے گا لہٰذا تم اس آدمی کوقتل کردینا۔ اگر تم نے اسے قتل نہ کیا تو تم بکریوں کی مانند قتل کئے جاؤ گے''

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے اس وقت فرمایا جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوبلوائیوں نے محصور کر رکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''فتنہ واختلاف رُونما ہوگا''۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے لئے اس وقت کیا حکم ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم امیر اوران کے اصحاب کے دامن سے وابستہ رہنا'' اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

(23) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ''یوم الدار'' میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ نہ کرنے کا وعدہ لیا

ابن ماجہ وحاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور آپ علیہ السلام ان کی طرف اشارہ فرما رہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ متغیّر ہو رہا تھا چنانچہ جب یوم الدار یعنی وہ دن آیا جس میں انہیں محصور کیا گیا تو ہم نے عرض کیا کیا آپ جنگ نہیں کرینگے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے اس امر کا عہد لیا ہے لہٰذا میں اس پر اوراپنی جان کا خیال نہ کرونگا صابر

رہوں گا۔

حاکم وابن ماجہ اور ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''بلا شبہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔ (یعنی خلافت دے گا۔) تو اگر منافقین تم سے اسے اُتارنا چاہیں تو اسے نہ اُتارنا''

ابویعلی نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے کہلوایا کہ ''تم مقتول وشہید ہوگے۔ لہٰذا تم صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کا اجر دے گا۔ اور اس قمیص کو نہ اُتارنا جسے اللہ تعالیٰ بارہ سال چھ مہینے پہنائے رکھے گا''۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہیں صبر دے کیونکہ تم بہت جلد شہید کئے جاؤ گے اور اس حال میں جان دو گے کہ تم روزے سے ہوگے اور میرے ساتھ افطار کرو گے''

ابن عدی وابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میرے بعد تمہیں خلافت دی جائے گی اور منافقین چاہیں گے کہ تم اسے چھوڑ دو تو تم اسے نہ چھوڑنا۔ اور تم اس دن روزہ رکھنا کیونکہ تم میرے پاس افطار کرو گے''

حاکم نے صحیح بتا کر عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم لوگ ایک ایسے شخص پر بلوہ کرو گے جو چادر سے عمامہ باندھے ہوگا اور وہ جنتی لوگوں کی بیعت لے گا''۔ تو جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلوہ کیا تو وہ حیری چادر کا عمامہ باندھے بیعت لے رہے تھے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم اس حال میں قتل کئے جاؤ گے کہ تم سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہوگے اور تمہارے خون کا قطرہ آیۃ کریمہ (سورۃ البقرآیت 137) ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ'' پر گرے گا''۔ ذہبی نے کہا یہ روایت موضوع ہے۔

امام احمد وطبرانی وحاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے عبداللہ بن حوالہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جو تین باتوں سے محفوظ رہا اس نے نجات پائی''۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا ''میرا وصال ہے اور اس خلیفہ کا قتل ہے جو حق پر قائم رہ کر حق پر جان دیگا۔ اور دجال کے فتنے سے'' اور طبرانی نے اس کی مثل عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اسلام کی چکّی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس (37) سال کے بعد گھومے گی تو اگر وہ لوگ ہلاک ہوئے تو راہِ راستی (خوبی) ہلاک ہونے والوں میں ہے۔ اور اگر ان کا دین ان کیلئے قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے

گا''۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ مدت گزشتہ سال سے ہے؟ فرمایا''نہیں جو آئندہ آئے گا۔بیہقی نے فرمایا۔چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔بنی امیّہ کی حکومت اس حال میں رہی۔یہاں تک کہ جب ان میں سُستی در انداز ہوئی تو 70ھ کے قریب خراسان سے دعویٰ کرنے والوں کا ظہور ہوا۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور ابن ماجہ نے مرہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے۔آپ علیہ السلام قریب تر ہونے والے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے۔اسی اثناء میں ایک شخص کپڑے سے مُنہ لپیٹے گزرا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا''اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا''۔میں اُٹھ کر اس کے پاس گیا تو وہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنی تلوار سے قتل کرو گے۔اور تمہارے شریر لوگ تمہاری دنیا کے وارث بن جائیں گے''

(24) لوگ دین سے اس طرح نکل جائینگے جیسے چلّہ سے تیر

بیہقی اور ابو نعیم نے المعرفہ میں عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عدیس سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا''لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے چلّہ سے تیر نکل جاتا ہے۔اور وہ لوگ لبنان کے پہاڑوں میں قتل کئے جائیں گے''۔ابن لہیعہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عدیس ان بلوائیوں میں شامل تھا جو اہل مصر کے ساتھ قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غرض سے چلے تھے ان بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا تھا۔اس واقعہ کے ایک یا دو سال بعد لبنان کے پہاڑ میں ابن عدیس کو قتل کیا گیا۔

(25) محصور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا پانی پلانا

حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں مہاجر بن حبیب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کو بھیج کر بلوایا اور وہ اس وقت محصور تھے۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اپنا سر اُٹھا کر اس روزن کو دیکھو آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس روزن سے رونق افروز ہوئے اور فرمایا''اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم محصور ہو؟''میں نے عرض کیا ہاں۔ تو آپ علیہ السلام نے ایک ڈول لٹکایا۔اور میں نے اس سے پانی پیا۔اور میں اپنے اندر اسکی ٹھنڈک اب تک پا رہا ہوں۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا''اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں وہ

تمہیں ان پر غالب کر دے گا اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر افطار کرو"۔ تو میں نے آپ علیہ السلام کے پاس حاضر ہونے کو اختیار کیا ہے اور وہ اسی دن شہید کیے گئے۔

ابن منیع نے اپنی مسند میں بطریق نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (23ھ۔35ھ) محصور ہو گئے تو وہ روزے سے رہنے لگے ایک دن افطار کا وقت آیا تو انہوں نے بلوائیوں سے افطار کے لئے شیریں پانی مانگا مگر انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا آپ نے تشنگی کے عالم میں رات بسر کی۔ پھر جب سحر کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چھت سے رونق افروز ہوئے۔ آپ علیہ السلام کے ساتھ پانی کا ڈول تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! پانی پیو"۔ تو میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہو گیا۔ پھر فرمایا "اور زیادہ پیو" تو میں نے پیا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔

ابونعیم نے عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حاتم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن ایک آواز سُنی اس نے کہا "ابشر یا ابن عفان، بروح وریحان، ابشر یا ابن عفان، برب غیر غضبان، ابشر یا ابن عفان، یغفران و رضوان" میں نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔

طبرانی وابونعیم نے مسہر بن حبیش سے روایت کی انہوں نے کہا ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات میں دفن کیا۔ تو ہمیں ہمارے پیچھے سے ایک انبوہ نے ڈھانپ لیا اور ہم لوگ ڈر گئے قریب تھا کہ منتشر ہو جائیں۔ ایک منادی نے پکارا ڈرو نہیں اپنی جگہ جمے رہو۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تمہارے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے میں شریک ہوں۔ تو مسہر کہا کرتے تھے خدا کی قسم وہ انبوہ فرشتوں کا تھا۔

ابونعیم نے عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ "حش کوکب" میں تین دن رکھا رہا۔ لوگوں نے انہیں دفن نہیں کیا تھا یہاں تک کہ ایک ہاتف نے ندا دی ان کو دفن کرو اور ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صلوٰۃ پڑھ لی ہے۔

ابن سعد نے مالک بن ابی عامر سے روایت کی انہوں نے کہا لوگ "حش کوکب" میں اپنے مردوں کو دفن کرنے سے بچا کرتے تھے اس پر حضرت عثمان رضی تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک مرد صالح فوت ہو گا اور اسے اس جگہ دفن کیا جائے گا۔ اور لوگ اس کی اقتدا کریں گے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص تھے جو اس جگہ دفن کئے گئے۔

ابونعیم بروایت عثمان بن مرہ، ان کی والدہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے اوپر تین دن تک جنات کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ ان کے نوحہ کا ایک بند یہ ہے۔

"لیلة الحسبتہ اذیر مون بالضحر الصلاب ؛ ثم جاء وابکرة یبغون صقرا کا شھاب ؛ زینھم

فی الحی والمجلس فکاک الرقاب"

ابن سعد نے مجاہد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں کے سامنے جنہوں نے محاصرہ کر رکھا تھا چھت پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا تم لوگ مجھے قتل کر کے پھر کبھی مقبول نماز نہ پڑھ سکو گے اور تم کبھی جہاد نہ کر سکو گے اور نہ تم میں تمہارے درمیان غنیمت تقسیم ہو گی۔ جب وہ لوگ ارادۂ قتل سے باز نہ آئے تو آپ نے دعا کی" اللّٰھم احصھم عددا، واقتلھم بددا، ولا تبق منھم احدا" "اے خدا ایک ایک کو گھیر لے اور ان کو چُن چُن کر قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ"۔ مجاہد نے کہا ان میں سے فتنہ کے دن جو مارے گئے سو مارے گئے اور یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا اور تین دن تک انہوں نے قتل مباح رکھا اور اس کی مداہنت سے انہوں نے جو چاہا کیا۔

(26) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دینا

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی آپ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "تمہیں اس جگہ اور اس جگہ ضرب لگائی جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں زخموں سے خون بہہ کر تمہاری داڑھی کو رنگین کر دے گا" اس کی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی آپ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا "وہ شخص بڑا شقی ہے جو تمہاری اس جگہ پر ضرب لگائے گا کنپٹی پر۔ یہاں تک کہ اسکے خون سے داڑھی رنگین ہو جائے گی"۔ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سمرہ اور صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل وارد ہے جن کو ابونعیم نے نقل کیا ہے۔

(27) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا

"(حضرت) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فوت نہ ہونگے مگر مقتول"

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں پہنچا وہ اس وقت علیل تھے۔ آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا میرا گمان یہ ہے کہ اب یہ فوت ہونے والے ہیں اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر مقتول ہو کر اور ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر اس حال میں کہ غیظ سے بھرے ہوں گے"۔ حاکم بیہقی اور ابونعیم نے زہری سے روایت کی انہوں نے کہا جب

صبح کا وقت ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب قتل کئے گئے بیت المقدس میں جس پتھر کو اٹھایا جاتا اس کے نیچے سے خون برآمد ہوتا۔

ابونعیم نے بطریق زہری حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا جس دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا اس کی صبح کو زمین سے جس کنکری کو اٹھایا جاتا اسکے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

(28) چند اور صحابہ کرام (رِضوان اللہ تعالیٰ اجمعین) کی شہادت کی خبر دینا

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کوہِ حرا پر تھے آپ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی (اسد اللہ)، طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے تو ایک بڑے پتھر نے جُنبش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "ٹھہرا رہ، تجھ پر نبی، یا صدیق یا شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے"

حاکم، ابن ماجہ اور ابونعیم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جو محبوب رکھتا ہے کہ زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھے تو اسے چاہیئے کہ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید اللہ کو دیکھے"

حاکم نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے بطریق زہری روایت کی کہا کہ مجھے اسمٰعیل بن محمد بن ثابت انصاری نے اپنے والد سے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن قیس بن شماس سے فرمایا "اے ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تمہاری زندگی محمود ہو اور شہید ہو کر فوت ہو اور جنّت میں داخل کئے جاؤ؟" انہوں نے عرض کیا میں اس پر خوش ہوں تو انہوں نے محمود زندگی گزاری اور مسیلمہ کذاب کے قتل کے دن وہ شہید ہو کر داخل جنّت ہوئے۔

(29) حضرت حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت کی خبر دینا

حاکم و بیہقی نے اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت الحارث سے روایت کی انہوں نے کہا ایک دن میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے انہیں آپ علیہ السلام کے آغوش میں دے دیا۔ کچھ دیر بعد میں نے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھا تو آپ علیہ السلام کی چشمان مبارک آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا کہ "میرے پاس جبریل آئے

اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کر دے گی۔ اور میرے پاس ان کے مقتل کی سُرخ مٹی لائے''۔

ابن راہویہ، بیہقی اور ابونعیم نے اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن محوِ استراحت تھے۔ آپ علیہ السلام بیدار ہوئے تو غمگین تھے اور آپ علیہ السلام کے دست اقدس میں سُرخ مٹی تھی۔ جسے آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پلٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ مٹی کیسی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین عراق میں قتل کیے جائیں گے اور یہ ان کے مقتل کی مٹی ہے''

(30) حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا میں شہید کیے جائیں گے

بیہقی وابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ اور اسے اجازت دی گئی۔ اسی دوران امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دوش مبارک پر سوار ہونے لگے۔ فرشتہ نے پوچھا آپ علیہ السلام ان سے محبّت کرتے ہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ہاں''۔ اس نے کہا آپ علیہ السلام کی امت ان کو قتل کر دے گی۔ اگر چاہیں تو میں آپ علیہ السلام کو وہ جگہ دکھا دوں جہاں انہیں قتل کیا جائے گا تو فرشتہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سُرخ مٹی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دکھائی اور اس مٹی کو اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لے لیا اور اسے اپنے کپڑے میں باندھ لیا۔ اور ہم سنا کرتے تھے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں شہید کیا جائے گا۔

ابونعیم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے گھر میں آ کر کھیل رہے تھے اسی وقت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ علیہ السلام کی امت آپ علیہ السلام کے اس فرزند کو آپ علیہ السلام کے بعد شہید کر دے گی۔ اور جبریل علیہ السلام نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور انہوں نے مٹی لا کر دی۔ آپ علیہ السلام نے اسے سُونگھ کر فرمایا ''کرب وبلا کی بُو ہے'' اور فرمایا ''اے اُم سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جب یہ مٹی خون سے بدل جائے تو جان لینا کہ میرا فرزند شہید کر دیا گیا ہے''۔ تو انہوں نے اس مٹی کو شیشی میں محفوظ کر لیا۔

ابن عساکر نے محمد بن عمرو بن حسن سے روایت کی انہوں نے کہا ہم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کربلا کی نہر پر تھے۔ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کو دیکھ کر فرمایا اللہ اور اسکے رسول نے سچ فرمایا گویا میں کبرے کتّے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہلِ بیت کا خون پی رہا ہے۔ چونکہ شمر ملعون مبروص تھا۔

ابن سکن وبغوی نے الصحابہ میں اور ابونعیم نے بطریق سحیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث سے روایت کی۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''میرا یہ فرزند حسین

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایسی زمین میں شہید کیا جائے گا جس کا نام کربلا ہے۔ تو جو تم میں سے موجود ہو اسے چاہیئے کہ ان کی مدد کرے'' تو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے۔

بیہقی نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے اس وقت جبریل علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے جبریل علیہ السلام نے کہا آپ علیہ السلام کی اُمّت ان کو شہید کردے گی۔ اگر آپ چاہیں تو وہ مٹی آپ کو بتادوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا۔ اور جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے طف کی طرف اشارہ کیا جو عراق میں ہے اور سُرخ مٹّی لے کر آپ علیہ السلام کو دکھائی۔ اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متصلاً روایت کی۔

(31) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ شہید ہیں

بیہقی نے شعبی سے روایت کی انہوں نے کہا حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مدینہ منورہ آئے انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ تو وہ مدینہ سے دو دن کی مسافت پر جا کر ان سے ملے اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آخرت کو اختیار کیا۔ اور دنیا کو رد کر دیا۔ چونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے جزو ہیں۔ خدا کی قسم آپ میں سے کسی کو دُنیا کبھی نہیں حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات سے اس دنیا کو اس چیز کے ساتھ پھیر دیا ہے جو آپ حضرات کے لئے اُس سے بہتر ہے لہٰذا آپ واپس چلیے مگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپسی سے انکار کر دیا۔ تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے یہ کہتے ہوئے معانقہ کیا کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپُرد کرتا ہوں کیونکہ آپ شہید ہیں۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم اہل بیت کی کثرتِ تعداد کی بنا پر شک نہیں کرتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق میں شہید کردئے جائیں گے۔

ابونعیم نے یحییٰ حضرمی سے روایت کی انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں صفین تک سفر کیا جب آپ نینوا میں پہنچے تو آپ نے پکارا اے عبداللہ! فرات کے کنارے ٹھہرو۔ میں نے عرض کیا کس لئے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ'' مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا'' اور مجھے اس جگہ کی مٹی اٹھا کر دکھائی تھی۔

ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی جگہ آئے۔ آپ نے فرمایا اس جگہ ان کے اُونٹ باندھے جائیں گے۔ اس جگہ ان کا سامان رکھا جائے گا اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جماعت اس میدان میں قتل کی جائے گی اور ان پر زمین وآسمان روئیں گے۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو وحی بھیجی کہ ''میں نے حضرت یحیٰ بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار کو قتل کرایا اور میں آپ کے نواسے کے قتل کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا''۔

امام احمد وبیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ایک دن دو پہر کے وقت خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ علیہ السلام کے بال گرد آلود ہیں اور آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دستِ مبارک میں خون کی بوتل ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا ''یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں شروع دن سے اس خون کو اس وقت تک جمع کرتا رہا ہوں'' تو میں نے اپنی خواب کے وقت کو یاد رکھا تو یہ وہی وقت تھا جس دن وہ شہید کئے گئے۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سر مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی داڑھی شریف گرد آلود ہے یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کا کیا حال ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ابھی ابھی مقتلِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آرہا ہوں''

بیہقی وابونعیم نے بصرہ ازویہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (10 محرم 61ھ) شہید ہوئے تو آسمان سے خُون برسا جب ہم نے صبح کی تو ہمارے خیمے، ہمارے مشکیزے اور ہماری ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

بیہقی وابونعیم نے زہری سے روایت کی انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے ہم اسدن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

بیہقی نے ام حبان سے روایت کی انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے ہم پر تین راتیں اندھیری چھائی رہی اور ہم میں سے کسی نے اپنے زعفران کو ہاتھ نہ لگایا۔ جس نے بھی اپنے چہرے پر زعفران ملا اس کا چہرہ جھلس گیا اور بیت المقدس میں جس پتھّر کو پلٹتے اسکے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

بیہقی نے جمیل بن مرہ سے روایت کی انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے لوگوں نے ان کے لشکر کا ایک اونٹ پایا اور انہوں نے ذبح کر کے اسے پکایا تو وہ حنظل کی مانند کڑوا ہو گیا۔ اور کسی کو قدرت نہ ہوئی اس کا کچھ حصہ نگل سکیں۔

بیہقی وابونعیم نے سفیان سے روایت کی انہوں نے کہا مجھ سے میری دادی نے بیان کیا اُنہوں نے کہا جس وقت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو میں نے درس کو دیکھا تو وہ خاستر ہو گیا تھا اور میں نے گوشت کو دیکھا تو وہ آگ بن گیا تھا۔

بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے تو میں ان دنوں جوان لڑکی تھی میں نے دیکھا کہ کئی دنوں تک آسمان سرخ رہا اور وہ آپ کے لئے روتا رہا۔

ابونعیم نے بطریق سفیان ان کی دادی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جعفیین کے دو آدمی قتلِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود تھے تو ان میں سے ایک کا حال یہ تھا کہ مشکیزہ اس کے مُنہ سے لگایا جاتا اور وہ اس کا آخری قطرہ تک پی جاتا مگر وہ سیراب نہ ہوتا۔ یعنی اس کی پیاس نہ بُجھتی تھی۔ اور دوسرے کا اس سے بھی بدتر۔

(32) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر جِنّات نے نوحہ کیا

ابونعیم نے حبیب بن ابی ثابت سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جنّات کو نوحہ کرتے سنا ہے وہ کہتے تھے

مسح النبی جبینه فلهٗ بریق فی الخدود

ابواه لفی علیا قریش وجده خیر الجدود

ترجمہ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر دستِ اقدس پھیرا ہے۔ ان کے رخساروں میں نور کی چمک ہے۔ ان کے ماں باپ قریش میں بلند رُتبہ ہیں اور ان کے جد ساری مخلوق کے اجداد سے بہتر ہیں۔

ابونعیم نے بطریق حبیب بن ابی ثابت حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا میرا خیال ہے کہ میرا فرزند یعنی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور شہید کر دیئے گئے ہیں۔ پھر میں نے اپنی باندی سے کہا جاؤ پوچھ کر آؤ تو اس نے آکر خبر دی کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں اس وقت جنّات اس طرح نوحہ کرتے تھے۔

الا یا عین فابتهلی بجهد ومن یبکی علی الشهداء بعدی

علی رهط تقودهم المنایا الی تجیر فی ملک عبد

ترجمہ:۔ اے آنکھ تو کوشش کے ساتھ آنسو بہا۔ میرے بعد ان شہیدوں پر کون روئے گا۔ یہ رونا ان شہیدوں پر ہے جن کو موتیں ترک دنیا، ابن زیاد ملعون اور عبدِ بادشاہ یعنی یزید بد بخت وظالم کی طرف کھینچے لئے جا رہی ہیں۔

ابونعیم نے فریدہ بن جابر حضرمی سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے جنّات کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نوحہ کرتے سُنا ہے۔ وہ کہتے تھے

الفی حسینا هبلا کان حسین جبلا

ترجمہ:۔ میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دیتا ہوں وہ بڑے بُردبار تھے۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیکی کے پہاڑ تھے۔

ابونعیم نے بروایت ابن لہیعہ، ابوقبیل سے روایت کی انہوں نے کہا۔ جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے تو ناپاکوں نے آپ کا سرِاقدس تنِ مبارک سے جدا کردیا۔ اور وہ ایک منزل میں بیٹھ کر نبیذ پینے لگے تو ایک دیوار سے لوہے کا قلم ان پر نمودار ہوا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی

اترجو ا امة قتلت حسینا شفاعة جده یوم الحساب

ترجمہ:۔ وہ اُمّت جس نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا قیامت کے دن ان کے جد کریم کی شفاعت کی کیا امید رکھتی ہے۔

ابن عساکر نے مہنال بن عمرو سے روایت کی انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نے سرِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے جب وہ اسے بلند کئے لئے جارہے تھے میں اس وقت دمشق میں تھا اس میں سرِاقدس کے آگے کسی نے سورۂ کہف کی تلاوت کی جب وہ سورۃ الکہف آیت 9

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا

ترجمہ:۔ ''کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے''۔

تو اللہ تعالیٰ نے سرِمبارک کو گویائی عطا فرمائی اور فرمایا'' اعجب من اصحاب الکهف قتلی وحملی'' ''اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کی بات میرا قتل کرنا اور میرے سر کو اٹھائے پھرنا ہے''

(33) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک کے بارے میں ارشاد

ترمذی و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' کتنے ہی کمزور بندے ایسے ہیں جن کو لوگ ضعیف جانتے ہیں اور ان کے جسموں پر صرف دو چادریں ہوتی ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرمادے۔ ان حضرات میں سے ایک حضرت براء بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں''۔ چنانچہ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تستر (فارس) کے میدان میں کفار سے مقابلہ کیا مگر مسلمان منتشر ہوگئے۔ مسلمانوں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ'' اگر تم اللہ تعالیٰ کی قسم دے دو تو

اللہ تعالیٰ تمہاری قسم ضرور پوری فرمادے'' لہٰذا آپ اپنے رب کو قسم دیجئے تو انہوں نے کہا اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہم کو ان کے شانے دیگا تو وہ پشت پھیر کر فرار ہو جائیں گے۔اسکے بعد کفّار مسلمانوں سے قنطرۃ السوس پر مقابل آئے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی تو مسلمانوں نے کہا اے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رب کو قسم دیجئے تو انہوں نے کہا اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہمیں ان کے شانے دے تو وہ اپنے شانے ہمیں دے دیں اور تو مجھے اپنے نبی علیہ السلام کے ساتھ ملا دے۔اس کے بعد مسلمانوں نے حملہ کیا اور فارسی کفار ہزیمت کھا گئے اور حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔

ابن السکن اور ابن مندہ دونوں نے الاصابہ میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کئی سندوں کے ساتھ اقرع بن شفی عکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میری بیماری کے زمانہ میں تشریف لائے اس وقت میں نے عرض کیا۔میرا گمان یہی ہے کہ میں اپنے اس مرض سے جانبر نہ ہوسکوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' ہرگز نہیں ۔تم ضرور زندہ رہو گے اور سرزمین شام کی طرف ضرور ہجرت کرو گے۔اور وہاں فوت ہو کر فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے''۔ چنانچہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں (20ھ) فوت ہوئے اور املہ (رملہ) میں مدفون ہوئے۔

(34) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار محدّثین میں

محدثین کرام نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' گزشتہ امتوں میں محدثین ہوتے تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ'' اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ اس رسول کی امت میں محدثین ہوتے تھے۔اگر میری امّت میں محدثین میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں''۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم محدثین کیسے ہوتے ہیں؟ فرمایا'' فرشتے ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' ہر نبی کے ساتھ اس کی امت میں ایک یا دو معلم ہوتے رہے۔میری امت میں اگر کوئی معلموں میں سے ہے تو وہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن الخطاب ہیں''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا ہم اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگرچہ بکثرت تھے لیکن ہمیں اس میں کوئی شک نہ تھا کہ سکون

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

بیہقی نے طارق بن شہاب سے روایت کی انہوں نے کہا ہم باہم کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔

حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے نہیں سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی چیز کے بارے میں فرماتے ہوں کہ میرا ایسا ایسا خیال ہے۔مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ آپ نے گمان کیا ہوتا تھا۔

(35) ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے سب سے پہلی زوجہ مطہرہ کا آپ علیہ السلام سے ملنا

مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا"تم ازواج میں سے وہ زوجہ مجھے سب سے پہلے ملے گی جو تم سب میں دراز دست ہے"۔تو ہم ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ طویل ہیں تو وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں ان کے ہاتھ طویل تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرتیں اور صدقہ دیا کرتی تھیں۔

بیہقی نے شعبی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ازواج مطہرات نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم میں سب سے پہلے کون آپ علیہ السلام سے ملے گا۔فرمایا"تم میں جس کے ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہیں"۔تو وہ سب اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ دراز ہیں۔جب اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (20ھ) وفات پائی تو ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ اجمعہا نے جانا کہ وہ خیر وصدقہ میں سب سے زیادہ دراز دست تھیں۔

(36) قرآن کریم کی کتابت کے بارے میں آپ علیہ السلام کی خبر

ابن عساکر نے نبیط اشجعی سے روایت کی انہوں نے کہا جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم کے نسخوں کی کتابت کرائی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا آپ نے راہ ثواب اختیار کی۔اور آپ نے توفیق حق پائی میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام فرماتے تھے"میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے لوگ جو میرے بعد آئیں گے وہ ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان رکھیں گے۔اور جو"ورقِ معلق" میں ہے۔اس پر عمل کریں گے"۔میں دل میں کہتا وہ"ورق معلّق" کیا ہوگا۔یہاں تک کہ میں نے مصاحف قرآنیہ کو دیکھا۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر بہت تعجب کیا اور حکم دیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کو دس ہزار درہم دیے جائیں اور فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا تھا کہ تم ہم سے نبی علیہ السلام کی حدیث کو روک کے رکھو گے۔

(37) حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی خبر دینا

مسلم نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ ''اہل یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں صرف اپنی والدہ کو ہی چھوڑ کر آئے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی تو اسنے اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کی تو وہ سفیدی اس سے جاتی رہی۔ صرف ایک دینار کے برابر سفیدی باقی ہے۔ اس کا نام اویس ہے۔ تو تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ اس سے مغفرت کی دعا کی درخواست کرے۔''

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تابعین میں قرن کا ایک شخص ہوگا اس کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ اس کے جسم میں سفیدی ظاہر ہو گی اور اللہ تعالیٰ سے اسے دُور کرنے کی دعا کرے گا اور وہ دُور ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ دعا کرے گا ''اللّٰھم دع لی فی جسدی منہ ما اذکر بہ نعمتک علیی'' (ترجمہ: اے خدا میرے جسم سے اس سفیدی کو دُور کر دے۔ اور میرے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں)۔ تو اللہ تعالیٰ اسکے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے گا لہٰذا تم میں سے کوئی اگر اس سے ملے تو اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ اس سے استغفار کی درخواست کرے''

ابن سعد و حاکم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جنگِ صفین کے روز اہلِ شام کے ایک آدمی نے پکارا کہ کیا تم میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا ہاں ہیں۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اویس قرنی خیر التابعین ہیں''۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اپنے لشکر میں چلا گیا۔ (جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں ان کی شہادت کا پتہ چلتا ہے)

ابن سعد و حاکم نے بطریق اسیر بن جابر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں آپ کے لئے کیونکر استغفار کروں جبکہ آپ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''خیر التابعین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی ہے''

(38) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سلام کا حال

اہل سیر نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سلام (المتوفی 43ھ مدینہ منورہ) سے روایت کی کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا ''وہ شہداء کا مقام ہے اور تم اس مقام کو ہرگز نہ پاؤ گے''

ابن سعد و حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور میں ایک پیالہ کھانا لایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا اور پیالہ میں کھانا بچ رہا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اس طرف سے ایک شخص آئے گا جو اہل جنّت میں سے ہے وہ اس کھانے کو کھائے گا'' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سلام آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

(39) رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

طیالسی و ابن سعد و بیہقی نے بطریق یحیٰ بن عبدالحمید بن رافع روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوم غزوۂ اُحد یا یوم حنین ان کی چھاتی میں تیر لگا۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! تیر کو نکال دیجئے۔ حضور نے فرمایا ''اے رافع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کے پیکان کو نکال دوں اور اگر تم چاہو تو میں تیر کو نکال دُوں اور اسکے پیکان کو رہنے دُوں تاکہ میں قیامت کے دن تمہاری شہادت کی گواہی دوں کہ تم شہید ہو''۔ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! تیر کو نکال دیجئے۔ اور پیکان کو رہنے دیجئے۔ اور میرے شہید ہونے کی گواہی قیامت کے دن دیجئے کہ میں شہید ہوں۔ تو وہ اس کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت (41ھ۔60ھ) کا زمانہ تھا تو وہ زخم پھٹا اور اس سے ان کی وفات ہوئی۔

(40) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے اُم ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا خدا کی قسم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو نہیں جدا کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے چونکہ ان سے فرمایا کہ ''جب مقام سلع سے عمارتیں تجاوز کر جائیں تو تم یہاں سے نکل جانا''۔ چنانچہ جب سلع سے بستی تجاوز کر گئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

حاکم و ابونعیم نے اُم ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے ان لوگوں سے جن میں میں بھی تھا فرمایا ''تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اسکے پاس آئے گی'' تو ان لوگوں میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے آبادی اور جماعت میں وفات نہ پائی ہو البتہ ایک میں ہی وہ شخص رہ گیا ہوں۔ لہٰذا تم سرِ راہ انتظار کرو اس پر میں نے کہا اس زمانے میں لوگ کہاں آتے جاتے ہیں کیونکہ حجاج گزر چکے ہیں۔ اور راستہ رُک چکا ہے۔ ہم اسی حال میں تھے اور وہ وفات پا چکے تھے کہ اچانک چند

سواروں کو اونٹوں پر دیکھا اور میں نے ہاتھ اور کپڑے سے انہیں اشارہ کیا اور وہ لوگ تیزی کے ساتھ آکر کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ٹھہر کر انہیں دفن کیا۔ (المتوفی 31ھ ربذہ)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے فرمایا "میرے بعد اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے"۔ یہ سن کر میں رونے لگا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا میں آپ علیہ السلام کے بعد زندہ رہوں گا؟ فرمایا "ہاں! جب کوہ سلع سے آبادی کو تجاوز کرتے دیکھو تو عرب میں سرزمین قضاعہ چلے جانا کیونکہ ایک دن آنے والا ہے جو ایک کمان یا دو کمان یا ایک تیر یا دو تیر کی مقدار میں قریب ہے"

ابن سعد نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس وقت تم کیا کرو گے جب تم پر ایسے حاکم آئیں گے جو مالِ غنیمت کو بے دریغ خرچ کریں گے" میں نے عرض کیا میں اپنی تلوار سے ماروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں تمہیں اس سے بہتر صورت نہ بتاؤں وہ یہ کہ تم صبر کرنا"

ابونعیم وابن عساکر نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خبر دی کہ لوگ ہرگز میرے قتل پر قابو نہ پائیں گے اور میرے دین میں لوگ ہرگز فتنہ نہ ڈالیں گے اور مجھے خبر دی کہ میں تنہا اسلام لایا اور تنہا فوت ہوں گا۔ اور تنہا قیامت کے دن اٹھایا جاؤں گا۔

ابونعیم نے اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں سوتا ہوا پایا تو آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا "کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں مسجد میں سوتا ہوا دیکھ رہا ہوں" انہوں نے عرض کیا پھر میں کہاں سوؤں جب کہ مسجد کے سوا میرا کوئی گھر ہی نہیں۔ سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اس وقت تم کیا کرو گے جب تم کو یہاں سے نکالا جائے گا؟" انہوں نے عرض کیا۔ میں شام چلا جاؤں گا۔ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا "اس وقت تم کیا کرو گے جب شام سے نکالے جاؤ گے" تو عرض کیا اس جگہ پھر پلٹ آؤں گا فرمایا "اس وقت تم کیا کرو گے جب تم کو اس جگہ سے دوبارہ نکالا جائے گا"۔ عرض کیا اس وقت اپنی تلوار لے کر ماروں گا یہاں تک کہ فوت ہو جاؤں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں اس سے بہتر تدبیر تمہیں نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ تم کو لوگ جس طرف لیجائیں تم چلے جانا اور جدھر وہ تمہیں چلائیں چلتے رہنا یہاں تک کہ تم اسی اپنی حالت کے ساتھ مجھ سے آکے ملو"

حارث بن ابی اسامہ نے ابوالمثنیٰ ملیکی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تشریف لاتے تو فرماتے "عویمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری امت کا دانشور ہے اور جندب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (ابوذر) میری امت کا تنہا شخص ہے۔ یہ تنہا زندگی گزارے گا اور تنہا فوت ہوگا۔ اور صرف اللہ

تعالیٰ ہی اس کی کفایت کرے گا''

ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''جب آبادی سلع سے بڑھ جائے تو یہاں سے نکل جانا''۔اور شام کی طرف جانے کا دست اقدس سے اشارہ فرمایا۔''اور میں گمان نہیں رکھتا کہ تمہارے حکماء تمہیں اپنے حال پر چھوڑیں'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جو لوگ میرے اور آپ علیہ السلام کے حکم کے درمیان حائل ہوں کیا میں ان سے جنگ نہ کروں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''نہیں ان کی سمع و طاعت کرنا اگرچہ حبشی غلام ہی تمہارا حاکم ہو''۔ چنانچہ جب وہ شام چلے گئے تو امیر معاویہ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کے لوگوں کو خراب کر دیا ہے اس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا پھر وہ ربذہ کی طرف چلے گئے۔ جب ربذہ پہنچے تو نماز کی اقامت ہو رہی تھی اس جگہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے حبشی غلام حاکم تھا وہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر پیچھے ہٹا آپ نے اسے آگے بڑھایا فرمایا کہ نماز پڑھاؤ۔ کیونکہ مجھے سمع و طاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو۔ تو تم حبشی غلام ہو۔

(41) اعرابی کو اس کے قتل کی خبر دینا

ابن خزیمہ و بیہقی اور طبرانی نے کدیر ضبی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار اقدس میں ایک اعرابی آیا۔ اور اس نے عرض کیا آپ علیہ السلام مجھ کو ایسا بتایئے جو مجھے جنّت سے قریب کر دے اور دوزخ سے مجھے دور کر دے۔ سرور کونین ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''عدل و انصاف سے بولو اور بچا ہوا مال لوگوں کو دیا کرو''۔ اس نے عرض کیا خدا کی قسم میں اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ ہر لحظہ عدل و انصاف سے بولوں اور نہ اس کی ہی قدرت رکھتا ہوں کہ بچا ہوا مال لوگوں کو دے سکوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم کھانا کھلایا کرو اور بکثرت لوگوں کو سلام کیا کرو''۔ اس نے کہا یہ بھی بہت دشوار ہے۔ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تمہارے پاس اُونٹ ہے''۔ اس نے کہا ہاں! رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اپنے اونٹ اور اپنے مشکیزہ کا دھیان رکھو اور ان گھروں میں جایا کرو جو ایک دن کے بعد پانی پیتے ہیں۔ اور انہیں پانی پلایا کرو۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اونٹ کو نہ مارے گا اور تمہارے مشکیزے کو نہ پھاڑے گا۔ یہاں تک کہ تمہارے لئے جنّت واجب کر دے گا''۔ چنانچہ وہ اعرابی گیا۔ ابھی نہ اس کا مشکیزہ پھٹا تھا اور نہ اس کا اونٹ مرا تھا کہ وہ شہید ہو کر فوت ہو گیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی شاہد ایک اور متصل روایت ہے جسے طبرانی نے اپنے ثقہ راویوں کے ساتھ نقل کیا ہے سوائے یحیٰی حمانی کے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا وہ کون سا عمل

ہے جسے اگر میں کروں تو جنّت میں داخل ہو جاؤں۔ رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' کیا تم ایسے علاقے میں ہو جہاں پانی ڈھو کر لایا جاتا ہے؟'' اس نے کہا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' تم نیا مشکیزہ خرید لو۔ پھر اس میں پانی بھرا کرو۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ جائے۔ ابھی وہ پھٹنے نہ پائے گا کہ تم اس کے ذریعہ ایسے عمل کو پہنچ جاؤ گے جو جنّت میں لے جائے''

طبرانی نے مسند الشامیین میں اور ابن حبان نے الثقات میں بطریق ابراہیم بن ابی عبسہ شریک بن خباشہ نمیری سے روایت کی کہ وہ بیت المقدس گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کنوئیں سے پانی کھینچ رہے تھے کہ ان کے ڈول کی رسّی ٹوٹ گئی تو وہ ڈول نکالنے کنوئیں میں اترے۔ ابھی وہ ڈول کو تلاش ہی کر رہے تھے کہ انہیں ایک درخت نظر پڑا اور انہوں نے اس کا ایک پتہ توڑ لیا اور اس پتے کو اپنے ساتھ نکال لائے جب اسے باہر دیکھا تو وہ دنیاوی درختوں کے پتوں کی مانند نہ تھا۔ پھر وہ اعرابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اِسے لائے۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وہ خبر حق ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا'' اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنّت میں داخل ہوگا'' اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پتے کو مصحف شریف کے دونوں گتّوں کے درمیان رکھ دیا اور کلبی نے دوسری سند کے ساتھ قصّہ مذکورہ بیان کیا۔ اس میں مذکور ہے کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب سے دریافت کیا کہ کیا تم کتاب میں یہ پاتے ہو کہ اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنّت میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا ہاں اس کا ذکر موجود ہے۔

(42) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا کذّاب اور حجاج ثقفی کی خبر دینا

امام احمد نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' میری امت میں ستائیس (27) کذّاب ودجّال ہوں گے ان میں سے چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیّین ہوں۔ میرے بعد نبی نہیں''

ابن عدی و ابویعلی و بزار و طبرانی اور بیہقی نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس (30) کذاب ظاہر نہ ہوں ان میں سے مسیلمہ، عنسی اور مختار ہے۔ عرب کے شریر ترین قبائل بنوامیہ، بنوحنیفہ اور بنوثقیف ہیں''

مسلم نے اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے حجاج ثقفی سے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا'' بنوثقیف میں کذاب اور ظالم ہوگا'' چنانچہ کذّاب کو تو

ہم نے دیکھ لیا ہے اب رہا ظالم، تو میرا خیال ہے وہ تو ہی ہے اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مانند مرفوعاً روایت کی۔

ابن سعد و بیہقی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کسی آنے والے نے آپ کو خبر دی کہ اہلِ عراق نے اپنے امام کو کنکریاں ماری ہیں تو وہ غضب ناک ہو کر باہر نکلے اور نماز پڑھی اور ان کی نماز میں سہو واقع ہو گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کی کہ اے خدا جن لوگوں نے مجھے وسوسہ میں ڈالا تو ان کو اس پریشانی میں ڈال دے۔ اور اس ثقفی غلام کو ان پر مسلّط کرنے میں جلدی کر جوان میں جاہلیت کے طریقہ کے ساتھ حکومت کرے گا اور وہ ان کے محسنوں کا عذر قبول نہ کرے گا۔ اور نہ ان کے بروں سے درگذر کرے گا۔ حالانکہ حجاج اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ ابوالیمان نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم تھا کہ حجاج یقیناً خروج کرے گا۔ چنانچہ جب اہل عراق نے ان کو غضب ناک کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لئے بطور سزا اس کے ظہور کی عجلت فرمائی جس کا ظاہر ہونا اس کیلئے لازمی امر تھا۔

امام احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ پر بددعا کی کہ اے خدا! جیسے میں نے ان پر بھروسہ کیا مگر انہوں نے خیانت و بدعہدی کی۔ اور جس طرح میں نے ان کی خیر خواہی کی مگر انہوں نے خیر خواہی کی قدر نہ کی۔ اب ان پر اس ثقفی جوان کو مسلّط کر دے جو لانبے لانبے دامن والا اور ادھر ادھر بھٹکنے والا ہے جو عراق کی تر و تازگی کو کھالے گا اور عمدہ پوشاکیں پہنے گا۔ اور ان میں جاہلیت کے طریقہ پر حکومت کرے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت تک حجاج پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

بیہقی نے بروایت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اوس بن حدثان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا وہ جوان جو بڑے بڑے دامن والا ہو گا مصریوں کا امیر ہو گا۔ عمدہ پوشاک پہنے گا۔ اعلیٰ نعمتیں کھائے گا۔ جو عزّت والے اس کے دربار میں حاضر ہوں گے انہیں وہ قتل کرے گا۔ مخلوق اس سے بہت ڈرے گی اسی دَور میں لوگوں کی نیندیں اُڑ جائیں گی۔

بیہقی نے حبیب بن ابی ثابت سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا تو اس وقت تک نہ مرے جب تک کہ تو ثقفی جوان کو نہ پائے۔ اسنے پوچھا وہ ثقفی جوان کون ہے۔؟ فرمایا روز قیامت اس سے کہا جائے گا کہ جہنم کے گوشوں میں سے کسی گوشے کو ہماری طرف سے اختیار کر لے۔ وہ جوان بیس سال یا کچھ اوپر بیس سال حکومت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی کسی معصیت کو نہ چھوڑے گا مگر یہ کہ وہ اس کا ارتکاب کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک معصیت کے سوا کوئی معصیت باقی نہ چھوڑے گا اور اس معصیت کے اور اسکے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہو گا وہ اسے توڑ ڈالے گا اور وہ اس معصیت کا بھی مرتکب ہو جائے گا۔ جو لوگ اس کی اطاعت کرینگے اُنکے ساتھ وہ اپنے نافرمانوں کو قتل کرے گا۔

(43) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خبر دینا

بخاری نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (3ھ۔50ھ) کی بابت فرمایا ''میرا یہ فرزند سید ہے۔ اور توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان اس کے ذریعہ صلح کرائے گا''۔ اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

(44) حضرت محمد بن حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (21ھ۔81ھ) کی خبر دینا

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے بعد تم سے ایک بچہ پیدا ہوگا اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر تم رکھو گے''

(45) صلہ بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں خبر دینا

ابن سعد و بیہقی اور ابو نعیم نے الحلیہ میں بطریق ابن المبارک روایت کی کہ ہمیں عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام صلہ بن اشیم ہوگا اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے''

(46) وہب، قرظی، غیلان اور ولید کی خبر دینا

ابن عدی و بیہقی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خزرجی۔ المتوفی 34ھ) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وھب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا'' (غیلان دمشقی، قدریہ فرقہ کا سردار ہے اسی نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں)

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ایک شیطان شام میں پکارے گا اور دو تہائی شامی قدر کو جھٹلائیں گے''۔ بیہقی نے فرمایا اس حدیث میں غیلان قدری کی طرف اشارہ ہے۔

ابن سعد و بیہقی نے ابو بردہ ظفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''دو کاہنوں میں سے ایک کاہن مرد میں ظاہر ہوگا جو قرآن کریم کی اس خوبی کے ساتھ تلاوت کرے گا کہ اسکے بعد کوئی شخص اس جیسا تلاوت نہ کر سکے گا'' نافع بن یزید نے کہا ہم کہا کرتے تھے

کہ وہ کاہن محمد بن کعب قرظی تھے۔ اور دو کاہن قریظہ ونضیر کے تھے۔

بیہقی نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''دو کاہنوں میں سے ایک کاہن ایسا شخص ہوگا جو قرآن کریم کو بڑی خوبی کے ساتھ پڑھے گا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا اس جیسا نہ پڑھ سکے گا'' راوی نے کہا لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ اور نضیر کے تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ بیہقی نے عون بن عبداللہ سے روایت کر کے فرمایا ہم نے قرظی سے زیادہ عالم تاویل قرآن میں کسی کو نہ دیکھا۔

بیہقی وابونعیم نے حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی کا بچّہ پیدا ہوا اور انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ نام سُن کر فرمایا ''تم لوگ اپنے فرعونوں کے نام پر نام رکھتے ہو۔ اس امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا وہ شخص اس امت کے لئے بہت شریر ہوگا۔ جس طرح فرعون اپنی قوم کے لئے بدتھا''۔ اوزاعی نے کہا لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ شخص ولید بن عبدالملک (86ھ-96ھ) ہے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ ولید بروایت ابن المسیب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصلاً روایت کر کے صحیح بتایا اور امام احمد نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا اس کے بعد مذکورہ حدیث کی مثل روایت کی۔

(47) شام میں طاعون کی خبر دینا

امام احمد نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے سنا ہے کہ ''تم لوگ شام کی طرف جاؤ گے اور تمہارے لئے شام فتح ہوگا اور تم میں ایک وبا پھیلے گی جو گلٹی کے یا گوشت کے طویل ٹکڑوں کی مانند ہوگی اور وہ پاؤں کے حصوں (یا بغل وغیرہ) کو گھیرے گی اس وبا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی مَوت دے گا۔ اور تمہارے اعمال کو سُتھرا بنائے گا''

طبرانی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم ایک منزل میں اُترو گے اس جگہ کا نام جابیہ ہے وہاں تم کو ایک بیماری لاحق ہوگی جو اونٹ کے غدود (گلٹی) کی مانند ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت کی موت دے گا۔ اور اس کے ذریعہ تمہارے اعمال کو سُتھرا کرے گا''

امام احمد وطبرانی اور بزار وابویعلی اور حاکم وابن خزیمہ اور بیہقی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی''۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس طعن یعنی نیزے کے زخم کو تو ہم جانتے ہیں طاعون کیا ہے؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''طاعون تمہارے دشمن جنات کا کونچہ (چیچک) ہے۔ اور طعن و طاعون دونوں میں شہادت ہے''

امام احمد وابویعلی اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میری امت فنا نہ ہوگی مگر طعن اور طاعون سے'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس طعن کو ہم جانتے ہیں طاعون کیا ہے؟ فرمایا ''اونٹ کے غدود کی مانند غدود ہے۔ طاعون کی جگہ رہنے والا شخص شہید کی مانند ہے اور وہاں سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد سے بھاگنے والا شخص''

ابن ماجہ وبیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کسی قوم میں کبھی فواحش کا غلبہ نہ ہوا۔ جب تک کہ انہوں نے اس کا علانیہ ارتکاب نہ کیا اسکے بعد ان میں طاعون کی وبا پھیلی''

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس قوم میں زنا کاری جب عام ہوئی تو ان میں موت کی کثرت واقع ہوئی''

(48) اُم ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شہادت کی خبر

ابوداؤد وابونعیم نے جمیع اور عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان دونوں نے اُم ورقہ بنت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بدر تشریف لے گئے تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے غزوے میں اپنی معیت میں جانے کی اجازت دیجئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا''۔ تو ان کو لوگ شہیدہ کے نام سے پکارتے تھے اس شہادت کا واقعہ یہ ہوا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہی تھیں اور انہوں نے ایک غلام اور باندی کو مہتمم کیا تھا وہ دونوں رات کے وقت ان کے پاس آئے اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئیں۔ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو حکم دیا اور دونوں کو سولی دی گئی۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی چڑھنے والے تھے۔ ابن راہویہ، ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا ''آؤ شہیدہ کی زیارت کریں''

(49) حضرت اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گریہ

ابن سعد نے زید بن علی بن حسین سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار نبوت کے بعد کسی ایسی عورت کی گود میں اپنا سر مبارک نہ رکھا۔ جو آپ علیہ السلام کے لئے حلال نہ ہو۔ سوائے اُم الفضل زوجۂ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ وہ آپ علیہ السلام کے سر مبارک کو سنوارتیں۔ اور چشمان مبارک میں سُرمہ لگاتی تھیں چنانچہ ایک دن آپ علیہ السلام نے سرمہ لگایا تو اچانک ان کی آنکھوں سے آنسو کا قطرہ بہہ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رخسارِ مبارک پر گرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ علیہ السلام کے وصال کی خبر دی ہے۔ کاش کہ آپ علیہ السلام بتا دیتے کہ آپ علیہ السلام کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے بعد تم لوگ مقہور (قہر کیے گئے) وضعیف خیال کیے جاؤ گے''

اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی اُس وقت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 32ھ) زندہ تھے۔

(50) اس فتنہ کی خبر دینا جس کی ابتداء شہادتِ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (13ھ۔23ھ) سے ہوئی

محدثین کرام نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم میں کون شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قول کو فتنوں کی بابت یاد رکھتا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قریب آؤ اور بیان کرو تو میں نے بیان کیا کہ مرد کا فتنہ اس کے اہل، مال، اولاد اور اسکے ہمسائے میں اگر ہو تو اسکا کفارہ نماز اور صدقہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا مقصود اس قسم کے فتنوں کی بابت دریافت کرنا نہیں ہے بلکہ وہ فتنے دریافت کرتا ہوں جو دریا کے موج کی مانند اُمنڈ کے آئیں گے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ایسے فتنوں کا آپ کو کوئی اندیشہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان بند دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ میں نے عرض کیا نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ پھر وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ لوگوں نے اس دروازے کی بابت پوچھا کہ وہ کون ہے انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام احمد و بیہقی اور طبرانی نے عروہ بن قیس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ولید سے لوگوں نے ظاہر ہونے والے فتنوں کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا سنو جب تک عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہیں وہ ظاہر نہ ہوں گے ان فتنوں کا ظہور ان کے بعد ہوگا۔

ابن راہویہ نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عہدِ نبوّت کا ذکر کر کے اس کی تعریف وثناء کی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت کا ذکر کر کے

اس کی تعریف و ثنا کی۔ اس کے بعد فرمایا جب تیس سال پورے ہو جائیں تو جدھر تمہارا جی چاہے چلے جانا کیونکہ اس کے بعد کسی طرف نہیں پھیرا جا سکتا۔ مگر عجز و فجور ہی کی طرف۔

ابن سعد نے کعب سے روایت کی انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ماہ ذی الحجہ کا چاند تمام نہ ہوگا کہ آپ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور میں آپ کی بابت کتاب اللہ میں لکھا پاتا ہوں کہ آپ جہنم کے ایک دروازے پر ہیں اور لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روک رہے ہیں جب آپ وفات پائیں گے تو لوگ جہنم میں قیامت تک گرتے رہیں گے۔

بزار، طبرانی اور ابونعیم نے مظعون سے روایت کی کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مظعون نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت فرمایا کہ ''عمر فتنوں کی رکاوٹ ہیں۔ جب تک یہ تم میں موجود و زندہ رہیں گے۔ اس وقت تک تمہارے اور فتنوں کے درمیان دروازہ مضبوطی سے بند رہے گا''

طبرانی نے اوسط میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' تمہیں فتنوں کا ہرگز سامنا نہ کرنا پڑے گا جب تک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم میں موجود ہیں''

بیہقی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے درمیان ہرج واقع ہوگا''۔ صحابہ نے دریافت کیا ہرج کیا ہے؟ فرمایا ''یہ قتل مشرکوں کا نہیں ہوگا مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرینگے''

امام احمد و بیہقی اور بزار و طبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے کرز بن علقمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' فتنے اس طرح واقع ہوں گے جس طرح شبنم گرتی ہے۔ اور تم اس وقت سانپ بن جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے''۔ زہری نے فرمایا کالا سانپ جب ڈسنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس طرح کھڑا ہو جاتا ہے اور انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے بتایا اسکے بعد وہ ڈستا ہے۔

امام احمد و بزار اور طبرانی و حاکم رحمہما اللہ نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عرفطہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''عنقریب حادثات، فتنے، فرقے اور اختلاف واقع ہوں گے۔ اگر تم قدرت رکھو کہ مقتول ہو جاؤ تو مقتول ہو جانا قاتل نہ بننا''

طبرانی و حاکم نے صحیح بتا کر عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الحمق سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' فتنے واقع ہوں گے وہ لوگ زیادہ سلامتی میں رہیں گے جو مغربی لشکر میں ہوں گے''۔ ابن الحمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اسی بنا پر میں مصر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

طبرانی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''عنقریب چار فتنے رُونما ہوں گے۔ پہلا فتنہ یہ ہے کہ اس میں خون بہانے کو حلال جانیں گے اور دوسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال کو حلال سمجھا جائے گا۔ اور تیسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس مین خونریزی اور مال وفروج (شرمگاہ) کو حلال سمجھا جائے گا (اس روایت میں چوتھے فتنے کا ذکر نہیں ہے ممکن ہے کہ چوتھا فتنہ تاتار کا ہو جنہوں نے آخری خلفاء عباسیہ کو قتل کیا۔ واللہ اعلم بمراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)۔ (ہلاکو خاں (1256ء تا 1265ء) نے آخری عباسی خلیفہ مستعصم باللہ (640ھ۔656ھ) کو 1258ء میں قتل کر دیا اور دارالخلافہ بغداد تباہ وبرباد کر دیا)

(51) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات

بیہقی وابونعیم نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''بہت سے لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ٹھیک سنا ہے۔ مگر تم ان میں سے نہیں ہو''۔ چنانچہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے پہلے 32ھ میں فوت ہو گئے۔

طیالسی نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کی کہ دو شخص بالشت بھر زمین پر جھگڑتے ہوئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جب تم ایسی زمین پر ہو جہاں دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑ رہے ہوں تو تم وہاں سے نکل جانا''۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

(52) محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد

ابوداؤد وحاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ہر آدمی کو فتنے میں مبتلا ہونے کا خوف رکھتا ہوں سوائے محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسلمہ کے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسلمہ کو فتنہ ضرر نہ پہنچائے گا۔ ثعلبہ بن ضبیعہ نے کہا ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے ایک خیمہ نصب دیکھا اور دیکھا کہ خیمہ میں محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسلمہ انصاری موجود ہیں۔ میں نے ان سے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں کسی آبادی میں اس وقت نہ رہوں گا جب تک کہ مسلمانوں کے درمیان سے یہ فتنہ وفساد دُور نہ ہو جائے۔

طبرانی نے اوسط میں محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسلمہ (المتوفی 46ھ) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جب لوگوں کو دیکھو کہ وہ دنیاوی غرض سے خونریزی کر رہے ہیں تو تم اپنی تلوار لے کر حرّہ میں بڑے پتھر کے پاس جانا اور تلوار کو اس پر اتنا مارنا کہ وہ ٹوٹ جائے اور اس کے بعد اپنے گھر آ کر بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ آئے۔ یا پورا ہونے والا خدا کا حکم آئے''۔ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے حکم دیا تھا۔

ابن سعد نے محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسلمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے تلوار عطا کر کے فرمایا کہ ''اس سے خدا کی راہ میں جہاد کرو جب تک کہ تم دیکھو کہ مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑیں اس وقت تم اپنی تلوار کو پتھر پر مارنا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور اپنی زبان و ہاتھ کو روکے رہنا۔ جب تک کہ پورا ہونے والا خدا کا حکم یا خطا کار ہاتھ تمہارے پاس آئے''۔ چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اور مسلمانوں میں وہ سب کچھ ہوا جو ہوا تو وہ ایک پتّھر کے پاس گئے اور اپنی تلوار اس پر ماری یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی۔

(53) جنگ جمل، صفّین اور نہروان

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بعض امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے خروج کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنس پڑیں اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے حمیرا! دھیان رکھنا تم ان میں نہ ہونا'' اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''اگر تمہیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑے تو ان کے ساتھ نرمی برتنا''

امام احمد وابویعلی و بزار و حاکم و بیہقی اور ابو نعیم رحمہا اللہ نے قیس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی عامر کے حواب میں پہنچیں تو ان پر کتّوں نے بھونکنا شروع کیا۔ انہوں نے پوچھا اس منزل کا کیا نام ہے؟ بتایا کہ اس جگہ کا نام ''حواب'' ہے۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا نہیں بلکہ آگے بڑھیئے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرا دے گا۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم میں کوئی زوجہ اس وقت کیا کرے گی جب حواب کے کتّے اس پر بھونکیں گے''

بزار و ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم میں سے ایک عورت سرخ رنگ کے زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی یہاں تک کہ حواب کے کتّے بھونکیں گے اور اسکے چاروں طرف مقتولوں کا ڈھیر ہوگا پھر قریب ہوگا کہ ہلاک ہو جائے۔ مگر نجات پائے گی''

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ان سے کسی نے عرض کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے جو حدیثیں سُنی ہیں انہیں ہمیں بیان فرمایئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر میں تم سے بیان کروں تو تم مجھے سنگسار کر دو گے۔ ہم نے کہا سبحان اللہ! یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر میں تم سے یہ حدیث بیان کروں کہ تمہاری بعض امہات المومنین رضی اللہ

تعالیٰ عنہن تم سے جنگ کریں گی اور وہ لشکر تم کو تلوار سے قتل کرے گا تو تم میری تصدیق نہ کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا سبحان اللہ! کون ہے وہ جو تمہاری بات کی تصدیق نہ کرے گا۔ انہوں نے کہا وہ الحمراء اونٹ پر سوار ہو کر تم پر حملہ کریں گی جنہیں اہلِ لشکر زبردستی لے کر آئیں گے۔ بیہقی نے فرمایا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کی خبر دی حالانکہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روانگی سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

بزار و بیہقی نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ایک ایسی قوم خروج کرے گی جو ہلاک ہوگی اور وہ فلاح نہ پائے گی ان کی قائد ایک عورت ہوگی مگر ان کی قائد عورت جنّت میں داخل ہوگی''

امام احمد و بزار اور طبرانی نے ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے درمیان ایک واقعہ ہوگا لہٰذا جب اس واقعہ کا ظہور ہو تم ان کو امن کی جگہ واپس کر دینا''

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے نکلے اور وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ کر رہے تھے تو اسوقت میں موجود تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (35ھ۔40ھ) نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے نہیں سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''تم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرو گے حالانکہ تم ظالم ہو گے''۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے تو یاد نہیں۔ اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس چلے گئے۔

ابویعلی و حاکم اور بیہقی و ابونعیم نے ابوجروہ مازنی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے سنا ہے کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے نہیں سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''تم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرو گے حالانکہ تم انکے بارے میں ظالم ہو گے''۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے مگر میں بھول گیا تھا۔

حاکم نے قیس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب میں اور تم دربارِ رسالت میں موجود تھے اور تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبّت رکھتے ہو؟'' اس وقت تم نے کہا مجھے ان سے محبت کرنے میں کون سی چیز مانع ہے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''سنو! تم ان پر خروج کرو گے اور ان سے جنگ کرو گے حالانکہ تم ظالم ہو گے''۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس پلٹ گئے۔

ابونعیم نے عبدالسلام سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوم الجمل (36ھ)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے نہیں سُنا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم ان سے ضرور جنگ کرو گے حالانکہ تم ان کے معاملے میں ظالم ہو گے۔اس کے بعد علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو تم پر فتح حاصل ہوگی''۔حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یقیناً میں نے یہ سُنا ہے اب میں ہرگز تم سے جنگ نہیں کرونگا۔

(54) جنگ صفین

محدثین کرام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو عظیم گروہ جنگ کریں گے اور ان دونوں کے درمیان عظیم قتل واقع ہوگا۔اور دونوں کا ایک ہی دعویٰ ہوگا''

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہٗ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''بنی اسرائیل میں اختلاف واقع ہوا۔تو وہ ہمیشہ اپنے اختلاف میں پڑے رہے یہاں تک کہ انہوں نے دو حکم فضل اور اضل کو بھیجا۔اور اس اُمت میں بھی اختلاف واقع ہوگا اور وہ اختلاف ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔یہاں تک کہ وہ دو حکم کو بھیجیں گے۔جو کہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پَیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا''

طبرانی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس امت میں دو حکم ہوں گے اور وہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گُمراہ ہوگا''۔ سوید بن غفلہ نے کہا یہ سن کر میں نے کہا اے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس فرمان سے تمہیں مراد نہیں لیا تھا اور فرمایا تھا کہ ''اے موسیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میری امت میں فتنہ رونما ہوگا اور تم اس میں شامل ہو گے۔سونے والا تم بیٹھے ہوؤں سے بہتر ہوگا۔اور بیٹھا ہوا تم کھڑوں سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا تم چلنے والوں سے بہتر ہوگا''۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس ارشاد میں تمہیں خاص نہیں کیا۔اور آدمیوں کو عام نہیں فرمایا تھا۔

ابو نعیم نے حارث سے روایت کی۔انہوں نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صفّین میں تھا۔ میں نے ایک اونٹ کو شام سے آتا ہوا دیکھا اس اونٹ پر سوار اور بوجھ تھا تو وہ اونٹ اپنے سوار اور بوجھ کو گرا کر صفوں کو چیرتا ہوا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنا ہونٹ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اور شانے کے درمیان رکھ دیا اور اپنے جبڑے کو ہلانے لگا۔یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم یہ وہ علامت ہے جو میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے درمیان ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے آپ کی نعلین مبارک ٹوٹ گئی۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے رہ کر اسے سینے لگے۔ پھر کچھ دُور چل کر فرمایا ''تم میں سے ایک شخص وہ ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا۔ جس طرح کہ میں اسکی تنزیل (نزول) پر جنگ کرتا ہوں''۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا ''نہیں''۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا ''نہیں۔ لیکن وہ شخص نعلین مبارک کو سینے والا شخص ہے یعنی حضرت علی (کرم اللہ وجہہ)''

حاکم نے ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہد شکنوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور طبرانی نے اوسط میں اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلفظ ''مجھے حکم دیا گیا'' اور بلفظ کہ ''مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عہد لیا ہے'' روایت کیا ہے اور ابو یعلی و حاکم نے صحیح بتا کر اور ابو نعیم نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے جو عہد لئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے بعد یہ امت میرے ساتھ بے وفائی کرے گی۔

ابو یعلی و حاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''سنو! میرے بعد تمہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں گی'' انہوں نے عرض کیا اپنے دین کی سلامتی میں یہ تکلیفیں پہنچیں گی؟ فرمایا ''ہاں''

حمیدی، ابن ابی عمر، بزار، ابو یعلی، ابن حبان، حاکم اور ابو نعیم نے ابو الاسود دیلمی سے روایت کی کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رکاب میں پاؤں رکھا ہوا تھا انہوں نے کہا آپ عراق نہ جائیے کیونکہ وہاں آپ کو تیغوں کی نوکوں سے تکلیفیں پہنچیں گی۔ یہ سن کر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تم سے پہلے مجھے اس کی خبر دے دی ہے۔

ابو نعیم نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا ''عنقریب فتنے اُٹھیں گے اور لوگ تم سے فیصلہ چاہیں گے''۔ میں نے عرض کیا اس وقت میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا تم کتابِ الٰہی سے فیصلہ دینا۔

حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہم سے فرمایا ''میں تم کو سات فتنوں سے خبردار کرتا ہوں ایک فتنہ مدینہ منورہ سے رُونما ہوگا۔ ایک فتنہ مکہ مکرمہ سے۔ ایک فتنہ یمن سے۔ ایک فتنہ شام سے۔ ایک فتنہ مشرق سے ایک فتنہ مغرب سے اور ایک فتنہ بطنِ شام سے اُٹھے گا اور وہ فتنہ سفیانی ہوگا'' ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم میں سے کچھ لوگ تو ان میں سے پہلے فتنے کو پائیں گے اور

اس امت کے کچھ لوگ اس کے آخری فتنہ کو پائینگے۔ ولید بن عیاش نے کہا مدینہ منورہ کا فتنہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے تھا اور مکہ مکرمہ کا فتنہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتنہ تھا اور شام کا فتنہ بنو امیہ کی جانب سے تھا اور مشرق کا فتنہ بھی انہیں لوگوں کی جانب سے تھا۔

(55) 60ھ میں پیش آنے والے حوادث اور دیگر احوال

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میری اُمت قریش کے نوعمروں کے ہاتھوں ہلاک ہوگی'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بتا سکتا ہوں کہ فلاں کے بیٹے اور فلاں کے بیٹے ہوں گے۔

بیہقی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''60ھ کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نماز کو ضائع کرینگے۔ اور شہوات کے پیچھے دوڑیں گے۔ اور قریب ہوگا کہ وہ ہلاکت میں گر پڑیں اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے قرآن تجاوز نہ کرے گا''

بیہقی نے شعبی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب صفین سے واپس تشریف لائے تو فرمایا ''اے لوگو! معاویہ کی امارت کو بُرا نہ جانو کیونکہ اگر تم نے معاویہ کو گم کر دیا تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے حنظل (اندرائن کے پھل) کی مانند گرتے ہوں گے''

امام احمد و بزار نے بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''60ھ کی ابتداء سے اور نوجوانوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور دنیا فنا نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ احمق اور احمق کے بیٹوں کے لئے دنیا ہوگی''

بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی وہ مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے کہ اے خدا مجھے ساٹھواں سن نہ پاوے۔ اور اے لوگو تم امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنپٹی کے بالوں کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ خدا تم پر رحم کرے اے خدا مجھے نوعمروں کی امارت نہ پاوے۔

ابن ابی شیبہ و ابو یعلی اور بیہقی نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''سب سے پہلے جو میری سنّت کو بدلے گا وہ بنی امیہ کا آدمی ہوگا''۔ بیہقی نے فرمایا شبہ ہوتا ہے کہ غالباً وہ آدمی یزید بن معاویہ ہے۔

ابن منیع و ابو یعلی و بیہقی اور ابو نعیم نے ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جراح سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل و انصاف پر قائم رہے گا البتہ بنی اُمیہ کا ایک

آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈالے گا''

ابونعیم نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جبل سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم پر اندھیری رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے آئے جب ایک رسول گیا دوسرا رسول آ گیا اور نبوّت منسوخ ہو گئی اور بادشاہت آ گئی۔ اے معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یاد رکھو اور گنو''۔ پھر جب پانچ تک پہنچے تو فرمایا ''یزید۔ اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نہ دے''۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام کے چشمانِ مبارک سے آنسو بہنے لگے۔ اور فرمایا ''مجھے امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شہادت کی خبر دی گئی اور ان کے مقتل کی مٹی لائی گئی اور مجھے ان کے قاتل کی خبر دی گئی''۔ اس کے بعد جب شمار دس تک پہنچی تو فرمایا ''ولید۔ یہ فرعون کا نام ہے۔ وہ اسلامی شریعت کا ڈھانے والا ہو گا اس کے اہل بیت کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا'' (ولید بن عبدالملک 86ھ۔96ھ)

حاکم نے صحیح بتا کر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اہلِ عرب پر افسوس ہے کہ 60ھ کی بربادی قریب آ گئی ہے۔ اس وقت امانت غنیمت بن جائے گی۔ اور صدقہ تاوان ہو جائے گا اور گواہی جان پہچان کے ساتھ ہو گی اور خواہشات پر فیصلے ہونگے''

حاکم نے صحیح بتا کر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''عنقریب لوگ اونٹوں کا جگر پھاڑ کر دور دراز کا سفر کرینگے مگر مدینہ منورہ کے عالم سے زیادہ عالم کسی کو نہ پائیں گے''۔ سفیان نے کہا ہمارا خیال ہے کہ وہ عالم حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (93ھ۔179ھ۔ مدینہ منورہ) ہیں۔

طیالسی اور بیہقی نے المعرفہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قریش کو گالی نہ دو۔ کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا''۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا یہ عالم قریش حضرت امام شافعیؒ ہیں۔

(56) زید بن صوحان اور جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ابویعلی و ابن مندہ اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے بعض اعضاء جنّت میں پہلے داخل ہوں گے اسے چاہئیے کہ وہ زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن صوحان کو دیکھے''۔

ابن مندہ اور ابن عساکر نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے صحابہ کو لے کر جا رہے تھے اور آپ علیہ السلام فرما رہے تھے۔ ''جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید کتنا اقطع خیر ہے''۔ ان دونوں کے بارے میں صحابہ نے پوچھا تو فرمایا ''سنو! جندب ایک ضرب ایسی

لگائے گا کہ وہ اس ضرب میں ایک اُمّت ہو گا اور زید، میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے پورے جسم سے ایک عرصہ پہلے جنّت میں جائے گا"۔ چنانچہ جب ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کوفہ میں والی مقرر ہوا تو اس نے ایک شخص کو بٹھایا جو جادو کرتا اور لوگوں کو زندہ و مُردہ کرتا تھا اس وقت حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن کعب بن عبداللہ بن غنم ازدی) اپنی تلوار کے ساتھ آئے اور جادوگر کی گردن اُڑا کر فرمایا اب اپنے آپ کو زندہ کر کے دکھا۔ اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صوحان کا واقعہ یہ ہے کہ جنگ قادسیہ میں ان کا ہاتھ قطع ہو گیا اور خود جنگ جمل میں شہید ہوئے تھے۔ ابن عساکر نے اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بطریق ابومجاز مرسلاً روایت کی ہے۔

ابن سعد نے بروایت اجلح، عبید بن لاحق سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک سفر میں تھے ایک شخص اُترا اور وہ لشکر کو لے کر چلا اور رجز پڑھتا جاتا تھا اس کے بعد دوسرا شخص اترا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے صحابہ کی غم خواری کے لئے تشریف لائے اور اُتر کر فرمانے لگے "جندب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کتنا قطع خیر ہے" اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سوار ہو گئے اور صحابہ نے آپ علیہ السلام کے نزدیک ہو کر دریافت کیا کہ آپ علیہ السلام نے ان دونوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "یہ دونوں اس امت میں ایسے ہوں گے کہ ایک تو تلوار کی ایسی ضرب لگائے گا جس سے حق و باطل جدا ہو جائے گا۔ اور دوسرا اپنے ہاتھ کو اللہ کی راہ میں کٹائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ آخر میں اس کے جسم کو اسکے پہلے جزو کے ساتھ بھیجے گا"۔ اجلح نے بیان کیا کہ جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال تو یہ ہوا کہ انہوں نے ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر کو قتل کیا۔ اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ ان کا ہاتھ یوم جلولا میں قطع ہوا اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صوحان یوم الجمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔ اجلح کی صحابیت مختلف فیہ ہے۔ آیا انہیں صحبت حاصل ہوئی یا نہیں ہوئی۔ ابن حجر نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اجلح نے زمانہ رسالت تو پایا ہے لیکن انہیں رویت حاصل نہیں ہوئی۔

حاکم نے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کوفہ کے ایک گورنر (امیر) نے جادُوگر بلایا اور وہ لوگوں کو اپنا کرتب دکھا رہا تھا۔ حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ملی تو وہ اپنی تلوار لے کر چلے جب اسے دیکھا تو اپنی تلوار کی ایک ضرب لگائی اور لوگ ان کے پاس سے جدا ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو ڈرو نہیں۔ مجھے صرف جادوگر ہی مارنا تھا۔

ابن عساکر نے حارثِ اعور سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جن زید الخیر کا ذکر فرمایا تھا وہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صوحان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہو گا اور وہ زید الخیر ہے۔ وہ اپنے جسم کا ایک حصہ بیس سال پہلے جنّت کی طرف بھیجے گا"

چنانچہ ان کا بایاں ہاتھ نہاوند میں قطع ہوا۔ اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یوم الجمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صوحان نے شہید ہونے سے پہلے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان سے نکلا ہے اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں۔

(57) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

محدثین کرام نے ابوسعید و مسلم سے انہوں نے ام سلمہ اور ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تمہیں باغی جماعت شہید کرے گی۔ یہ حدیث متواتر ہے اسے دس سے زیادہ صحابیوں نے روایت کیا ہے۔

بیہقی وابونعیم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت بیماری لاحق ہوئی اور ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ پھر انہیں افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ہم سب ان کے گرد رو رہے ہیں اس وقت انہوں نے فرمایا کیا لوگ ڈر رہے تھے کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا۔ مجھے میرے حبیب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خبر دی ہے کہ مجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔ اور دُنیا میں میری آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔

امام احمد وابن سعد اور طبرانی وحاکم رحمہما اللہ نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابونعیم رحمہما اللہ نے ابوالبختری سے روایت کی کہ یوم صفّین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا اور اسے دیکھ کر انہوں نے تبسّم کیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا دنیا میں آخری غذا جسے تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے 91 برس کی عمر میں شہید ہو گئے۔ یہ روایت حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے۔ آپ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور دنیا میں تمہارا آخری رزق پانی ملا دودھ کا گھونٹ ہوگا''

امام احمد وطبرانی اور حاکم نے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے خدا تو نے قریش کو عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر برانگیختہ کیا ہے۔ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل، اور ان کا سامان لوٹنے والا جہنمی ہے''

ابن سعد نے ہذیل سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے تو لوگوں

نے عرض کیا حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چھت گر گئی ہے اور وہ فوت ہو گئے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا عمار فوت نہیں ہوئے ہیں۔

(58) اہل حرہ کا قتل

بیہقی نے ایوب بن بشیر معاوی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تشریف لے چلے اور جب حرۂ زہرہ میں پہنچے تو آپ علیہ السلام نے ٹھہر کر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ صحابہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا "میرے صحابہ کے اچھے اچھے حضرات اس حرہ میں قتل کئے جائیں گے"۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ بیہقی نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک آیہ کریمہ کی تفسیر میں جو وارد ہوا ہے وہ اس کی تائید کرتا ہے اس کے بعد بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا اس آیت کی تاویل 60ھ کے آغاز میں رُونما ہوگی وہ آیت یہ ہے۔ سورۃ الاحزاب آیت 14

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا

ترجمہ:۔ "اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آتیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی۔" "سورۃ الاحزاب آیت 14"

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے "اتوھا" کے معنی "غطوھا" سے کئے ہیں اور اس سے یہ تاویل فرمائی کہ بنی حارثہ نے اہلِ شام کو مدینہ میں داخل کیا۔

بیہقی نے حسن سے روایت کی انہوں نے کہا حرہ کا دن آیا تو اہل مدینہ یہاں تک قتل کئے گئے کہ قریب تھا کہ ان میں سے کوئی زندہ نہ بچے۔

بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت کی انہوں نے کہا کہ یومِ حرہ سات سو حافظِ قرآن شہید کئے گئے۔ جن میں تین سو صحابی تھے۔ یہ واقعہ یزید کی حکومت (60ھ۔64ھ) میں ہوا۔ بیہقی نے مغیرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن تک لٹوایا اور ایک ہزار باکرہ لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی۔

بیہقی نے لیث بن سعد سے روایت کی کہ حرّہ کا واقعہ بدھ کے دن ستائیس ماہ ذی الحجہ 63ھ کو رُونما ہوا۔

(59) مقام عذراء کے شہداء

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی و ابن عساکر نے اپنی ابوالاسود سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا نے فرمایا اہل عذراء کے حجر اور ان کے اصحاب کو قتل کرنے پر کس بات نے تمہیں برانگیختہ کیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے اُن کے قتل میں امت کی اصلاح اور ان کو زندہ چھوڑنے میں امت کا فساد دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''عذراء میں ایسے لوگ قتل کئے جائیں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور تمام آسمان والے غضب میں آجائیں گے''۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی وابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے اہل عراق سے فرمایا تم میں کے سات آدمی عذرا میں ایسے قتل کئے جائیں گے جن کی مثال اصحاب اخدود کی سی ہے چنانچہ حجر اور ان کے اصحاب قتل کئے گئے ابونعیم نے بیان کیا کہ زیاد بن سمیہ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا تو حجر نے ایک مُٹھی کنکریاں لے کر اس کو ماریں۔ اس کے گرد کے لوگوں نے زیاد پر کنکریاں پھینکیں۔ اس پر زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر مجھے کنکریاں ماریں۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خط لکھا کہ حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ حجر جب دمشق کے قریب پہنچے تو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ وہ ان سے مقابلہ کریں تو حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے عذراء میں مقابلہ کیا اور ان لوگوں نے حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ بیہقی نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خبر بتائی اسکی بنیاد یہی ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہوگا۔

(60) پہلا سر جو کاٹ کر بھیجا گیا

ابن عساکر نے رفاعہ بن شداد بجلی سے روایت کی کہ وہ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الحمق کے ساتھ چلے جب کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلب کیا تھا۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الحمق نے مجھ سے کہا کہ اے رفاعہ! یہ لوگ میرے قاتل ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے خبر دی کہ ''جن وانس میرے خون میں مشترک ہیں''۔ رفاعہ نے کہا ابھی عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی باگیں دیکھیں اور میں نے ان کو رخصت کر دیا۔ اسی وقت ایک سانپ نے جست کی اور اس نے ان کو ڈس لیا پھر سواروں نے قریب آکر ان کا سرتن سے جدا کر ڈالا۔ اسلام میں یہ پہلا سر ہے جو کاٹ کر بھیجا گیا۔

(61) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نابینا ہونا

بیہقی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کے پاس ان کی بیمار پُرسی کے لئے تشریف لائے اور آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا ''اس بیماری کا تمہیں اندیشہ نہیں ہے لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے بعد زندہ رہو گے۔ اور تم نابینا ہو جاؤ گے'' انہوں نے عرض کیا اس وقت میں ثواب

کی اُمید پر صبر کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس وقت تم بغیر حساب کے جنّت میں جاؤ گے''۔ چنانچہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال کے بعد نابینا ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی پھر وہ 68ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

(62) بعض پیشواؤں کی بے وقت نمازیں

ابن ماجہ وبیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ممکن ہے تم ایسے لوگوں کو پاؤ جو نماز کو اس کے غیر وقت میں پڑھیں گے۔ لہٰذا اگر تم ایسے لوگوں کو پاؤ اسوقت کی نماز جسے تم پہچانتے ہو اپنے گھر میں پڑھ لینا۔ اس کے بعد ان کے ساتھ پڑھ لینا اور اسے تم نفل شمار کر لینا''

بیہقی وابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے بعد تمہارے اُمور کے والی ایسے لوگ ہونگے جو سنّت کے نور کو بُجھا دیں گے اور علانیہ بدعت کو رواج دیں گے۔ اور نماز کو اپنے وقت سے موخر کر دیں گے''

ابن ماجہ نے بروایت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت کی۔ ختم الرسل صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ایسے امراء ہوں گے جن کو دنیا مشغول رکھے گی اور نمازوں کو ان کے وقتوں سے موخر کر دیں گے تو ان کے ساتھ نفلی نماز پڑھا کرو۔ (فرائض کو گھروں میں اپنے وقت میں پڑھا کرو)'' علامہ سیوطی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ امراء بنی امیہ تھے کیونکہ وہ اُمراء اس عادت میں معروف تھے یہاں تک کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (99ھ-101ھ) خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات میں شروع کیا۔

(63) حیات مبارکہ کی شبِ آخر

محدثین کرام نے عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی حیات مبارکہ کی آخری عشاء کی نماز ہمیں پڑھائی جب آپ علیہ السلام نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا ''کیا تم لوگ آج کی اس رات کو دیکھ رہے ہو۔ آج کی رات سے صدی کا آغاز ہو رہا ہے۔ آج کا دن روئے زمین پر آج سے سو سال کے اندر اندر تم میں سے کوئی شخص زندہ باقی نہ رہے گا'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس ارشاد سے قرن کا تمام ہونا مراد لیا۔

مسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے اپنے وصال سے ایک ماہ قبل فرمایا ''تم لوگ قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مگر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ پُشت زمین پر کوئی سانس لینے والا آج ایسا باقی نہیں ہے جس پر سو سال گزریں''

مسلم نے ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص ایسا زندہ نہیں رہا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ملاقات کی ہو۔ اور یہ ابوالطفیل صدی کے آغاز میں فوت ہوئے۔

حاکم و بیہقی اور ابونعیم نے بطریق محمد بن زیاد الہانی عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور فرمایا ''یہ بچّہ ایک قرن تک زندہ رہے گا'' تو وہ 100ھ تک زندہ رہے۔ اور ان کے چہرے پر مہاسہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ بچہ اسوقت تک نہ مرے گا جب تک یہ مہاسہ اسکے چہرے سے دُور نہ ہو جائے'' تو وہ فوت نہ ہوئے جب تک وہ مہاسہ دُور نہ ہوا۔

ابن سعد و بغوی اور ابونعیم نے الصحابہ میں اور بیہقی نے حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسلمہ فہری سے روایت کی کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئے اور سید المرسلین علیہ السلام اس وقت مدینہ منورہ میں ہی رونق افروز تھے تاکہ وہ سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جمال جہاں آرا کو دیکھیں مگر اس کے باپ نے آکر انہیں پکڑ لیا اور اسنے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ فرزند میرا ہاتھ اور میرا پاؤں ہے اس پر رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا ''تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔ کیونکہ یہ بہت جلد مرجائے گا''۔ چنانچہ وہ اسی سال مرگیا۔

ابونعیم وابن عساکر نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسلمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار اقدس میں جہاد کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ آئے مگر ان کے باپ نے ان کو مدینہ منورہ میں پکڑ لیا اور مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے سوا میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ یہی میرے مال، میری زمین اور میرے گھربار کا انتظام کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو اس کے ساتھ واپس کر دیا۔ اور فرمایا ''ممکن ہے اسی سال تم خود مختار ہو جاؤ اور تمہیں کوئی روکنے والا نہ رہے۔ لہٰذا اے حبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ'' اور وہ چلے گئے اور مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سال فوت ہو گیا اور اسی سال میں حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کیا۔

(64) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

ابن سعد نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رواحہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچھونے میں لپیٹے اٹھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے مال واولاد میں کثرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ سرورِ کونین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ یہ اپنے ماموں کی مانند زندگی بسر کرے۔ کیونکہ اس نے حمید زندگی بسر کی۔ اور شہید ہوکر جنّت میں داخل ہوئے''

ابن سعد نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کی بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد (خزرج)، نعمان بن بشیر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس فرزند کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تم اس سے راضی نہیں کہ یہ اس درجہ کو پہنچے جس درجے پر تم پہنچے ہو۔ اس کے بعد وہ شام جائے اور شامی منافق اسے شہید کر دے''

ابن سعد نے مسلمہ بن محارب وغیرہ سے روایت کی کہ مروان بن حکم (64ھ۔65ھ) کے زمانے میں جب حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمقام مرج راھط قتل ہوئے تو نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ حمص کے امیر (گورنر) تھے۔ مگر انہوں نے مخالفت کی اور انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے لوگوں کو دعوت دی اس پر حمص والوں نے انہیں تلاش کر کے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔ (المتوفی 65ھ)

(65) روایتِ حدیث میں کذب کرنے والوں کی خبر دینا

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''آخر زمانے میں میری امت کے ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سُنا ہو گا نہ تمہارے آباء واجداد نے لہٰذا تم ان سے ہوشیار رہو اور ان سے بچو''۔

ابن عدی وبیہقی نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسقع سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ ابلیس بازاروں میں چکر لگا کر کہتا نہ پھرے گا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے ایسی اور ایسی حدیث بیان کی ہے'' اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ شیطان آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آ کے ایسی حدیثیں بیان کرے گا جو جھوٹی ہوں گی۔ اور لوگوں میں انتشار پھیل جائے گا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے سفیان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے مسجد حنیف میں قصہ گوئی کرتے ایک شخص کو دیکھا تھا۔ پھر میں نے اسے تلاش کیا تو وہ شیطان تھا۔

ابن عدی وبیہقی نے عیسیٰ بن ابی فاطمہ فزاری سے روایت کی کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا اپنے شیخ سے حدیث لکھ رہا تھا تو شیخ نے فرمایا مجھ سے شیبانی نے حدیث بیان کی اس پر ایک شخص نے کہا مجھ سے شیبانی نے حدیث بیان کی ہے۔ شیخ نے کہا کہ انہوں نے شعبی سے روایت کی ہے اس شخص نے کہا مجھ سے شعبی نے حدیث بیان کی ہے۔ شیخ نے کہا حارث سے مروی ہے۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم! میں نے حارث کو دیکھا ہے اور میں نے اس سے حدیث سُنی ہے۔ شیخ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور میں ان کے ساتھ صفّین میں حاضر تھا۔ جب میں نے اس شخص کی طرف نظر کی اور میں نے آیۃ الکرسی (سورۃ البقرآیت 255) پڑھی جب میں نے ''وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا'' تک پڑھا اور اس کی طرف دیکھا تو وہ شخص غائب تھا۔

(66) چوتھے قرن میں لوگوں کے اندر تغیّر

مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم میں بہتر لوگ میرے قرن کے ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اسکے بعد وہ لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے۔ امانت دار نہیں ہوں گے۔ اور بغیر طلب کے گواہی دیں گے وہ عہد کریں گے مگر وہ عہد کو پورا نہ کریں گے اور ان لوگوں میں سِمَن ظاہر ہوگا یعنی موٹاپا، سستی، و کاہلی پیدا ہوگی''

(67) سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشادِ گرامی

بیہقی نے ابونضرہ کی سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک صحابی کے گھر میں دس آدمیوں کی بابت فرمایا ''تم میں جو سب سے آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے''۔ چنانچہ ان میں سے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ ابونضرہ نے کہا سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سب سے آخر میں مرے۔ بیہقی نے اِس روایت کو دوسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابن سعد و طبرانی اور بیہقی و ابونعیم نے بروایت اوس بن خالد، ابومخدورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک گھر میں تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم میں جو آخر میں مرے گا اسکی موت آگ میں ہے''۔ چنانچہ پہلے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے پھر حضرت ابومخدورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے۔ اسکے بعد سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور عبدالرزاق نے کہا ہم سے معمر نے کہا کہ میں نے ابن طاؤس وغیرہ سے سنا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب اور ایک اور شخص سے فرمایا ''تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے''۔ چنانچہ وہ شخص تو ان دونوں سے پہلے فوت ہوا اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باقی رہ گئے۔ چنانچہ جب کوئی شخص یہ چاہتا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جوش میں لائے تو وہ کہہ دیتا کہ سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مر گیا۔ یہ سُنتے ہی وہ بے ہوش ہو جاتے اور چیخیں مارنے لگتے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 57ھ مدینہ منورہ) سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے فوت ہو گئے۔

ابن وھب نے ابی یزید مدینی سے روایت کی انہوں نے کہا جب سمرہ اس مرض میں مبتلا ہوا جس میں وہ مرا ہے تو وہ شدید سردی پاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے آگ روشن کی گئی۔ اور ایک انگیٹھی اس کے آگے ایک انگیٹھی اس کے پیچھے ایک اسکے بائیں اور ایک اس کے دائیں رکھی جاتی تھی۔ مگر یہ چاروں طرف کی آگ اُسے نفع نہ پہنچاتی تھی اور وہ اسی سردی میں مر گیا۔

ابن عساکر نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ سمرہ کو شدید لرزہ لاحق ہوا اور کسی طرح گرمی نہ پاتا تھا۔ اس نے بڑی دیگ میں پانی بھرنے کا حکم دیا اور اسکے نیچے آگ جلائی گئی اور اس کے اوپر اسے بٹھایا گیا تو اسکی بھاپ اسکی سردی کو کچھ کم کرتی تھی۔ اور وہ اسی حال میں تھا کہ اچانک دیگ میں گر پڑا اور وہ جل گیا۔

(68) ایک جماعت کے بارے میں اِرشادگرامی کہ ''ایک شخص دوزخی''

واقدی وطبرانی اور ابونعیم وابن عساکر نے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رجال بن عنفوہ خشوع وخضوع اور قرأت قرآن کے لازم وواجب اور نیکی کرنے میں بہت عجیب تھا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ ہمارے ساتھ ایک گروہ کی معیت میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس گروہ میں ایک شخص جہنّمی ہے''۔ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے تمام لوگوں کو بنظرِ غائر دیکھا۔ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابواروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسی، طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو اور رجال بن عنفوہ کو بیٹھے دیکھا اور میں حیرت وتعجب کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا ایسا شقی بدبخت کون ہوگا؟ غرضیکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصال فرمایا اور بنوحنیف پلٹ کے آئے تو میں نے پوچھا کہ رجال بن عنفوہ کہاں گیا؟ لوگوں نے بتایا وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا۔ اور اسنے مسیلمہ کذاب کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خلاف گواہی دی کہ (معاذ اللہ) رسول کریم علیہ السلام نے مسیلمہ کو اپنے بعد اپنی نبوّت میں شریک کرلیا ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو فرمایا وہی حق ہے۔

سیف بن عمر نے الفتوح میں مخلد بن قیس بجلی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ فرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حیان اور رجال بن عنفوہ اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس سے نکلے تو سرورِ کونین نورمجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ان میں سے ایک شخص کی داڑھ جہنم میں کوہِ اُحد سے زیادہ بڑی ہے''۔ اور فرمایا کہ ''اس کے ساتھ فریب کار کی گدھی ہے'' اور یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خبر ان سب کو پہنچی۔ چنانچہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رجال کے مرتد ہونیکی اطلاع ملی تو یہ دونوں صحابی سجدۂ شکر میں گر پڑے۔

(69) ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عقبہ کا انجام

حاکم وبیہقی نے ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عقبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب مکّہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو اہل مکّہ اپنے بچّوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں لائے

اور سرکار دو عالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کے سروں پر دستِ اقدس پھیر کر ان کے لئے دعا فرماتے چنانچہ میری والدہ مجھے لے کر آپ علیہ السلام کے پاس آئی اس وقت میرے جسم پر فلوق ملا ہوا تھا تو رسول کریم علیہ السلام نے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا۔ اور نہ مجھے چھوا۔ بیہقی نے فرمایا حضور کا دستِ اقدس نہ پھیرنا اس علم غیب کی وجہ سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے ولید کے بارے میں عطا فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو برکت عطا فرمانے سے روک دیا۔ ولید کے حالات کے بارے میں جب کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر (امیر) تھا خبریں معروف ومشہور ہیں کہ اس نے شراب پی اور اپنی نماز میں تاخیر کی اور یہ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اسباب اذیت کا ایک سبب بھی بنا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذیتیں برداشت کرنی پڑیں اور جس کے نتیجہ میں بلوائیوں نے ان کو شہید کیا۔

(70) قیس بن مطاعہ کا انجام بد

خطیب نے ''رواۃ مالک'' میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ قیس بن مطاعہ اس حلقہ کی جانب آیا جس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور اس نے کہا اوس وخزرج کے لوگ تو اس شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی مدد پر کھڑے ہیں ان لوگوں کا یہاں کیا کام ہے۔ ابوسلمہ نے کہا یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور اسے گریبان سے پکڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں لے آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس کی بکواس کی خبر دی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم غضب ناک ہو کر اپنی چادر شریف کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اس کے بعد'' الصلوۃ جامعۃ'' کی ندا دی گئی جب لوگ آگئے تو رسول کریم علیہ السلام نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا'' اے لوگو! بیشک رب، ایک ہی رب ہے اور باپ ایک ہی باپ ہے اور دین، ایک ہی دین ہے اور عربیت تمہارا باپ نہیں ہے۔ اور نہ تمہاری ماں ہے وہ تو ایک زبان ہے لہٰذا جو عربی بولتا ہے عربی ہے۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جبل اسے پکڑے ہوئے اور اپنی تلوار کھینچے ہوئے کھڑے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! اس منافق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' اسے جہنم کی طرف چھوڑ دو''۔ ابوسلمہ نے کہا وہ شخص، مرتدین میں سے ہو گیا؛ اور ارتداد کی بنا پر اسے قتل کیا گیا۔

(71) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات

بیہقی و ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب سے روایت کی انہوں نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بھیجا تو انہوں نے کسی شخص کو موجود پایا اور واپس ہو گئے۔ اور اس شخص کی موجودگی کے سبب سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے

کچھ بات نہ کی۔ پھر اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ملے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں اپنے فرزند کو بھیجا تھا مگر اسنے ایک شخص کو آپ علیہ السلام کے پاس موجود دیکھا تو اسے قدرت نہ ہوئی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کرتا اور پلٹ کر چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کیا اس نے اس شخص کو دیکھا ہے؟'' حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ہاں دیکھا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''وہ شخص جبریل علیہ السلام تھے وہ ہرگز فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اسکی بینائی جاتی رہے گی اور اسے علم دیا جائے گا۔''

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 68ھ) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں سفید لباس پہنے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا آپ دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے ہیں۔ حالانکہ وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ اور میں اس سے لاعلم تھا اور میں نے سلام تک نہ کیا۔ مجھے دیکھ کر جبریل علیہ السلام نے کہا ''یہ کتنے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن ان کی اولاد ان کے بعد خوب سیاہ کپڑے پہنے گی''۔ اگر یہ سلام کرتے تو میں ان کو سلام کا جواب دیتا۔ جب وہ چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا ''تم کو کس بات نے سلام کرنے سے روکا؟'' میں نے عرض کیا میں نے آپ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے ہیں تو میں نے مکروہ جانا کہ آپ دونوں کے درمیان بات کو قطع کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم نے ان کو دیکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا ''سنو! تمہاری بینائی جاتی رہے گی۔ اور بوقت وفات وہ بینائی لوٹ آئے گی''۔ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح قبض ہوئی اور ان کو تختہ پر رکھا گیا تو نہایت سفید ایک پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہوگیا۔ اور کسی نے اسے باہر نکلتے نہ دیکھا۔ یہ دیکھ کر عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وہ بشارت ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے لئے فرمائی تھی۔ پھر جب ان کو لحد میں رکھا گیا تو ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے لوگوں نے سُنا کہ ان کو اس کلمہ کی تلقین کی گئی: سورہ الفجر آیات 27 تا 30

يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

ترجمہ:۔ ''اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنّت میں آ۔''

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا کہ میری بینائی جاتی رہے گی تو وہ جاتی رہی۔ اور مجھ سے فرمایا کہ میں غرق ہوں گا تو میں بحیرۂ طبریہ میں

غرق ہوا اور مجھ سے فرمایا کہ میں فتنہ کے بعد ہجرت کروں گا تو اے خدا میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ آج میری ہجرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف ہے۔

(72) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد

''میری اُمّت تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی''

حاکم وبیہقی نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اہلِ کتاب اپنے دین میں بہتّر (72) ملّتوں پر بٹ گئے اور یہ امت تہتر (73)، فرقوں میں بٹ جائے گی اور میری امت میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جن کے ساتھ خواہشات اس طرح چپٹی ہوں گی جس طرح کتا اپنے مالک سے چپٹا ہوتا ہے اور ان لوگوں کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا نہ رہے گا جس میں خواہشات داخل نہ ہوئی ہوں''

بیہقی وحاکم نے عمرو بن العوف سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' تم لوگ ضرور پچھلی اُمتوں کی راہ پر چلو گے۔ بلاشبہ بنی اسرائیل ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تھی''

بزار وحاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' گذشتہ اُمتیں جس راہ پر تھیں ضرور تم بھی اسی راہ کو اختیار کرو گے۔ بالشت کے مطابق بالشت بھر اور باع کے مطابق باع بھر تم بھی چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں کا کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم بھی داخل ہو گے''

طبرانی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس وقت تم کیا کرو گے جب یہ امّت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی''۔ میں نے عرض کیا یا رسول للہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ کب ہوگا؟ فرمایا'' جب رذیلوں کی کثرت ہوگی اور باندیاں مالک ہوں گی اور بوجھ اُٹھانے والے (جاہل و بے علم) منبروں پر بیٹھیں گے اور قرآن کو مزامیر بنایا جائے گا۔ مال غنیمت کو دولت بنالیا جائے گا۔ اور زکوٰۃ کو محصول سمجھ لیا جائے گا۔ امانت غنیمت ٹھہرائی جائے گی۔ اور دین میں غور وخوض غیر خدا کی خوشنودی کیلئے ہوگا مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔ بیٹا ماں کا نافرمان ہوگا۔ اور اپنے باپ کو دُور پھینکے گا۔ اس کے دوست کمینے و ذلیل ہوں گے۔ اس امت کے بعد والے لوگ اپنے پہلوں پر لعنت کریں گے۔ قبیلہ کا سرداران کا فاسق ہوگا۔ قوم کا مدبّر ان کا ذلیل ترین شخص ہوگا۔ آدمی کی عزّت اسکے شر سے بچنے کیلئے کی جائے گی۔ جس دن یہ باتیں ہوں گی اس وقت یہ امّت تہتّر فرقوں میں ہوجائے گی۔ اور لوگ شام کی طرف بے چینی سے بھاگیں گے''۔ میں نے عرض کیا کیا شام فتح ہوجائے گا۔ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا'' شام تو عنقریب فتح ہوجائے گا۔ اس کی فتح کے بعد فتنوں کا ظہور واقع ہوگا''

(73) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دُوسرں کے دل کی باتوں سے آگاہ کرنا

حاکم نے صحیح بتا کر اور طبرانی نے سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اکوع سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ تھے اچانک ایک شخص آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے کہا آپ علیہ السلام کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں نبی ہوں'' اس نے کہا نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا ''اللہ کے رسول کو''۔ اس نے کہا قیامت کب آئے گی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یہ غیب ہے۔ اور غیب کو اللہ کے سوا (بغیر اطلاع کے) کوئی نہیں جانتا''۔ اس نے کہا اپنی تلوار مجھے دکھایئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تلوار اسے دے دی۔ اسنے تلوار کو دیکھا بھالا پھر آپ کو تلوار واپس کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''سن لے! تو ہرگز اس پر قادر نہ ہوگا جس کا تو ارادہ رکھتا تھا''۔ اس نے کہا بیشک میرا یہی ارادہ تھا۔

ابن ابی شیبہ، ابویعلی، بزار اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے صحابہ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور انہوں نے اس کی جہاد میں قوت اور اس کی عبادت میں ریاضت کا ذکر کیا اچانک وہی شخص سامنے آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس کے چہرے میں شیطان کا سیاہ دھبّہ دیکھ رہا ہوں''۔ جب وہ قریب آیا تو سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم نے اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ مسلمانوں میں مجھ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے''۔ اس نے کہا ہاں میں نے سوچا تھا۔ پھر وہ چلا گیا اور وہ مسجد میں خط کھینچ کر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کون اٹھتا ہے کہ اسے جا کر قتل کر دے''۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ گئے انہوں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس آ گئے اور عرض کیا میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ میں نے نماز کی حالت میں قتل کرنے سے خوف کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم میں سے کون اس کی طرف جاتا ہے تا کہ اسے وہ قتل کر دے''۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پھر فرمایا ''کون اس کی طرف جاتا ہے کہ اسے قتل کر دے'' تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ فرمایا ''جاؤ اگر تم اسے پا سکو''۔ تو وہ گئے دیکھا کہ وہ جا چکا تھا۔ وہ آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ شخص میری امت میں سے پہلا سینگ تھا۔ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت میں اسکے بعد دو آدمیوں کا اختلاف نہ ہوتا''

(74) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل کی بات بتا دی

امام احمد و بزار، ابویعلی، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے

کہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں اس لئے آیا کہ میں نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھوں مگر میرے پوچھنے سے قبل سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے وابصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے بتائیے۔ فرمایا ''تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟'' میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے بالکل صحیح فرمایا۔ فرمایا ''نیکی وہ عمل ہے جس سے انشراحِ صدر تمہیں حاصل ہو اور بدی وہ ہے جس سے تمہارے دل میں گرفتگی اور طبیعت ناشگفتہ ہو اگرچہ لوگوں نے تم سے اس کے کرنے کو کہا ہو''

بیہقی وابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار میں حاضر تھا کہ دو شخص آئے ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی۔ اور وہ دونوں کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ثقفی سے فرمایا ''تم اپنی حاجت کو پوچھو۔ اگر تم چاہو تو میں بتا دوں جو تم پوچھنا چاہتے ہو'' ثقفی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! آپ ہی بتائیے کیونکہ بے پوچھے آپ علیہ السلام کا ارشاد فرمانا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا ''تم اس لئے آئے ہو کہ تم رات میں اپنی نماز، اپنے رکوع، اپنے سجود، اپنے روزے اور اپنے غُسل جنابت کے بارے میں پوچھو''۔ اس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی مسائل تھے جن کے بارے میں میں آپ علیہ السلام سے پوچھنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انصاری سے فرمایا ''تم پوچھو اور اگر تم چاہو تو تم جو پوچھنا چاہتے ہو میں بتا دوں؟'' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے لئے یہ صورت تو اور بھی محبوب ہوگی۔ فرمایا ''تم اس لئے آئے ہو کہ تم پوچھو کہ اپنے گھر سے بیت اللہ شریف حاضر ہونے کے ارادے سے نکلنے میں کیا اجر ہے؟ اور تم پوچھنا چاہتے ہو کہ عرفات میں ٹھہرنے اپنا سر منڈانے اور خانۂ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے میں میرے لئے کیا ثواب ہے؟'' اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی وہ مسائل تھے جن کے بارے میں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دریافت کرنا چاہتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس کی مانند مروی ہے اور عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت کی حدیث سے بھی مروی ہے اسے ابونعیم نے روایت کیا۔

(75) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کیا میں تم کو بتا دوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟'' (حضرت ذوالقرنین کے بارے میں ارشاد)

بیہقی نے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر جہنی سے روایت کی انہوں نے کہا اہلِ کتاب کے کچھ لوگ اپنی

کتابیں اٹھائے آئے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''نہ انہیں مجھ سے کچھ حاصل اور نہ مجھے ان سے کچھ حاصل۔ وہ ایسی باتیں مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں جن کو میں از خود نہیں جانتا۔ میں تو بندہ ہوں اتنا ہی جانتا ہوں۔ جتنا میرے رب نے مجھے بتایا''۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر رُخ انور پھیر کر مجھ سے فرمایا اور میں نے روئے تاباں پر خوشی و سرور کے آثار دیکھے۔ ''انہیں آنے کی اجازت دے دو''۔ تو وہ لوگ آئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ قبل اس کے کہ تم بولو''۔ انہوں نے کہا ضرور ہمیں بتایئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم مجھ سے حضرت ذوالقرنین کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ ان کا ابتدائی واقعہ یہ ہے کہ وہ فرزندانِ روم میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکومت عطا فرمائی اور انہوں نے سیر کی۔ یہاں تک کہ وہ ارض مصر کے ساحل پر آئے اور انہوں نے ایک شہر بسایا۔ اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس فرشتہ بھیجا اور وہ انہیں لے کر زمین آسمان کے درمیان چڑھا اور کہا آپ اپنے نیچے دیکھو۔ انہوں نے دو شہر دیکھے۔ پھر وہ فرشتہ انہیں لے کر اور چڑھا اور کہا اپنے نیچے دیکھئے۔ انہوں نے کہا میں اپنے نیچے کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا وہ دونوں شہر جسے آپ نے دیکھا وہ بحر مستدیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک مسلک بنایا ہے جس پر تم چلو گے۔ جاہل کو تم سکھاؤ گے اور عالم کو برقرار رکھو گے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''پھر فرشتہ نے انہیں اُتارا اور انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان دیوار بنائی وہ پہاڑ اتنے چکنے تھے کہ کوئی چیز ان پر نہ ٹھہرتی تھی۔ جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو انہوں نے روئے زمین کی سیر کی اور وہ ایسے لوگوں پر آئے جن کے چہرے کتّوں کے چہروں کی مانند تھے۔ جب ان سے آگے بڑھے تو ایک اور قوم ملی پھر آگے بڑھے تو ایسی قوم ملی جو سانپوں کی مانند تھی اور ان میں کا ایک سانپ بڑے پتّھر کو نگل جاتا تھا اس کے بعد وہ غرانیق پر آئے''۔ اہلِ کتاب نے یہ حال سن کر کہا ہم اپنی کتابوں میں اسی طرح پاتے ہیں۔

(76) ایک بوڑھے کی فریاد پر رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اشکباری

بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا اور اس نے کہا میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال لے لے۔ آپ علیہ السلام نے اس کے باپ کو بُلایا۔ اسی لمحہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اس بوڑھے نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے اس کے کانوں نے نہیں سُنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس بوڑھے سے فرمایا ''کیا تم نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے تمہارے

کانوں نے نہیں سنا ہے''۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کے ساتھ یقین و بصیرت کو ہمیشہ زیادہ فرمائے یقیناً میں نے کہا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا سناؤ۔تو اسنے یہ اشعار سنائے۔

عذر تک مولود او منتک یا فعا تعلم بما اجنی علیک و تنهل

اذالیلة ضاقتک بابلقم لم ایت. لسقمک لا البر ااتحلل

ترجمہ:۔ ''یعنی اے بچّے! میں نے کتنی آرزو اور تمنّا کے ساتھ تیرے ساتھ رات سے صبح کی ہے۔جب بیماری کی وجہ سے تجھ پر رات تنگ ہو جاتی تو میں نہ سوتا اور بے چینی کے ساتھ جاگتا رہتا تھا۔

تخاف الرودی نفیسی علیک و انهار. لتعلم ان الموت حتم مؤ کل

کافی انا المطروق و انک بالذی طرقت به دونی افحینا ی تهمل

ترجمہ:۔ ''یعنی میرا دل تیرے مرنے سے لرزتا تھا باوجودیکہ جانتا تھا موت یقینی اور مقرّ رہے جو بیماری تجھ پر آتی گویا وہ مجھ پر آتی تھی۔تیری بیماری سے میری آنکھیں آنسو بہاتی تھیں۔

فلما بلغت السن و الغایةالتی . الیک مدیٍ ام کنت فیک اومل

جعلت جزائی غلظة و فظاظة. کانک انت الذم المتفضل

ترجمہ:۔ ''جب تُو سن بلوغ اور حد کو پہنچا جس کا میں تیرے بارے میں تمنائیں کرتا تھا تو تُو نے میرا بدلہ سختی اور بد خلقی سے دیا۔گویا کہ تو ہی نعمت دینے والا اور مجھ پر بخشش کرنے والا ہے۔

فلیتک اذلم ترع حق ابوتی کما یفعل الجار و المجاور تفعل

ترجمہ:۔ ''جب تو میرے والد ہونے کے حق کی پاسداری نہیں کرتا تو ایسا ہی کر جیسے ہمسایہ ہمسایہ کے ساتھ کرتا ہے۔

اس بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رونے لگے اور اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر فرمایا''انت و مالک لا بیک''ترجمہ ''تو اور تیرا مال، تیرے باپ کا ہے''

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیامِ نکاح آیا تو میری کنیز نے مجھ سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سیّدہ فاطمہ کا پیامِ نکاح آیا ہے آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوں تو میں آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔حال یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی جلالت و ہیبت مجھ پر طاری تھی۔جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روبرو بیٹھ گیا تو خاموش رہا۔خدا کی قسم مجھ میں بات کرنے کی قدرت نہ تھی۔میرا یہ حال ملاحظہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا''تم کس لئے آئے ہو''مگر میں خاموش رہا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا''کیا تم فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیامِ نکاح دینے آئے ہو؟''میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔

بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہمیں بھوک کی تکلیف ایسی پہنچی کہ اس کی مانند کبھی نہ پہنچی تھی۔ مجھ سے میری بہن نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت اقدس میں جاؤ اور آپ علیہ السلام سے عرض کرو۔ تو میں آیا آپ علیہ السلام اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جو پارسائی چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے پارسائی دے گا۔ اور جو غنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے غنا دے گا''۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! ضرور یہ بات میرے دل کی حالت کو ملاحظہ کر کے مجھ سے ہی فرمائی گئی ہے اب میں کچھ عرض نہ کروں گا۔ میں اپنی بہن کے پاس واپس آ گیا۔ اور میں نے ان سے واقعہ بیان کیا۔ بہن نے کہا تم نے بہت اچھا کیا۔ جب دوسرا دن آیا تو میں نے خدا کی قسم قلعہ کے نیچے اپنے آپ کو سخت مشقت میں ڈالا۔ جب یہود سے چند درہم مجھے ملے تو میں نے اس سے کھانا خریدا اور ہم نے اسے کھایا۔ پھر دنیا اتنی آئی کہ انصار کا کوئی گھر ہم سے مال میں زیادہ نہ تھا۔

ابن سعد نے اسی روایت کی کو اس طرح نقل کیا ہے کہ اس وقت میں نے دل میں کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ بات خاص میرے لئے ہی فرمائی ہے۔ ایک روایت میں اسطرح ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رزق کی اتنی فراوانی فرمائی کہ میں اس کا گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔

(77) سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا منافقوں کی بابت خبر دینا

بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمیں خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ''اے لوگو! بلا شبہ تم لوگوں میں منافقین موجود ہیں تو میں جس کا نام لوں وہ اُٹھ جائے۔ او فلاں اُٹھ جاؤ، او فلاں اُٹھ جاؤ اس طرح چھتیس (36) منافقوں کے نام لئے''

ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثابت نبانی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ منافقین مجتمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو کی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم میں سے کچھ لوگ مجتمع ہوئے اور انہوں نے ایسا ایسا کہا۔ لہٰذا تم لوگ اُٹھ جاؤ اور اللہ سے استغفار کرو۔ میں بھی تمہارے لئے استغفار کروں گا''۔ مگر کوئی نہ اُٹھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم لوگ خود اُٹھ جاؤ اور اللہ سے استغفار کرو ورنہ میں تمہارے نام لے کر پکاروں گا۔ بالآخر آپ نے فرمایا ''قم یا فلان ''او فلاں اُٹھ جا۔ اور وہ تمام کے تمام ذلیل وخوار ہو کر اُٹھے۔

امام احمد و حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے ایک حجرے کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور آپ علیہ السلام کے گرد بہت سے

صحابہ موجود تھے۔ قریب تھا کہ حجرے کا سایہ ختم ہو جائے۔ سرور کونین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہاری طرف شیطانی آنکھ سے دیکھے گا۔ تو تم اس سے بات نہ کرنا'' اتنے میں ایک شخص آیا جو بھینگی آنکھ کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم اور فلاں فلاں آدمی مجھے بُرا کیوں کہتے تھے''۔ اور وہ شخص ان کی طرف چلا گیا اور انہیں بلا کر لایا اور ان سب نے قسمیں اٹھائیں اور معذرت خواہی کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ المجادلہ آیت 18

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ:۔ ''جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا (یعنی وہ اپنی جھوٹی قسموں کو کار آمد سمجھتے ہیں) سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں۔''

بیہقی نے فرمایا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سمرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اسنے خبر دی کہ فلاں مر گیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''وہ مرا نہیں ہے'' اس نے دوبارہ کہا اور کہا کہ فلاں مر گیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''وہ مرا نہیں ہے''۔ اس نے سہ بارہ یہی کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''فلاں نے چوڑے پیکان سے اپنے آپ کو ذبح کیا ہے'' اور رسول کریم علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

(78) رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی!

بیہقی اور ابونعیم نے جبیر بن نفیر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ابوالدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بُت پوجا کرتے تھے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ان کے گھر کے اندر آئے اور ان کے بُت کو توڑ ڈالا۔ جب ابوالدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) گھر واپس آئے اور بُت کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو کہا تجھ پر افسوس ہے کہ تُو نے اپنا بچاؤ بھی نہ کیا۔ اسکے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انہیں سامنے سے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے وہ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہمیں ڈھونڈتے آرہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نہیں بلکہ

وہ مسلمان ہونے آ رہے ہیں۔ کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ابو الدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسلمان ہو جائیں گے"

(79) بادل کو ملاحظہ فرما کر خبر دینا کہ "یہ یمن میں برسے گا" اور دوسری خبریں

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی فرمایا کہ ہم نے ایک بدلی دیکھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "اس بدلی کا مؤکل فرشتہ ابھی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کر کے بتایا کہ اس بدلی کو یمن کی اس وادی کی طرف لے جا رہا ہوں جس کا نام صریح ہے"۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار آیا۔ ہم نے اس سے اس بدلی کے بارے میں پوچھا تو اسنے بتایا کہ وہ بدلی اسی دن برسی تھی۔ بیہقی نے فرمایا اس حدیث کی شاہد وہ مرسل روایت ہے جو بکر بن عبداللہ مرنی سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ابر کے فرشتہ کی خبر دی کہ "یہ فرشتہ فلاں شہر سے آ رہا ہے اور فلاں دن ان پر بارش ہوئی ہے" اور آپ علیہ السلام نے پوچھا "ہمارے شہر میں کب بارش ہوگی" اس نے کہا فلاں دن ہوگی۔ اس وقت کچھ منافقین موجود تھے انہوں نے اس دن کو یاد رکھا کہ اس بات کی تصدیق کریں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور وہ ایمان لائے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اس کا ذکر کیا آپ علیہ السلام نے ان کو دعا دی کہ "زادکم اللہ ایمانا"۔

ابن سعد وحاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے ابوشہم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے مدینہ منورہ کے ایک کوچے میں باندی کو دیکھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میری بیعت لیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "کیا تو وہ شخص نہیں ہے جس نے کل باندی کو کھینچا تھا"۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میری بیعت قبول کیجئے۔ میں آیندہ کبھی ایسی حرکت نہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "اچھا میں بیعت قبول کرتا ہوں"

بیہقی نے ایک انصاری سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی کھانے کی دعوت کی۔ جب کھانا رکھا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے لُقمہ لے کر مُنہ میں اسے چبایا تو فرمایا "میں اس گوشت کو اس بکری کا پاتا ہوں جسے ناحق پکڑ لیا تھا"۔ اس عورت سے پوچھا گیا اس نے کہا کہ اس کی ہمسائی نے اس گوشت کو اپنے شوہر کی اجازت لئے بغیر بھیجا تھا۔

نسائی وحاکم نے صحیح بتا کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپ علیہ السلام کے صحابہ ایک عورت کے گھر کی طرف سے گُزرے اس نے ان کے لئے بکری ذبح کی۔ اور اس کا کھانا پکایا۔ جب واپسی میں اس گھر سے گزرے تو عورت نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں نے آپ علیہ

السلام اور سب کے لئے کھانا تیار کیا ہے تشریف لا کر تناول فرمائیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صحابہ اندر تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام نے لقمہ لے کر چبایا تو وہ چبا نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اس بکری کو بغیر اس کی مالک کی اجازت کے ذبح کیا گیا ہے''۔ اس پر اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم لوگ نہ آلِ معاذ سے تکلف کرتے ہیں اور نہ وہ ہم سے تکلف کرتے ہیں خواہ ہم ان کی چیز لے لیں یا وہ ہماری چیز لے لیں۔

حاکم نے صحیح بتا کر حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حاط سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں ایک آدمی نے چوری کی اسے آپ علیہ السلام کے پاس لایا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اسے قتل کردو'' لوگوں نے عرض کیا اس نے صرف چوری کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس کا ہاتھ قطع کردو''۔ اس نے پھر دوبارہ چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ اس کے بعد پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں چوری کی۔ اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر چوری کی یہاں تک کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اس نے پانچویں مرتبہ پھر چوری کی اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس چور کی حالت زیادہ جانتے تھے اسی بنا پر آپ علیہ السلام نے پہلے اسے قتل کا حکم دیا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسے لے جاؤ۔ اور قتل کردو تو لوگوں نے اسے قتل کیا۔

بیہقی نے ابوالبختر ی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جس کی زبان میں تیزی تھی۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئی۔ جب رات ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا اور اس نے کہا میں آج روزہ دار تھی آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تو نے روزہ نہیں رکھا (فاقہ کیا ہے)'' جب دوسرا دن ہوا تو اس نے قدرے اپنی زبان کی حفاظت کی۔ جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا۔ اس نے عرض کیا میں آج بھی روزے دار تھی۔ فرمایا ''تو جھوٹ کہتی ہے'' پھر جب تیسرا دن ہوا تو اس نے اپنی زبان کی پوری نگہداشت کی۔ اور اس سے غیبت کی کوئی بات صادر نہ ہوئی۔ جب شام ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے کھانے کی طرف بلایا اس نے عرض کیا میں آج بھی روزہ دار تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''آج تو نے روزہ رکھا''۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

طیالسی و بیہقی نے شعب میں اور ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغیبت'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لوگوں کو ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا ''جب تک میں اجازت نہ دوں روزہ افطار نہ کریں''۔ تو لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں نے یہ دن روزے سے گذارا ہے۔ تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں افطار کروں تو آپ علیہ السلام نے اسے اجازت دے دی اس طرح لوگ حاضر ہوتے رہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلّم اجازت دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے اہلِ خانہ میں سے دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ دونوں آپ علیہ السلام کے حضور آنے سے حیا کرتی ہیں۔ آپ ان کو افطار کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس شخص سے اعراض فرمایا۔ پھر اس نے عرض کیا آپ علیہ السلام نے پھر اعراض فرمایا۔ اس نے پھر عرض کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ان دونوں نے روزہ نہیں رکھا۔ وہ کیسے روزہ دار ہو سکتا ہے جس نے لوگوں کا گوشت کھایا۔ جاؤ ان دونوں سے کہہ دو اگر تم روزے دار تھیں تو تمہیں قے کر دینا چاہئے''۔ تو وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچا اور ان دونوں نے قے کی۔ تو ہر ایک کے پیٹ سے خون کا لوتھڑا برآمد ہوا۔ وہ شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا اور آپ علیہ السلام سے واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر وہ لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو ان دونوں کو ضرور آگ کھاتی''

امام احمد وابویعلی اور بیہقی نے الشعب میں اور ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغیبت'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے غلام عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! اس جگہ دو عورتیں روزہ دار ہیں۔ اور ان دونوں کی حالت ایسی ہے کہ قریب ہے کہ پیاس سے مر جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ان کو بلالاؤ''۔ تو وہ آئیں اور رسول کریم علیہ السلام نے ایک بڑا برتن دے کر ایک عورت سے فرمایا ''اس میں قے کر دے'' تو اس نے قے کی اور اس نے خون کچے لہو، پیپ اور گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ آدھا برتن بھر گیا۔ پھر دوسری عورت سے فرمایا کہ ''اس میں قے کر دے''۔ تو اس نے کچّے لہو، خون، پیپ اور تازہ گوشت کی قے کی یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم دونوں نے خدا کے حلال کئے ہوئے رزق کو کھا کر روزہ رکھا اور اپنے روزوں کو خدا کے حرام کی ہوئی چیزوں سے افطار کیا۔ کیونکہ تم دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں۔ یعنی غیبت کرتی رہیں''

ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک گزرنے والی عورت کی نسبت میں نے کہا کہ یہ عورت لانبے دامنوں والی ہے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تھوکو تھوکو'' تو میں نے گوشت کا لوتھڑا تھوکا۔

حاکم نے صحیح بتا کر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت (خزرجی نجاری) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے اچانک آپ علیہ السلام اُٹھے اور اندر تشریف لے گئے اس وقت بطور ہدیہ کچھ گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آیا تھا۔ لوگوں نے کہا اے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کاش تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں جا کر آپ علیہ السلام سے عرض کرتے کہ اس گوشت میں سے کچھ حصّہ ہمیں بھی عنایت فرمائیں۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا۔ آپ علیہ السلام

نے فرمایا ''اے زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم ان کے پاس جاؤ۔ انہوں نے تمہارے آنے کے بعد گوشت کھالیا ہے''۔ تو میں نے جا کر انہیں بتایا۔ انہوں نے کہا ہم نے گوشت نہیں کھایا ہے۔ ضرور یہ کوئی اہم بات ہے۔ تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''گویا میں تمہارے دانتوں میں زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گوشت کی سبزی دیکھ رہا ہوں''۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سچ ہے۔ آپ علیہ السلام ہمارے لئے استغفار کیجئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے لئے استغفار فرمایا۔

بیہقی وابونعیم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ہدیہ میں گوشت کا پارچہ آیا۔ میں نے خادم سے کہا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیلئے رکھ چھوڑ و۔ اسی اثناء میں ایک سائل آیا اور اسنے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز لگائی ''تصدّقوا بارک اللہ فیکم''۔ صدقہ دو اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں برکت دے۔ ہم نے اسے جوابدیا ''بارک اللہ فیک'' اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے۔ اور وہ سائل چلا گیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے تو میں نے خادم سے کہا اس گوشت کو پیش کردو۔ اور وہ اسے لایا۔ دیکھا تو وہ سفید پتّھر بن گیا تھا اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا آج تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے واپس کردیا تھا؟'' میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ فرمایا ''یہ گوشت اسی بنا پر پتّھر ہوگیا''۔ اس کے بعد وہ پتھر ان کے گھر کے ایک گوشے میں پڑا رہا اور وہ اس پر کوٹتی اور پیستی رہیں۔ یہاں تک کہ ان کی رحلت ہوگئی۔

طبرانی نے بسند صحیح حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو سخت مشقت وتکلیف پہنچی۔ یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم واندوہ اور منافقوں کے چہروں پر خوشی ومسرّت دیکھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مسلمانوں کا یہ حال دیکھا تو فرمایا ''خدا کی قسم! آفتاب غروب نہ ہوگا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ رزق بھیج دے گا''۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یقین کرلیا کہ اللہ اور اسکے رسول کی بات ضرور صادق ہوگی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چودہ (14) اونٹوں پر لدا ہوا غلّہ خریدا اور نو (9) اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں بھیج دیئے۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں کے چہروں پر خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اور منافقوں کے چہروں پر غم واندوہ کے بادل چھا گئے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے دستِ اقدس اٹھائے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایسی دعا مانگی کہ اس سے پہلے کسی کے لئے ایسی دُعا میں نے نہیں سُنی۔

ابونعیم نے حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ضحاک لخمی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کا نام مطاع رکھا۔ اور ان سے فرمایا ''تم اپنی قوم میں مطاع یعنی مخدوم ہو''۔ اور ان سے فرمایا ''تم رفقاء میں جاؤ

اور جو تمہارے جھنڈے تلے آئے گا وہ محفوظ ہوگا''۔ تو وہ ان کی طرف گئے۔ اور ان سب نے ان کی اطاعت کی۔ اور ان کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ ان لوگوں نے عرض کیا ہمارے لئے جرش پر دعا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے لئے فرمایا ''جرش الا جراش کی کثرت ہوگی اور لوگ کم ہوں گے''۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا آپ علیہ السلام نے ان کے لئے کثرت کی دعا فرمائی ہے؟ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا ''میرے پاس جبریل آئے اور مجھے خبر دی کہ مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صبح کے وقت حالتِ شرک میں مجھ سے جنگ کرے گا اور شام کو مومن بن کر میری خدمت میں آئے گا''۔ چنانچہ جب آفتاب ڈھل گیا تو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومن بن کر بارگاہِ رسالت میں آئے اور وہ ایسے مطاع تھے کہ جب قبائل کے درمیان جنگ ہوتی تو وہ جھنڈا تھام کر آتے اور ان کے درمیان صلح کرا دیتے تھے۔

ابن سعد نے عبدالرحمٰن جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک دو سوار آئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو آتے دیکھا تو فرمایا ''یہ دونوں بنی کندی اور مذحجی ہیں''۔ یہاں تک کہ جب وہ آئے تو وہ دونوں بنی کندہ اور مذحج کے تھے اور ان دونوں نے آپ علیہ السلام کی بیعت کی۔

ابن عساکر نے بطریق ابی عاصم روایت کی۔ کہا کہ مجھ سے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کے ایک غلام نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی چیز ہدیتاً بھیجی اور وہ قاصد کچھ دیر ٹھہر ا رہا۔ پھر وہ قاصد آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے فرمایا ''تم کس لئے ٹھہرے رہے''۔ پھر فرمایا ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ کس بنا پر تم ٹھہرے رہے؟'' فرمایا ''تم ایک نظر حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر ڈالتے تھے اور ایک نظر حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر۔ اور یہ دیکھتے تھے کہ ان میں سے کون زیادہ حسین ہے''۔ اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سچ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اسی بات نے مجھے ٹھہرائے رکھا تھا۔

ابن عساکر نے بطریق زبیر بن بکار روایت کی کہ مجھ سے محمد بن سلام حجی نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کے غلام البطوا المقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک آدمی کے ہاتھ بکری کے پائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کے یہاں بھیجے۔ وہ آدمی کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے فرمایا ''اگر تم چاہو تو میں بتا دوں کہ کس لئے تم وہاں ٹھہرے رہے''۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ضرور بتائیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو دیکھ کر ان کے حسن پر تعجب کر رہے تھے۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تمہارے پاس اہلِ جنّت میں ایک شخص آرہا ہے''۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہوگا وہ شخص اہلِ جنّت میں سے ہے''۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔

ابویعلی، ابن عدی، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اُس دروازے سے جو تمہارے پاس آئے گا وہ اہلِ جنّت میں سے ہے'' تو وہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی وقاص تھے جو داخل ہوئے۔

بزار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اہلِ جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا'' تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تین دن تک یہی فرمایا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی داخل ہوتے رہے۔ (سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن نضر بن کنانہ القرشی الزہری۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ننھیال زہری خاندان میں تھی اس لئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رشتے میں آپ کے ماموں تھے۔ المتوفی 55ھ مدینہ منورہ)

(80) حیرہ، یمن، شام اور عراق کے فتح ہونے کی خبر دینا

محدثین کرام نے سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی زہیر سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے سنا کہ ''یمن فتح ہوگا۔ اور ایسی قوم آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی۔ او وہ لوگ اپنی اہل وعیال اور ان لوگوں کو جو ان کا کہنا مانیں گے کوچ کرادیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے کہ مدینہ طیبہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد شام فتح ہوگا اور ایک ایسی قوم آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی۔ اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال اور جو ان کا کہنا مانیں گے کوچ کرادیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد عراق فتح ہوگا اور ایسی قوم آئے گی جو جانور ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال اور ان کا کہنا مانیں گے کوچ کرادیں گے کاش کہ وہ جانتے مدینہ طیبہ ان کے لئے بہتر ہے''

(81) ''اللہ تعالیٰ نے میرے لئے شام اور اہلِ شام کی کفالت کی ہے''

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے عبد اللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "تم لوگ لشکر لشکر بن جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کو ایک لشکر عراق کو اور ایک لشکر یمن کو جائے گا"۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے لئے کوئی لشکر خاص فرما دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "تم شام کے لشکر میں ہونا۔ اور اگر کوئی انکار کرے تو یمن کے لشکر میں میں ہو جانا اور وہاں کے چشموں کا پانی پینا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے شام اور اہل شام کی کفالت کی ہے"

ابن سعد نے سعد بن ابراہیم سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے شام کے علاقہ میں مجھے قطعہ زمین عطا فرمایا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وصال فرمایا۔ مجھے اس قطعہ کی دستاویز لکھ کر عنایت فرمائی۔ مجھ سے صرف اتنا فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ جب شام کو فتح کر دے گا تو وہ تمہارا ہے"

ابوداؤد و نسائی اور دار قطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اہلِ عراق کے لئے ذات عرق کو ان کا میقات مقرّر فرمایا۔

(82) بیت المقدس اور اُس کے مُلحقہ علاقوں کے فتح کی خبر دینا

بخاری نے اور حاکم نے صحیح بتا کر عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک اشجعی سے روایت کی کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "تم قیامت کے وقوع کے درمیان چھ باتوں کو یاد رکھو۔ (1) میرا وصال پانا۔ (2) پھر بیت المقدس کا فتح ہونا۔ (3) پھر دو موتیں ہونی جو بکری کے قصاص (سینہ میں درد اور گردن توڑ بیماری) کی مانند تم میں ہوں گی (4) پھر تم میں مال کا اس حد تک پھیلنا کہ ایک شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں گی اور وہ اس پر خشم ناک ہو گا۔ (5) پھر ایسے فتنے کا رُونما ہونا کہ عرب میں کوئی گھر باقی نہ رہے گا جہاں وہ فتنہ داخل نہ ہو۔ (6) پھر صلح کا ہونا جو تمہارے اور بنی الاصغر کے درمیان ہو گی۔ بنی الاصغر تم سے غداری کریں گے اور اسی (80) جھنڈوں کے سایہ میں تم پر آئیں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ حاکم نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ پھر وہ تم سے غدّاری کریں گے یہاں تک کہ عورت کا حمل بھی غدّاری کرے گا۔ چنانچہ عمواس کا سال ہوا تو لوگوں نے گمان کیا کہ عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا "چھ باتوں کو گنتے جانا"۔ تو ان میں سے تین باتیں تو واقع ہو چکیں اب تین باتیں رہ گئی ہیں اس پر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان باتوں کے وقوع کے لئے مدّت درکار ہے لیکن پانچ باتیں ایسی ہیں اگر تم میں سے کسی کے زمانہ میں ان میں سے کوئی واقع ہو تو اگر وہ مر سکتا ہو تو اسے چاہیئے کہ مر جائے۔ (1) منبروں پر بیٹھ کر لعنت کی جائے گی (2) اللہ تعالیٰ کا مال جھوٹوں کو دیا جائے گا۔ (3) اونچی اونچی عمارتیں بنیں گی۔ (4) ناحق خونریزی ہو گی اور (5) قطع ارحام (رحم) کیا جائے گا۔

ابن سعد نے ذی الاصابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اگر میں آپ علیہ السلام کے بعد زندہ رہنے کی مصیبت میں رہا تو آپ علیہ السلام مجھے کہاں رہنے کا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا ''تم بیت المقدس میں رہنا۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ایسی اولاد پیدا کرے جو صبح وشام مسجد میں جا کر اسے آباد کرے''

(83) فتح مصر اور وہاں رُونما ہونے والے واقعات کی خبریں

مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم لوگ ایسے علاقے کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر ہوگا۔ لہٰذا تم لوگ وہاں کے رہنے والوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا۔ کیونکہ ان کے لئے ذمہ اور رحم ہے۔ جب تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتا دیکھو تو وہاں سے نکل جانا''۔ راوی نے کہا کہ جب ابن شرجیل بن حسنہ، ربیعہ اور عبدالرحمٰن کے پاس گئے تو ان دونوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھا اور وہ وہاں سے نکل گئے۔

بیہقی وابونعیم نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت کی کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے سنا کہ ''جب تم مصر کو فتح کرو تو قبطیوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا۔ کیونکہ ان کے لئے ذمہ اور رحم ہے''۔ مطلب یہ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ انہیں میں سے تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبطیہ تھیں۔

ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے وصال کے وقت وصیت فرمائی کہ ''اللہ اللہ فی قبط مصر'' ''خبردار مصر کے قبطیوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ کیونکہ تم ان پر غالب آؤ گے اور وہ لوگ تمہارے لئے اللہ کی راہ میں معین ومددگار رہوں گے''

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''عراق نے اپنے درہم اور قفیز سے روکا ہے اور شام نے اپنے مد اور اپنے دینار سے روکا ہے۔ اور مصر نے اپنے اروب اور اپنے دینار سے روکا ہے اور جہاں سے تم نے ابتداء کی تھی تم پلٹ گئے''

یحییٰ بن آدم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قفیز ودرہم کا ذکر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کی زمین پر خراج مقرر کرنے سے پہلے فرمایا۔ ہردی نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان باتوں کی خبر دی جو ابھی واقع نہ ہوئی تھیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آیندہ ہونے والی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ماضی کے صیغہ کے ساتھ ذکر فرمایا کیونکہ وہ علمِ الٰہی میں ماضی ہے۔

امام شافعی نے الام میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

نے مدینہ آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ اور شام و مصر اور مغرب والوں کے لئے جحفہ کو میقات مقرر فرمایا۔

(84) ''میری اُمت کے لوگ وسط دریا میں سوار ہو کر جہاد کرینگے''

محدثین کرام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب استراحت فرمایا۔ جب آپ علیہ السلام بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تبسّم فرما رہے تھے۔ اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تبسّم کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا ''میرے سامنے میری امت کے ایسے لوگ پیش کئے گئے جو وسط دریا میں سوار ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور وہ اپنی قوم کے لوگوں پر بادشاہ ہوں گے''۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم ان کے اوّل لوگوں میں سے ہوگی''۔ چنانچہ اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت کے ہمراہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں دریائی جہاد میں غازیہ تھیں۔ جب وہ لوگ اپنے جہاد سے واپس ہو رہے تھے تو ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب سواری لائی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہوں مگر سواری نے انہیں گرا دیا اور وہ فوت ہوگئیں۔

بخاری نے عمیر بن اسود سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم سے اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان کی انہوں نے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امت کا پہلا وہ لشکر جو قیصر کے شہر میں جائے گا ان کے لئے مغفرت ہے''۔ میں نے عرض کیا میں بھی ان میں ہوں گی؟ فرمایا ''نہیں''

(85) مُسلمانوں کو آئندہ دیگر فتوحات کی خبر دینا

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک خورد کرمان کے لوگوں سے تم جنگ نہ کرو گے۔ وہ لوگ عجمی ہیں، ان کے چہرے سُرخ، ناک چپٹی، چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی۔ گویا کہ ان کے چہرے چپٹی ڈھال کی مانند ہوں گے۔ اور قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو گے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں''۔ بیہقی نے فرمایا یہ غیبی خبر اسی طرح واقع ہوئی کیونکہ خوارج کی قوم نے ''رے'' کے علاقے سے خروج کیا اور ان کی جوتیاں بالوں کی تھیں اور ان سے جنگ کی گئی۔

(86) جنگ ہند کی خبر دینا

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

نے ہم سے جنگ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔

ابن سعد و حاکم نے صحیح بتا کر ذی مخبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اہل روم تم سے ایسی صلح کریں گے جو امن کی صلح ہوگی''

(87) فارس اور روم کی فتح کی خبر دینا

بیہقی وابونعیم اور ثابت نے الدلائل میں عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حوالہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار میں موجود تھے کہ لوگوں نے آپ علیہ السلام سے لباس کی کمی، مفلسی اور قلت اشیاء کی شکایت کی۔ اس وقت آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تمہیں بشارت ہو۔ خدا کی قسم! بلاشبہ میں کثرتِ اشیاء کے ساتھ اس کی کمی کی شکایت سے زیادہ تم پر خوف رکھتا ہوں اور یہ مال کی کثرت تم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ سرزمین فارس و روم اور حمیر کے علاقہ کو فتح کرائے گا اور تم لوگ تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کی طرف، ایک لشکر عراق کی طرف اور ایک لشکر یمن کی طرف جائے گا۔ اور مال کی فراوانی اتنی ہوگی کہ ایک شخص کو سو (100) درہم دیئے جائیں گے تو وہ اس سے ناراض ہوگا''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شام پر حملہ کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ کیونکہ وہاں بڑے بڑے رومی سردار ہیں؟ فرمایا ''اللہ تعالیٰ شام کو ضرور تم پر فتح کر دے گا اور تم کو ضرور وہاں کی حکومت دے گا اور یہاں تک ہوگا کہ ان میں کے گورے رنگ کی ایک جماعت تم میں کے کالے رنگ اور سر منڈے شخص کی سواری کے گرد کھڑے ہوں گے اور وہ شخص ان کو جو حکم دے گا اسے وہ لوگ کریں گے''۔ عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیل نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو صفت بیان فرمائی۔ آپ علیہ السلام کے اصحاب میں یہ صفت جزء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل سلمی میں پہچانی جاتی وہ اس زمانہ میں عجمیوں پر حاکم تھے اور ان کا حال یہ تھا کہ جب وہ مسجد کی طرف جاتے تو لوگ انہیں دیکھتے اور ان کے پاس ان کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوتے اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو صفت بیان فرمائی اس پر وہ تعجب کرتے تھے۔

بیہقی وابونعیم نے عبداللہ بن یسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی جان ہے اللہ تعالیٰ فارس و روم کو ضرور فتح کرائے گا۔ اور غلّے کی اتنی کثرت ہوگی کہ لوگ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں گے''

بیہقیؒ وابونعیمؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جس وقت میری امت کے لوگ ہاتھ ہلا کر چلیں گے اور ان کی خدمت میں فارس کے لوگ ہوں گے۔ اس وقت ان کے اشرار (شریر) انکے اخیار (نیک افراد) پر مسلّط ہو جائیں گے''

حاکم نے زہیر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''سنو! تم پر ایسا ایسا

ہونا ضرور ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر فارس و روم کو فتح کرے گا اور تم میں سے ایک صبح کو ایک لباس بدلے گا اور شام کو دوسرا۔ اور تمہارے آگے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا''

ابونعیم نے عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے صحابہ میں کھڑے ہو کر فرمایا ''تم لوگ مفلسی کا خوف رکھتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فارس و روم کو فتح کرائے گا۔ اور تم پر دُنیا اس طرح اُمنڈ کر آئے گی کہ میرے بعد تم حق سے پھر و گے تو دنیا کی وجہ سے ہی پھرو گے''

حاکم و ابونعیم نے ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ایک غزوے میں تھا۔ میں نے سُنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم جزیرۃ العرب میں جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا۔ پھر تم فارس پر جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا پھر تم روم پر جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا۔ پھر تم دجال سے جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا''

بیہقی نے عمرو بن شرجیل سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کالی بکریاں میرا اتباع کر رہی ہیں۔ اس کے بعد ان کے پیچھے سے سفید بکریاں آئیں۔ یہاں تک کہ کالی بکریاں ان میں دکھائی نہیں دیتیں''۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وہ عرب ہیں جو آپ کا اتباع کر رہے ہیں اس کے بعد ان میں عجمی لوگ آ کے مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں وہ دکھائی نہ دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم نے ٹھیک کہا ایسا ہی ہوگا۔ فرشتہ نے آج صبح اس کی تعبیر بتائی''۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

(88) قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی تقسیم اور اُن کی ہلاکت کی خبر دینا

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اسکے بعد قیصر نہ ہو گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ ہوں گے''

مسلم و بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے اس خزانے کو کھولے گی جو سفید محل میں محفوظ ہیں''۔ جن لوگوں نے ان خزانے کو کھولا ان میں مَیں اور میرے والد تھے۔ اور ہم سب کو اس میں سے ایک ایک ہزار درہم ملے۔

امام احمد و ابویعلی اور طبرانی نے عفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ الکندی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا۔ اور میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا۔ تا کہ ان سے تجارت کروں۔ میں ان کے پاس منیٰ کے مقام میں تھا کہ ان کے قریب کے خیمہ سے ایک شخص نکلا جب اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور سورج کو دیکھا کہ

وہ ڈھل گیا ہے تو کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی۔ پھر ایک بچہ نکلا اور اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا اے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میرے بھتیجے اور ان کی زوجہ خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور ان کے چچا کے صاحبزادے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ رسول ہیں اس معاملے میں ان کا اتباع ان کی بیوی اور ان کے چچا کے بیٹے کے سوا ابھی کوئی نہیں کرتا۔ اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ کسریٰ وقیصر کے خزانے فتح ہوں گے۔

بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے اور ان دونوں کنگنوں کو سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا گیا۔ اور وہ کنگن اسکے شانوں تک پہنچے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک بنی مدلج کے اعرابی کے ہاتھوں میں ہیں۔ امام شافعی نے کہا کہ سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کنگنوں کو اس بنا پر پہنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ ''اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں اور اس کا بندِ کمر اور اسؑ کا تاج اوڑھ رکھا ہے''

بیہقی نے بروایت ابن عتبہ، اسرائیل بن ابوموسیٰ سے انہوں نے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''کسریٰ کے کنگن پہنتے وقت تمہارا کیا حال ہوگا''۔ راوی نے کہا کہ جب کسریٰ کے کنگن دربارِ فاروقی میں لائے گئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں پہنایا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے ان کنگنوں کو چھین کر سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعرابی کو پہنایا۔

حارث بن ابی اسامہ نے ابن محیریز سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''فارس ایک یا دو ٹکڑوں کا ہے اس کے بعد نہ کہیں فارس رہے گا اور روم کے کئی سردار ہوں گے۔ جب ایک ہلاک ہوگا تو دوسرا اس کا جانشین خود بخود ہوتا جائے گا''۔

(89) خوارج کے فتنے کی خبر اور دیگر اخبار آئندہ

محدثین کرام نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس موجود تھے اس وقت آپ علیہ السلام مال تقسیم فرما رہے تھے اچانک ذوالخویصرہ نے آپ علیہ السلام کے پاس آکر کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عدل کیجئے! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تیری خرابی ہو جب کہ میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔ اگر میں ہی عدل نہ کروں گا تو میں خائب

(ناکامیاب) ہوں گا''۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن اُڑا دوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اسے چھوڑ دو کیوں کہ اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ اپنے روزے کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر جانے گا۔ یہ لوگ قرآن کی تلاوت کرینگے مگر ان کے دلوں پر کچھ اثر نہ ہوگا وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے ان کی نشانی یہ ہے کہ ایک مرد سیاہ ہوگا جس کے ایک بازو پر گوشت لوتھڑے کی مانند ہوگا جو ہلے گا۔ وہ لوگ بہترین امت پر خروج کریں گے''۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جنگ کی ہے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نشانی والے آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ اور ڈھونڈا گیا تو وہ مل گیا اور اسے لایا گیا۔ حتّٰی کہ میں نے اس میں وہ نشانی دیکھی۔ جس کی صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیان کی تھی۔ ابویعلی نے اس حدیث کو روایت کیا۔ اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تم میں سے کون اسے پہچانتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا اس کا نام حرقوص ہے اور اس کی ماں اسی جگہ ہے۔ پھر اس کی ماں کو بلایا اور اس سے پوچھا یہ کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتی کہ اس کا باپ کون ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک چراگاہ میں بکریاں چرا رہی تھی۔ اچانک مجھے ایسی چیز نے ڈھانپ لیا جیسے اندھیری ہوتی ہے۔ اس سے میں حاملہ ہوئی اور یہ پیدا ہوا۔

مسلم نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مسلمانوں کے فرقہ ہو جانے کے بعد ایک فرقہ دین سے نکل جائے گا۔ اور وہ مسلمان جو بہتر اور حق پر ہوں گے اس فرقہ کو قتل کر دیں گے''

مسلم نے عبیدہ سے روایت کی انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اصحاب نہر (خارجیوں) سے فارغ ہوئے تو فرمایا ان لوگوں کو تلاش کرو یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے اور ان میں ضرور ایک ناقص الید آدمی ہوگا تو ہم نے اسے تلاش کیا اور وہ ہمیں مل گیا۔ اور ہم اسے پکڑ کر ان کے پاس لائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ یہاں تک کہ اس کے قریب کھڑے ہو کر دیکھا اور تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ گھمنڈ کرو گے تو میں تم کو وہ بات بتاتا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زبان سے ان لوگوں کے بارے میں مطلع کرایا جو ان خارجیوں کو قتل کریں گے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یہ ارشاد سنا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے سنا ہے اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

(90) ازارقہ جہنّم کے کتّے ہیں

حاکم نے سعید بن جمہان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن ابی اوفی کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا تیرا باپ کیا ہوا؟ میں نے کہا ان کو ازارقہ نے قتل کر دیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ ازارقہ پر لعنت کرے۔ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حدیث فرمائی کہ ''ازارقہ جہنّم کے کتّے ہیں''

(91) فرقہ بندی کی خبر دینا

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں اور بزار وابویعلی اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تمہارے باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے ان سے یہود نے بغض وعداوت کی یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان رکھا۔ اور ان سے نصاریٰ نے اس حد تک محبّت کا دعویٰ کیا کہ ان کو اس منزلت تک پہنچایا جو ان کے شایانِ شان نہ تھی''۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سنو! میرے بارے میں دونوں گروہ ہلاک ہوں گے وہ بھی جو بہت زیادہ محبّت کا دعویٰ کرتا ہے اور میری طرف اس چیز کی نسبت کرتا ہے جو مجھ میں نہیں ہے۔ اور وہ بھی جو مجھ سے بغض وعداوت رکھتا ہے اور مجھ پر عیب لگانے اور مجھ پر بہتان رکھنے پر اُبھارتا ہے۔

طبرانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ ان کی امت میں قدریہ اور مرجیہ ہوئے ہیں جو نبی پر ان کی امت کے معاملہ کو پراگندہ کر دیتے ہیں''

طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قدریہ اور مرجیہ اس امّت کے مجوسی ہیں'' طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

طبرانی نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امّت کے دو گروہ ایسے ہوں گے جن کا حصہ اسلام میں نہیں ہے۔ ایک قدریہ ہے دوسرا مرجیہ'' اور طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے''

امام احمدؒ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اس امت میں مسخ (عقول) ہوگا اور وہ مسخ تقدیر کے جھٹلانے والوں اور زندیقوں پر ہوگا''

بزار وطبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اس امت کے بُرے لوگوں کا آخری کلام قدر میں ہوگا"

امام احمد نے بسند صحیح ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا "میری اُمّت میں مسخ اور قذف ہوگا۔ اور وہ اہلِ زندقہ پر ہوگا"

طبرانی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہے گی جب تک کہ وہ قدر کو نہ جھٹلائیں"

(92) اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام وفات

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے یزید بن اصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہوئیں تو انہوں نے فرمایا مجھے مکہ مکرمہ سے باہر لے جاؤ کیونکہ میری وفات مکہ مکرمہ میں نہیں ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے خبر دی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں فوت نہ ہوں گی۔ تو لوگ لے کر چلے۔ یہاں تک کہ جب مقام سرف میں اس جگہ پہنچیں جس درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے عقد کیا تھا تو وہ رحلت فرما گئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (المتوفی 51ھ)

محمد بن ربیع جیزی نے کتاب "من دخل مصر من الصحابتہ" میں ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اے ابو ریحانہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جس دن تم ایسے لوگوں پہ گزرو گے جنہوں نے جانوروں کو بغیر دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا ہوگا۔ اور تم کہو گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور وہ کہیں گے ہمارے سامنے ایسی کوئی آیت لایئے جو خاص اس بارے میں نازل ہوئی ہو (گویا وہ قول رسول کی حجیت کا انکار کریں گے اور صرف قرآن پر عمل کا دعویٰ کریں گے)" چنانچہ ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے لوگوں پر گزرے جنہوں نے مرغیوں کو بغیر دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا تھا۔ تو انہوں نے ان کو اس سے منع کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بارے میں نازل شدہ کوئی آیت پڑھ کر سنایئے۔ یہ سُن کر ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔

خطیب نے رواۃ مالک میں اسلم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر کے سردار سے فرمایا تمہارا خیال یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فرمان کو بھول گیا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تم سے فرمایا تھا کہ "تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارا اونٹ تمہیں شام میں چھوڑ جائے گا۔ پھر ایک دن پھر ایک دو دن تک وہ اونٹ تمہیں چھوڑے رکھے گا"

طبرانی نے اوسط میں بسند جید حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میری امت میں ایک شخص ہوگا جو مرنے کے بعد کلام کرے گا''

بیہقی نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے بطریق ربعی بن خراش روایت کی انہوں نے کہا کہ میرا بھائی ربیع فوت ہو گیا۔ وہ ہم میں گرمی کے دنوں میں زیادہ روزہ دار اور سردی کی راتوں میں زیادہ قیام کرنے والا تھا۔ میں نے اس کے جسد پر چادر ڈالی تو وہ ہنسنے لگا۔ اس پر میں نے کہا اے بھائی! کیا مرنے کے بعد بھی (دنیاوی) زندگانی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ بات یہ ہے کہ میں اپنے رب سے ملا۔ اور میرا رب مجھ سے روح و ریحان اور ایسے وجہ کریم کے ساتھ ملا جو غضب ناک نہ تھا۔ میں نے پوچھا تم نے امر کو کیسا دیکھا اسنے کہا جتنا تم گمان کر سکتے ہو اس سے زیادہ آسان میں نے دیکھا اس کے بعد یہ واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا''۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ''میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا۔ اور وہ خیر التابعین سے ہوگا''۔ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں اس روایت کی بکثرت سندیں ہیں۔

بیہقی نے مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن معدیکرب سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''خبردار مجھے کتاب الٰہی اور اسکے ساتھ اس کی مثل (حدیث و سنّت) دی گئی ہے۔ خبردار ایک آدمی ہوگا جو پیٹ بھرا اور اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوگا۔ وہ کہے گا تم پر یہ قرآن ہی لازم ہے لہٰذا قرآن میں جو چیز تم حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو تم حرام پاؤ اسے حرام جانو''

ابوداؤد و بیہقی نے بروایت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم میں سے کسی کو میں ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اس کے سامنے میرا کوئی ایسا حکم آئے جسے میں نے حکم دیا ہو۔ یا ایسی مخالفت آئے جس کی میں نے مخالفت کی ہو اور وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے۔ ہمیں تو وہی لازم ہے جو کتاب اللہ میں ہم پائیں ہم اسی کا اتباع کریں گے''

محدثین کرام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آیہ کریمہ سورۃ آل عمران آیت 7

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ
اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ
الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَ
الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ
وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

ترجمہ:۔ ''وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے'' کی تلاوت کر کے فرمایا'' جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کا اتباع کریں۔ تو یہ لوگ وہی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۃ التغابن آیت 14) ''فَاحۡذَرُوۡهُمۡ ''ن سے بچو۔ بیہقی نے اسے اس طرح نقل کیا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس کے ساتھ جدال کرتے ہیں اور ایوب نے فرمایا میں اہلِ ہوا میں سے کسی ایک کو ایسا نہیں جانتا جس نے متشابہات کے ساتھ جدال نہ کیا ہو۔

طبرانی و بیہقی نے محمد بن یزید بن ابی زیاد ثقفی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خوشہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا اُس پر اور اس پر کہ میں ہمیشہ حق بات کہوں گا۔ آپ علیہ السلام کی بیعت کرتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' اے قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم ایک زمانے تک زندہ رہو گے اور میرے بعد ایسے لوگ تمہیں ملیں گے جن کے ساتھ حق بات کہنے کی تمہیں استطاعت نہ ہو گی''۔ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں کسی بات پر آپ علیہ السلام کی بیعت نہ کروں گا مگر یہ کہ آپ علیہ السلام کے عہد کو پورا کروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' اس وقت تمہیں کوئی بشر نقصان نہیں پہنچائے گا''۔ چنانچہ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیاد بن ابوسفیان اور اسکے بیٹے عبید اللہ کی عیب چینی کرتا تھا۔ عبید اللہ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو اسنے قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور کہا تو وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام پر افترا کرتا ہے؟ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں۔ لیکن اگر تو چاہے تو میں اسے بتا دوں جو اللہ اور اسکے رسول علیہ السلام پر افترا کرتا ہے؟ اور جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر عمل کو چھوڑ رکھا ہے؟ عبید اللہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تو ہے اور تیرا باپ ہے۔ اور وہ شخص ہے جس نے تم دونوں کو حکم دیا ہے۔ اس کے بعد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا وہ کون سی بات ہے جس کا میں نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول علیہ السلام پر افترا کیا ہے؟ عبید اللہ نے کہا تو یقین رکھتا ہے کہ کوئی بشر تجھے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں میں یہ یقین رکھتا ہوں۔ عبید اللہ نے کہا آج تو جان لے گا کہ تو کتنا جھوٹا ہے۔ عبید اللہ نے حکم دیا کہ عذاب والے کو عذاب کے سامان کے ساتھ میرے پاس لاؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ دیکھ کر قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھکا اور فوت ہو گیا۔

حاکم و ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انصار سے فرمایا'' تم لوگ میرے بعد تقسیم اور امر میں ناگواری دیکھو گے لہٰذا تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو''

حاکم نے مقسم سے روایت کی کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کوئی اپنی حاجت بیان کی مگر انہوں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور ان کی طرف سر تک نہ اُٹھایا۔ یہ حال دیکھ کر ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں خبر دیدی ہے کہ ہمیں ان کے بعد نا گوار باتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایسی صورت میں تمہیں کیا حکم دیا گیا ہے، ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمیں صبر کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تو اب صبر کرو۔ یہ سُن کر ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصّہ آیا اور قسم اُٹھائی کہ ان سے کبھی بات نہ کروں گا۔

ابن عساکر نے حسن بن حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا پہلے سے تھی۔ جب ان میں سے کوئی مرتا تو بادل آتا اور اس کی قبر پر بارش برساتا تھا۔ چنانچہ انصاری قبیلہ کا ایک غلام فوت ہوا۔ مسلمانوں نے کہا آج ہم ضرور دیکھیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو یہ فرمایا کہ ''مولی القوم من انفسهم'' (قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے) چنانچہ جب اس غلام کو دفن کیا گیا تو بادل آیا اور وہ اسکی قبر پر برسا۔

حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) علم کا ظرف ہے''

ابن سعد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہم سے زیادہ جاننے والے اور آپ علیہ السلام کی حدیث کو ہم سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

(93) آنے والی قوم

حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''میری امّت کے کچھ لوگ میرے بعد ایسے آئیں گے جو تمنّا رکھیں گے کہ کاش کہ میری حدیث کو اپنی آل واولاد اور مال کے بدلے خرید سکتے''

(94) انحصیاء کے بارے میں ارشاد

ابن عدی و دار قطنی نے الافراد میں اور ابن عساکر نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ایک قوم آئے گی جن کو انحصیاء (یعنی خواجہ سرا) کہا جائے گا لہٰذا تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا''

(95) بے حجابی کی خبر دینا

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''توقع ہے کہ تمہاری عمر اتنی طویل ہو کہ تم ایسی قوم کو دیکھو جن کے ہاتھوں میں گائے کی دُم کی مانند کوڑا ہو۔ وہ لوگ اللہ کے غضب میں صبح کریں گے اور شام بھی اسی کی ناراضگی میں کریں گے''

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اہلِ جہنّم دو قسم کے ہوں گے۔ جن کو تم نے نہیں دیکھا ایک قسم تو وہ ہوگی جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے اور اس سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہوگی جو لباس پہنے ہوں گی مگر وہ ننگی ہوں گی (یعنی لباس اتنا باریک ہوگا کہ ان کا جسم نظر آئے گا) اور وہ تھرکنے مٹکنے والی اور اپنے بدن کو اِدھر اُدھر مٹکانے والی ہوں گی۔ ان کے سر اونٹ کے کوہان کی مانند ہوں گے''۔ ابو نعیم نے کہا اس حدیث میں جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے ایک قول تو یہ ہے کہ یہ عراقی مغنّیات یعنی ناچنے گانے والیاں ہیں۔ جو باکرہ ہیں اور بڑے بڑے پگڑ اپنے سروں پر باندھتی ہیں اور ان پگڑوں پر دوپٹے اوڑھتی ہیں۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس امت میں ایسے مرد ہوں گے جن کے ساتھ گائے کی دُم کی مانند کوڑے ہوں گے۔ وہ لوگ صبح بھی خدا کے غضب اور شام بھی خدا کی ناراضگی میں رہیں گے''

(96) آگ حجاز سے بلند ہوگی

حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے وہ آگ نہ نکلے جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں''

حاکم نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ پھر جب ہم واپس آئے تو لوگوں نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے میں عجلت کا مظاہرہ کیا اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قریب ہے کہ تم لوگ مدینہ کو جس حالت پر پہلے تھا اس سے بہتر حالت پر چھوڑ و۔ کاش کہ میں جانتا وہ آگ کوہِ ورقان سے کب نکلے گی جس سے بصرے کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی''

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ آگ جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دی تھی 654ھ میں نکلی تھی۔

(97) بصرہ اور کوفہ کے بارے میں ارشاد

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس کا نام بصرہ ہے وہ باعتبار قبلہ زیادہ صحیح ہے۔ وہاں بکثرت مسجدیں ہوں گی اور کثرت کے ساتھ اذانیں دی جائیں گی۔ وہاں سے اتنی بلائیں دور کی جائیں گی کہ اتنی تمام شہروں سے دُور نہ کی جائیں گی''

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں اور ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اہل کوفہ کا ذکر فرمایا اور آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''ان لوگوں پر عظیم بلائیں نازل ہوں گی''۔ اس کے بعد اہلِ بصرہ کا ذکر کیا اور فرمایا ''اہلِ بُصرہ باعتبار قبلہ اعتدال پر رہیں گے۔ اور ان میں اذان دینے والے کثرت سے ہوں گے جس امر کو وہ ناگوار جانیں گے اللہ تعالیٰ ان سے ان کو دُور کر دے گا''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہ جہاں بحرین ملتے ہیں اور ایک شہر وہ جو جزیرہ میں ہے اور ایک شہر وہ جو شام میں ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم لوگ بہت سے شہروں کو آباد کرو گے۔ مگر ان میں ایک شہر ایسا ہوگا جس کا نام بصرہ ہے اس میں خسف اور مسخ واقع ہوگا''۔

(98) تعمیرِ بغداد کے بارے میں ارشاد

ابونعیم نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''دجلہ اور دجیلہ اور صراط وقطربل کے درمیان ایک شہر بسایا جائے گا اور اس شہر میں روئے زمین کے جبابرہ (جبر کرنے والے) جمع ہوں گے اور اس کی طرف روئے زمین کا خزانہ آئے گا۔ اور وہ سرزمین دھنسنے میں زمین شور میں میخ گھُس جانے سے زیادہ سریع ہوگی''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''مشرق کے دونوں نہروں کے درمیان شہر بسایا جائے گا۔ اور اس کی طرف روئے زمین کے خزانے اور دفینے لائے جائیں گے۔ اس شہر کے رہنے والے مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تلوار کے عذاب کے بعد انہیں دھنسا دے گا''

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا یہ شہر یعنی بغداد دوسرے قرن میں بسایا گیا اور ساتویں قرن (صدی) میں تاتاریوں کی طرف سے تلوار کے شدید عذاب میں مبتلا ہوا۔ اور اب اس کا دھنسنا باقی رہ گیا ہے۔

حاکم نے صحیح بتا کر ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میری امت کے لئے نصف دن کا مقرر کیا جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہرگز ہرگز مجھے عاجز نہ کرے گا''۔ صحابہ نے پوچھا نصف دن کتنا ہے؟ فرمایا ''پانچ سو سال کا''

(99) اُمّت کے اس گروہ کی خبر دینا جو تا قیامت حق پر رہے گا

بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امّت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے''

امام احمد و حاکم نے صحیح بتا کر جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امّت ہمیشہ قائم رہے گی اور مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ دین پر جنگ کرتی رہے گی۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے''

طبرانی اور حاکم نے صحیح بتا کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر دین کی مدد کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے''

بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری امت کی ایک جماعت اس دین پر ہمیشہ قائم رہے گی۔ کسی خلاف کرنے والے کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے''

(100) ہر صدی کے آغاز پر مجدّد ہونے اور خروجِ دجّال کی خبر دینا

حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایسا شخص پیدا فرمائے گا جو اس کے دین کو امت کے لئے تازہ کرے گا''

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''دجّال کا خروج اس وقت تک نہ ہوگا جب تک لوگ اس کے ذکر سے غافل نہ ہوجائیں۔ یہاں تک کہ آئمہ بھی اس کے ذکر کو منبروں پر چھوڑ دیں گے''

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا تم نے اپنے زمانے میں کسی خطیب کو نہیں دیکھا ہوگا کہ اس نے منبر پر اس کا ذکر کیا ہو۔

(101) متفرق پیشین گوئیاں

حاکم نے صحیح بتا کر رویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے خشک یا تر کھجوریں لائی گئیں اور سب نے مِل کر اسے کھایا۔ یہاں تک کہ سوائے گُٹھلیوں کے کچھ باقی نہ رہا اور وہ گُٹھلیاں کسی کام کی نہ تھیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جانتے ہو یہ کیا بات ہے؟ یکے بعد دیگرے اچھے لوگ ختم ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا علاوہ ان کے جوان گُٹھلیوں کی مانند بیکار ہیں''

محدثین کرام نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 36ھ مدائن دارالحکومت کسریٰ فارس۔ 100 سے زیادہ احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے خیر و نیکی کی باتیں پوچھا کرتے تھے مگر میں آپ علیہ السلام سے شر و فساد کی ہی باتیں پوچھا کرتا تھا۔ اس خوف سے کہ مجھے اس سے سابقہ نہ پڑ جائے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم زمانہ جاہلیت و شر میں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس خیر کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ فرمایا ''ہاں ہے''۔ میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے؟ فرمایا ''ہاں ہے مگر اس کے ساتھ دَخن ہے'' میں عرض کیا وہ دَخن یعنی بے دینی کیا ہے؟ فرمایا ''وہ میری سنّت کو چھوڑ کر چلیں گے اور میری ہدایت کے سوا اور راستہ اختیار کریں گے۔ اسی سے وہ پہچانے جائیں گے۔ اور ان کو بُرا جانا جائے گا''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا ''ہاں وہ جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات مان لے گا، وہ انہیں جہنّم میں ڈال دیں گے''۔ میں نے عرض کیا مجھے ان لوگوں کی صفت بتایئے۔ فرمایا ''اچھا سنو۔ وہ لوگ ہمارے ہی طرح گوشت پوست کے ہوں گے اور ہماری ہی زبانوں میں کلام کریں گے''۔ امام اوزاعی نے فرمایا پہلا شر جس کے بعد خیر ہے وہ وہ ارتداد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال شریف کے بعد واقع ہوا۔

بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ بنوسلیم اپنی کان سے سونے کا ٹکڑا لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کانیں ہوں گی''۔ ایک روایت میں ہے کہ ''معاون ظاہر ہونگے اور شرارتی لوگ اس کے گرد جمع ہوں گے''

بیہقی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قریب ہے کہ اُمتیں تمہارے پاس جمع ہوں گی جس طرح کھانے والے طباق کے گرد جمع ہوتے ہیں''۔ کسی کہنے والے نے کہا اس دن کیا ہم کم تعداد میں ہوں گے۔ فرمایا ''نہیں بلکہ تم کثیر تعداد میں ہو گے۔ لیکن غایت درجہ ذلیل و پست ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا۔ اور تمہارے دلوں میں کمزوری و بزدلی ڈال دے گا''۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ بزدلی وہ کمزوری کیا ہے؟ فرمایا ''دنیا کی محبّت اور موت سے کراہت''

بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''لوگوں پر

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی مال کے لینے میں اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ حلال طریقہ سے آیا ہے یا حرام ذرائع سے''

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم میں سے کسی پر وہ دن ضرور آئے گا کہ اگر وہ مجھے دیکھے اور پھر وہ مجھے دیکھے تو اسے اپنے اہل و مال کے دیکھنے سے زیادہ میرا دیکھنا محبوب ہو''

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں تمنّا رکھتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں'' صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا ہم آپ علیہ السلام کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا ''تم تو میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے ہیں''

بیہقی و ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم لوگ براہ راست مجھ سے سنتے ہو اور تم سے دوسرے لوگ حدیث سُنیں گے اور تمہارے سُننے والوں سے اور دوسرے لوگ سُنیں گے''۔ ابونعیم نے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

محدثین کرام نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''حاضر کو چاہیئے کہ وہ غائب کو حدیث پہنچائے ممکن ہے جس کو وہ پہنچائے۔ ممکن ہے ان سُننے والوں میں سے کوئی شخص ان سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو''۔ ابونعیم نے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابن ماجہ و بیہقی نے ابو ہارون عبدی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصیّت کے لوگو! مرحبا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہم سے حدیث فرمائی کہ ''آفاق سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور وہ دین میں علم فقہ کے طالب ہوں گے تو تم لوگ ان کے ساتھ خیر کی وصیت کرنا''۔ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

محدثین کرام نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ علم کو عالم کے سینوں سے نکال کر قبض نہیں فرماتا بلکہ علماء کو قبض کر کے علم کو قبض کرتا ہے۔ جب علما باقی نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے جس سے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''

ابونعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر علم ثریّا پر پہنچ جائے تب بھی ابنائے فارس کے لوگ وہاں سے بھی علم ضرور حاصل کرلیں گے''

مسلم و بیہقی نے ابن سیرین سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا ان سے کسی شخص نے کوئی بات پوچھی میں اُسے نہ سمجھ سکا۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر۔ اس مسئلہ کو دو

شخصوں نے پوچھا اور یہ تیسرا شخص ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جن کے سبب سوال بلند ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اسے (معاذ اللہ) کس نے پیدا کیا''

بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھے اپنی اُمت کے اندیشوں میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے تاخیر کر کے پڑھیں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات سے تعجیل کر کے پڑھیں گے''

ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد المطلب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''دین اتنا پھیلے گا کہ دریاؤں سے تجاوز کر جائے گا۔ اور یہاں تک کہ اللہ کی راہ میں دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیں گے اس کے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو قرآن کی تلاوت کرے گی۔ اور وہ کہیں گے ہم نے قرآن پڑھا ہے۔ ہم سے زیادہ پڑھا ہوا کون ہے اور ہم سے زیادہ فقیہہ اور عالم کون ہے؟'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''کیا ان لوگوں میں خیر ہوگی؟ ہرگز نہیں یہ لوگ تو جہنم کے ایندھن ہیں''

امام احمد و بزار، طبرانی و ابونعیم اور حاکم نے بسند صحیح سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ عجم کے خزانوں سے تمہارے ہاتھوں کو بھر دے اس کے بعد وہ شیر ہو جائیں گے۔ اور وہ نہ بھاگیں گے اور وہ تم سے خوب جنگ کریں گے اور تمہارا مالِ غنیمت وہ کھائیں گے''۔ اور بزار نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مانند، اور بزار و طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مثل اور طبرانی نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مدینہ منورہ کے ایک قطعۂ زمین کو دیکھ کر فرمایا ''اس قطعہ میں ایسی بکثرت قسمیں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ سے مستعدی نہیں کرینگی۔ میں نے آج تک اس جگہ بازارِ مویشی وغیرہ ہی دیکھا ہے''

حاکم نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے بعد تم پر ایسے حکمران آئیں گے جن کو تم معروف کی کہو گے وہ ان کو منکر خیال کریں گے اور جن کو تم منکر جانو گے وہ ان کو معروف سمجھیں گے۔ تو تم میں سے جو کوئی ایسے حکمراں کو پائے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس شخص کی اطاعت نہیں ہے''

ابن راہویہ نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جبل سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''عطیات کو لو جب تک کہ وہ عطیہ ہو اور جب وہ دین کے خلاف رشوت بن جائے تو اسے نہ لو۔ میری اس

ہدایت کے باوجود تم لوگ اسے نہ چھوڑو گے۔ اور فقر و فاقہ کے خوف سے اس سے باز نہ آؤ گے۔ سن لو! ایمان کی چکّی گردش میں ہے۔ جس طرف کتاب اللہ ہو اس طرف تم گھوم جاؤ۔ خبردار سن لو! حکمران (بادشاہ) اور کتاب اللہ دونوں جدا جدا ہو جائیں گے۔ تو تم لوگ کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا۔ خبردار آگاہ رہو۔ تم پر ایسے حکمران آئیں گے اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو تم قتل کر دیئے جاؤ گے''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایسے زمانے میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس زمانہ میں وہ کرنا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کیا۔ انہیں سُولی پر چڑھایا گیا۔ اور آروں سے انہیں چیرا گیا۔ اللہ کی اطاعت میں مرنا خدا کی معصیت میں جینے سے بہتر ہے''

حاکم نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث سے روایت کی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے بعد ایسے سلاطین ہوں گے جن کے دروازوں پر فتنوں کی ایسی جگہ ہوگی جیسے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے۔ وہ سلاطین کسی کو کچھ نہ دیں گے مگر یہ کہ اسکے عوض اتنا ہی ان کا دین لے لیں گے''

ابن قانع نے حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عدی سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھیں گے''۔ حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی مثل روایت کی۔

ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ'' دن رات کا یہ سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک کھڑا ہونے والا کھڑے ہو کر یہ نہ کہے کہ ایک مُٹھی بھر درہم کے بدلے اپنے دین کو ہمارے ہاتھ کون فروخت کرتا ہے''

امام احمد نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ بصرے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما امیر تھے اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ ''اللہ اور اسکے رسول نے سچ فرمایا'' تو عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس گئے۔ اور یہ کہنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں قبیلہ کے ایک سردار کے بیٹے کا فدیہ لے کر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''وہ وہ ہے اور اس کے باپ کو جا کر یہ دے دو''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ فدیہ ہے۔ حضور نے فرمایا ''ہم آلِ محمد کے لئے جو اولاد اسمٰعیل علیہ السلام میں سے ہیں سزاوار نہیں ہے کہ ہم کسی کے جان کی قیمت کھائیں''۔ اس کے بعد فرمایا ''مجھے قریش پر کوئی خوف نہیں ہے مگر ان کی اپنی ہی جانوں سے''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قریش کے لئے کیا خوف ہے؟ فرمایا ''اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم ان کو اُس جگہ دیکھ لو گے حتّٰی کہ لوگوں کو ان بکریوں کی مانند دیکھو گے جو دو حوضوں سے پانی پیتی ہیں کبھی ایک حوض سے اور کبھی دوسرے حوض سے''۔ لہٰذا اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے

ہیں۔ اور اسی سال میں نے دیکھا کہ یہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وہ فرمان یاد آ گیا۔

ابن سعد، ابن ماجہ نے سلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت الحر سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری اُمّت کے لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ ایک گھڑی تک کھڑے انتظار کرتے رہیں گے مگر وہ کسی امام کو نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے''

امام احمد وابویعلی و بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں ایک یہ کہ ستاروں سے بارش چاہیں گے دوسرے یہ کہ ان پر سلطان ظالم ہوگا تیسرے یہ کہ وہ تقدیر کو جھٹلائیں گے''

ابویعلی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھے اپنی امت پر اندیشہ ہے کہ وہ قدر کو جھٹلائیں گے۔ اور ستاروں کی تصدیق کریں گے''

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''اپنی امت کے خوف میں سے ایک خوف یہ ہے کہ آخر زمانے میں ستاروں کی تصدیق کریں گے اور تقدیر کی تکذیب کریں گے اور سلطان کا ان پر ظلم ہوگا''

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن سعد وابن سکن اور طبرانی نے بروایت جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ از دی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جاہلیت کے تین فعل ایسے ہیں جن کو اہلِ اسلام ترک نہیں کریں گے۔ (1) ستاروں سے پانی مانگنا، (2) نسب میں طعن کرنا اور (3) مُردے پر واویلا کرنا''

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' میری امت کی ہلاکت تین باتوں میں ہے (1) عصبیت میں، (2) قدح میں اور (3) غیر ثابت شدہ روایت میں''۔

طبرانی نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں۔ (1) عالم کا بھٹکنا، (2) منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑنا اور (3) قدر کا جھٹلانا۔

ابویعلی وطبرانی نے مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ہر اُمّت کی ایک مدّت مقرر ہے اور میری امّت کی مدّت سو (100) سال ہے جب میری امت پر ایک صدی گزر جائے گی تو جس چیز کا اللہ عزوجل کا ان سے وعدہ ہے وہ آ جائے گی''۔ ابن لہیعہ نے کہا اس سے مراد فتنوں کی کثرت ہے۔

بزار نے بسند حسن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

نے فرمایا ''جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ سو سال میں ہوگی''

ابو یعلی و بزار نے عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''دُنیا کی زیبائش ایک سو پچیس سال میں بڑھ جائے گی''

طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس دین کے لئے اقبال بھی ہے ادبار (تنزل) بھی۔ آگاہ رہو اس دین کا اقبال یہ ہے کہ سارا قبیلہ دین میں تفقہ (علم فقہ) رکھے گا یہاں تک کہ تفقہ فی الدین میں کوئی نہ بچے گا۔ علاوہ ایک یا دو فاسقوں کے۔ اور وہ قبیلہ میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ اگر وہ بات کریں گے تو قہر کیا جائے گا اور ان پر غضب ہوگا۔ اور اس دین کا ادبار یہ ہے کہ سارا قبیلہ جفا شعار ہوگا اس سے کوئی نہ بچے گا۔ مگر یہ کہ ایک یا دو فقیہ ہوں گے۔ اور وہ دونوں ان لوگوں میں ذلیل ہوں گے اگر کلام کریں گے تو قہر کیا جائے گا۔ اور ان پر غضب ہوگا۔ اور یہ بھی اسکے ادبار میں سے ہے کہ بعد والے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت وملامت کریں گے حالانکہ خود انہیں پر لعنت حلال ہوگی۔ حتّٰی کہ وہ علانیہ شراب پئیں گے۔ اس دن ان لوگوں میں اوامر ونواہی کہنے والا شخص ایسا ہوگا جیسے ابو بکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آج تم میں ہیں۔ لہٰذا اس دن جو معروف کا حکم دے گا اور منکر سے باز رہنے کی تلقین کرے گا اسکے لئے پچاس ایسے صحابیوں کا اجر ہوگا جنہوں نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری اطاعت کی اور میری بیعت کی''

امام احمد و بزار اور حاکم نے صحیح بتا کر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جب تم دیکھو کہ میری امت ظالم کا اتنا خوف رکھتی ہے کہ وہ اس سے یہ کہہ سکے کہ ''تو ظالم ہے'' تو تم ان سے وداع کر لئے جاؤ گے''

طبرانی نے اوسط میں ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس زمانے میں معروف کا حکم کرنے والا اور منکر سے باز رہنے کی تلقین کرنے والا کوئی نہ رہے گا''

ابو یعلی وطبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ نے فرمایا ''اے لوگو! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی اور تمہارے جوان فسق وفجور کریں گے''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا ایسا زمانہ آنے والا ہے؟ فرمایا ''ہاں بلکہ اس سے اشد ہوگا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دو گے''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا ''ہاں بلکہ اس سے اشد''۔ فرمایا ''اس وقت تم کیا کرو گے جب تم معروف کو منکر اور منکر کو معروف دیکھو گے''

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلّم نے فرمایا ''لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا وہ اپنی مسجدوں میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے لیکن ان کی غرض خالص دنیاوی ہو گی۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہ ہوگی تو ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا''

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے اور اپنے بازار کی عمارتوں کو ظاہر کریں گے اور روپیہ جمع کرنے کی غرض سے نکاح کریں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو چار باتوں میں مُبتلا کر دے گا۔ (1) زمانے میں قحط سالی عام ہوگی (2) بادشاہ کا ظلم ہوگا۔ (3) حکمراں طبقہ خیانت کرے گا اور (4) دشمن کی ہیبت ان پر ہوگی''

حاکم نے صحیح بتا کر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس اُمت کے آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو اونچی اونچی سواریوں پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے۔ ان کی عورتیں ایسا لباس پہنیں گی کہ وہ ننگی ہوں گی (یعنی اس قدر باریک لباس ہوں گے کہ جسم نظر آئے گا) اور ان کے سروں پر اونٹ کی مانند پگڑ ہوگا''

حاکم نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی۔ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''دنیا ختم نہ ہوگی۔ جب تک کہ ان میں دھنسنا، مسخ ہونا اور پتھر مارنا واقع نہ ہو''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ کب واقع ہوگا؟ فرمایا ''جب تم دیکھو کہ عورتیں اونچے بالا خانوں پر ہوں اور گانے والیوں کی کثرت ہو۔ جھوٹی گواہیاں دی جائیں اور نماز پڑھنے والے مشرکین کے سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پئیں۔''

حاکم نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن انس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ امت شریعت پر ہمیشہ قائم رہے گی۔ جب تک ان میں یہ تین باتیں ظاہر نہ ہوں۔ (1) جب تک علم ان سے قبض نہ کیا جائے۔ (2) اور ان میں خبیث اولاد کی کثرت نہ ہو۔ (3) اور ان میں سقارون کا ظہور نہ ہو''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سقارون کیا ہیں؟ فرمایا ''یہ وہ لوگ ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے۔ بوقت ملاقات اُن کی تحیت باہم لعنت کرنا ہوگی''

حاکم نے بروایت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری امت فنا نہ ہوگی۔ جب تک ان میں تمایز، تمایل اور معامع کا ظہور نہ ہو''۔ میں نے عرض کیا تمایز کیا ہے؟ فرمایا ''عصبیت، جسے میرے بعد لوگ اسلام میں پیدا کریں گے''۔ میں نے پوچھا تمایل کیا ہے؟ فرمایا ''ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلہ پر اس طرح مائل ہو جانا کہ اس کی حرمت کو حلال جانیں''۔ میں نے پوچھا معامع کیا ہے؟ فرمایا ''ایک شہر کے لوگوں کا دوسرے شہر میں جانا اور جنگ میں ان کی گردنیں اختلاف کریں گی''

امام احمد و طبرانی اور حاکم نے صحیح بتا کر بروایت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلّم سے روایت کی۔ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اسلام کی سیڑھی کے ایک ایک کر کے ڈنڈے ٹوٹ جائیں گے۔ جب بھی ایک ڈنڈا ٹوٹے گا تو لوگ اس کے متصّل ڈنڈے کو پکڑ لیں گے۔ اسلام کی سیڑھی کا پہلا ڈنڈا ٹوٹنا نقضِ حکم ہے اور اس کا آخری ڈنڈا نماز ہے''

بزار و طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تمہارے پیچھے صبر کے ایام ہیں۔ ان دنوں میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے شعلہ کو ہاتھ میں پکڑنا۔ اس زمانے میں عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کا اجر ہے''۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کیا ہم میں کے پچاس آدمیوں کا اجر ملے گا یا ان میں کے؟ فرمایا ''تم میں کے''۔ حاکم نے ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

بزار و طبرانی اور حاکم نے صحیح بتا کر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم کسی شخص کی اولاد کی کمی پر رشک کرو گے جس طرح تم آج مال و اولاد کی کثرت پر رشک کرتے ہو۔ یہاں تک کہ تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کی قبر پر گزرے گا اور وہ اسکی قبر پر اس طرح لوٹے گا جس طرح جانور لوٹتا ہے اور وہ کہے گا کاش کہ میں تیری جگہ ہوتا۔ اس کا یہ لوٹنا نہ خدا کی طرف شوق کی بنا پر ہوگا اور نہ اپنے بھیجے ہوئے کسی عمل صالح کی بنا پر۔ مگر اس کی وجہ وہ بلائیں ہوں گی جو اس پر نازل ہوں گی''۔

طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانے میں سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا گردانا جائے گا۔ اور اس زمانہ میں امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا۔ اور آدمی گواہی دے گا اگرچہ گواہی طلب نہ کی ہو۔ اور آدمی قسم اٹھائے گا اگرچہ اس سے قسم طلب نہ کی گئی ہو اور احمق و دنی ابطع کو لوگ اسعد الناس (خوش قسمت) جانیں گے''

طبرانی نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''لوگ میوہ دار درخت ہیں مگر قریب ہے کہ وہ کانٹے دار درخت ہو جائیں۔ اگر تم ان کی بات کا جواب دو گے تو وہ تمہیں جواب دیں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے''۔ راوی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا ''اپنے فاقہ کے دنوں کے لئے اپنا مال انہیں قرض دو''

طبرانی نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''یہ امر زیادہ نہ ہوگا مگر شدّت میں اور مال زیادہ نہ ہوگا مگر اضافہ میں لوگ زیادہ نہ ہوں گے مگر بخل میں۔ قیامت قائم نہ ہوگی مگر شریر اور بدوں پر''

طبرانی نے اوسط میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لوگ کب چھوڑ دیں گے۔ فرمایا ''جب تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے بنی اسرائیل ہوئے۔ جب تم میں کے اچھے لوگ تاجروں سے مداہنت کریں گے اور تفقہ فی الدین تم میں کے بدوں میں چلا جائے گا اور حکومت چھوکروں میں پہنچ جائے گی''

ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جب اس امت کے آخر کے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت کریں گے اور جو حدیث کو چھپائے گا گویا وہ اللہ کے نازل کردہ کلام کو چھپائے گا''

بزار و طبرانی نے اوسط میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جبل سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں تو بھائی بنیں گے مگر باطن میں وہ دُشمن ہوں گے''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! یہ حالت کیوں ہوگی؟ فرمایا ''بعض بعض کی طرف رغبت کرے گا۔ اور بعض بعض سے خوف رکھے گا''

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''آخر زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جن کے مُنہ تو آدمیوں جیسے ہوں گے لیکن ان کے دل، قلوب الشیاطین ہوں گے۔ وہ امر قبیح سے باز نہ رہیں گے۔ اگر تم ان کی متابعت کرو گے تو وہ تمہاری مدارات کریں گے اگر ان سے کنارہ کش ہو گے تو وہ تمہیں بُرا کہیں گے۔ اور اگر تم ان سے بات کرو گے تو وہ تمہیں جھٹلائیں گے۔ اور اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ تمہاری خیانت کریں گے۔ ان کے بچّے بے حیا و بے شرم ہوں گے۔ ان کے جوان شاطر و چالاک ہوں گے۔ ان کے بوڑھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرینگے۔ ان سے عزّت کے ساتھ پیش آنا ذلّت ہوگی اور جو اُن کے ہاتھوں میں ہوگا اسے طلب کرنا محتاجی ہوگی۔ ان لوگوں میں برد باری بیوفائی ہوگی۔ ان میں نیکی کا حکم دینے والا غمگین کرنے والا ہوگا۔ ان میں ایماندار مومن کمزور سمجھا جائے گا۔ ان میں فاسق و فاجر عزت دار ہوگا۔ ان کی زبان پر بدعت بدعت ہوگی اور جو بدعت ہوگی وہ ان میں سنّت کہلائے گی۔ اس وقت ان لوگوں پر بدترین لوگ حاکم بنا دیئے جائیں گے۔ ان میں کے اچھے لوگ دعا مانگیں گے مگر ان کی دعا مقبول نہ ہوگی''

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ بھیڑیئے بن جائیں گے اور جو بھیڑیا نہ ہوگا اسے بھیڑیئے کھا جائینگے''

امام احمد و ابو یعلی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی بے بسی اور فسق و فجور

میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہوگا۔ تو جو کوئی ایسے زمانے کو پائے تو اسے چاہیئے کہ فسق و فجور کے مقابلے میں عاجزی و بے بسی کو اختیار کرے''

طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میری امت کو گذشتہ اُمتوں کی بیماریاں پہنچیں گی''۔ صحابہ نے عرض کیا گزشتہ امتوں کی بیماریاں کیا ہیں؟ فرمایا ''عجب، مال پر اترانا، بیگانگی، نفسانیت، ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور بخل کرنا۔ یہاں تک کہ زنا کاری بڑھ جائے گی اس کے بعد فتنہ و فساد پھیل جائے گا''

امام احمد و طبرانی نے بعض اصحاب سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ذلیل و کمینوں کا دَور دورہ نہ ہو''

طبرانی نے اوسط میں مستورد بن شدّاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ایک ایک کر کے صلحاء دنیا سے رُخصت ہو جائیں گے۔ دنیا میں وہی ناکارہ لوگ رہ جائیں گے جو کھجور کی چھال کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہ کرے گا''

ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس امّت سے سب سے پہلے جو چیز اٹھے گی وہ حیا اور امانت ہے اور اس امت پر آخری چیز جو رہ جائے گی وہ نماز ہے''

امام احمد نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی حتّٰی کہ ایسے لوگ ہوں گے جو اس طرح اپنی زبانوں سے کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے''

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''آخر زمانے میں عبادت گزار لوگ جاہل ہوں گے اور قاری فاسق ہوں گے''

حاکم نے صحیح بتا کر جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اپنی امت سے جن باتوں کا میں خوف رکھتا ہوں سب سے زیادہ خوف قومِ لوط کے عمل سے ہے''

ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میری امت میں اسلام سے انحراف کی پہلی بات جھکاؤ کی ایسی ہوگی جیسے شراب میں برتن کا جھکاؤ ہوتا ہے''۔ (واللہ اعلم)

بیہقی نے اشعب میں حسن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر اپنی دنیاوی باتیں کریں گے۔ لہٰذا تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی حاجت نہیں ہے''۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

زبیر بن بکار نے الموفقیات میں عمر بن حفص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ حکمران (بادشاہ) سیر وتفریح کے لئے حج کریں گے (مقصود عبادت گذاری نہ ہوگی) اور تونگر لوگ تجارت کے لئے اور محتاج بھیک مانگنے کیلئے حج کرینگے''

امام احمد نے الزہد میں بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سوادہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور دین میں تفقہ کریں گے۔ شیطان ان کے پاس آ کر کہے گا کاش کہ تم سلطان کے پاس جاتے تو تمہاری دنیا سنور جاتی۔ اور تم ان کو اپنے دین کی طرف پھیر لیتے۔ حالانکہ ایسا نہ ہوگا۔ جس طرح کہ قتاد کے درخت سے کانٹوں کے سوا کوئی پھل نہیں حاصل کر سکتا۔ اسی طرح حکمرانوں (بادشاہوں) کے قرب سے خطا وعصیان کے سوا کسی فائدے کی اُمید نہیں رکھی جا سکتی''

بیہقی نے الزہد میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دیندار کا اپنا دین سلامت نہ رہے گا۔ ماسوا اس شخص کے جو اپنا دین لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک یا ایک پتھر سے دوسرے پتھر تک بھاگ جائے (گویا آبادی سے کنارہ کش ہو جائے) جب ایسا زمانہ ہوگا تو زندگانی سوائے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں گزارنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جب ایسا ہوگا تو یہی انجام ہوگا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی یا اس کی اولاد کے ہاتھوں ہوگی۔ اور اگر اس کی بیوی اور اولاد نہ ہو تو اس کی ہلاکت اس کے ماں باپ کے ہاتھوں سے ہے۔ اور اگر اسکے ماں باپ نہ ہوں تو اس کی ہلاکت اس کے قرابت داروں اور اس کے ہمسایوں کے ہاتھوں سے ہے''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! یہ کیونکر ہوگا؟ فرمایا ''یہ لوگ معیشت کی تنگی پر عار دلائیں گے۔ جس وقت وہ عار دلائیں گے تو آدمی خود کو اس مقام میں لے آئے گا جہاں اس کی ہلاکت واقع ہوگی''

(102) والدہ کا نافرمان شخص

بیہقی وطبرانی نے عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس جگہ ایک جوان نزع کے عالم میں ہے لوگ اس سے کہتے ہیں کہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا الله کہو'' مگر وہ اس کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا وہ اپنی حیات میں اس کلمہ کو نہیں کہتا تھا'' لوگوں نے عرض کیا بے شک وہ کہتا تھا۔ پھر کس چیز نے اسے اس کی موت کے وقت اس کلمہ کے کہنے سے روک رکھا ہے؟ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اٹھے اور ہم بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ہو گئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس

جوان کے پاس آئے اور فرمایا کہو" لَآ اِلٰـہَ اِلَّااللہ "اس جوان نے کہا میں اس کلمہ کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ فرمایا اس کی وجہ کیا ہے۔ اس نے کہا اس کی وجہ میری والدہ کی نافرمانی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "کیا وہ زندہ ہے؟" اس نے کہا ہاں زندہ ہے۔ راوی نے کہا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے لوگوں کو اس کی ماں کے پاس بھیجا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے فرمایا "کیا یہ نوجوان تیرا بیٹا ہے؟" اس نے کہا ہاں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "تو غور کر اگر آگ بھڑکائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اس کی شفاعت نہ کرے گی تو اس آگ میں دفن کر دیا جائے گا"۔ اس پر اس نے کہا اس وقت میں ضرور اسکی شفاعت کروں گی۔ فرمایا "اب تو اللہ تعالیٰ اور ہم سے اس طرح شہادت دے کہ میں اس سے راضی ہوگئی ہوں"۔ ماں نے کہا بیشک میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی ہوں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "اے نوجوان کہو" لَآ اِلٰہَ اِلَّااللہ " تو اس نے کہا " لَآ اِلٰہَ اِلَّااللہ "یہ کلمہ مبارک سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار" " تمام خوبیاں اس خدا کو جس نے میرے ذریعہ سے اس جوان کو دوزخ کی آگ سے بچایا"

الاربعہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بارونق و شاداب کرے جس نے میری حدیث سنی اور اس نے اسے محفوظ رکھا۔ اور اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچایا جس طرح کہ اس نے سُنا۔

علماء اعلام نے فرمایا کہ محدثین میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دعاء کے طفیل اس کے چہرے میں رونق و شادابی موجود نہ ہو۔

امام احمد نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب کسی شخص کے لئے دعا فرماتے تھے تو آپ علیہ السلام کی دعا اسے اور اس کے بیٹوں اور اسکے پوتوں تک پہنچتی تھی۔

ابویعلی نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العوام سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میری اولاد اور میرے پوتوں کے لئے دعا فرمائی اور میں نے اپنے والد سے سنا ہے انہوں نے میری ایک بہن سے فرمایا کہ تم ان میں سے ہو جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دُعا پہنچی ہے۔

(103) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے بعد لوگوں کے مُرتد ہونے کی خبر دی اور دیگر اخبار

مسلم نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ میری امّت کے بہت سے قبیلے مشرکوں کے ساتھ مِل جائیں گے اور وہ بتوں کی

پوجا کریں گے۔"

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "سنو! میرے حوض پر بہت سے لوگوں کو دُھتکار دیا جائے گا جس طرح کہ بھٹکا ہوا اونٹ دھتکار دیا جاتا ہے اور میں انہیں پکاروں گا ادھر آؤ۔ اس وقت کہا جائے گا۔ ان لوگوں نے اپنا دین بدل ڈالا ہے۔ تو میں ان سے کہوں گا دُور ہو جاؤ۔ دُور ہو جاؤ"

محدثین کرام نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "سنو! میری اُمت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے۔ پھر ان کو شمال والے پکڑ لیں گے۔ میں کہوں گا یہ تو میرے پاس کے بیٹھنے والے ہیں اس وقت بتایا جائے گا آپ (علیہ السلام) نہیں جانتے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد کیا ایجادات کی ہیں۔ تو میں وہ کہوں گا جو مرد صالح نے کہا ہے کہ

مَا قُلْتُ لَهُمْ

إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾

ترجمہ:۔ "میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کو پوجو جو میرا بھی ربّ اور تمہارا بھی ربّ اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تُو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے"۔

اور کہا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جب سے آپ (علیہ السلام) نے ان کو چھوڑا ہے یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ کر ہمیشہ مُرتد رہے ہیں۔

مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "شیطان جزیرۃ العرب میں نماز پڑھنے والوں سے مایوس ہو گیا ہے کہ وہ اسے پُوجیں۔ البتہ شیطان نمازیوں کے درمیان اُمور مکروہہ کی رغبت دلاتا رہے گا"

بیہقی نے مستورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں "سخت ترین لوگ رُومی ہیں ان کا برباد کرنا قیامت کے ساتھ ہے"

حاکم و بیہقی نے بطریق سفیان بن عینیہ، عمرو سے انہوں نے حسن بن محمد بن حنفیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے اجازت دیجئے کہ میں

سہیل بن عمرو کے سامنے کے بڑے دانت توڑ دوں تاکہ وہ اپنی قوم میں کبھی کھڑے ہو کر بدگوئی نہ کر سکے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اس سے درگزر کرو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن تمہیں خوش کر دے'' سفیان نے کہا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا تو کچھ لوگ بھاگ کر مکہ پہنچے اس وقت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ معظمہ کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے خطبہ دیا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پرستش کرتا تھا جان لے کہ آپ علیہ السلام وصال پا گئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں۔

یونس بن بکیر نے مغازی میں اور ابن سعد نے بطریق ابن اسحاق، محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا جب سہیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن عمرو گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں اس کے سامنے کے دانت توڑ دوں تاکہ اسکی زبان باہر لٹک پڑے۔ اور یہ کبھی کھڑے ہو کر خطبہ نہ دے سکے اور سہیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) زیادہ جانتا تھا کہ اس کے ہونٹوں سے کیا نکلتا ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں مثلہ کرنے (جسمانی عضو کاٹنے) کی اجازت نہ دوں گا اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آئے گا۔ اگرچہ میں نبی ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایسے مقام پر کھڑا کرے جسے تم برا نہ جانو''۔ چنانچہ سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا مکہ مکرمہ میں ایسا خطبہ دیا جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں دیا تھا۔ گویا کہ اس نے اُن کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا ''اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللہ'' چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ''ممکن ہے سہیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک دن ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو''

ابن سعد نے بطریق ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت ابوعمرو بن عدی بن حمراء خزاعی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو کو اس دن دیکھا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کی خبر مکہ مکرمہ آئی تو سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں ایسا خطبہ دیا جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں خطبہ دیا تھا۔ گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو فرمایا ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً'' الرَّسُوْلُ اللہِ'' اور جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے وہ حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی۔ جب کہ آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا ''ممکن ہے وہ ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو''۔

(104) قیامت کی نشانیوں کی خبر دینا اور خبر کے مطابق ان کا ظہور

محدثین کرام نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اُٹھ جائے گا اور جہالت جڑ پکڑ جائے گی۔ شراب نوشی عام ہوگی اور زنا کاری ظاہر ہوگی''

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قیامت کب آئے گی فرمایا ''جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا''۔ اس نے پوچھا امانت کا ضیاع کیسے ہوگا۔ فرمایا ''جب امر، غیر اہل کو سونپ دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا''

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کسی نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ فرمایا ''ما المسئول عنها باعلم من السائل'' ''البتہ میں اسکی نشانیاں تمہیں بتاتا ہوں جب تم دیکھو کہ باندی نے اپنی مالکہ کو جنا ہے تو یہ اس کی ایک نشانی ہے اور جب تم برہنہ پاؤں، اور گونگے بہروں کو زمین کا بادشاہ دیکھو تو یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے''

بزار نے عمرو بن عوف سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قرب قیامت عین مکر وفریب کے سن ہونگے جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ اور خائن امانت دار ہوگا اور امانتدار، خائن۔ ان سالوں میں رویبضہ گویا ہوگا''۔ صحابہ نے پوچھا رویبضہ کیا ہے؟ فرمایا ''حقیر وخسیس آدمی عام لوگوں کے معاملات میں بحث کرے گا''۔ حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ بدی کرنا اور بدی کا حد سے بڑھ جانا اور قطعیہ رحم اور امین کو خائن بتانا اور خائن کو امین کہنا ہے''

طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''علاماتِ قیامت میں سے یہ ہے کہ اولاد غصّہ ور ہوگی۔ بارش گرم ہو جائے گی۔ بد لوگوں کا دور دورہ ہوگا اور علاماتِ قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ اجنبی لوگوں سے تو حسن سلوک ہوگا مگر رحمی رشتہ داروں سے قطعیت ہوگی اور ہر قبیلہ کے منافق قبیلہ کے سردار بن جائیں گے۔ اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ محرابوں کو منقّش کیا جائے گا۔ مگر دل ویران وخراب ہوں گے۔ اور قبیلہ میں مسلمان غلام سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ اور علاماتِ قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ بچّوں کی بادشاہت اور عورتوں کی حکومت ہوگی۔ اور ان سے مشورے لئے جائیں گے۔ دنیا کی ویران جگہیں آباد ہوں گی اور آباد جگہیں ویران ہوں گی۔ گانے بجانے کے ساز اور دوسر کے باجے یا ذو وجہہ طبل اور شراب نوشی کی فراوانی ہوگی اور زنا سے بکثرت بچّے پیدا ہوں گے''۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا ''ہاں مسلمان ہی ہوں گے۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا شوہر بیوی کو طلاق دے دے گا۔ پھر وہ مرد اسی فرش پر مقیم رہے گا''۔

طبرانی نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ کتاب اللہ کو عار جانا جائے گا اور زمانے کا تقارب ہوگا۔ سنوں میں نقصان آجائے گا۔ پھل کم پیدا ہوں گے۔ امانت دار کو متہم (تہمت والا) اور متہم کو امانتدار سمجھا جائے گا۔ اور جھوٹے کو سچّا اور سچّے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ فتنہ وفساد کی کثرت ہوگی۔ بغاوت وحسد اور بخل کا غلبہ ہوگا۔ لوگوں کے درمیان امور مختلف ہو جائیں گے۔ خواہشات کی پیروی ہوگی۔ ظن وگمان سے فیصلہ کیا جائے گا۔ علم قبض کر لیا جائے گا۔ اور جہالت عام ہو گی۔ اولاد غصّہ ور ہوگی۔ اور سردی میں گرمی ہوگی۔ بدیاں علی الاعلان کی جائیں گی اور زمین کو خون سے سیراب کیا جائے گا''

طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ فحش، بخل، خائن کو امین اور امین کو خائن کہنے کا ظہور ہوگا اور دعول ہلاک ہوں گے اور تحوت کا غلبہ ہوگا''۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دعول اور تحوت کیا ہے؟ فرمایا ''دعول، لوگوں کے چہرے اور ان کے عزّت دار لوگ اور تحوت وہ لوگ ہیں جو پست وخوار ہیں۔ جو لوگوں کے پاؤں تلے رہتے تھے۔ جن کی کوئی پرواہ تک نہ کرتا تھا''

نیز اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ غصہ ور بچّے پیدا ہوں گے۔ اور بارش گرمی برسائے گی۔ اور کمینوں کا غلبہ ہوگا۔ اور عزّت والے کمتر ہو جائیں گے اور چھوٹے بڑوں پر اور کمینے عزّت والوں پر جرأت کریں گے''

(105) تجارت کی بہتات اور مال کی فراوانی

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جب زمانہ قریب ہو جائے گا تو اطلس کے لباس کی کثرت ہو جائے گی تجارت کی بہتات ہوگی۔ اور مال کی فراوانی ہوگی۔ اور مالدار کی تعظیم اس کے مال کی وجہ سے کی جائے گی۔ فواحش کی کثرت ہوگی اور چھوکروں کی حکومت ہوگی۔ عورتیں زیادہ ہوں گی اور حکمراں ظالم ہوں گے۔ ناپ وتول میں کمی ہوگی اور آدمی کتّوں کے بچّوں کو پالے گا اور کتّوں کی پرورش اولاد کی پرورش سے بہتر کی جائے گی۔ بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم نہ ہوگا۔''

طبرانی نے بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے روایت کی فرمایا ''قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ بدوں کی عزت وتوقیر ہوگی اور اخیار کی ذلّت وپستی۔ باتوں کے دروازے کھلے ہوں گے اور عمل مفقود ہوگا''

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے

فرمایا ''قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ ہلال (چاند) کو روبرو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ دوراتوں کا چاند ہے۔ مسجدیں رہ گزر بن جائیں گی۔ اور اچانک موت کی کثرت ہوگی''

بخاری نے تاریخ میں طلحہ بن ابی حدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ لوگ ھلال کو دیکھ کر کہیں گے یہ دوراتوں کا چاند ہے حالانکہ وہ پہلی ہی رات کا ہوگا''

(106) قبیلے کا سردار منافق ہوگا

طبرانی نے اوسط میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ کا سردار منافق ہوگا''

امام احمد و بزار اور طبرانی و حاکم نے صحیح بتا کر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''علاماتِ قیامت میں سے یہ ہے کہ آدمی سلام کرے گا اور وہ سلام کا جواب نہیں دے گا مگر جان پہچان کو۔ اور تجارت پھیل جائے گی۔ یہاں تک کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرے گی صلہ رحمی منقطع ہو جائے گی۔ اور جھوٹی گواہی دی جائے گی۔ اور سچی گواہی چھپائی جائے گی۔ آدمی مسجد کے قریب سے گذر جائے گا مگر مسجد میں نماز نہ پڑھے گا''

طبرانی نے عداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خالد سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا '' قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ آدمی سلام نہیں کرے گا مگر اسی کو جسے وہ جانتا ہوگا۔ اور یہاں تک کہ مسجدیں گزرگاہ بن جائیں گی''

طبرانی نے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ بارش کی کثرت ہوگی مگر سبزہ کم ہوگا۔ قاری کثرت سے ہوں گے مگر فقیہ کم ہوں گے۔ امراء کی کثرت ہوگی مگر امینوں کی کمی ہوگی''

امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ عرب کی سرزمین سبزہ زاروں اور نہروں سے بدل جائے گی۔ یہاں تک کہ عراق سے مکہ کو سوار روانہ ہوگا اسے خوف نہ ہوگا۔ مگر راستہ بھٹکنے کا''

ابویعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمانہ متقارب ہو جائے گا اور سال مہینہ کی برابر اور مہینہ جمعہ کی برابر اور جمعہ ایک دن کی برابر معلوم ہوگا اور دن اتنی جلدی گزر جائے گا جیسے پھونس کا گٹھر جلتا ہے''

(107) چھ چیزوں کو حلال جان لینا

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اگر میری امت چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہو جائے گی۔ جب ان میں (1) ایک دوسرے پر لعنت کا ظہور ہوگا اور (2) وہ شراب نوشی کریں گے اور (3) ریشم کا لباس پہنیں گے اور (4) نواہی کو اختیار کریں گے۔ (5) اوامر پس پشت ڈال دیں گے اور (6) فسق و فجور کریں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی"

ابن ماجہ و بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں فخر و مباہات کریں گے"

حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ "قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ کی جائے گی اور دشمن کی غنیمت سے خوشی نہ ہوگی"۔

دیلمی نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بنی حارثہ کے ایک شخص سے فرمایا "اے فلاں! کیا تم جہاد نہ کرو گے؟" اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے پودے لگائے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے جہاد کیا تو وہ پودے ضائع ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پودوں سے جہاد بہتر ہے"۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے جہاد کیا۔ واپسی پر پودوں کو دیکھا تو وہ نہایت عمدہ احسن پودے تھے۔

ابن عساکر نے الحسن بن محمد علوی سے روایت کی انہوں نے کہا میں بچپن میں کوفہ کی جامع مسجد میں تھا جب کہ قرامطہ (جو کہ ملاحدہ روافض کی قوم تھی اور خلافت عباسیہ میں انہوں نے خروج کیا تھا) حجر اسود کو لائے تو اہل کوفہ نے امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت بیان کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "گویا میں اسود دندانی کو جو کہ حام کی اولاد سے ہے دیکھ رہا ہوں کہ اس نے میری اس مسجد کے ساتویں کنگرے سے حجر اسود کو گرایا ہے۔ اس کا نام رخمہ ہے۔" راوی نے بیان کیا جب قرامطہ مسجد کے اندر آئے تو ان کے سردار نے کہا اے رخمہ اُٹھ! تو اسود دندانی (جو کہ اولاد حام سے تھا جیسا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا تھا) اٹھا اور اسے حجر اسود دے کر کہا اسے مسجد کی چھت پر لے جا اور اُوپر سے اسے گرا دے۔ تو وہ حجرِ اسود کو لے کر مسجد کی چھت پر چڑھا اور وہ پہلے کنگرے کے قریب سے اسے گرانے لگا تو ایک انسان نے دوسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا پھر جب وہ اسے وہاں سے گرانے لگا تو تیسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا۔ یہاں تک کہ وہ ساتویں کنگرے کے پاس پہنچے اور وہاں سے اس نے حجر اسود کو گرا دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی صداقت پر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ کس طرح ان کی غیبی خبر صحیح ثابت ہوئی۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خبر دینا رائے زنی کے قبیل سے نہیں کہا جا سکتا۔ بلاشبہ انہوں نے ربانی تائید اور اس کی توفیق سے یہ خبر دی۔ حالانکہ قرامطہ کا فتنہ اور ان کا حجر اسود کو لینا 317ھ کا واقعہ تھا۔

(108) دعاؤں کا مقبول ہونا

بارش کے لئے دُعا فرمانا

محدثین کرام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عہد مبارک میں لوگوں کو خشک سالی پہنچی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جمعہ کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مال تباہ ہو گیا۔ بچّے بھوکے مرنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے دست مبارک دعاء کے لئے اُٹھائے۔ حال یہ تھا کہ ہم بادل کا ایک ٹکڑا بھی اس سے پہلے آسمان میں نہیں دیکھ رہے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ابھی آپ علیہ السلام دست مبارک نیچے نہیں لائے تھے کہ بادل پہاڑ کی مانند اُمنڈ کے آ گئے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر شریف سے اُترے نہ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ریش مبارک سے بارش کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے تو وہ بارش اس دن بھی برسی اور اسکے دوسرے دن، تیسرے دن اور چوتھے دن بھی۔ یہاں تک کہ دوسرا جمعہ آ گیا پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! مکانات گرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دست مبارک دعاء کے لئے اٹھائے اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا" "اے خدا اردگرد برسے اور ہم پر نہ برسے"۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ابر کے جس جانب دستِ اقدس سے اشارہ فرماتے بادل پھٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ طیّبہ خشک زمین کی مانند ہو گیا۔ اور چاروں طرف صحرا کے ندی نالوں میں بارش ایک ماہ تک ہوتی رہی۔ اور جدھر سے کوئی آدمی آتا یہی کہتا ایسی عمدہ بارش کبھی نہیں ہوئی۔ اس حدیث کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔

بیہقی و ابن عساکر نے بطریق مسلم الملائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار اقدس میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! خدا کی قسم ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں اس حال میں آئے کہ ہمارے اونٹوں کی آوازیں نہیں نکلتیں نہ ہمارے بچوں میں رونے کی سکت رہی ہے۔

ہم اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ کنواری لڑکیوں کے تالو خشک ہیں اور بچوں کی مائیں اپنے بچوں سے مایوس ہیں۔ اور بچے بھوک کی ناتوانی میں ہاتھوں سے اپنے مُنہ میں ہر کڑوی یا میٹھی چیز کو ڈال لیتے ہیں۔ اور ہم میں سے کسی کے پاس خوراک کی قسم سے کچھ نہیں رہا ہے۔ جسے کھائیں

سوائے عام اندرائن پھل اور فرومایہ علہز کے۔اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ ہم آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔اور انسان علاوہ رسولوں کے دربار کے کہاں جا سکتے ہیں ۔ یہ حال زار سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر شریف پر تشریف لائے اور آسمان کی جانب دستِ اقدس اُٹھا کر دعا کی کہ ''اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مُرِیْئًا مَرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍ، تَمْلأُ بِهِ الْضَرْعَ وَ تُنْبُتُ بِهِ الزَّرْعَ وَ تَحْیٰی بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ کَذٰالِکَ تُخْرَجُوْنَ'' خدا کی قسم! دست اقدس ابھی سینہ تک نہیں آئے تھے کہ موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے لوگوں نے آ کر فریاد کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم غرق ہو گئے، ہم غرق ہو گئے۔اُس وقت آپ علیہ السلام نے دستِ اقدس آسمان کی جانب اٹھائے۔اور کہا ''اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلاَ عَلَیْنَا'' تو اسی وقت مدینہ سے بادل چھٹ گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اتنا تبسّم فرمایا کہ دندانِ مبارک ظاہر ہو گئے۔اس کے بعد فرمایا ''للہ در'' اللہ ہی کی بڑی شان ہے۔کاش ابو طالب زندہ ہوتے تو یہ حال دیکھ کر اِن کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم گویا آپ علیہ السلام ان کا یہ شعر مراد لے رہے ہیں؟

وَاَبْیَضَ یَسْتَسْقِیَ الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالَ الْیَتَامٰی عِصْمَةً لِّلْاَرَامِلِ

ترجمہ:۔ ''اور گورے رنگ والے جن کی ذات کے وسیلہ سے نزول باراں طلب کیا جاتا ہے۔یتیموں کے ملجا و ماویٰ۔ بیواؤں اور درویشوں کے نگہبان۔''

پھر بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ:۔ ''اے خدا تیری ہی ثنا ہے اور ہر اس شخص کی طرف سے حمد جس نے تیرا شکر کیا۔تو نے ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روئے تاباں کے صدقے میں بارش سے سیراب کیا''۔سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ سے جو آپ علیہ السلام کا خالق ہے دعا کی اور اس کی جانب نظریں اُٹھائیں۔اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے طفیل علیا مضر کی فریاد کو پہنچا۔وہ خبر شنیدہ تھی اور یہ عینی مشاہدہ ہے۔یہ واقعہ اس طرح ہوا جس طرح ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چچا ابو طالب نے کہا کہ آپ علیہ السلام ایسے حسین وجمیل ہیں کہ آپ علیہ السلام کے چہرے سے بادل پانی لیتا ہے جتنی دیر میں چادر بدن سے لپیٹی جاتی ہے۔یہ واقعہ اس سے بھی کم مدت میں ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم نے موتیوں کو برستا دیکھا۔اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کے طفیل بارش برساتا ہے۔جو اللہ کا انکار کرتا ہے وہ غیر حالت میں پڑا رہے گا''۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ اشعار سن کر فرمایا ''اگر کوئی شاعر عمدہ کلام کہہ سکتا ہے تو واقعتہً تم نے اچھا کلام کہا''

بیہقی و ابو نعیم نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم چاشت کے وقت مسجد میں کھڑے ہوئے اور تین تکبیریں کہیں۔پھر تین مرتبہ یہ دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا، اَللّٰھُمَّ

ارْزُقْنَا وَ سَمْنًا ، وَلَبْنًا ، وَشَحْمًا وَ لَحْمًا ۔'' ''اے خدا ہمیں بارش سے سیرات کر۔ اے خدا ہمیں گھی، دودھ چربی اور گوشت عطا فرما''۔ ہم نے اس سے پہلے آسمان پر کوئی ابر کا نشان تک نہ دیکھا۔ پھر ہوا و غُبار اُٹھا اور وہ مجتمع ہو کر بادل بنا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی۔ اور اہلِ بازار فریاد کرنے لگے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کھڑے رہے اور راستوں میں پانی بہنے لگا تو میں نے دودھ، گھی، چربی اور گوشت کی کثرت میں اس سے زیادہ کوئی سال نہ دیکھا۔ یہ چیزیں راستہ میں موجود ہوتیں مگر خریدنے والا کوئی نہ ہوتا۔

ابونعیم نے ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آپ علیہ السلام کے ایک سفر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب لوگوں کو پانی کی ضرورت لاحق ہوئی تو انہوں نے قافلہ میں پانی کو تلاش کیا مگر پانی نہ ملا۔ اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دُعا کی اور بارش ہوئی۔ یہاں تک کہ سب نے پیا اور پانی بھرا۔

بیہقی و ابونعیم نے بطریق ابن المسیب، ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمنذر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جمعہ کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا '' ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کھجوریں کھلیانوں میں پڑی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا'' یہاں تک ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برہنہ اُٹھے اور اپنے تہبند و چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے۔ باوجودیکہ ہم آسمان میں بادل کا نشان تک نہ دیکھ رہے تھے۔ پھر بادل گرجا اور خوب بارش ہوئی۔ انصار نے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد کھڑے ہو کر کہا اے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آسمان سے بادل ہرگز نہ چھٹیں گے یہاں تک کہ تم وہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم دیا ہے۔ تو ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور برہنہ ہو کر اپنی چادر سے کھلیانوں کے سُوراخوں کو بند کرنے لگے۔ پھر بادل کُھل گیا۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے لوگوں نے بارش کے قحط کی شکایت کی تو آپ علیہ السلام عیدگاہ تشریف لائے اور منبر پر تشریف رکھ کر دست اقدس دعا کے لئے اتنے بلند کئے کہ بغل شریف کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابر بھیجا اور گرج و چمک کے ساتھ بارش ہوئی۔ حضور اقدس رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ابھی مسجد نبوی شریف سے واپس تشریف نہ لائے تھے کہ پانی راستوں میں بہنے لگا۔ اس وقت فرمایا ''اَشْهَدُ اَنَ اللهَ عَلٰی کُلِّ شَیْیٍ قَدِیْرٍ وَ اِنِّی عَبْدُ اللهِ رَسُوْلُهٗ . ''

ابن ماجہ و بیہقی نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مضر کے خلاف دعا کی تو ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قوم ہلاک ہوگئی ہے آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کیجئے تو رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دُعا فرمائی کہ'' اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا غَدَقًا طَبْقًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ ''

اس کے بعد ہم نے جمعہ بھی نہ گزارا کہ خوب ہم پر بارش ہوئی۔ پھر وہ لوگ آئے اور بارش کی کثرت کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ مکانات گرنے لگے ہیں تو آپ علیہ السلام نے دعا کی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلاَ عَلَیْنَا'' تو بادل دائیں بائیں سے پھٹ گیا۔

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے لوگوں کے پاس سے آ رہا ہوں جن کے جانوروں کے لئے چارہ نہیں ہے اور اب وہ اپنے جانوروں کو نہیں روک سکتے تو ان کی فراخی کے لئے دُعا کیجئے۔ یہ سن کر حضور انور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور دعا کی کہ'' اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا طَبْقًا مَرِیْعًا غَدَقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ'' اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اُتر آئے پھر جس طرف سے بھی آدمی آتے یہی کہتے کہ ہماری زمین سرسبز ہوگئی۔

بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں اکثر اوقات حضرت ابو طالب کے اس شعر کو یاد کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ تاباں کو دیکھا کرتا تھا۔ جب کہ آپ علیہ السلام منبر پر بارش کی دعا کرتے اور ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نہ اُترتے کہ پرنالوں سے پانی بہنے لگتا تھا۔ وہ شعر یہ ہے۔

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامَ بِوَجْھِہٖ ثِمَالَ الْیَتَامٰی عِصْمَۃً لِّلاَ رَامِلِ

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ قحط زدہ ہوئے تو آپ علیہ السلام شہر مدینہ منورہ سے بقیع الغرقد سیاہ عمامہ باندھے جس کا ایک گوشہ آپ علیہ السلام کے سامنے اور دوسرا گوشہ پشت اقدس پر دونوں شانوں کے درمیان تھا تیر کمان آویزاں کئے تشریف لے گئے اور رُو بہ بقبلہ ہو کر تکبیر کہہ کر صحابہ کرام کو دو رکعت پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں قرأت جہر کی پہلی رکعت میں سورۂ اذا الشمس کورت اور دوسری رکعت میں سورۂ والضحی پڑھی۔ نماز کے بعد اپنی چادر شریف کو پلٹا تاکہ قحط سالی، فراخ حالی سے بدل جائے اسکے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کی اور دستِ اقدس اٹھا کر یہ دعا مانگی۔'' اَللّٰھُمَّ ضَاحَتْ بِلاَدُنَا وَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا وَھَانَتْ دَوَابُنَا اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْبَرَکَاتِ مِنْ اَمَاکِنِھَا وَ نَاشِرَ الرَّحْمَۃِ مِنْ مَّعَادِنِھَا بِالْغَیْثِ نَسْتَغِیْثُ اَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الْاَ لْمَامِ فَنَسْتَغْفِرُکَ لِلْجُمَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَ نَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْ عَظِیْمِ خَطَایَا نَا اَللّٰھُمَّ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْنَا مِدْرَا رًا وَ اکْفِنَا مَعْزُوْ رًامِّنْ تَحْتِ عَرْشِکَ مِنْ حَیْثُ یَنْفَعُنَا غَیْثًا مُغِیْثًا دَارِغًارَائِعًامُمَرِّعًاطَبَقًاعَا مًا خَصْبًا تَسْرَعُ لَنَا بِہِ النَّبَاتُ وَ تَکْثُرُکِتَا بَہُ الْبَرَکَاتُ وَ تُقْبَلُ بِہِ الْخَیْرَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَللّٰھُمَّ لاَ حَیَاۃَ شَیْئٌ خُلِقَ الْمَاءِ اِلاَّ بِالْمَاءِ اَللّٰھُمَّ وَقَدْ قَنِطَ النَّاسِ اَوْ مَنْ قَنِطَ مِنْھُمْ وَسَاءَ

ظَنُّھُمْ وَھَامَتْ بِھَائِمُھُمْ وَعَجَّتْ عَجِیْجَ الثَّکْلٰی عَلٰی اَوْلَادِھَا اِذْحُبِسَتْ عَنَّا قَطْرَ السَّمَاءِ فَدَقَّ لِذٰلِکَ عَظْمُھَا وَذَھَبَ لَحْمُھَا وَ ذَابَ شَحْمُھَا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اَنِیْنَ الْاٰنَۃِ وَحَنِیْنَ الْحَانَۃِ وَمَنْ لَّا یَحْمِلُ رِزْقَہٗ غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْبَھَائِمَ الْحَائِمَۃَ وَالْاَنْعَامَ السَّائِمَۃَ وَالْاَطْفَالَ الصَّائِمَۃَ اَللّٰھُمَّ الْمَشَائِخَ الرُّکَّعَ وَالْاَطْفَالَ الرُّضَّعَ وَالْبَھَائِمَ الرُّتَّعَ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِنَا وَلَا تَرُدَّنَا مَحْرُوْمِیْنَ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ابھی دعا سے فراغت نہ پائی تھی کہ زوردار بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک شخص فکرمند ہوگیا کہ کس طرح اپنے گھر لوٹیں گے۔ تو اس بارش سے جانوروں نے زندگی پائی۔ زمین سرسبز ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت سے ہر شخص خوشحال ہوگیا۔

(109) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اپنی آلِ اطہار کے لئے دعا فرمانا

محدثین کرام نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ دعا مانگی کہ "اللّٰھم اجعل رزق آل محمد قوتً" "اے خدا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی آل کو اتنا ہی رزق دے جس سے حیات کا رشتہ قائم رکھ سکیں"۔ امام بیہقی نے فرمایا اس دعا ہی کا اثر ہے کہ آل پاک کو اسی قدر رزق ملتا رہا ہے۔ اور اسی پر انہوں نے قناعت کی ہے۔

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک مہمان آیا آپ علیہ السلام نے اپنی ازواج مطہرات کے پاس اس کے کھانے کے لئے بھیجا انہوں نے اپنے یہاں بہت جستجو کی مگر کچھ کھانے کو ان کے یہاں نہ نکلا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی کہ "اللّٰھم انی اسئلک من فضلک ورحمتک فانہ لا یملکھا الا انت" "اے خدا! میں تیرے فضل ورحمت کا تجھی سے خواہاں ہوں۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی اس کا مالک نہیں ہے" تو کسی نے بھُنی ہوئی بکری ہدیہ میں بھیجی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے اور ہم رحمت کے منتظر ہیں"۔ بیہقی نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسقع سے اس کی مانند حدیث روایت کی اس میں ہے کہ بھُنی ہوئی بکری اور روٹیاں ہدیہ میں کسی نے بھیجیں اور اسے تمام اہل صفہ نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہوگئے۔ اس وقت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل ورحمت کو مانگا تھا تو یہ کھانا اس کے فضل سے ہے۔ اور اپنی رحمت آخرت میں ہمارے لئے اپنے پاس ذخیرہ کرلی ہے"

(110) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دُعا فرمانا

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے بسند حسن حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر اپنا دستِ اقدس مار کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی جب کہ وہ اسلام لائے "اللّٰھم اخرج ما فی صدر عمر من غل و ابدله ایمانا۔" "اے خدا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سینے میں جو کدورت ہے اسے نکال دے اور اس کی جگہ ایمان کو بھر دے"

(111) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمانا

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی و ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میری عیادت کو تشریف لائے اس وقت میں یہ دُعا مانگ رہا تھا کہ اے خدا اگر میرا وقت آ گیا ہے تو مجھے راحت کے ساتھ اُٹھا لے اور اگر میرے وقت میں دیر ہے تو یہ تکلیف مجھ سے دُور کر دے۔ اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ دعا فرمائی "اللّٰھم اشفه اللّٰھم عافه" (اے خدا انہیں شفا دے اے خدا انہیں عافیت دے) اس کے بعد رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "اُٹھو"۔ تو میں اُٹھ گیا۔ اس کے بعد وہ درد مجھے پھر کبھی نہ ہوا۔

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گیا اس نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے ایک بکری ذبح کی۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "ضرور اہلِ جنّت میں سے ایک شخص آئے گا" تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔ پھر فرمایا "ضرور اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا" تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔ پھر فرمایا "ضرور ایک شخص اہلِ جنّت میں سے آئے گا"۔ "اللّٰھم ان شئت جعلته علیا" "اے خدا اگر تو چاہے تو وہ آنے والا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہو"۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔

(112) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا" اللّٰھم استجب سعد اذا دعاک " "اے خدا سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی دعا کو قبول فرما جب تجھ سے یہ دُعا مانگیں"۔ تو وہ جب بھی دعا مانگتے تو ان کی دعا ضرور مقبول ہوتی اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔

ابن عساکر نے بطریق قیس بن ابی حازم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ "اللّٰھم سعد سھمه واجب دعوته وجبه " "اے خدا سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے تیر کو سیدھا رکھ، اور ان کی دعاء کو قبول کر اور انہیں اپنا محبوب بنا"

محدثین کرام اور بیہقی نے بروایت عبدالملک بن عمیر حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اہلِ کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفتیش احوال کے لئے کسی کو کوفہ بھیجا۔ اسنے کوفہ کی تمام مسجدوں میں گشت کی مگر کسی ایک نے بھی خیر کے سوا کوئی بات نہ کہی۔ یہاں تک کہ ایک مسجد میں وہ قاصد پہنچا تو ابوسعدہ نامی ایک آدمی نے کہا سنو۔ جب کہ تم نے ہمیں قسم دی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقسیم میں مساوات نہیں برتتے اور نہ وہ لشکر کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں نہ مقدمات میں عدل وانصاف کرتے ہیں۔ یہ بیان سُن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ اللّٰھم انکان کاذبافاطل عمرہ واطل فقرہ و عرضہ مفتن'' (اے خدا اگر یہ کہنے والا آدمی جھوٹا ہے تو اس کی عمر کو طویل کر۔ اور اس کی محتاجی کو بڑھادے۔ اور اسے فتنوں کا نشانہ بنادے)''۔ ابن عمیر نے کہا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے۔ وہ شخص بڑھاپے کی اس حد تک پہنچا کہ اس کی بھویں اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کی وجہ سے آپڑی تھیں اور وہ محتاج ہوگیا تھا۔ جب کوئی اس سے پوچھتا کہ یہ تیرا کیا حال ہوا ہے؟ تو وہ کہتا میں شیخ کبیر اور آفت زدہ فتنے میں پڑا ہوا ہوں مجھے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا پڑی ہے۔

ابن عساکر نے بطریق مصعب بن سعد سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پوچھا میں تمہارے لئے کیسا امیر ثابت ہوا ہوں؟ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا خدا شاہد ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کا حال یہ ہے کہ ''آپ نہ تو رعایا کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور نہ تقسیم میں مساوات رکھتے ہیں اور نہ لشکر کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔'' یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ ''اے خدا اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی نورِ بصارت کو چوپٹ کردے۔ اور اس کی محتاجی کو جلدی لے آ۔ اور اس کی عمر دراز کر کے اسے فتنوں کا نشانہ بنادے۔'' چنانچہ وہ اندھا ہو کر مرا۔ محتاجی کا حال یہ تھا کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا۔ اور مختار کذاب کا فتنہ اسے پہنچا اور وہ اس فتنے میں مارا گیا۔

طبرانی وابونعیم اور ابن عساکر نے قبیصہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی وقاص کی ہجو کی۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا مانگی کہ اے خدا! اس کی زبان اور اسکے ہاتھ سے جس طرح تو چاہے مجھے محفوظ رکھ۔ چنانچہ اس شخص کو یوم قادسیہ میں تیر لگا جس سے اس کی زبان اور اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ اور وہ ایک بات بھی نہ کرسکا۔ یہاں تک کہ کیفر کردار کو پہنچ گیا۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب ''مجالی الدعوۃ'' میں اور ابن عساکر نے مغیرہ سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت بچوں جیسے قد کی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہے۔ اس نے بچپن میں ان کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔ اس پر انہوں نے دعا کی ''یضع اللہ قرنکِ'' ''اللہ تعالیٰ تیرے زمانہ کو ضائع کردے تو وہ اب تک نہ بڑھی اور نہ جوان ہوئی''

ابن ابی الدنیا نے اور ابن عسا کر نے بیناء مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُدھر سے جھانکا کرتی تھی اور وہ اسے منع کیا کرتے تھے مگر وہ باز نہ آتی تھی۔ایک دن اسنے جھانکا تو فرمایا'' شاہ وجھک ''تو اس کا چہرہ لوٹ گیا۔

حاکم نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی اس پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا مانگی کہ '' اللّٰھم ان ھذا یشتم ولیامن اولیائک فلا تفرق ھذا الجمع حتی تریھم قدرتک ۔'' ''اے خدا اس شخص نے تیرے ایک ولی مقرب کو گالی دی ہے۔یہ مجمع جانے نہ پائے کہ تمام لوگ تیری قدرت کو دیکھ لیں''۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجمع کو متفرق ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا مظاہرہ اس طرح کرایا کہ اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔اور اسنے اس کو سر کے بل پتھروں پر دے مارا اور اس کا دماغ پاش پاش ہوگیا اور وہ وہیں مرگیا۔

حاکم نے مصعب بن سعد سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص پر بددُعا کی تو اسکے پاس اونٹنی آئی اور اس نے اسے ہلاک کردیا۔اس پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غلام آزاد کر کے عہد کیا کہ آیندہ کسی کو بددعا نہ دوں گا۔

حاکم نے ابن المسیب سے روایت کی کہ مروان نے کہا۔ یہ مال ہمارا ہے ہم جس کو چاہیں دیں۔اس پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا'' کیا میں بددعا کروں؟ یہ دیکھ کر مروان اچھل کر آیا اور ان کو گلے سے لگالیا اور کہنے لگا اے ابا اسحٰق ، میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ بددُعا نہ کریں۔بلاشبہ یہ مال اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔''

بیہقی وابن عسا کر نے یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی وقاص نے دعا کی اور کہا کہ اے رب! میری اولاد کمسن ہے۔میری عمر اتنی بڑھا کہ وہ بالغ ہوجائیں۔چنانچہ ان کی موت ان سے بیس سال دُور رہی۔

طبرانی نے عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی وقاص (المتوفی 55ھ) ایک شخص کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہتا پایا۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ نے اس آدمی سے کہا تو ان لوگوں کو بُرا کہتا ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ سبقت ہے جو سبقت ان کے لئے اس نے مقرّر کر رکھی تھی۔خدا کی قسم اگر تو ان حضرات کو بُرا کہنے سے زبان کو بند نہ رکھے گا تو میں تجھ پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں گا۔ یہ سُن کر اس نے کہا آپ مجھے ایسا ڈراتے ہیں کہ گویا نبی ہیں۔اس پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ اے خدا! یہ شخص ایسے حضرات کو بُرا کہتا ہے جن کے لئے میری جانب سے وہ سبقت ہے جو تو نے ان کیلئے مقرّر کر رکھی ہے تو آج ہی اس کو اسکا بدلہ دے

دے تو ایک اونٹنی آئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو راستہ دے دیا۔ اور اس اونٹنی نے اس شخص کو کچل ڈالا پھر ہم نے دیکھا کہ لوگ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا اے ابو اسحاق! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔

(113) دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے دُعا فرمانا

ابن مندہ وابن عسا کرنے نے یزید بن ابی مریم سے انہوں نے اپنے والد مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ربیعہ سلولی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے لئے یہ دعا کی کہ ان کی اولاد میں برکت ہو تو ان کے اسّی (80) لڑکے پیدا ہوئے۔

بیہقی نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عتبہ کی ام ولد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے آقا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عتبہ سے پوچھا کیا آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے کہا مجھے یہ بات خوب یاد ہے کہ میں پانچ یا چھ برس کا بچّہ تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے لئے اور میری اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس دعا کا اثر یہ پہچانتے ہیں کہ ہم بُوڑھے نہیں ہوئے۔

بیہقی وابونعیم نے بطریق یعلی بن اشدق روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے اس نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا ہے جو بنی جعدہ کا نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا وہ کہتا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ایک اپنا شعر سُنایا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تم نے اچھا شعر کہا ہے ''لا یغضض اللہ فاک'' ''اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو بے رونق نہ کرے''۔ تو میں نے اس نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایک سو سال سے زیادہ کی عمر کا تھا مگر اس کا ایک دانت بھی نہ گرا تھا۔ اسکے بعد بیہقی نے نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سند کے ساتھ روایت کی ہے اور اسی سے ابن ابی الاسامہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دانتوں میں احسن الناس تھا۔ جب اس کا کوئی دانت گرتا تو دوسرا دانت اس کی جگہ نمودار ہو جاتا تھا اور ابن السکن نے نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دعا کی برکت سے نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت برف سے زیادہ سفید چمکدار میں نے دیکھے ہیں۔

طبرانی نے ''مسند الشامیین'' میں اور ابن مندۂ ماوردی نے المعرفہ میں حضرت ابن عائذ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یزید نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے پاؤں میں لنگ ہے۔ وہ زمین کو نہیں لگتا۔ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے لئے دعا کی اور میں اچھا ہو گیا۔ اور وہ پاؤں دوسرے پاؤں کی برابر ہو کر زمین سے لگنے لگا۔

ابونعیم نے ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زبیر سے روایت کی کہ ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مقداد بن عمرو الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک دن مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام سے بقیع تشریف لے گئے اور وہ ایک ویران جگہ میں پہنچے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اچانک ایک چوہا سوراخ سے دینار نکال کر لایا اور ایک ایک کر کے دینار برابر لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سترہ (17) جمع ہوگئے وہ ان تمام دینار کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم نے سوراخ میں اپنا ہاتھ ڈالا تھا'' انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا ''تم پر اس کی زکوۃ لازم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے برکت عطا فرمائے''۔ ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ان دیناروں کا آخری دینار ختم نہیں ہوا کہ میں نے دیکھا مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر عمدہ چاندی سے بھر گیا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں اور ابونعیم و ابن عساکر نے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حمق سے روایت کی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دودھ پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی ''اے خدا! اس کے شباب کو قائم رکھ''۔ تو ان پر سال ہا سال گزر گئے مگر ایک بال تک سفید دکھائی نہ دیا۔

طبرانی نے ابوسبرہ سے روایت کی کہ ان کے والد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی تو وہ اب تک اپنی اولاد میں بزرگ ہیں۔

طبرانی نے ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثعلبہ بہزی سے روایت کی کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے لئے شہادت کی اللہ سے دعا کیجئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی کہ " اللّٰھم اِنی احرم دم ابن ثعلبہ علی المشرکین'' ''اے خدا میں ابن ثعلبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خون کو مشرکوں پر حرام کرتا ہوں'' تو انہوں نے طویل عمر پائی اور ہمیشہ کافروں پر حملہ کرتے اور ان کی صفوں کو چیر ڈالتے مگر پھر صحیح وسلامت واپس آجاتے رہے۔

بیہقی نے بسند مجہول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک یہودی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے چھینک لی تو اس یہودی نے ''یرحمک اللہ'' کہا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ھداک اللہ'' بالآخر وہ یہودی مسلمان ہوگیا۔

ابن سعد نے بروایت عبدالحمید بن سلمہ' ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ ان کے والدین نے ان کے بارے میں جھگڑا کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس یہ مقدمہ لے گئے۔ ان کے والدین میں سے ایک کافر تھا۔ اور ایک مسلمان۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو اختیار دیا کہ جس کے پاس رہنا چاہے چلا جائے تو وہ کافر کی طرف متوجہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی کہ ''اے خدا اس کی راہنمائی کر''۔ پھر وہ مسلمان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مسلمان کے حق میں اس کا فیصلہ کر دیا۔

(114) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی نے سلیمان بن صرد سے روایت کی کہ ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن کعب (قبیلہ نجار۔ المتوفی 39ھ)، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایسے دو شخصوں کو لائے جو قرأت میں اختلاف رکھتے تھے۔ اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پڑھایا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان دونوں کی قرأت سنی اور فرمایا دونوں نے اچھا پڑھا۔ ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل میں ایسا شک واقع ہوا جو زمانۂ جاہلیت کے شک سے زیادہ شدید تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے سینے پر دست اقدس رکھا۔ اور فرمایا ''اللّٰھم اذھب عنه الشیطان'' ''اے خدا اس سے شیطانی وسوسہ دُور کر دے'' تو میں خشیتِ الٰہی سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ گویا میں اللہ کی طرف خوفزدہ ہو کر دیکھ رہا تھا۔

(115) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

محدثین کرام نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا ''اللّٰھم فقه فی الدین'' ''اے خدا! اس کو دین میں فقاہت عطا فرما'' اور اس روایت کو حاکم نے نقل کیا۔ اور بیہقی وابونعیم نے انہیں سے دوسری سند کے ساتھ روایت کر کے زیادہ کیا۔ کہ ''و علمه التاویل'' ''اور اسے تفسیر کا علم عطا کر''

امام احمد وابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے سر پر دستِ اقدس پھیر کر مجھے حکمت کی دعا دی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعاء نے ہمیشہ میری دستگیری کی۔

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا ''اللّٰھم اعطه الحکمته و علمه التاویل''۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا ''اے خدا! اسے قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما''

ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا دی کہ ''اے خدا! عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو برکت دے اور اس سے علم کو پھیلا''

(116) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محدثین کرام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلّم نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا ''اے خدا! انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال واولاد میں کثرت دے۔ اور جو تو رزق انہیں عطا فرمائے اس میں انہیں برکت دے''۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میرے مال میں بہت کثرت ہوئی اور میرے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو (100) تک پہنچی۔ حضرت انس نے فرمایا کہ مجھ سے میری بیٹی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ بصرہ میں حجاج کے آنے تک میرے صلب سے ایک سو انتیس (129) اولاد دفن کی گئی۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قبیلہ نجار۔ المتوفی 93ھ) سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے لئے دعا کی کہ ''اے خدا ان کی عمر زیادہ کر اور ان کے مال میں کثرت دے۔ اور انہیں بخش دے''

ترمذی وبیہقی نے ابوالعالیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا۔ اور اس باغ میں ایک خاص قسم کی بُو تھی جس سے مُشک کی مانند خوشبو مہکتی تھی۔

بیہقی نے حمید سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ننانوے (99) سال ہوئی اور وہ 91ھ میں فوت ہوئے۔ (لیکن زیادہ تر اہلِ سیر 93ھ میں بعمر 103 سال فوتید گی کو معتبر مانتے ہیں)

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے دعا دی کہ ''اے خدا ان کے مال میں کثرت دے اور ان کی عمر میں زیادتی کر اور انہیں بخش دے'' تو میں نے ایک سو دو اپنی صلبی اولاد کو دفن کیا ہے اور میرے پھل سال میں دو مرتبہ آیا کرتے تھے اور میں اتنا جیا کہ میں اپنی زندگی سے اُکتا گیا اب میں چوتھی دعائے مغفرت کا اُمیدوار ہوں۔

ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو میرے لئے اور میری اولاد کے لئے اور مال کے لئے دعا فرمائی اسے میں خوب پہچانتا ہوں۔

(117) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 57ھ) سے روایت کی انہوں نے فرمایا روئے زمین پر کوئی مومن مرد وعورت ایسا نہیں ہے جو مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو؟۔ راوی نے پوچھا آپ کو اس کا علم کیسے ہے؟ فرمایا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا مگر وہ انکار کرتی تھیں۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی والدہ کو اسلام کی ہدایت نصیب فرمائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی۔ پھر میں گھر واپس گیا تو میرے داخل ہوتے ہی میری والدہ نے کہا ''اَشْهَدُ اَنْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه'' پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار اقدس میں حاضر ہوا اور میرا حال یہ تھا کہ میں خوشی سے رو رہا تھا۔ جیسا کہ میں اس کے انکار کے غم میں رویا کرتا تھا

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی والدہ کو ہدایت دے دی اور وہ اسلام لے آئی۔ اب آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو اور میری والدہ کو تمام مسلمانوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی کہ "اے خدا اپنے اس بندے کو اور اسکی ماں کو اپنے تمام مسلمان بندوں کے نزدیک محبوب کر دے اور ان سب کی محبت ان دونوں کے دلوں میں پیدا کر دے"۔ اس دعا کی برکت سے روئے زمین پر کوئی مومن مرد عورت ایسا نہیں ہے جو مجھے محبوب نہ رکھتا ہو۔ اور میں اُسے محبوب نہ رکھتا ہوں۔

حاکم نے محمد بن قیس بن مخرمہ سے روایت کی کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے کوئی سوال کیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ تم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن کو مضبوط تھام لو کیونکہ میں اور وہ ایک اور شخص مسجد میں دعا مانگ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم باہر تشریف لائے۔ میں اور میرا رفیق دعا مانگ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہماری دعاؤں پر آمین فرما رہے تھے۔ اسکے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دعا مانگی اور کہا اے خدا! میں بھی تجھ سے وہی دعا مانگتا ہوں جو میرے دونوں رفیقوں نے تجھ سے مانگا ہے۔ اور میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو کبھی نہ بھولے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آمین فرمائی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم بھی ایسا ہی علم مانگتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تم دونوں پر تمہارا اوسی رفیق (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سبقت لے جا چکے ہیں"

(118) چند اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

بخاری نے جعد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یزید چورانوے (94) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ وہ چاق و چوبند اور معتدل الاحوال تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میری سمع و بصارت نے میری مدد نہیں کی بلکہ یہ کمال واثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کا ہے۔

محدثین کرام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف (المتوفی 31ھ) کو دعا دیتے ہوئے فرمایا "بارک اللہ لک" اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ ابن سعد و بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ روایت کی اس میں زیادہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ اگر میں پتھر بھی اُٹھاتا تو میں اسکی توقع رکھتا تھا کہ اسکے نیچے سے سونا یا چاندی میں حاصل کروں گا۔

بیہقی وابونعیم نے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارقی سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان

کے لئے خرید وفروخت میں برکت کی دعا فرمائی تو اگر وہ مٹی بھی خریدتے تھے تو اس میں انہیں نفع ہوتا تھا۔

ابونعیم نے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارقی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے دعا دی کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں برکت دے۔تو میں کچھ بھی خریدتا مجھے اس میں نفع ضرور ہوتا تھا''

ابونعیم نے انہیں سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے لئے دعا فرمائی ''بارک اللہ لک فی صفقة یمینک'' تو میں مدینہ طیّبہ کے بازار کناسہ میں کھڑا ہوتا تو بغیر چالیس ہزار نفع کمائے اپنے گھر نہیں واپس آتا تھا۔

ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ اور بیہقی نے بسند حسن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حریث سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گزرے تو وہ کھیل کود میں کچھ فروخت کررہے تھے اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ ''اے خدا اس کی تجارت میں اسے برکت دے''۔

بخاری نے ابوعقیل سے روایت کی کہ وہ اپنے دادا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ہشام کے ساتھ بازار غلہ خریدنے جایا کرتے تھے تو انہیں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملا کرتے اور ان سے کہا کرتے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کرلیں۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تمہارے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے تو وہ ان کو شریک کرلیا کرتے تھے اور اکثر سالم اونٹ جیسا بھی ہوتا نفع میں لے لیا کرتے اور اپنے گھر بھیج دیا کرتے تھے۔

ابن سعد نے بطریق ابوحصین، مدینہ منورہ کے ایک بزرگ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حزام کو ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے بھیجا۔وہ جانور لے کر آرہے تھے کہ ایک خریدار مل گیا اور اسکے ہاتھ دو دینار کا فروخت کردیا۔پھر ایک دینار سے جانور خرید کر لائے اور وہ جانور اور ایک دینار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پیش کیا۔اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ ''اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں انہیں برکت دے''۔ابن سعد نے حکیم سے روایت کی کہ وہ تجارت میں نصیب ور شخص تھے وہ جو خریدتے اس میں ضرور نفع ہوتا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی اسامہ نے اور ابویعلی وابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے خدا جس طرح تو نے ابتدا میں قریش کو عذاب کا مزہ چکھایا اسی طرح انہیں آخر میں بخشش کا مزہ چکھا''

طیالسی وابونعیم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 32ھ) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے خدا ابتدا میں تو نے قریش کو عذاب وخواری کا مزہ چکھایا اب ان کو آخر میں بخشش وکرم کا مزہ چکھا''

ابوالفرج اصبہانی نے الاغانی میں فرمایا میں نے ایک کتاب میں عبداللہ بن شبیب سے انہوں نے زبیر بن بکار سے انہوں نے حمید بن محمد بن عبدالعزیز زہری سے انہوں نے اپنے بھائی ابراہیم بن محمد سے روایت پائی ہے۔ انہوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف مرفوع کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابوسلمٰی کی طرف دیکھا اس کی عمر اس وقت سو سال کی تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللّٰھم اعذنی من شیطانہ'' ''اے خدا اس کی شیطنیت سے مجھے پناہ میں رکھ''۔ تو اسنے مرتے دم تک کوئی شعر نہ کہا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ابن سعد نے کہا کہ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسید بن ابوالعیص میں بہت زیادہ خودی تھی۔ پھر جب وہ فتح مکّہ کے دن مسلمان ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو دیکھا تو فرمایا ''اے خدا! اسکی خودی کو اور زیادہ کردے'' تو اسکے بعد آج تک ان کی اولاد میں خودی موجود ہے۔

ابن ابی شیبہ نے المصنّف میں یزید بن نمر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص سرین کے بل بیٹھا دیکھا اسنے بتایا کہ میں ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے آگے سے جب کہ آپ علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے اپنے گدھے پر سوار گزرا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے خدا اس کی ٹانگیں توڑ دے'' تو اسکے بعد کبھی گدھے پر سوار ہو کر نہ چل سکا۔

(119) رسول کریم سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور دُوسری دُعائیں

امام احمد، الاربعہ، ابن خزیمہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے صخر الغامدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللّٰھم بارک لا متی فی بکورھا'' چونکہ صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تجارت پیشہ شخص تھے وہ اپنے لڑکوں کو اوّل دن میں ہی تجارت کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ تو اتنے دولت مند ہوئے اور اتنا وافر مال ہوا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں کہاں اسے رکھا ہے۔

بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عورت سے پوچھا ''کیا تو اپنے شوہر سے بغض رکھتی ہے؟'' اس نے کہا ''ہاں''۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم دونوں اپنے سروں کو میرے قریب لاؤ''۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی پیشانی مبارک اس عورت کے شوہر کی پیشانی پر رکھی اور اس کے بعد دعا فرمائی کہ ''اللّٰھم الف بینھما و حبب احد ھما الی صاحبہ'' ''اے خدا ان دونوں کے درمیان اُلفت پیدا کردے۔ اور ایک دوسرے میں محبّت ڈال دے''۔ کچھ عرصے بعد وہ عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار اقدس میں آئی اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قدم بوسی کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا

''تم اور تمہارے شوہر کیسے ہو؟'' اس نے عرض کیا کوئی محنت کی کمائی اور کوئی موروثی مال اور کوئی اولاد مجھے اپنے شوہر سے زیادہ محبوب نہیں ہے''۔ یہ حال سُن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا'' اشھد انی رسول اللہ'' ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں''۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں۔ اور ابو یعلی و ابونعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

ابو یعلی و بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے غزوہ فرمایا تو میں نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دُعا فرمائی کہ ''اے خدا! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما''۔ تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور غنیمت حاصل کی۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک اور غزوہ فرمایا میں نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ دعا فرمائی کہ ''اے خدا! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما'' تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور ہم نے غنیمت حاصل کی۔

بیہقی نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یمن کی طرف نظر فرما کر دعا کی ''اللّٰھم اقبل بقلوبھم'' ''اے خدا ان کے دل متوجہ کر دے''۔ اس کے بعد شام کی طرف نظر فرمائی اور دعا کی ''اللّٰھم اقبل بقلوبھم'' پھر عراق کی جانب رخ فرما کر دعا کی کہ ''اللّٰھم اقبل بقلوبھم''۔

مسلم نے سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اکوع سے روایت کی کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اپنے داہنے ہاتھ سے کھا'' اس نے کہا مجھے اس کے اُٹھانے کی قدرت نہیں ہے۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''نہیں تجھے قدرت ہے۔ مگر تکبّر نے تجھے اس سے باز رکھا ہے''۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد وہ داہنا ہاتھ منہ تک لے جا ہی نہ سکا۔

بیہقی نے عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عامر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سبیعہ کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو فرمایا ''اسے غزہ کی بیماری نے پکڑ لیا ہے''۔ چنانچہ جب وہ غزہ علاقہ شام میں پہنچا تو طاعون نے اسے ہلاک کر دیا۔

بیہقی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک شخص کا حال پوچھا۔ جس کا نام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا ''زمین اسے کہیں نہیں قرار بخشے گی''۔ تو وہ جس سرزمین میں رہنے کے لئے جاتا تو وہاں نہ رہ سکتا۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے کہیں اور چلا جاتا۔

ابن عسا کر نے حبیب کے دونوں بیٹے ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اونٹوں پر سوار اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ ایک آدمی نے خلاف کیا اور زمین پر اُتر کر نماز پڑھی اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس نے خلاف کیا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خلاف کرے'' تو وہ شخص نہیں مرا یہاں تک کہ اسلام سے وہ نکل گیا۔

ابن مندہ اور ابن عسا کر نے عبد الملک بن یعلی لیثی سے روایت کی کہ بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شداخ ان خدّام میں سے تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اور وہ اسوقت بچّے تھے جب وہ بالغ ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں آپ علیہ السلام کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں میں جایا کرتا تھا مگر اب میں مردوں کے زمرے میں پہنچ گیا ہوں (یعنی بالغ ہو چکا ہوں) اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس نے اپنے قول ولفظ میں سچ کہا ہے اسے ظفر مندی عطا فرما''۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں آئے کہ انہوں نے ایک یہودی کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو بہت عظیم گردانا اور بیقرار ہو کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت وخلافت لوگوں کے قتل کرنے کے لئے نہیں عطا فرمائی ہے۔ میں اس شخص کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں۔ جس کو اس قتل کا علم ہو وہ مجھے آ کر واقعہ بتائے اس پر بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شداخ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر تم نے اس یہودی کے قتل کا اقرار کیا ہے اب نجات پانے کے لئے کوئی دلیل پیش کرو۔ بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ضرور پیش کروں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ فلاں شخص جہاد کے لئے گیا اور اس نے اپنا گھر بار میرے سپُرد کر دیا۔ میں اس کے دروازے پر آیا تو میں نے اس یہودی کو اسکے گھر میں موجود پایا وہ کہتا تھا

واشعث غره الاسلام حتی — خلوت بعرسه لیل التمام

ابیت علی ترائبها ویمسی — علی قوداء لاجته الخرام

کان مجامع الربلات منها — فئام ینهضون الی فئام

(یعنی وہ غبار آلود بالوں والا شخص جسے اسلام نے دھوکہ دیا۔ میں نے تمام رات اس کی بیوی سے شب باشی کی ہے اور میں نے اس کی بیوی کی چھاتی پر رات گزاری ہے اور وہ شخص ایسی اونٹنی پر رات گزارتا ہے جو ہمیشہ سفر میں رہتی ہے۔ اس کی بیوی کے پستانوں اور رانوں کا گوشت خوب فربہ ہے۔)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ سن کر ان کے قول کی تصدیق کی۔ اور اس کے خون کو باطل قرار دیا۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کا نتیجہ تھا۔

مسلم وبیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ''معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس لاؤ''۔ میں نے عرض کیا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو نہ بھرے'' چنانچہ اس کے بعد ان کا پیٹ کبھی نہ بھرا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں وحشی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تمہارے جسم کا کون سا حصّہ مجھ سے متصل ہے؟ انہوں نے کہا میرا پیٹ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے خدا اس کے پیٹ کو علم وحلم سے بھر دے''

بیہقی نے ابو یحییٰ سے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام فروخ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا آپ کے فلاں غلام نے غلّہ ذخیرہ کیا ہے تا کہ گراں قیمت پر فروخت کرے۔ یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جو مسلمانوں پر غلّہ روک کر گراں بیچنے کے لئے ذخیرہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ یا افلاس میں مُبتلا کر دے گا''۔ اس پر اس غلام نے کہا میں نے اپنے داموں سے خریدا ہے اور ہم اپنا مال فروخت کریں گے۔ پھر ابو یحییٰ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس غلام کو بعد میں دیکھا تو وہ کوڑھ میں مبتلا تھا۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک شخص کو سجدے میں دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کو مٹّی سے بچاتا تھا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے خدا اس کے بالوں کو برباد کر دے''۔ تو اس کے بال گر پڑے۔

ابو نعیم نے بطریق عبد الملک بن ہارون بن عنزہ ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے ابو ثروان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹوں کے چرواہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قریش سے بچ کر اونٹوں کے مزبلہ میں تشریف لائے۔ ابو ثروان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھ کر کہا آپ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ایک شخص ہوں جو تمہارے اونٹوں میں آرام لینے آیا ہوں''۔ اس نے کہا کیا آپ (علیہ السلام) وہی شخص ہیں جس کے بارے میں لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہو کر ظاہر ہوئے ہیں۔ فرمایا ''ہاں!'' اس نے کہا آپ (علیہ السلام) چلے جایئے۔ جن اونٹوں میں آپ (علیہ السلام) ہوں گے ان میں صلاح نہ ہوگی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بددعا فرمائی اور فرمایا ''اللّٰھم اطل شقاوہ وبقاءہ'' ''اے خدا اس کی شقاوت اور اس کی زندگی کو دراز کر دے''۔ ہارون نے کہا کہ میں نے ابو ثروان کو بہت بوڑھا پایا ہے وہ موت کی تمنا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا ہم تجھے نہیں دیکھتے مگر یہ کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم کی بددعا نے ہلاک کیا ہے۔

محدثین کرام نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک حبشی عورت، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئی اور اس نے کہا مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔آپ علیہ السلام میرے لئے دعا فرمایئے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو صبر کرو اور صبر میں تمہارے لئے جنّت ہے۔اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ تجھے عافیت دے دے''۔اس نے کہا میں صبر کروں گی۔پھر کہا میں مرگی میں برہنہ ہو جاتی ہوں تو آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیجئے کہ میں برہنہ نہ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی دعا فرمائی۔

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے اپنی دعا میں فرمایا ''اے ام ملدم یعنی تپ ولرزہ تجھے لازم ہے کہ بنی عصیہ کو نہ چھوڑے کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے''۔تو وہ سب بخار سے چھٹ گئے۔

بخاری نے الادب میں اور نسائی نے ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا فوت ہوا تو میں بے قرار ہوگئی اور انہوں نے اس سے کہا جو اسے غسل دے رہا تھا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو۔ٹھنڈا پانی اسے مار ڈالے گا۔پھر عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محصن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار اقدس میں آئے اور ام قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے نقل کی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تبسم فرمایا پھر کہا ''اس کی عمر دراز ہو عورت نہیں جانتی کہ گزشتہ عمر کس طرح گزاری''۔مطلب یہ کہ سرد پانی میّت کو کیا نقصان پہنچائے گا؟

ابن سعد وابن عساکر نے بطریق کلبی، ابوصالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خطیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئی اس وقت رسول کریم علیہ السلام آفتاب کی طرف پُشت کئے تشریف فرما تھے تو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ علیہ السلام کے شانے پر ہاتھ مارا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ کون ہے اسے شیر کھائے''۔لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں بنت مطعم الطیر لیلیٰ بنت خطیم ہوں۔میں آپ علیہ السلام کے پاس اس غرض سے حاضر ہوئی ہوں کہ میں خود کو آپ علیہ السلام کے عقد میں پیش کردوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں نے قبول کیا''۔اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس پہنچی اور اس نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے عقد فرمالیا ہے۔قوم کے لوگوں نے کہا تو نے بُرا کیا تو غیرت مند عورت ہے۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صاحب ازواج مطہرّات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں تو ان پر غیرت کھائے گی۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ سے تجھ پر بددعا کرینگے۔لہٰذا تو جا کر اپنے کو عقد سے آزاد کرالے تو وہ واپس آئی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے عقد سے آزاد کردیجئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں نے تجھے عقد سے آزاد کردیا''۔پھر اس نے مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن

اوس سے نکاح کرلیا۔ایک دن وہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں غُسل کررہی تھی اچانک بھیڑیئے نے اس پر جست کی۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''اسے شیر کھائے''۔تو بھیڑیئے نے اس کے جسم کا کچھ حصہ کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ مرچکی تھی۔ ابن سعد نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے مرسلاً اسکی مانند روایت کی۔اس روایت میں اسود (شیر) کی جگہ اسد ہے۔

ماوردی وابن شاہین وابن السکن اور بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ثعلبہ بن حاطب نے حاضر ہوکر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اے ثعلبہ تیرا بھلا ہو۔تھوڑا مال جس کا تو شکرادا کرسکے ایسے کثیر مال سے جس کا تو شکرادا نہ کرسکے زیادہ بہتر ہے''۔مگراس نے انکار کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اے ثعلبہ تیرا بھلا ہو کیا تو میرے مانند ہونا پسند نہیں کرتا۔اگر میں چاہتا تو میرا ربّ اس پہاڑ کو سونا کرکے میرے ساتھ چلاتا''۔پھراس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے۔قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ضرور دوں گا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس نے بکریاں خریدیں۔ان بکریوں میں اتنی فراوانی ہوئی جیسے کیڑے مکوڑوں میں ہوتی ہے۔یہاں تک کہ مدینہ منورہ کا میدان اس کے لئے تنگ ہوگیا اور اسے دُور لے گیا۔اور وہ دن میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہوتا مگر رات میں نہ آتا۔پھران بکریوں میں اور زیادتی ہوئی اور وہ ان کو اور دُور لے گیا۔اب وہ نماز کے لئے نہ دن میں آتا اور نہ رات میں۔علاوہ جمعہ کے جمعہ نماز کے لئے۔اس کے بعد ان بکریوں میں اور اضافہ ہوا اور وہ انہیں اور دُور لے گیا۔اب وہ نہ جمعہ کی نماز کیلئے آتا نہ جنازے کی نماز کو۔اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ثعلبہ بن حاطب کی حالت افسوسناک ہے''۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے پھر جب آپ علیہ السلام نے زکوٰۃ کے تحصیل کرنے والوں کو ثعلبہ بن حاطب کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ دونوں عامل اس کے پاس پہنچے۔اوراس سے زکوٰۃ ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔اس نے کہا تم دونوں مجھے اپنا دستورالعمل دکھاؤ۔اوراس نے اسے پڑھا۔اوراس نے کہا یہ زکوٰۃ نہیں جزیہ ہے۔تم دونوں دوسروں کے پاس جاؤ وہاں سے فارغ ہوکر میرے پاس آؤ۔جب وہ دونوں فارغ ہوکراس کے پاس آئے تواس نے کہا یہ زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ جزیہ ہے۔تم جاؤ میں اس بارے میں غور کرلوں تو وہ دونوں واپس چل دیئے۔یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آگئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب ان دونوں کو دیکھا قبل اس کے کہ یہ دونوں کچھ عرض کرتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ویح ثعلبہ بن حاطب ''یعنی ثعلبہ بن حاطب پر افسوس ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ آیت 75،76،77 نازل فرمائیں

وَمِنْهُم مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾

ترجمہ:۔ ''اور ان میں سے کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔''

جب ثعلبہ کو وہ آیتیں پہنچیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئیں تو وہ اپنی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا مال لینے سے منع فرمادیا ہے'' اس پر وہ رونے لگا۔ اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ تیرے اپنے نفس کا عمل ہے۔ کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میری اطاعت کر''۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمائی یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہلاک ہوگیا۔

پھلوں اور پکے ہوئے کھانوں سے متعلق معجزات کا بیان

(119) ادائیگی قرض

بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد اپنے ذمہ بہت سا قرض چھوڑ کر شہید ہو گئے۔ قرض خواہوں سے میں نے کہا کہ میرے کھجور کے باغ میں جتنا پھل ہے قرض میں مان جائیں۔ انہوں نے انکار کیا۔ چنانچہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں میرے والد اپنے ذمہ بہت قرض چھوڑ کر غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے میری خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے کچھ رعایت کریں'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اچھا لو، ہر قسم کی کھجوروں کا الگ الگ ڈھیر لگاؤ۔'' میں نے ایسا ہی کیا تمام اقسام کے علیحدہ علیحدہ

ڈھیر لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف آوری کی تکلیف دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر قرض خواہوں نے اور زیادہ سختی سے تقاضا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ صورت دیکھی تو ایک بڑی ڈھیری کے آس پاس تین مرتبہ چکر لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ڈھیری پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ''اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ'' چنانچہ اسی ڈھیری میں سے ناپ کر قرض خواہوں کو دینا شروع کیا۔ عجیب معجزہ ظاہر ہوا کہ میرے والد کے ذمے جتنا قرض تھا سب اسی ڈھیر سے ادا ہو گیا حالانکہ میری تمنا تھی کہ اگر میرے باغ کی ایک کھجور بھی نہ بچے سب قرض میں پوری ہو جائے تو بھی بہتر ہے اللہ نے دوسری تمام ڈھیریاں بچادیں اور جس ڈھیری پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا قرض چکایا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں سے ایک چھوہارا بھی کم نہیں ہوا۔

(120) کھجوروں میں برکت

ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میں تھوڑی سی کھجوریں لایا اور عرض کیا کہ ان کے لئے دعائے برکت فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کھجوروں کو اکھٹا کر کے دعا فرمائی اور مجھ سے فرمایا کہ ''اپنے ناشتے دان میں ان کو رکھ لو جب خواہش ہو نکال کر کھا لیا کرنا۔ ہاں اس برتن میں سے تمام کھجوریں نہ نکالنا اور برتن کو کبھی خالی نہ کر لینا''۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ان میں برکت کا یہ عالم ہوا کہ کتنے ہی صاع کھجوریں میں نے ان میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیں اور ہمیشہ خود اور دوسروں کو کھلاتا رہا وہ توشہ دان برابر میری کمر میں لٹکا رہتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس روز شہید کئے گئے اس دن یہ توشہ دان میری کمر سے ٹوٹ کر کہیں گر گیا اور گم ہو گیا یہ معجزہ تھا کہ چند کھجوروں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے اتنی برکت ہوئی کہ کئی صاع کھجوریں صدقہ کیں اور تیس سال تک کھاتے اور کھلاتے رہے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے کوئی کمی ظاہر نہیں ہوئی علماء کا بیان ہے کہ عام انسانوں کے بُرے اعمال خواص کی برکتوں کو بھی ختم کر دیتے ہیں چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل اتنا بڑا گناہ تھا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو دائمی برکت تھی وہ جاتی رہی اس توشہ دان کے گم ہونے پر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک شعر منقول ہے۔

لناس هم ولی فی الیوم همّان　　　فقد الجراب و قتل الشیخ عثمان

ترجمہ:۔ ''لوگوں کو آج صرف ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک غم توشہ دان گم ہونے کا اور دوسرا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا''

(121) کھجوروں کا توشہ

ابوداؤد نے دکین سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

فرمایا کہ ''قبیلہ احمس کے چار سو آدمیوں کو سفر کا توشہ دو''۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن کھجوروں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چار سو آدمیوں کو توشہ دینے کا حکم دیتے ہیں وہ کھجوریں تو صرف چار صاع ہیں اتنی کم کھجوروں میں سے کیسے اتنے آدمیوں کا توشہ دیا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تم جاؤ تو سہی''۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور ان سب سواروں کو بقدر ضرورت توشہ دیا پھر بھی کھجوریں سب کی سب باقی بچ گئیں اللہ اللہ یہ اعجاز کہ تقریباً چودہ سیر کھجوروں میں چار سو آدمیوں کو توشہ دینے کے بعد کھجوروں میں کوئی کمی نہ آئی۔

(122) توشہ میں برکت

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک میں صحابیوں کو بھوک کی تکلیف پہنچی یعنی توشہ کم تھا لوگ بھوکے رہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھوڑا بہت توشہ جو لوگوں کے پاس بچا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جمع کر کے برکت کی دعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھال کا ایک دسترخوان بچھوا کر بچا ہوا توشہ منگوایا کوئی مٹھی بھر جو اور کوئی مٹھی بھر کھجوریں اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لے کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک جگہ اس تھوڑے سے سامان کو رکھ کر برکت کی دعا کی اور فرمایا ''اپنے اپنے برتن اس سے بھر لو'' چنانچہ سارے لشکر نے برتن بھر لئے اور خوب آسودہ ہو کر کھایا اور پھر بھی کھانا بچ رہا۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

''اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ''

ترجمہ:۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوں اور جو کوئی یقین کے ساتھ یہ کلمہ کہے گا وہ جنت میں جائے گا''

(123) طعام میں برکت

مسانید میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز پر بھوک کا اثر اور بھوک کی وجہ سے ضعف معلوم ہو رہا ہے اگر تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کچھ جَو کی روٹیاں نکالیں اور ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دوپٹے میں لپیٹ کر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مسجد میں بھجوائیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بہت سے لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ''تم کو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا دے کر بھیجا ہے'' میں نے عرض کیا جی ہاں یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے کہا کہ چلو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چلو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب لوگ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چلے میں نے آگے بڑھ کر ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت سے صحابہ تشریف لا رہے ہیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ کھانا تو بہت ہی تھوڑا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے لوگوں کو ساتھ لا رہے ہیں۔ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ''جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ''۔ انہوں نے وہی جو کی روٹیاں پیش کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ان کو چورا کر دو'' اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چورا کر کے گھی کے برتن سے گھی نچوڑ کر روٹیوں کا مالیدہ بنا دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پُر کچھ پڑھ کر فرمایا کہ ''دس آدمیوں کو آنے دو'' چنانچہ دس آدمی آئے اور پیٹ بھر کر کھا گئے اسی طرح دس دس کر کے سب لوگ آسودہ ہو گئے ستر یا اسی (80) آدمی تھے سب نے اس کھانے سے پیٹ بھر کر کھایا۔

ماخذِ کُتب

از

1۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی 911ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازیؒ (المتوفی 606ھ)
3۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5۔ تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔ علامہ ابراھیم بن معقل النسفی (المتوفی 295ھ)
6۔ تفسیر دیلمی۔ علامہ دیلمی (المتوفی 305ھ)
7۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ علامہ ابن ابی حاتم (المتوفی 327ھ)
8۔ تفسیر ابن ابی حبان۔ علامہ ابن ابی حبان (المتوفی 369ھ)
9۔ تفسیر بغوی۔ علامہ بغوی (المتوفی 516ھ)
10۔ تفسیر امام ابن مردویہ۔ علامہ ابن مردویہ (المتوفی 410ھ)
11۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محیی الدین ابن عربی (المتوفی 638ھ)
12۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد (168ھ۔230ھ)

13۔ بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ۔256ھ)

14۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری (204ھ۔261ھ)

15۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ (209ھ۔273ھ)

16۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (التوفی 774ھ)

17۔ سیرت ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (701ھ۔774ھ)

18۔ سیرت حلبیہ۔ امام ابن برہان الدین حلبیؒ (975۔1044ھ)

19۔ شرح مواہب لدنیہ۔ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی (التوفی 1172ھ)

20۔ کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی (التوفی 544ھ)

21۔ جذب القلوب۔ علامہ بدرالدین عینی (التوفی 855ھ)

22۔ الوفا باحوال مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)۔ علامہ عبدالرحمان ابن جوزی (التوفی 597ھ)

23۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانیؒ (التوفی 430ھ)

24۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

25۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (384ھ۔458ھ)

26۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (التوفی 911ھ)

27۔ مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)

28۔ کتاب فقہ اکبر۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ابن زوتی (پیدائش کوفہ 80ھ
وفات بغداد 150ھ)

29۔ جذب القلوب۔ علامہ بدرالدین عینی (التوفی 855ھ)

30۔ موطا امام مالک۔ امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحی (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

31۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ
وفات بصرہ 275ھ)

32۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

33۔ مسلم شریف۔ ابوالحسین مسلم ابن حجاج قشیری نیشاپوری (ولادت 204ھ وفات نیشاپور 261ھ)

34۔ اعلام النبوت۔ قاضی ابوالحسن ماوردی (التوفی 450ھ)

35۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (متوفی 638ھ)

36۔ سیرت الکبریٰ۔ امام محمد بن محمد بن سید الناس (التوفی 734ھ)

37۔ معارج النبوۃ۔ ملامعین واعظ الکاشفی الہروی (المتوفی 907ھ)
38۔ سیرۃ ابن ھشام۔ عبدالملک بن ھشام (المتوفی 213ھ)
39۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری (168ھ۔230ھ)
40۔ شواہد النبوت۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی (متوفی 878ھ)

ت

تصویر محو ہوگئی

دلائل النبوۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس ایک ڈھال لے کر آئے جس میں عقاب کی تصویر کندہ تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا دستِ اقدس رکھا تو اللہ نے اس تصویر کو محو کر دیا۔

ابن سعد ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ ڈھال میں مینڈھے کی تصویر تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا، پس اللہ نے اسے زائل فرما دیا۔

تعمیر کعبۃ اللہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعمیر کعبہ میں کردار

کعبہ شریف کی تعمیر نو کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے ساتھ موجود تھے، اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر شریف 35 برس تھی۔ اس تعمیر نو کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ سیلاب آیا اور اس کا پانی کعبہ شریف میں داخل ہو گیا جس سے اس کی دیواریں پھٹ گئیں۔ قبل ازیں ایک عورت کے عود سلگانے کے باعث ایک چنگاری اڑی جس سے کعبہ شریف کے اندر آگ بھڑک اٹھی تھی اور اس آتش زدگی سے دیواروں کو نقصان پہنچا تھا، چنانچہ تعمیر نو کے بعد اس میں حجر اسود رکھنے کا ارادہ کیا گیا تو قریش کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ انہوں نے کہا: جو آدمی باب بنی شیبہ میں سے کعبہ شریف میں سب سے پہلے داخل ہوگا ہم اسے اپنا منصف تسلیم کر لیں گے، پس اگلے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے شخص تھے جو اس دروازے سے اندر تشریف لائے تو لوگوں نے آپ علیہ السلام کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ایک چادر لے آؤ'' پھر حجر اسود اس چادر کے وسط میں رکھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو قریش کی ہر شاخ کے سرداروں کو حکم دیا کہ وہ چادر کا ایک ایک گوشہ پکڑ لیں، چنانچہ انہوں نے حجر اسود اوپر اٹھایا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پکڑ کر اس کے مقام پر رکھ دیا۔

ابن شہاب زہری کی روایت میں مذکورہ بالا واقعہ بیان ہونے کے بعد یہ الفاظ ہیں کہ واقعہ حجر اسود کے بعد لوگ آپ علیہ السلام کو امین کے نام سے پکارنے لگے اور اپنے اونٹوں کو ذبح نہ کرتے جب تک وہ آپ علیہ السلام کو بلا نہ لیتے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے ان کے ذبیحوں میں برکت پیدا ہو۔

ابن سعد اور ابو نعیم کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور محمد بن جبیر سے منقول ہے کہ ''جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود اپنے مقام پر رکھا تو نجد کا ایک شخص آپ علیہ السلام کو ایک پتھر دینے کیلئے

گیا، تاکہ آپ علیہ السلام اس سے حجر اسود کو مضبوط کریں، مگر حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس کو منع کر دیا اور پھر خود آپ علیہ السلام کے حوالے کیا، اس سے وہ نجدی ناراض ہو گیا، کہنے لگا تعجب ہے اس قوم پر، جو ذی شرف، عقلمند، عمر رسیدہ اور مالدار ہے کہ انہوں نے اپنے سے کم عمر اور کم مالدار شخص کو اس عزت و شرف کے کام میں اپنے سے آگے بڑھا دیا ہے گویا یہ اس کے خدمت گار اور نوکر ہیں۔ واللہ! یہ شخص ان کی سبقت اور برتری ختم کر دے گا اور ان کی نیک بختی اور بزرگی کو پاش پاش کر دے گا'' کہا جاتا ہے کہ وہ نجدی شخص ابلیس تھا۔

تعبیر خواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بخاری نے حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (المتوفی 74ھ) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد مبارک میں جو صحابۂ کرام خواب دیکھا کرتے تھے وہ اپنا خواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بیان کرتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان خوابوں کی تعبیر دیا کرتے جو اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ اس زمانے میں میں نوعمر اور کمسن بچہ تھا۔ اور میرے نکاح کرنے سے پہلے میرا گھر مسجد تھا۔ تو میں نے ایک دن اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں خیر ہوتی تو تو بھی یقیناً ایسا خواب دیکھتا۔ جیسا کہ یہ لوگ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک رات جب میں سونے لیٹا تو میں نے کہا اے خدا! اگر تو مجھ میں خیر کو جانتا ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا۔ اور میں یہی کہتا ہوا سو گیا اچانک میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے اور وہ دونوں مجھے جہنّم کی طرف لے جانے لگے اور میں برابر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے خدا! میں تجھ سے جہنّم کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا ہے اور اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گُرز ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تم ڈرو نہیں تم اچھے آدمی ہو کاش کہ نماز کی کثرت کرتے۔ تو وہ فرشتے مجھے لے چلے۔ یہاں تک کہ جہنّم کے کنارے پر لے جا کے کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا وہ بہت گہرا ہے جیسے کہ کنواں ہوتا ہے اور اسکے کئی قرن ہیں۔ جیسے کہ کنوئیں کے قرن (چوکٹے) ہوتے ہیں اور ہر قرن پر ایک فرشتہ لوہے کا گُرز لئے موجود ہے۔ اور میں نے اس جہنّم کے کنوئیں میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھا جو زنجیروں سے بندھے سر کے بل اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے ان میں سے بہت سے قریشی لوگوں کو پہچانا۔ پھر وہ فرشتے مجھے داہنی جانب پلٹ کر لے آئے اور میں نے یہ قصّہ اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''بلاشبہ عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مردِ صالح ہے''

بخاری نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا پارچہ ہے میں اسے لے کر جنّت کے کسی مکان میں ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر وہ پارچہ مجھے اس طرف اُڑا

کر لے جاتا تھا۔ میں نے یہ قصّہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یہ خواب بیان کیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تمہارا بھائی مردِ صالح ہے''۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں اور اس باغ میں ایک ستون ہے۔ اور اس ستون کے اوپر ایک رسی (عروہ) ہے کسی نے مجھ سے کہا اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کپڑوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اوپر چڑھا دیا میں نے رسّی کو مضبوط تھام لیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ اس حالت میں کہ رسّی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔ یہ قصّہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''وہ باغ اسلام کا باغ ہے۔ اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ رسّی عروہ پرہیزگاری ہے۔ تم ہمیشہ اس پر قائم رہو گے۔ یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ''

ابن سعد نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے عہدِ مبارک میں ایک خواب دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا ہے۔ اس نے کہا چلو تو وہ مجھے بہت عظیم راہ پر لے کر چلا۔ میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک راستہ اپنی بائیں جانب نظر آیا۔ میں نے اس راستہ پر چلنا چاہا۔ اس شخص نے کہا تم اس راہ پر چلنے کے اہل نہیں ہو۔ اس کے بعد ایک راستہ داہنی جانب نظر آیا اور میں اس راہ پر چلنے لگا یہاں تک کہ میں ایک پہاڑ پر پہنچا جو بہت چکنا تھا۔ تو اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ میں نے عروہ کو پکڑ لیا اس نے مجھ سے کہا تم اس عروہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ یہ قصہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ وہ عظیم راستہ تو حشر ہے اور وہ راستہ جو تمہاری بائیں جانب نظر آیا وہ دوزخیوں کا راستہ ہے اور تم ان میں سے نہیں ہو اور وہ راستہ جو تمہاری داہنی جانب نظر آیا وہ اہلِ جنّت کا راستہ ہے اور وہ چکنا پہاڑ شہداء کی منزل ہے اور وہ عروہ جس کو تم نے مضبوطی سے تھاما وہ اسلام کا عروہ ہے تو اُسے مضبوطی سے تھامے رہو گے یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ''

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی و بیہقی نے ابن زمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہنی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بیان کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک راہ پر چل رہے ہیں جو وسیع و نرم اور فراخ راستہ ہے۔ وہ لوگ سواریوں پر جا رہے ہیں۔ اسی دوران کہ وہ لوگ جا رہے تھے وہ لوگ ایسی چراگاہ پر پہنچے کہ میری آنکھوں نے کبھی ایسی عمدہ چراگاہ نہیں دیکھی تھی۔ وہ چراگاہ برق کی

مانند چمک رہی تھی۔ اور قسم قسم کے گھاس سے شبنم کے قطرے چمک رہے تھے میں گویا ان لوگوں کی پہلی صف میں تھا۔ جب وہ لوگ اس چراگاہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا۔ اور انہوں نے راہ میں اپنا پڑاؤ ڈال لیا۔ اور دائیں اور بائیں ذرہ بھر تجاوز نہ کیا۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد دوسرا قافلہ آیا اور اس میں پہلے سے کئی گُنا زیادہ لوگ تھے۔ جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے تو انہوں نے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا اور انہوں نے راستے میں اپنے کجاوے اُتار دیئے۔ تو ان میں سے کچھ لوگوں نے تو کشادگی سے چرایا اور کچھ لوگوں نے گھاس کو کاٹ کر گٹھڑ بنالیا اس کے بعد بہت زیادہ لوگوں کا قافلہ آیا جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے تو ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا اور کہنے لگے یہ کیسی عمدہ منزل ہے۔ میں گویا انہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ داہنے اور بائیں جانب ملتفت ہوئے جب میں نے ان کا حال دیکھا تو میں نے سیدھی راہ کو لازم کرلیا۔ یہاں تک کہ اس چراگاہ کے آخری کنارے پر پہنچ گیا۔ اچانک میں نے دیکھا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام کو ایسے منبر پر تشریف فرما دیکھا جس کی سات سیڑھیاں تھیں۔ اور آپ علیہ السلام سب سے اونچی سیڑھی پر تشریف فرما تھے۔ آپ علیہ السلام کی داہنی جانب گندم گوں اور اونچی بینی والا شخص کھڑا تھا اور وہ قد و قامت میں سب سے بلند تر تھا۔ جب وہ بات کرتا تو وہ سب پر غالب رہتا۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام کی بائیں جانب چھریرے بدن کا سرخ رنگ اور میانہ قد کا شخص کھڑا تھا اس کے چہرے پر کثرت سے خال تھے اس کے بال ایسے سیاہ تھے جیسے کہ کوئلہ۔ جب وہ بات کرتا تو اس کے اکرام میں سب حضرات اس کی طرف کان لگا لیتے اور میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک بزرگ ہیں جو شکل و شباہت ہر چیز میں تمام لوگوں سے آپ علیہ السلام سے مشابہ تھا۔ تمام لوگ اس بُزرگ کی پیروی کرتے۔ اور اس سے ارادت مندی کا اظہار کرتے تھے اور میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے آگے زیادہ عمر کی بوڑھی اونٹنی ہے اور میں نے دیکھا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام گویا کہ اسے ہنکال رہے ہیں۔ یہ خواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ کچھ دیر متغیر رہا۔ جب وہ حالت ختم ہوگئی تو فرمایا ''سُنو وہ جو تم نے نرم و فراخ راستہ دیکھا وہ ہدایت کا وہ راستہ ہے جس پر تم لوگ اٹھائے گئے ہو اور وہ جو چراگاہ تم نے دیکھی وہ دنیا ہے اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کا عیش ہے۔ میں اور میرے اصحاب دُنیا کے عیش و عشرت کے خواہاں نہیں ہوئے۔ اور نہ دُنیا نے ہم سے تعلق رکھا۔ اس کے بعد وہ جو دوسرا قافلہ ان کے بعد تم نے دیکھا ان میں سے زیادہ تر لوگ تو ہم میں سے ہیں مگر کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کو چراگاہ سے کُشادہ روزی دی گئی۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس میں سے گٹھڑ باندھا اور انہوں نے اس حال میں رہ کر نجات پائی۔ اس کے بعد کثرت کے ساتھ جن لوگوں کو تم نے آتے دیکھا تو دنیا کے سات ہزار سال ہیں اور میں اسکے آخری ہزار سال میں ہوں اور وہ شخص جس کو تم نے میری داہنی جانب دیکھا تو وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جب وہ بات کرتے ہیں تو سب پر غالب رہتے ہیں۔ اور یہ صفت ان سے اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور وہ شخص جس کو تم نے میری بائیں جانب دیکھا وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ہم ان کا

اکرام اس بناء پر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا۔ اور وہ بزرگ جن کو میرے سامنے دیکھا وہ ہمارے جداعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ہم سب ان کی پیروی کرتے اور ان کی اقتدا کرتے ہیں اور وہ اونٹنی جسے تم نے دیکھا تو وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے''

بنی طے کے دو شخصوں کا قبولِ اسلام

بیہقی نے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید اللہ سے روایت کی کہ بنی طے کے دو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے اور وہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے اور ان دونوں میں ہر ایک جہاد میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا تو ان دونوں میں سے ایک سبقت لے جاتے ہوئے جہاد میں شہید ہو گیا۔ اور دوسرا شخص ایک سال بعد تک زندہ رہا۔ اس کے بعد اس نے بھی وفات پائی۔ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنّت کے دروازے پر موجود ہوں میں نے دیکھا کہ وہ دونوں جنّت کے دروازے پر آئے پھر ایک شخص جنّت سے باہر آیا۔ اور اس نے اس کو آواز دی جو بعد میں فوت ہوا تھا اس کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے اس کو اذن دیا جو پہلے شہید ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ میری طرف آیا اور اس نے کہا تم واپس چلے جاؤ۔ تمہارے لئے ابھی اجازت نہیں ہے۔ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صبح کی تو لوگوں سے اپنا یہ خواب بیان کیا لوگوں نے اس پر تعجب کیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا وہ دوسرا شخص پہلے کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا اور اس نے اتنی اتنی نمازیں نہیں پڑھیں اور اس نے ماہِ رمضان کو پا کر اس کے روزے نہیں رکھے؟'' ''گویا اس بناء پر پہلے کے مقابلے میں دوسرا سبقت لے گیا۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ''سورۂ ص'' کی تلاوت کر رہا ہوں جب سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دیکھا کہ ہر چیز نے سجدہ کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ دوات، قلم اور لوح نے بھی سجدہ کیا۔ صبح کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ علیہ السلام نے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

ابن ماجہ وبیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آج رات میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور میں ''سورۂ ص'' کی تلاوت کر رہا ہوں۔ جب میں سجدہ کی آیت پر پہنچا تو اس درخت نے سجدہ کیا اور میں نے اسے کہتے سنا وہ کہہ رہا تھا ''اللّٰھم اکتب لی بھا عندک ذکر اور اجعل لی بھا عندک ذخراء اعظم لی بھا اعندک اجرا'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا ''میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ''سورۂ ص'' پڑھتے سنا جب آپ علیہ السلام سجدہ کی آیت پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سجدہ کیا۔ اور میں نے سنا کہ اس سجدے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ ہی دعا پڑھی جو اس شخص نے درخت کو سجدہ کرتے ہوئے اس سے سُنی تھی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آ کر عرض کیا تھا۔

ایک انصاری

بیہقی نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس (33) بار ''سُبحان الله'' تینتیس (33) بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' اور تینتیس (33) بار ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' پڑھا کریں۔ تو ایک انصاری نے خواب میں دیکھا اور اس نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تم لوگوں کو ہر نماز کے بعد اتنی اتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ اس انصاری نے کہا ہاں ہمیں حکم دیا ہے۔ جب صبح ہوئی تو اس انصاری نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنا یہ خواب بیان کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جیسا خواب میں بتایا گیا ہے ویسا ہی کرو''

محدثین کرام نے حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کئی صحابہ کو خواب میں دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان مبارک کی سات آخری راتوں میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ''میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب اس پر متفق ہیں کہ آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر ہے تو جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہے اسے چاہیے کہ آخری سات راتوں میں اسے تلاش کرے''

دارمی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کسی صحابی کے ایک بھائی کو خواب میں دکھایا گیا کہ کچھ لوگ پہاڑ کے دشوار گزار گھاٹی میں چل رہے ہیں اور پہاڑ کی چوٹی پر دو ہرے بھرے درخت ہیں۔ ان دونوں درختوں میں سے آواز آئی کہ کیا تم میں کوئی ''سورۂ بقر'' کی تلاوت کرتا ہے۔ کیا تم میں کوئی ''سورۂ آل عمران'' کی تلاوت کرتا ہے تو ان لوگوں میں سے ایک نے جواب دیا ہاں۔ اس پر ان درختوں نے اپنی شاخوں کو اتنا قریب کر دیا کہ ان کو لوگوں نے پکڑ لیا اور وہ دونوں ان کے ساتھ اتنے جھومے کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔

حاکم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو نے ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور شخص نے بھی ہجرت کی اور وہ شخص بیمار ہو گیا تو اس نے تیر کی انّی لی اور اس سے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی جڑوں کو کاٹ ڈالا۔ جس سے وہ مر گیا پھر طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں اسے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ہجرت کے سبب بخش دیا ہے۔ پھر طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا اس بارے میں مجھے کہا گیا کہ جس چیز کو تم نے اپنے آپ فاسد کیا ہے ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے۔ اس کے بعد طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی ''اے خدا اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے''

تیراندازی

بیہقیؒ دلائل النبوت میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو اسلم کے لوگوں کے پاس سے گزرے۔ وہ اس وقت تیراندازی کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بہت عمدہ کھیل ہے تم تیر پھینکو، میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ ہوں'' یہ سن کر انہوں نے ہاتھ روک لیے اور کہنے لگے نہیں ہم تیراندازی نہیں کریں گے کیونکہ آپ علیہ السلام سلمہ کے ساتھ ہیں، ہم آپ علیہ السلام کے مقابلہ میں کیسے تیراندازی کر سکتے ہیں؟ فرمایا ''چلو تم سب تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں'' چنانچہ اس روز سب نے مل کر تیراندازی کی نہ کوئی جیتا نہ کوئی ہارا۔ اس کے بعد سب اپنے گھروں کو چلے گئے۔

ج

جسمِ اطہر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(1) شرح صدر

اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ سورۃ انشراح آیت 1۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ①

ترجمہ:۔ ''کیا ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا شرح صدر نہیں فرمایا''

بیہقی ابراہیم بن طہمان کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ①

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ اطہر اسفل بطن تک چیر کر اس سے قلب منور نکالا گیا، پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور ایمان وحکمت سے لبریز کر کے واپس اپنے مقام پر رکھ دیا گیا۔''

امام احمد، امام مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن جبریلِ امین رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پکڑ کر لٹایا اور سینہ اطہر سے قلب مبارک نکال کر اس کو چیرا اور اس میں سے ایک لوتھڑا نکال کر فرمایا "یہ شیطان کا حصہ تھا" پھر قلب اطہر کو سونے کے طشت میں آب زمزم کے ساتھ دھویا اور سی کر واپس اس کے مقام پر رکھ دیا دیگر بچے یہ منظر دیکھ کر بھاگتے ہوئے آپ علیہ السلام کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کے پاس آئے اور بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو قتل کر دیا گیا ہے یہ سن کر وہ آئیں۔ اس وقت رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سینہ اقدس میں سلائی کے نشانات دیکھے تھے۔

(2) شقِ صدر

امام احمد، حاکم، دارمی، طبرانی، بیہقی، ابونعیم عتبہ بن عبدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "میری دائی کا تعلق بنوسعد بن بکر سے تھا۔ ایک دن میں اور میرا رضاعی بھائی اپنی بکریاں چرانے کے لئے گئے۔ ہم نے توشہ ساتھ نہ لیا تھا۔ پس میں نے اپنے بھائی سے کہا، ماں کے پاس سے توشہ لے آیئے تو وہ کھانا لانے کے لئے چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس رہا، اسی اثناء میں دو سفید پرندے میرے پاس آئے ایسا لگتا تھا کہ وہ چیلیں ہیں ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہے، اس نے جواب دیا "ہاں" پھر وہ تیزی کے ساتھ میری جانب بڑھے اور مجھے چت لٹا کر میرا شکم اطہر شق کیا، پھر میرا دل نکال کر اسے چیرا اور اس میں سے دو سیاہ لوتھڑے نکالے۔ بعد ازاں ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: میرے پاس برف کا پانی لاؤ، پھر دونوں نے میرے جوف (شکم) کو دھویا اسکے بعد ٹھنڈا پانی منگوا کر میرے دل کو دھویا، پھر کہا سکینت لایئے، چنانچہ اسے میرے دل میں ڈال کر اوپر سے سی دیا اور اوپر ختم نبوت کی مہر لگا دی۔ اس کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا: اب انہیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھئے اور دوسرے پلڑے میں ان کی امت کے ایک ہزار آدمی ڈالئے۔ میں نے ان ہزار آدمیوں کو دیکھا تو خوف لاحق ہوا کہ پلڑا اٹھ جانے کی وجہ سے کہیں میرے اوپر نہ گر جائیں، وہ دونوں کہنے لگے اگر انہیں ان کی ساری امت کے ساتھ تولا جائے تو ان کا پلڑا بھاری ہو جائے، پھر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چل دیئے، میں انتہائی خوفزدہ ہو گیا، اس کے بعد اپنی رضاعی ماں کے پاس آ کر سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے سن کر کہا:

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں، بعد ازاں مجھے اونٹ پر سوار کیا اور خود میرے پیچھے بیٹھ گئیں تا آنکہ ہم مکہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا: ہم نے امانت پہنچا دی اور اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گئے، پھر سارا واقعہ بیان کیا مگر والدہ محترمہ کو اس سے مطلقاً کوئی خوف محسوس نہ ہوا۔ فرمایا: میں نے دیکھا کہ مجھ سے ایک ایسا نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے"

عبداللہ ابن احمد، ابن حبان، حاکم، ابونعیم، ابن عساکر اور ضیاء ''مختارہ'' میں روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم امرِ نبوت میں سے سب سے پہلے کونسی بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو معلوم ہوئی۔ فرمایا ''میری عمر اس وقت دس سال تھی۔ میں صحرا میں محوِ خرام تھا کہ اچانک دو شخص مجھے اپنے سر کے اوپر نظر آئے، ان میں سے ایک نے دوسرے ساتھی سے پوچھا کیا یہ وہی ہیں۔ دوسرے نے جواب دیا: ''ہاں''! پس ان دونوں نے مجھے چت لٹا دیا اور میرے بطنِ اقدس کو چاک کیا، پھر ان میں سے ایک نے سونے کے طشت میں پانی لیا اور دوسرا میرے شکمِ اطہر کو دھونے لگا۔ بعدازاں ان میں سے ایک نے ساتھی سے کہا: ''ان کا سینہ شق کرو'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں ''مجھے سینہ شق ہونے کی مطلقاً تکلیف نہ ہوئی'' پھر اس نے کہا ''ان کا قلب چیرو'' تو اس دوسرے نے میرا دل چیر دیا، کہا ''اب اس میں سے کینہ اور حسد نکال دو'' تو اس نے لوتھڑے کے مانند ایک چیز نکال کر پھینک دی، پھر کہا ان کے قلب میں شفقت و رحمت بھر دو تو اس نے چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کر دی، بعدازاں ایک سفوف سا نکال کر چھڑک دیا اور میرے انگوٹھے کو حرکت دے کر کہا ''اب جاؤ'' پس میں اس حالت میں واپس آیا کہ میرے سینے میں چھوٹوں کے لئے شفقت اور بڑوں کے لئے رحمت بھری ہوئی تھی''

دارمی، بزار، ابونعیم اور ابن عساکر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ، وہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نبی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو یہ یقین کیسے آیا۔ فرمایا: ''میں بطحائے مکہ مکرمہ میں تھا کہ دو آنے والے میرے پاس آئے، ان میں سے ایک زمین پر اتر آیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا۔ ایک نے پوچھا کیا یہ وہی ہیں۔ دوسرے نے جواب دیا ہاں وہی ہیں۔ کہا ان کو ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو تو اس نے مجھے وزن کیا اور میں اس سے زیادہ وزنی نکلا، پھر کہا ان کو دس آدمیوں کے ساتھ تولو تو میں دس آدمیوں سے بھی زیادہ بھاری رہا، علیٰ ہٰذا القیاس اس نے مجھے ایک سو پھر ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کیا تو وہ مجھ سے وزن میں کم نکلے، ان کا پلڑا اتنا اٹھ گیا کہ وہ مجھ پر گرنے لگے''

''بعدازاں ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا بطن چاک کرو تو اس نے میرا بطن چاک کیا اور اس میں سے شیطانی دخل اندازی کا خون بستہ نکال کر پھینک دیا، پھر کہا ان کے بطن کو اس طرح دھوؤ جیسے برتن کو دھویا جاتا ہے اور قلب اطہر کو اس طرح غسل دو جیسے چادر کو دھوتے ہیں، پھر اسنے اپنے ساتھی سے کہا: اب ان کا بطن سی دو تو اس نے میرا بطن سی دیا اور مہر کو میرے دونوں شانوں کے درمیان نصب کر دیا جیسا کہ وہ اب موجود ہے، اس کے بعد دونوں چلے گئے، وہ سارا منظر اب تک نظروں کے سامنے معلوم ہوتا ہے۔''

اسی طرح کی ایک روایت ابونعیم میں یونس بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں یہ اضافہ ہے کہ فرشتے نے قلب اطہر کو دھونے کے بعد کہا۔ ''اب آپ کا دل مضبوط ہے اور جو چیز اس میں آئے گی۔ یہ اسے یاد رکھے گا۔ آپ کی آنکھیں دیکھتی اور کان سنتے ہیں۔ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم المقفی اور الحاشر ہیں، آپ کا قلب

سلیم، زبان صادق، نفس مطمئن اور آپ علیہ السلام کی تخلیق مستحکم ہے آپ علیہ السلام بہت بخشش کرنے والے ہیں"

(3) شق صدر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں اپنے گھر والوں کے پاس تھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا، پھر مجھے چاہ زمزم پر لے گیا وہاں اس نے میرا سینہ چاک کیا، پھر اسے آب زمزم سے دھویا، پھر ایمان وحکمت سے لبریز سونے کا ایک طشت میرے پاس لایا گیا اور میرے سینے میں انہیں ڈالا گیا" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں شق صدر کے نشانات دکھایا کرتے تھے۔ امام بیہقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ احتمال یہ ہے کہ شق صدر کا واقعہ کئی بار ہوا، ایک بار حلیمہ سعدیہ کے ہاں شیر خوارگی کے زمانہ میں، دوسری بار بعثت کے وقت اور تیسری دفعہ معراج کے موقع پر۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں، ان روایات کی جمع وتطبیق اور تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر کا واقعہ متعدد بار وقوع پذیر ہوا۔ یعنی تین بار ہوا جن علماء نے اس واقعہ کے دوبار ہونے کی تصریح کی ہے ان میں امام سہیلی، ابن دحیہ اور ابن منیر شامل ہیں اور جنہوں نے تین مرتبہ واقع ہونے کی صراحت کی ہے ان مین امام ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی نمایاں ہے انہوں نے شق صدر کے تعدّد کی لطیف حکمت بیان کی ہے وہ یہ کہ تین مرتبہ کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے جس طرح شریعت محمدیہ میں طہارت کے لئے تین بار دھونا مشروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے ہے تاکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عہد طفولیت میں شیطان کے عمل دخل سے کلیتاً معصوم ومحفوظ پروان چڑھیں۔ بعثت کے وقت شرح صدر کی حکمت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وحی خداوندی کو طاقتور دل کے ساتھ قبول کریں اور واقعہ اسراء ومعراج کے وقت شق صدر اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مناجات اور راز ونیاز کے لئے تیار ہو جائیں۔

(4) جماہی

رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شیطان سے عصمت وحفاظت کی ایک دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کبھی جماہی نہیں لی جیسا کہ امام بخاری نے تاریخ میں ابن شیبہ اور ابن سعد نے یزید بن اصم اور ابن ابی شیبہ نے مسلمہ بن عبدالملک بن مروان سے نقل کیا ہے۔

(5) بصارت چشم مبارک

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرىٰ فِي الظُّلْمَاءِ كَمَا يَرىٰ فِي الضَّوْءِ"

ترجمہ:۔ ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں دیکھتے ہیں''

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رات کی تاریکی میں اسی طرح دیکھتے تھے جیسا کہ دن کے اجالے میں۔

''عَنْ اَبِی ھریرۃ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللہِ مَایَخْفٰی عَلَیَّ رَکُوْعُکُمْ وَلَا سُجُوْدُکُمْ اِنِّی لَا رَاکُمْ وَرَاءَ ظَھْرِی''

ترجمہ:۔ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں بس سامنے کی طرف دیکھتا ہوں اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارے رکوع وسجود پوشیدہ نہیں رہتے کیونکہ میں تم کو اپنی پشت اقدس کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

''لوگو! میں تمہارا امام ہوں، اپنے رکوع وسجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو، میں تمہیں آگے پیچھے سے یکساں دیکھتا ہوں''

آگے؛ پیچھے یکساں دیکھنے کا مفہوم اس روایت میں بھی موجود ہے جو عبدالرزاق نے جامع میں اور حاکم اور ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بحوالہ علمائے کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں۔

یہ دیکھنا حقیقی ادراک ہے جو خرق عادت ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مخصوص ہے یہ بھی درست ہے کہ یہ رویت عینی ہو جو معجزانہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا کی گئی ہو جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بلا جہت ومقابلہ دیکھتے ہوں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک یہ رویت حق ہے اور اسکے لیے تقابل شرط نہیں۔ اسی لئے علمائے اہل سنت نے آخرت میں رویت باری تعالیٰ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

(6) دہن اقدس

امام احمد، ابن ماجہ، ابونعیم، بیہقی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے نوش فرمایا، پھر اسے ایک کنوئیں میں ڈال دیا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مبارک لعاب کی برکت سے اس کنوئیں سے کستوری کی طرح خوشبو آنے لگی''

ابونعیمؒ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ ''رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے گھر کے کنوئیں میں لعاب دہن ڈالا تو مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کسی کنوئیں کا پانی میٹھا نہ تھا''

ابونعیم اور بیہقی دلائل النبوۃ میں رسول اللہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خادمہ حضرت رزینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عاشورہ کے دن حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر دودھ پیتے بچوں کو بلاتے اور ان کے مونہوں میں لعاب دہن ڈالتے، پھر ان کی ماؤں سے فرماتے کہ ان کو رات تک دودھ نہ پلانا، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا لعاب دہن انہیں کافی ہو رہتا''

طبرانی میں حضرت عمیرہ بنت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ''وہ اپنی پانچ بہنوں کے ہمراہ بیعت کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت قدید تناول فرما رہے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک بوٹی چبا کر انہیں عطا فرمائی تو ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک ٹکڑا انگل لیا، پھر زندگی پھر ان کے منہ سے بدبو نہ آئی''

طبرانی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''ایک خوش طبع عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت قدید تناول فرما رہے تھے اس نے عرض کیا، کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے کھانا عطا نہیں فرمائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے اپنے سامنے سے کھانا عطا فرمایا، اس نے کہا: نہیں، مجھے وہ عطا کیجئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دہن اقدس میں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دہان اقدس سے نکال کر اسے عطا کیا، پس اس نے اسے منہ میں ڈال کر نگل لیا، اس کے بعد اس کی طبیعت میں اتنی سنجیدگی آ گئی کہ کبھی اس عورت سے ہنسی مذاق کے بارے میں بات سننے میں نہیں آئی''

دلائل النبوۃ میں بیہقی حضرت عامر بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''وہ اپنے پانچ سالہ بیٹے عبداللہ کے ساتھ رسول کریم سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عبداللہ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا جس کے باعث عبداللہ کو یہ برکت نصیب ہوگئی کہ وہ اگر اپنے سامنے پتھر کو توڑتے تو اس میں سے بھی پانی نکل آتا''

بیہقی حضرت محمد بن ثابت بن قیس سے بیان کرتے ہیں کہ ''ان کے والد نے ان کی ماں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو طلاق دیدی۔ وہ اس وقت اپنی ماں کے پیٹ میں تھے جب ان کی ولادت ہوئی تو ان کی ماں نے قسم کھالی کہ وہ اسے اپنا دودھ نہیں پلائے گی۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے منگوا کر اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا ''اسے لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس کو روزی عطا کرنے والا ہے'' چنانچہ تین دن کے بعد ایک عرب عورت آئی جو ثابت بن قیس کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ ثابت کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا، تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے بتایا میں نے آج خواب میں دیکھا کہ تمہارے ''محمد'' نامی بیٹے کو دودھ پلا رہی ہوں، کہا میں ثابت ہوں اور یہ میرا بیٹا ''محمد'' ہے۔

ابوجعفر بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے۔ انہیں سخت پیاس لگی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پانی طلب فرمایا مگر پانی دستیاب

نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی جسے انہوں نے چوسا تو ان کی پیاس بجھ گئی‘‘

ابن عساکر و طبرانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں ۔ وہ فرماتے ہیں ’’ہم ایک سفر میں رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمرکاب تھے، ایک مقام پر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی آواز آئی، وہ اس وقت اپنی ماں کے پاس تھے آواز سن کر حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تیزی کے ساتھ ان کے پاس آئے، میں نے سنا آپ علیہ السلام فرما رہے تھے ’’میرے بچوں کو کیا ہوا ہے‘‘ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا ’’پیاسے ہیں‘‘ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پانی طلب فرمایا مگر ایک قطرہ بھی میسر نہ ہوا، اس کے بعد فرمایا: ’’ایک بچہ میرے حوالے کیجئے‘‘ تو حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بچہ چادر کے نیچے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی گود میں دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بچے کو سینے سے لگا لیا مگر اس نے رونا بند نہ کیا۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں دی تو وہ اسے چوسنے لگا یہاں تک کہ اسے قرار آ گیا اور پھر اس کے رونے کی آواز نہ آئی جبکہ دوسرا بچہ تا حال رو رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے بھی سینے کے ساتھ لگا کر زبان اقدس اس کے منہ میں دی تو وہ دوسرا بچہ بھی خاموش ہو گیا اس کے بعد مجھے دونوں بچوں کے رونے کی آواز نہ سنائی دی‘‘

(7) دندان مبارک

طبرانی، بیہقی، دارمی، شمائل ترمذی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے کے دونوں دانتوں میں کشادگی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب گفتگو فرماتے تو ان سے نور نکلتا ہوا محسوس ہوتا‘‘

طبرانی حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ’’میں، میری ماں اور میری خالہ نے رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ حسین شخص نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم انتہائی صاف لباس اور شیریں گفتار ہیں۔ بات کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دندان مبارک سے نور نکلتا ہے‘‘

(8) روئے تاباں

ابن عساکر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں کچھ سی رہی تھی کہ ’’میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی میں نے اسے تلاش کیا مگر نہ ملی۔ اسی اثناء میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اندر تشریف لائے تو آپ علیہ السلام کے روئے تاباں کی روشنی میں سوئی نظر آ گئی، میں نے اس کا تذکرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کیا تو فرمایا‘‘

''اے حمیرا! مقام افسوس ہے اس شخص کے لئے جو میرے دیدار سے مشرف نہ ہوا''

(9) بغل شریف

بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دعا کے لئے اس قدر ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بغل شریف کی سفیدی نظر آ رہی تھی''

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب سجدہ فرماتے تو آپ علیہ السلام کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی''

ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب سجدہ فرماتے تو آپ علیہ السلام کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی''۔ امام سیوطی فرماتے ہیں ''رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بغلوں کی سفیدی کا ذکر متعدد احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے''

محبّ طبری کہتے ہیں کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بغل کا رنگ آپ علیہ السلام کے جسم کے رنگ سے مختلف نہ تھا حالانکہ دوسرے انسانوں کی بغلوں کا رنگ بدنوں سے مختلف ہوتا ہے''۔ قرطبی نے اسی مانند نقل کیا ہے اور یہ اضافہ کیا کہ ''بغل شریف میں بال نہ تھے''

(10) فصاحت لسانی

ابونعیم، ابن عساکر، ابواحمد، ابن مندہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! کیا وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم سے زیادہ فصیح ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کہیں تشریف نہیں لے گئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواب دیا ''حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت مٹ چکی تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس لغت کے ساتھ میرے پاس آئے اور مجھے یاد کرادی۔''

ابن ابی حاتم، ابن عساکر، بیہقی، ابن ابی الدنیا نے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ فصیح کوئی شخص نہیں دیکھا، فرمایا ''میرے لئے کون سی چیز فصاحت سے مانع ہوسکتی ہے؟ جبکہ قرآنِ حکیم ''عربی مبین'' کے ساتھ نازل ہوا''

ابن عساکر میں محمد بن عبدالرحمٰن زہری اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اَیُدَالِکُ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ (کیا مرد اپنی بیوی سے ٹال مٹول کرتا ہے؟) فرمایا ''ہاں! اِذَا کَانَ

مُفلَجًا" (جب وہ مغلوب ہو جاتا ہے) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کیا کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کیا جواب دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "اس نے دریافت کیا تھا" یُمَاطِلُ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ " "کیا مرد اپنی بیوی سے ٹال مٹول کرتا ہے؟" "میں نے جواب دیا، ہاں! جب وہ مغلوب ہو جاتا ہے۔" حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میں نے ملک عرب گھوم کر دیکھا ہے اور بڑے بڑے ارباب فصاحت کا کلام سنا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے فصیح تر کوئی نہیں سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "میرے پروردگار نے میری تعلیم و تربیت فرمائی ہے اور میں عرب کے فصیح اللسان قبیلے بنوسعد میں پروان چڑھا ہوں۔"

طبرانی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں کیونکہ میری ولادت بنوقریش میں ہوئی اور نشو ونما بنوسعد میں، پھر میری زبان میں لحن یعنی سقم کیسے پیدا ہو سکتا ہے"

(11) پشت اطہر

امام احمد اور بیہقی حضرت محرش کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مقام جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پشت مبارک پر میری نظر پڑی۔ کَاَنَّهٗ سَبِیْلَةُ فِضَّة "گویا چاندی کا ٹکڑا تھا۔"

ابن سعد وطیالسی میں اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

"مَارَاَیْتُ بَطْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا ذَكَرْتُ الْقَرَاطِیْسَ الْمُثْنِیَةَ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْض"

ترجمہ:۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شکم اطہر کو غور سے نہیں دیکھا، البتہ! یاد پڑتا ہے کہ وہ تہ بہ تہ کاغذ کی مانند شکن دار تھا۔

(12) اعضائے مبارک

ترمذی وبیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ "رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا رنگ گورا تھا گویا آپ علیہ السلام چاندی میں ڈھلے ہوں، آپ علیہ السلام کے بال مبارک گھنگھریالے تھے، شکم ہموار، شانوں کی ہڈیاں چوڑی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم چلتے وقت پورا قدم زمین پر رکھتے تھے جب کسی کی طرف رخ کرتے تو پورا سامنا کرتے اور جب پشت پھیرتے تو مکمل طور پر پھر جاتے تھے"

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرمایا "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سر اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا، قدم موٹے اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں"

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک بڑے اور چہرہ حسین تھا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی آپ علیہ السلام جیسا نہیں دیکھا''

بیہقی وطبرانی میں میمونہ بنت کردم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ''میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کی انگلیوں میں سے انگوٹھے سے متصل انگلی کی درازی نہیں بھولی''۔

بیہقی ایک بلعدوی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ علیہ السلام کا جسم اطہر خوبصورت ومتناسب تھا، پیشانی بڑی، باریک وبلند ناک اور باریک پیوستہ ابرو تھے اور گردن سے ناف تک پھیلی ہوئی بالوں کی لکیر تھی۔

بیہقی'' حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں'' رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک قد نہ کوتاہ، نہ دراز، بلکہ قامت درازی مائل تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدم بھرے ہوئے تھے۔ سینہ اقدس سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ہوتے جب چلتے تو آگے کی طرف جھک کر گویا بلندی پر چڑھ رہے ہوں''

اسی طرح عبداللہ بن احمد اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

بزار اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سراپائے اقدس کا نقشہ یوں روایت کرتے ہیں۔

''کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ کَانَ رَبْعَۃً وَھُوَ اِلَی الطُّوْلِ اَقْرَبُ بَعِیْدَ مَا بَیْنَ الْمُنْکِبَیْنِ اَسِیْلَ الْخَدَّیْنِ شَدِیْدَ سَوَادِ الشَّعْرِ اَکْحَلَ الْعَیْنَیْنِ اَھْدَبَ اِذَا وَطِیءَ بِقَدَمِہٖ وَطِیءَ بِکُلِّھَا لَیْسَ لَہٗ اَخْمَصُ اِذَا وَضَعَ رِدَاءَہٗ فَکَاَنَّہٗ سَبِیْکَۃُ فِضَّۃٍ وَاِذَا ضَحِکَ یَتَلَاْلَا فِی الْجُدُرِ لَمْ اَرَ مِثْلَہٗ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ''

ترجمہ:۔ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے، آپ علیہ السلام متناسب قامت، مائل بہ طوالت تھے، دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، رخسار مبارک نرم وگداز، بال خوب سیاہ، آنکھیں سرگین اور پلکیں دراز تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گامزن ہوتے تو پورا قدم زمین پر لگاتے تھے جب چادر مبارک شانے پر رکھتے تو سیم تن نظر آتے اور جب تبسم ریز ہوتے تو دیواریں جگمگا اٹھتیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یا بعد کوئی آپ علیہ السلام جیسا نہیں دیکھا۔''

محدثین کرام حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ہتھیلی کو ریشم ودیبا سے زیادہ نرم وملائم محسوس کیا اور کوئی خوشبو خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ پاکیزہ نہیں پائی''

صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے رخساروں پر دست مبارک پھیرا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہاتھ کی خنکی اور خوشبو محسوس کی، گویا آپ علیہ السلام نے خوشبودان سے دست مبارک نکالا ہو''

دلائل النبوۃ میں یزید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دست اقدس میرے ہاتھ میں دیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور خوشبو سے زیادہ معطر تھا''

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رؤایت فرماتے ہیں کہ ''میں مکہ مکرمہ میں بیمار ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عیادت کے لئے تشریف لائے اور دست مبارک میری پیشانی پر رکھا پھر میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو آج تک مجھے آپ علیہ السلام کے دست اقدس کی طرف ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے''

(13) سراپائے اقدس

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ''رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے یمن بھیجا، ایک دن میں لوگوں کو خطاب کر رہا تھا، اس وقت ایک یہودی عالم ہاتھ میں کتاب لئے میرے سامنے کھڑا ہوا مجھے دیکھ کر کہنے لگا۔ ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف بیان کیجئے تو میں نے کہا:۔

''لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بَالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بَالْجَعْدِ الْقِطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ هُوَرَجْلُ الشَّعْرِ اَسْوَدُهٗ ضَخْمُ الرَّاسِ مَشْرَبَ لَوْنِهٖ حَمْرَةً عَظِيْمِ الْكَرَا دِيْسِ شُشْنُ الْكَعْبَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ طَوِيْلُ الْمَسْرَبَةِ اَهْدَبَ الْاَشْفَارِ مَقْرُوْنُ الْحَاجِبَيْنِ صَلْتَ الْجَبِيْنِ بَعِيْد'' مَّا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ اِذَا مَشٰى يَتَكَفَّأُ كَاَنَّمَا يَنْزِلُ مِنْ صَبَبٍ لَّمْ اَرَقَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ''

ترجمہ:۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم طویل القامت ہیں نہ کوتاہ قد، موئے مبارک نہ زیادہ گھنگھریالے ہیں نہ بالکل سیدھے، سیاہ رنگ کے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سراقدس بڑا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا رنگ گورا مائل بہ سرخی ہے، مضبوط اندام، انگلیاں بھری ہوئی، حلق سے ناف تک بالوں کی لکیر، پلکیں دراز، ابرو ملے ہوئے، پیشانی چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ، جب قدم زن ہوتے تو جسم آگے کو جھکا ہوا معلوم ہوتا، گویا اترائی سے اتر رہے ہوں۔ میں نے آپ جیسا کبھی کوئی نہیں دیکھا''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ اوصاف بیان کرنے کے بعد میں خاموش ہو گیا تو اس یہودی عالم نے کہا: یہ اوصاف تو مجھے اچھی طرح یاد ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں، ریش مبارک خوبصورت ہے، دہان اقدس حسین ہے اور دونوں کان تکمیل تخلیق کا شاہکار ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کسی سے گفتگو فرماتے ہیں، تو اسکی طرف پوری توجہ کے ساتھ رخ کرتے ہیں اور جب پیٹھ دیتے ہیں تو مکمل

طور پر پھر جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر پکار اٹھے، بخدا! یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف ہیں۔ اس عالم نے کہا: کچھ اور اوصاف ہیں۔ میں نے پوچھا: وہ کونسے؟ اس نے کہا: ''فیہ حفو'' آپ علیہ السلام میں قدرے خمیدگی ہے، میں نے کہا: یہ تو وہی بات ہے جو میں تم سے بیان کر چکا ہوں۔ یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم چلتے ہیں تو آگے کی طرف جھک کر چلتے ہیں گویا نشیب میں اتر رہے ہوں۔ یہودی عالم نے کہا: ہم یہ اوصاف اپنے اسلاف کی کتابوں میں پاتے ہیں، ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ آپ علیہ السلام خدا کے گھر اسکے حرم اور مقام امن سے مبعوث ہوں گے، پھر اس حرم کی طرف ہجرت کریں گے جسے آپ علیہ السلام خود حرم قرار دیں گے اور اس کی حرمت ایسی ہی ہوگی جیسے اللہ کے حرم کی، ہم ان کتابوں میں یہ بھی پاتے ہیں کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہجرت کر کے جائیں گے اس حرم کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے انصار ہوں گے جو عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے، یہ لوگ باغات اور زمیوں کے مالک ہوں گے اور ان سے پہلے یہاں یہودیوں کا تسلط ہوگا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو بالکل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف ہیں۔

''قَالَ الْحِبرُ فَاِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ'' وَ اِنَّہٗ رَسُوْلُ اللہِ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً''

ترجمہ:۔ ''یہودی عالم نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تمام انسانوں کی طرف خدا کے رسول ہیں''

اسی قسم کی دو روایات ابن عساکر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں جن میں یہودیوں کے دو وفود کا تذکرہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف پوچھے تو آپ نے مذکورہ بالا اوصاف بیان کئے، ان روایات میں اتنا اور اضافہ ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے کے مبارک دانت چمکدار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بینی مبارک باریک اور بلند ہے''

بیہقی اور ابن عساکر مقاتل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کی میرے دین کی اشاعت میں بھرپور کوشش کرو، بات سنو اور مانو! اے کنواری پاک بتول کے بیٹے!، میں نے تم کو بن باپ کے پیدا کیا۔ اس طرح تم کو سارے جہان کے لئے ایک نشان اور معجزہ بنا دیا، لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور مجھی پر بھروسہ کرو اور اہل شام کے پاس جا کر انہیں بتاؤ کہ میں اللہ حی وقیوم ہوں جسے کبھی زوال نہیں، تم اس نبی کی تصدیق کرو جو عربی شتربان اور صاحب عمامہ ہے''

''صَدِّقُوا النَّبِیَّ الْعَرَبِیَّ صَاحِبَ الْجَمَلِ وَالْمُدْرِعَۃِ وَ الْعَمَامَۃِ وَھِیَ التَّاجُ وَالنَّعْلَیْنِ وَالْھَرَاوَۃِ وَھِیَ الْقَضِیْبُ الْجَعْدُ الرَّاسِ الصَّلْتِ الْجَبِیْنِ الْمَقْرُوْنِ الْحَاجِبَیْنِ الْاَنْجَلِ الْعَیْنَیْنِ الْاَھْدَبِ الْاَشْفَارِ الْاَدْعَجِ الْعَیْنَیْنَ الْاَقْنٰی الْاَنْفِ الْوَاضِحِ الْخَدَّیْنِ الْکَثِّ اللِّحْیَۃِ عِرْقُہٗ فِیْ وَجْھِہٖ

كَالْلُّؤْلُوْ وَرِيْحُ الْمِسْكِ يَنْفَحُ مِنْهُ كَانَ عُنُقُهُ اِبْرِيْقُ فِضَّةٍ وَكَانَ الذَّهَبُ يَجْرِيْ فِي تَرَاقِيْهِ لَهُ شَعُرَاتٌ" مِّن لَّبَتِهِ اِلٰى سُرَّتِهِ تَجْرِيْ كَالْقَضِيْبِ لَيْسَ عَلٰى صَدْرِهِ وَلَا عَلٰى بَطْنِهِ شَعْرٌ غيرها شُثْنُ الْكَفِّ وَالْقَدَمِ اِذَا جَاءَ مَعَ النَّاسِ غَمَرَ هُمْ وَاِذَا مَشٰى كَاَنَّه يَتَقَلَّعُ مِنَ الصَّخْرِ وَ يَنْحَدِرُ فِي صَبَبٍ ذُو النَّسَلِ الْقَلِيْلِ"

ترجمہ:۔ "وہ صاحب نعلین اور صاحب عصا ہے اس کے موئے اقدس قدرے خمدار، پیشانی صاف اور چوڑی ابرو پیوستہ، آنکھیں سرمگیں، پلکیں دراز، چشم ہائے مبارک کشادہ اور سیاہ، ناک مبارک باریک و بلند، رخسار واضح، داڑھی گھنی، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند چمکدار اور خوشبودار گردن گویا چاندی کی صراحی، سینہ سے ناف تک بالوں کی سنہری دھاری، اسکے علاوہ سینے یا شکم پر کہیں بال نہیں، ہتھیلی اور قدم پر گوشت، جب لوگوں کے ساتھ چلے تو ان سے بلند تر نظر آئے۔ جب گامزن ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چٹان بلندی سے پستی کی طرف آ رہی ہو، اولاد اسکی کم ہے۔"

امام ترمذی "شمائل" میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے (سوتیلے) ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا۔ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک بکثرت بیان کرتے تھے، میری درخواست پر انہوں نے حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرمایا:

كَانَ فَخمًا مُفَخَّمًا يَتَلا لا وَجْهُهُ تَلا لُؤُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ"

ترجمہ:۔ "آپ علیہ السلام خود اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے پیکر جمال وکمال تھے اور دوسروں کی نظروں میں بارعب اور عظیم المرتبہ تھے"

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا، آپ علیہ السلام کا قد مبارک متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا، لیکن زیادہ دراز قامت سے کچھ کم تھا، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک قدرے خمدار تھے اگر سر اقدس کے بالوں میں اتفاقاً مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ قصداً اس کا اہتمام نہ فرماتے اور عام حالات میں موئے مبارک کانوں کی لو سے متجاوز نہ ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک نہایت روشن تھا، پیشانی کشادہ اور ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے دونوں ابرو بالکل ملے ہوئے تھے، بلکہ درمیان میں معمولی سا فاصلہ تھا اور دونوں ابروؤں کے درمیان رگ ہاشمی تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناک مبارک میں رفعت اور بلندی تھی جس پر ایک نورانیت غالب تھی۔ ابتداً دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی ناک والا سمجھتا حالانکہ یہ نورانیت کی وجہ سے بڑی نظر آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک گھنی اور بھرپور تھی۔ آنکھ مبارک کی پتلی نہایت سیاہ تھی، رخسار مبارک ہموار وملائم تھے، دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا، دانت آبدار اور فصل دار تھے۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی، گردن مبارک صفا اور خوبصورتی میں گویا

چاندی کی طرح چمکدار تھی، بدن مبارک انتہائی معتدل اور گٹھا ہوا شکم اور سینہ مبارک ہموار چوڑا، آپ علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان قدرے فصل تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں ۔ کپڑے اتارتے تو جسم کی نورانیت ظاہر ہو جاتی، سینہ اور ناف کے درمیان بالوں کی باریک دھاری تھی، اسکے علاوہ کہیں بال نہ تھے، البتہ! دونوں بازوؤں، شانوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے، آپ علیہ السلام کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم گداز اور پر گوشت تھے، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تلوے قدرے گہرے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کی طرف جھک کر چلتے، قدم زمین پر آہستہ پڑتا، سبک رفتاری سے خرام ناز فرماتے۔ ایسا معلوم ہوتا گویا نشیب کی طرف اتر رہے ہوں جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن کو پھیر کر ملتفت ہوتے، آپ علیہ السلام کی نظر نیچی رہتی تھی آپ علیہ السلام آسمان کی بہ نسبت زمین کی طرف زیادہ دیکھتے تھے۔ چلنے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور خود پیچھے رہ جاتے تھے جس سے ملتے اسے سلام کہتے''

اس کے بعد میں نے ہند بن ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے انداز گفتگو کے متعلق پوچھا: تو فرمایا: ''حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر امت کی وجہ سے غم و حزن کی دائمی کیفیت طاری رہتی اور آپ علیہ السلام ہمیشہ فکرمند رہتے اور کبھی راحت و سکون کی حالت نصیب نہ ہوتی۔ اکثر اوقات خاموش رہتے اور بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے، ابتداء سے انتہاء تک گفتگو بھرپور ہوتی اور سننے والے کو تشنگی نہ رہتی، کلام انتہائی جامع ہوتا جس میں غیر ضروری الفاظ نہ ہوتے، ہر بات بڑی صاف اور واضح ہوتی اس میں کوئی کمزوری اور کوتاہی نہ ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سخت مزاج تھے نہ کسی کی تذلیل کرنے والے، نعمت الٰہی، خواہ تھوڑی ہوتی، کی قدردانی کرتے اور اسے عظیم سمجھتے تھے۔ اس کی مذمت نہ فرماتے تھے، کھانے کی اشیاء کو برا نہ کہتے نہ بے جا ان کی تعریف فرماتے، دنیاوی معاملات کی وجہ سے آپ علیہ السلام کو غصہ نہ آتا تھا۔ ہاں کوئی شخص حق سے تعرض کرتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے غضب کی تاب نہیں لائی جا سکتی تھی یہاں تک کہ آپ علیہ السلام اس سے انتقام لے لیتے مگر اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے نہ اس سے انتقام لیتے جب کسی وجہ سے کسی طرف اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے اور جب کسی بات پر تعجب کا اظہار فرماتے تو ہاتھ پلٹ لیتے تھے، کبھی گفتگو کے دوران بائیں ہاتھ کی ہتھیلی داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے اور جب کسی سے ناراض ہوتے تو اس سے رخ انور پھیر لیتے اور اعراض فرماتے جب خوش ہوتے تو بوجہ شرم و حیاء آنکھیں جھکا لیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہنسی تبسم سے زیادہ نہ ہوتی، تبسم ریزی کے وقت دندان مبارک اولوں کی طرح صاف اور چمکدار نظر آتے''

سیدی عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سب لوگوں سے زیادہ پاکباز، سب سے زیادہ پارسا، ذی علم، کریم، حلیم و بردبار، عبادت گزار اور مقامات شبہات سے دور رہنے

والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دست اقدس نے کبھی کسی غیر محرم اجنبی عورت کو مس نہیں کیا، اس کی ایک وجہ تو احتیاط تھی اور دوسری یہ کہ یہ امت کے لئے قانون بن جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب لوگوں کو وعظ فرماتے تو سب لوگوں کے حق میں اجتماعی بات کرتے، کسی کو نامزد کر کے نشانہ نہ بناتے، تا کہ اسے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا انداز تکلم یہ ہوتا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو ایسے ایسے افعال کے مرتکب رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سب لوگوں سے زیادہ کم مال و متاع دنیا پر قناعت کرنے والے تھے، معمولی غذا اور بوسیدہ لباس آپ علیہ السلام کے لئے کافی تھا۔

سرکارِ دوعالم حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ سے انتہائی حیاء فرماتے تھے یہاں تک کہ شدت حیاء کی وجہ سے بیت الخلاء میں چادر سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے تھے اور زمین آپ علیہ السلام کے فضلات مبارکہ کو نگل جاتی تھی۔

رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی امت کے لئے انتہائی شفیق تھے۔ آپ علیہ السلام دعا فرمایا کرتے تھے ''اے اللہ! مجھے میری امت کی کوئی بری بات نہ دکھا'' پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ دعا قبول فرمائی اور آپ علیہ السلام کی امت کی کوئی برائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو نہ دکھائی یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کبھی بے پردہ نہیں نہاتے تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے ستر کا اہتمام فرماتے تھے۔ رفع حاجت کی ضرورت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم لوگوں کی نظر سے دور چلے جاتے یا دیوار کی اوٹ میں ہو جاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا جسم اطہر نظر نہ آتا۔ سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جو لباس میسر ہوتا، پہن لیتے۔ کبھی شملہ باندھتے، کبھی برد یمانی اوڑھتے اور کبھی صوف کا جبہ زیب تن فرماتے اگر کوئی شخص پہننے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں لباس پیش کرتا تو وہ تنگ ہوتا یا کھلا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسکی ہیئت میں کوئی تبدیلی نہ فرماتے، ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تنگ بازوؤں کا جبہ زیب تن فرمایا جس سے بازو بڑی مشکل کے ساتھ باہر آتے تھے اور وضو کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بازو دامن میں سے نکالنے پڑتے۔

رسول کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو اپنے پیچھے سوار کر لیتے تھے کبھی خود بھی کسی کے پیچھے سوار ہو لیتے تھے، البتہ! بچوں مثلاً حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کو اپنے آگے بٹھاتے تھے''۔

(14) چہرہ اقدس

بخاری شریف میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلّم جب خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا چہرہ اقدس جگمگا اٹھتا۔ یوں معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو، اس سے ہمیں حضور انور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حالت مسرت کا علم ہو جاتا۔ ابونعیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا روئے انور اعتدال کی حد تک گول تھا۔

(15) صورت بے مثل

ابواسحاق ایک ہمدانی عورت سے نقل کرتے ہیں۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ حج کیا۔ میں نے اس سے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نقش ونگار کے متعلق بتاؤ۔ اس نے جواب دیا۔ سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم چودھویں کے چاند کی طرح ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پہلے اور آپؐ کے بعد آپ علیہ السلام جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

طبرانی، ابونعیم، بیہقی، دارمی میں حضرت ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درخواست کی کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حسن وجمال کے متعلق بتائیے۔

''قَالَتْ يَا بُنَى لَوْرَ ايْتَهُ لَقُلْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً''

ترجمہ:۔ ''فرمایا: بیٹا! اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت کرتا تو پکار اٹھتا کہ آفتاب روشن ہے''

امام مسلم ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف پوچھے تو فرمایا ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم گورے رنگ کے خوب صورت تھے''

محدثین حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ ''رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قد مبارک درمیانہ تھا آپ علیہ السلام نہ دراز قامت تھے نہ کوتاہ قد، رنگ گورا تھا گندمی مائل نہ تھا، نہ انتہائی سفید، بال گھنے، لٹکے ہوئے تھے گھنگھریالے نہ تھے''

بیہقی'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ ''رسول کریم نور مجسم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا رنگ گورا اور جاذب نظر تھا۔''

ترمذی، ابن سعد، بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا جیسے آپ علیہ السلام کے چہرہ انور میں نیر تاباں محو خرام ہو۔ رفتار میں کوئی آپ علیہ السلام سے زیادہ تیز نہ تھا گویا زمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لپٹتی جاتی تھی۔ ہم آپ علیہ السلام کے ہمراہ چلتے تو بڑی مشکل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دے پاتے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی معمول کی رفتار سے چلتے۔

ابن عساکر، ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

ہے۔ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو صبیح الوجہ (روشن چہرہ) کریم الحسب (شریف الاصل) اور حسن الصوت (خوش آوازی) کے ساتھ مبعوث فرمایا، یونہی تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش رو، کریم الحسب اور خوش آواز تھے''

دارمی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ ''میں نے کوئی شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ بہادر، زیادہ سخی اور خوبصورت نہیں دیکھا''۔

امام مسلم حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

''کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وَسَلَّمَ ضَلِیْعَ الْفَمِ اَشْکَلَ الْعَیْنَیْنِ مَنْھُوْسَ الْعَقِبَیْنِ''

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دہن مبارک کشادہ، آنکھیں سرخی مائل اور مبارک ایڑیاں کم گوشت تھیں۔

دلائل النبوۃ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا:

''کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَظِیْمَ الْعَینینِ اَھْدَبَ الْاِشْفَار مشرب الْعَیْنِ بِحُمْرَۃٍ''

ترجمہ:۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی چشمان مبارک بڑی، پلکیں دراز اور آنکھوں میں سرخی کی لکیر تھی''

ترمذی وبیہقی میں ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''لَمْ یَکُنْ بِالطَّوِیْلِ الْمُمَغَّطِ وَالاَ بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ کَانَ رِبْعَۃً مِّنَ الْقَومِ لَمْ یَکُن بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلاَ بِالسَّبطِ کَانَ جَعْدًا رَجْلاً وَلَمْ یَکُنْ بِالْمُطَھَمِ وَلاَ بِالْمُکَلْثَمِ وَکَانَ فِیْ وَجْھِہٖ تَدْوِیْر'' اَبْیَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجَ الْعَیْنَیْنِ اَھْدَبَ الْاَشْفَارِ جَلِیْلَ الْمَشَاشِ وَالْکِتَدِ اَجْرَدَذُوْ مَسْرُبَۃٍ شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ اِذَا مَشَی تَقَلَّعَ کَاَنَّمَا یَمْشِیْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَیْنَ کَتِفَیْ خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ''

ترجمہ:۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہ زیادہ لمبے تڑنگے تھے نہ زیادہ پستہ قد، بلکہ میانہ قد تھے، سر کے بال نہ گھنگھریالے، نہ بالکل سیدھے، بلکہ قدرے خمیدہ تھے، چہرہ اقدس بالکل گول نہ تھا اور نہ اس کا گوشت لٹکا ہوا اور، البتہ! چہرے میں ایک حد تک گولائی تھی، رنگ نکھرا ہوا، پیشانی کشادہ، آنکھیں سیاہ، پلکیں دراز، جوڑ کی ہڈیاں بڑی اور پر گوشت، شانے چوڑے، جسم اطہر پر بال نہ تھے، البتہ! سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی دونوں ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت اور مضبوط تھے جب چلتے تو معلوم ہوتا کہ بلندی سے پستی کی طرف تشریف لے جارہے ہیں جب کسی کی طرف التفات فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ التفات فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی''

بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آنکھوں کے ڈھیلے سیاہ اور پلکیں دراز تھیں''

بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ

''کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَاضُ الْجَبِیْنِ اَھْدَبَ الْاَشْفَارِ''

ترجمہ:۔ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کشادہ رو اور پلکیں دراز تھیں“

طیالسی، ترمذی اور بیہقی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ زیادہ دراز قد تھے نہ پست قامت، سر اقدس بڑا، ریش مبارک گھنی، ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت، انگلیاں فربہ اور جوڑ مضبوط تھے، سینے پر بالوں کی دھاری تھی اور جب خرام ناز فرماتے۔ معلوم ہوتا گویا اترائی سے اتر رہے ہیں، مجھے آپ علیہ السلام جیسا نہ آپؐ سے پہلے کوئی نظر آیا، نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک کلائیاں چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکیں دراز تھیں۔ بازاروں میں شور مچانے والے نہ تھے، فحش گوئی اور لغویات سے منزہ تھے، کسی کی طرف رخ انور کرتے یا پشت پھیرتے تو دونوں صورتوں میں مکمل طور پر گھوم کر رخ کرتے یا پشت پھیرتے“

(16) ریش مبارک

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کی ہے کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک سیاہ اور بال خوبصورت تھے“

بیہقی” حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کسی نے ان سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہوئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا ”اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑھاپے کے عیب سے محفوظ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک میں بس سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے“

(17) دراز زلفیں

محدثین کرام رحمہما اللہ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد اقدس میانہ تھا اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ علیہ السلام کی زلفیں کانوں کے لو تک پہنچتی تھیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا“

(18) سماعت شریفہ

ابن ماجہ، ابو نعیم حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں۔ رسول اللہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، میں آسمانوں کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں اور ان کے شایان شان ہے کہ وہ چرچر کریں کیونکہ آسمانوں میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو“

ابونعیم حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں ایک دن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ،صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' کیا تم اس آواز کوسُن رہے ہو جو مجھے سنائی دے رہی ہے''۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا'' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمیں تو کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی۔فرمایا'' میں آسمانوں کے چرچرانے کی آواز سن رہا ہوں اور اس کا چرچرانا وجہ ملامت نہیں کیونکہ اس میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام وسجود میں نہ ہوں''

(19) صوت النبی علیہ السلام

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں خطبہ دیا جسے تمام اہل مجلس نے سنا یہاں تک کہ پردہ نشین عورتوں نے جو مردوں سے الگ دور بیٹھی تھیں سن لیا''۔ ایسی ہی ایک روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ابونعیم نے ابو برزہ سے روایت کی کہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسی آواز سے ہمیں خطبہ دیا کہ اسے پردہ نشین عورتوں نے بھی سنا''

بیہقی وابونعیم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں کہ'' رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جمعہ کے دن منبر اقدس پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آواز مبارک عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں میں پڑی وہ وہیں بیٹھ گئے حالانکہ وہ اس وقت بنی غنم کے محلے میں تھے''

ابن سعد اور ابونعیم نے حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ'' رسول اللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے منیٰ کے مقام پر خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے'' ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ'' اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیئے یہاں تک کہ ہمیں قیام گاہوں میں وہ کچھ سنائی دیتا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرمارہے تھے''

حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں آدھی رات کے وقت کعبہ شریف سے رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تلاوت قرآن کی آواز سنائی دیتی تھی حالانکہ میں اس وقت اپنے عریش (مکان) میں ہوتی تھی''

(20) ادراک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عسا کرنے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی، وہ بیان کرتے ہیں'' میں نے اکہتر (71) آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور سب میں یہی پایا کہ اللہ تعالیٰ نے آغاز آفرینش سے اختتام دنیا تک تمام لوگوں کو عقل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مقابل اتنی عقل عطا فرمائی جتنی ذرہ ریگ کو ریگستان دنیا کے

ساتھ نسبت ہے، بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دانش ورائے میں سب لوگوں سے زیادہ ہیں''

(21) پسینہ مبارک

امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا، فرمایا: رسول اللہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی میں اس پسینے کو جمع کرنے لگیں۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آنکھ کھل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا ''اے اُم سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو'' انہوں نے عرض کیا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا پسینہ ہے جسے ہم خوشبو کے لئے استعمال کریں گے کیونکہ یہ سب خوشبوؤں سے زیادہ لطیف خوشبو ہے''

(22) خوشبو

دارمی، بیہقی اور ابونعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ''رسول کریم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعض خصوصی علامتیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب کسی راستے سے گزرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیچھے آنے والا آپ علیہ السلام کی خوشبو سے پہچان لیتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس راستے سے گزرے ہیں، آپ علیہ السلام جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا''

بزار اور ابویعلی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''جب حضور انور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ شریف کے کسی کوچے سے گزرتے تو لوگ آپ علیہ السلام کی مہک محسوس کر کے کہتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس راستے سے گزرے ہیں''

الدارمی میں حضرت ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ''رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پہچان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خوشبو کی وجہ سے ہو جاتی تھی''

خطیب، ابن عساکر، ابونعیم، دیلمی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سوت کات رہی تھی اور رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جوتا گانٹھ رہے تھے۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیشانی پر پسینہ آنے لگا اور اس پسینہ سے ایسی نورانیت ظاہر ہونے لگی کہ میں حیران و ششدر رہ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میری حالت دیکھ کر پوچھا ''عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہیں کیا ہے۔ تم حیران و ششدر ہو'' میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! آپ کی پیشانی عرق آلود ہوگئی ہے جس سے نورانیت پیدا ہو رہی ہے اگر ابوکبیر ہذلی آپ علیہ السلام کو دیکھ لیتا تو اپنے ان اشعار کا مصداق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو قرار دیتا۔

''وَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ غُبَّرِ حِیْضَۃٍ وَفَسَادِ مُرْضِعَۃٍ وَدَاءٍ مُّغِیْلٖ

وَ اِذَا نَظَرْتَ اِلٰی اَسِرَّۃِ وَجْھِہٖ بَرِقَتْ بُرُوْقَ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلٖ"

ترجمہ:۔ "(ایسا پاک سرشت) جو حیض کے آخری ایام کے جماع دودھ پلانے والی کے فساد اور مدت رضاعت کی حاملہ عورت کی بیماری سے پاک تھا جب تو اسکے رخ تاباں کی لکیریں دیکھے تو ایسی چمکتی ہیں جیسے بادل میں بجلی کوندتی ہے۔"

یہ سن کر رسول کریم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دست اقدس سے جوتا رکھ دیا اور اٹھ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا "اللہ تمہارا بھلا کرے۔ عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو جیسے اس وقت تمہارے کلام سے ہوئی ہے" حافظ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے کیونکہ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ "رسول کریم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سب لوگوں سے زیادہ خوبرو اور خوش رنگ تھے اسی لئے آپ علیہ السلام کے وصف خواں ہمیشہ آپ علیہ السلام کے چہرہ انور کو ماہ کامل سے تشبیہہ دیتے تھے اور آپ علیہ السلام کے رخ انور کا پسینہ موتی کی طرح روشن اور کستوری کی مانند خوشبودار تھا"

طبرانی، ابویعلیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ علیہ السلام میری مدد فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "اس وقت تو کچھ پاس نہیں، ہاں تم کھلے منہ کی شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ" وہ دونوں چیزیں لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اسے لے لو اور اپنی بیٹی کو کہو کہ وہ یہ لکڑی اس شیشی میں ڈبو کر لگایا کرے، چنانچہ جب وہ لڑکی خوشبو لگاتی تو تمام اہل مدینہ منورہ اسکی خوشبو محسوس کرتے، اسی وجہ سے لوگ ان کے گھرانے کو "بیت المطیبین" کے نام سے یاد کرتے"

دارمی بنی حریش کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں۔ اس نے بیان کیا "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ماعز بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سنگسار کیا۔ میں اس موقع پر اپنے والد کے ساتھ تھا جب ماعز پر پتھر پڑنے لگے تو میں خوف سے لرزنے لگا، اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے اپنے ساتھ چمٹا لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بغل کا خوشبودار پسینہ میرے اوپر بہنے لگا"

علامہ بزار نے فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میرے قریب آؤ، میں قریب ہوا تو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بدن اطہر سے ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو مشک وعنبر سے زیادہ لطیف تھی"

(23) قامت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رعنائی

ابن عساکر، بیہقی، تاریخ ابن ابی خثیمہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نہ زیادہ دراز قد تھے نہ کوتاہ قامت، بلکہ متوسط قد کے تھے جب کسی طویل القامت شخص کے ساتھ چلتے تو اس سے بلند نظر آتے اور جب دو دراز قد آدمیوں کے شانہ بشانہ چلتے تو ان سے زیادہ دراز قد نظر آتے، البتہ! ان سے جدا ہوتے تو معتدل اور میانہ قد دکھائی دیتے''

امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ابن سبع نے اس حدیث کو ''خصائص'' میں اس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ''حضور جب تشریف فرما ہوتے تو تمام اہل مجلس سے بلند تر نظر آتے''

(24) سایہ اقدس

حکیم ترمذی ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ دھوپ ہو یا چاندنی رسول اللہ سید المرسلین نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ امام ابن سبع فرماتے ہیں کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نور تھے جب آپ علیہ السلام سورج کی روشنی یا چاند کی چاندنی میں خرام ناز فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سایہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کے سایہ نہ ہونے کی ایک شاہد یہ حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے ''اے اللہ! مجھے سراپا نور بنا دے''

(25) جسد اطہر

امام قاضی عیاض ''شفاء'' میں اور امام عزفی ''مولد'' میں تحریر کرتے ہیں کہ رسول اللہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسم اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے ہے۔ ابن سبع کے الفاظ ہیں کہ ''مکھی کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کپڑوں پر نہیں بیٹھی نہ ہی کھٹل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اذیت دی''

(26) موئے مبارک

حاکم وغیرہ محدثین کرام رحمہما اللہ لکھتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی جنگ یرموک میں کہیں گم ہوگئی۔ انہوں نے اسے تلاش کیا یہاں تک کہ یہ مل گئی۔ انہوں نے اس شدت طلب کا ذکر کرتے ہوئے حکمت یہ بتائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عمرہ کیا تو سر کے بال منڈائے، لوگ ان بالوں کے حصول کے

لئے ٹوٹ پڑے۔ میں نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک کے بال لے لئے اور انہیں اس ٹوپی میں رکھ لیا۔ اس کے بعد جس جنگ میں میں نے شرکت کی تو اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر فتح ونصرت عطا فرمائی۔

(27) خون مبارک

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پچھنے لگوا رہے تھے جب فارغ ہوئے تو فرمایا ''اے عبداللہ! اس خون کو لے جاؤ اور اسے کسی ایسے مقام پر انڈیل دو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھے'' چنانچہ انہوں نے وہ خون اقدس لے جا کر پی لیا اور واپس آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا ''اے عبداللہ! تم نے خون کا کیا کیا'' انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے اسے انتہائی پوشیدہ جگہ پر ڈال دیا ہے جہاں وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''شاید! تم نے اسے پی لیا ہے'' عرض کیا، ''ہاں'' لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو قوت حاصل تھی وہ اسی خون کے باعث تھی۔

(28) قدمِ شریف

بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عساکر حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نقش قدم ناتمام نہ رہتا''۔ بیہقی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قدم مبارک کی چھوٹی انگلی دوسری انگلیوں سے بلند تھی''

امام احمد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اہل قریش ایک کاہنہ کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہمیں بتایئے کہ ہمارے درمیان کون شخص صاحب نبوت ہوسکتا ہے۔ اس نے جواب دیا اگر تم اس زمین پر چادر کھینچ کر چلو تو میں تمہارے نقوش قدم دیکھ کر بتا دوں گی، چنانچہ انہوں نے زمین کو صاف کر کے اس پر قدم رکھے تو کاہنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نقش قدم کو دیکھ کر کہا: یہ شخص اس مقام سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے، یعنی منصب نبوت کے لائق ہے تو انہوں نے بیس سال تک اس کا انتظار کیا تا آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اعلان نبوت فرمایا۔

(29) رفتار مبارک

ابن سعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں ''میں ایک جنازے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ چل رہا تھا جب میں قدم بڑھاتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھ سے آگے نکل جاتے، میرے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اس سے کہا: بلا شبہ زمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے لپیٹی جاتی

ہے"۔ یزید بن مرثد کہتے ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب خرام ناز فرماتے تو اس قدر تیز چلتے کہ لوگ آپ علیہ السلام کے پیچھے بھاگنے پر مجبور ہو جاتے مگر پھر بھی پہنچ نہ پاتے"

(30) خواب شریفہ

بخاری شریف وصحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا آپ علیہ السلام وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا "اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں مگر ان کے دل بیدار رہتے ہیں۔

(31) بول وبراز

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم رفع حاجت کیلئے بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو میں آپ علیہ السلام کی فراغت کے بعد اندر جاتی تو مجھے وہاں کچھ نظر نہ آتا۔ سوائے اس کے کہ وہاں سے کستوری کی خوشبو پاتی۔ میں نے اس بات کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

"اِنَّا مَعَشِرُ الْاَنْبِیَاءِ نَبَتَتْ اَجْسَادُنَا عَلٰی اَرْوَاحِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ شَیْءٍ ابْتَلَعَتْهُ الْاَرْضُ"

ترجمہ:۔ "ہم گروہ انبیاء کے اجسام اہل جنت کی ارواح کی مانند بنے ہیں ان سے جو کچھ خارج ہوتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے۔"

حافظ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن سعد نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے نیز ابونعیم نے بھی اس کو اسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

امام موصوف نے اس روایت کی پانچ چھ اسناد اور بھی نقل کی ہیں اور حدیث دارقطنی کی سند ہشام بن عروہ از عروہ از عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔

(32) حسین وخوبرو

بخاری شریف وصحیح مسلم میں حضرت عازت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

"كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وآلهٖ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنُهُمْ خَلْقًا لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الذَّاهِبِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ"

ترجمہ:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سب لوگوں سے زیادہ حسین وخوبرو تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دراز

قامت تھے نہ کوتاہ قد، بلکہ متوسط القامت تھے۔''

بخاری شریف میں ہے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے کسی نے سوال کیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا چہرہ اقدس تلوار کی مانند تھا، فرمایا: نہیں، بلکہ چاند کی طرح حسین تھا۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا: ''کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا چہرہ انور تلوار کی مانند تھا؟ کہا: نہیں، بلکہ چاند وسورج کی مانند گول تھا۔

دارمی اور بیہقی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو چاندنی رات میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سرخ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھتا کبھی چاند کو۔ خدا کی قسم آپ علیہ السلام مجھے چاند سے زیادہ حسین نظر آئے''

ماخذِ کتب

1۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (المتوفی 911ھ)

2۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)

3۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازیؒ (المتوفی 606ھ)

4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبریؒ (المتوفی 310ھ)

5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاجؒ نیشاپوری (ولادت 204ھ وفات 261ھ)

7۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعثؒ سجستانی (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

8۔ موطا امام مالک۔ ابوعبداللہ مالک ابن انسؒ اصبحی (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

9۔ سنن ابن ماجہ۔ ابن ماجہ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہؒ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

10۔ فتح الباری۔ علامہ ابن حجر عسقلانی (852ھ)

11۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)

12۔ روض الانف۔ علامہ عبدالرحمٰن السہیلیؒ (المتوفی 581ھ)

13۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعدؒ (168ھ۔230ھ)

14۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقیؒ (ولادت نیشاپور کے علاقہ بیہق 384ھ وفات نیشاپور 458ھ)

15۔ کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکیؒ (المتوفی 544ھ)

16۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانیؒ (المتوفی 430ھ)

17۔ اعلام النبوۃ۔ قاضی ابوالحسن ماوردیؒ (المتوفی 450ھ)

18۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (المتوفی 911ھ)

19۔ شواہد النبوت۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ (المتوفی 898ھ)

20۔ مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)

21۔ دارمی شریف۔ امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی (ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ)

22۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی (المتوفی 638ھ)

23۔ تاریخ الخلفاء۔ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

جسم اطہر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(1) بصارت نبوی علیہ السلام

ابو نعیم نے حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میں اپنی پشت کی جانب سے بھی تم کو دیکھتا ہوں''

حمیدی نے اپنی سند میں اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں، اور بیہقی نے مجاہد سے آیۃ کریمہ سورۃ الشعراء آیت 218،219

الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾

ترجمہ:۔ ''جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو''

اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے پیچھے کی صفوں کو ایسے ہی دیکھتے جیسے اپنے سامنے کی طرف دیکھتے تھے۔

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ ہمہ جہتی بصارت دراصل ایک حقیقی مشاہدہ کی صلاحیت تھی جو بطور معجزہ آپ علیہ السلام کو ودیعت فرما دی گئی تھی۔ اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ مشاہدہ کے لئے باعتبار روایت، مقابل ہونا ناگزیر اور لازمی نہیں ہے۔ اس نکتہ سے علمائے کرام نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ آخرت میں رویت الٰہی وقوع پذیر ہوگی اور رویت الٰہی محال و ناممکن نہیں ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی چشمِ پشت سے مشاہدہ کرتے تھے جو اہل جہاں کی نظروں سے پنہاں تھی۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دونوں شانوں کے درمیان دو آنکھیں سُوئی کے ناکہ کے مانند تھیں اور اُن کے عملِ دید میں کوئی کپڑا مانع تھا نہ کوئی دوسری شئے۔

(2) رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دہن اور لُعابِ دہن مطہرہ کا اعجاز

امام احمد و ابن ماجہ، بیہقی و ابونعیم نے حضرت وائل بن حجر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کا پانی پیا پھر کنویں میں کلّی فرمادی جس کے بعد کنویں سے مُشک جیسی خوشبو آنے لگی۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُن کے گھر کے کنویں میں دہن مبارک کا لعاب ڈال دیا، جب سے مدینہ طیّبہ میں اس کنویں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔

بیہقی و ابونعیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی باندی رزینہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یوم عاشورا شیرخوار بچوں کو اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیرخوار بچّوں کو بُلایا اور ان کے دہنوں میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور اُن کی ماؤں سے فرمایا "رات تک انہیں دودھ نہ پلانا۔ گویا اُن کو رات تک دودھ کی ضرورت نہ ہوگی"

طبرانی نے عمیرہ بنت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ وہ خود اور اُن کی بہنیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس بیعت کے لئے حاضر ہوئیں اور ہم پانچ بہنیں تھیں، تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو قدید (سکھایا ہوا گوشت) کھاتے پایا۔ آپ علیہ السلام نے چبایا ہوا تھوڑا سا قدید مجھ کو عنایت فرمایا۔ ہم سب نے اُس میں سے بانٹ کر کھالیا، سوائے میرے وہ سب بہنیں اگرچہ وفات پاچکی ہیں، کسی کے مُنہ میں کبھی بدبو نہ پائی گئی۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ بدزبان عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُس وقت قدید تناول فرمارہے تھے۔ اس عورت نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے عنایت فرمائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے برتن میں سے لے کر اسکی طرف بڑھایا۔ عورت نے کہا یہ مجھے نہ چاہئے بلکہ مُنہ کے اندر سے دیجئے۔ لہٰذا رسول کریم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عطا فرمادیا۔ اُس نے مُنہ میں رکھا اور نگل گئی۔ اُس کے بعد کبھی ناشائستہ بات اس عورت کی زبان سے کسی نے نہ سُنی۔

بیہقی نے عمرو بن شیبہ کی سند کے ساتھ ابوعبید نخوی سے روایت کی کہ عامر بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پانچ سالہ بیٹے عبداللہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے

اس کے مُنہ میں اپنا لُعابِ دَہن ڈال دیا، جس سے ایسی کرامت اُن کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے پانی نکل آتا۔

بیہقی نے محمد بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اُن کے والد نے جمیلہ بنت عبداللہ بن اُبی کو چھوڑ دیا تھا اور محمد بن ثابت اُن کے بطن سے تھے۔ جب محمد کی ولادت ہوئی تو جمیلہ نے قسم کھائی کہ وہ بچّہ کو دودھ نہ پلائے گی۔ تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نَومولود "محمد" کو منگا کر لعابِ دَہن اس کے مُنہ میں ڈال دیا اور روزانہ لانے کی ہدایت کی اور فرمایا اللہ اس کا رازق ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ان کو دوسرے یا تیسرے دن لایا جاتا۔ اچانک عرب کی ایک خاتون ثابت بن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دریافت کرتی ہوئی آئی۔ میں نے اُس سے مقصد دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بچّے کو جس کا نام "محمد" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے دودھ پلا رہی ہوں۔ ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُسے بتایا کہ یہ میرا ہی نام ہے اور یہ میرا بچّہ ہے۔

ابن عساکر نے ابوجعفر سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے کہ انہیں پیاس لگی اور تشنگی بڑھتی ہی گئی، پانی اُس وقت موجود نہ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی زبان مبارک ان کے مُنہ میں دیدی، انہوں نے اس کو چوسا حتّٰی کہ وہ سیراب ہوگئے اور تشنگی رَفع ہوگئی۔

طبرانی و ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ جارہے تھے کہ راستے کے ایک جانب سے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی آواز سُنی، وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تیز چل کر ان کے قریب پہنچے اور فرمایا "یہ کیوں رو رہے ہیں؟" حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "پیاسے ہیں پھر آپ علیہ السلام نے پانی منگوایا لیکن کہیں دستیاب نہیں ہوا۔ اِس کے بعد رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک بچّہ کو مانگا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بموجب ارشاد ایک بچّے کو آپ علیہ السلام کی گود میں دے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے لے کر سینے سے چمٹایا مگر وہ برابر چیختے رہے اور خاموش نہ ہوئے۔ بعد ازاں آپ علیہ السلام نے زبان مبارک اُن کے مُنہ میں دے دی وہ چُوسنے لگے اور قرار آ گیا۔ اسکے بعد دوسرے بے قرار روتے بچّے کو رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے طلب فرمایا اور اُن کے ساتھ وُہی عمل کیا حتّٰی کہ دوسرا فرزند بھی خاموش ہوگیا۔

(3) خاتم النبیین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دَندان مبارک

دارمی و ترمذی نے شمائل میں اور بیہقی و طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے کے دونوں دانت کشادہ تھے دَوران کلام اُن کے درمیان سے نور نکلتا محسوس ہوتا۔

طبرانی نے ابی قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اور میری ماں اور خالہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بیعت کی۔ جب ہم لوٹ رہے تھے تو میری ماں اور خالہ نے کہا ''اے بیٹے! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بہتر کسی شخص کو نہ دیکھا، آپ علیہ السلام نظافتِ جسم، لطافتِ لباس، شیریں گفتار ہیں باتیں کرتے وقت دہن مبارک سے گویا نور نکلتا ہے۔

(4) رسول کریم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پُرنور چہرے کا اعجاز

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ، میں سحری کے وقت سی رہی تھی میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اِتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم داخل ہوئے تو آپ علیہ السلام کے چہرۂ انور کی روشنی سے سوئی نظر آ گئی۔ پھر میں نے اِس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے حمیرا افسوس ہے، پھر افسوس ہے (تین مرتبہ فرمایا) اس شخص پر جس نے نظر کو میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے حرام کیا (یعنی مجھے نہیں دیکھا)''

(5) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بغل شریف کا ذکر۔

بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دُعاء کے وقت اِس قدر ہاتھ اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ علیہ السلام کے بغل کی سفیدی نظر آ گئی تھی۔

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب سجدہ کرتے تو آپ علیہ السلام کے بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔

طبرانی نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے بغل کا رنگ جسم کے دوسرے رنگ سے مختلف نہ تھا۔ حالانکہ تمام انسانوں کا مختلف ہوتا ہے۔ قرطبی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور اتنے اضافہ کے ساتھ کہ اس میں بال نہ تھے۔

(6) رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی گفتگو کی لطافت و بلاغت

ابو احمد غطریف نے اپنی تصنیف میں اور ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے بریدہ کی سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! کیا وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہم سے زیادہ فصیح ہیں باوجود یکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے درمیان

سے کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت پرانی ہو کر ذہنوں سے محو ہو چکی تھی، اُس کو جبریل علیہ السلام لائے اور مجھے یاد کرا گئے''

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض روایتوں میں منقول ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سُنا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام ہم سے زیادہ فصیح (خوش کلام) ہیں باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان سے کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت پرانی ہو کر ذہنوں سے محو ہو چکی تھی۔ اُس کو جبریل علیہ السلام لائے اور مجھے یاد کرا گئے۔'' اِس حدیث کو علمائے حدیث نے مُسندِ بریدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے گردانا ہے۔

ایک اور حدیث میں سرورکونین ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالعَجم'' ترجمہ:۔ ''میں تمام عربوں اور عجمیوں سے زیادہ فصیح ہوں۔''

بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں، اور ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المطر'' میں، اور ابن ابی حاتم و خطیب نے ''کتاب النجوم'' میں اور ابن عساکر نے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ ایک مرتبہ صحابہ نے عرض کیا۔ اَے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ علیہ السلام سے زیادہ کسی کو فصیح نہ دیکھا، اِس کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا۔ ''میرے لئے کونسی چیز فصاحت سے مانع ہوسکتی ہے جب کہ صورتِ حال یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میری زبان اور ''عربی مبین'' کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا''۔

ابن عساکر نے محمد بن ابراہیم زہری سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ''ایدا لک الرجل امرانہ''۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نعم اذا کان ملفجا'' حضرت صِدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس شخص نے آپ علیہ السلام سے کیا کہا؟ اور آپ علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟ ہم نہیں سمجھ سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اُس نے دریافت کیا ''ایما طل الرّجُل اَھْلہ'' یعنی شوہر اپنی بیوی کا کسی وقت قرضدار ہوتا ہے؟ تو میں نے جواب دیا: ''نَعَمْ اِذَا کَانَ مُفلسًا'' ہاں جب وہ نادار ہو (جس کی بنا پر ان کے حقوق اَدا کرنے میں تاخیر کرے)'' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرب کے اکثر علاقوں میں گیا ہوں اور بڑے بڑے مُدعیانِ فصاحت کے کلام سُنے ہیں مگر کسی کا کلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح فصیح میں نے نہیں سُنا۔ اِس پر آپ نے ارشاد فرمایا ''میرے رب نے مجھے سِکھایا اور بنو سعد بن بکر میں میری ابتدائی پرورش اور تربیت ہوئی''۔

طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں، میں قریش کی ایک محترم شاخ میں پیدا ہوا اور پھر بنوسعد میں میری

پرورش ہوئی، تو ظاہر ہے کہ میرے کلام میں سقم، عامیانہ انداز اور سبکی کہاں سے راہ پائے گی"۔

(7) کیفیت شرح صدر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے سورۃ الم نشرح آیت 1

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱

ترجمہ:۔ "کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں فرمایا؟"

بیہقی نے ابراہیم بن طہمان کی سند سے روایت کی کہ، میں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشادِ باری "اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضورِ انور علیہ السلام کے بطنِ اقدس کو آپ علیہ السلام کے سینۂ اقدس سے اسفل بطن تک چیر کر اس سے قلبِ اطہر کو نکالا گیا۔ پھر اُسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور اُسے ایمان وحکمت سے بھر کر اس کی جگہ واپس رکھ دیا گیا۔

امام احمد و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک دن جبریل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بچوں کے ساتھ سیاحت فرما رہے تھے، انہوں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پکڑ کر لٹا دیا، قلب کے پاس سے سینہ کو کھول کر دِل نکالا اور پھر اُس میں شگاف کر دیا اور جما ہوا کچھ خون نکالا اور کہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں شیطان کا حصّہ تھا۔ پھر سونے کے طشت میں آب زَم زَم کے ساتھ اُسے غسل دیا۔ پھر اسے درست کر کے اس کے مقام پر رکھ دیا۔ آپ علیہ السلام کے ساتھی بچے دَوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دایہ والدہ کے پاس آئے اور کہا "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو قتل کر دیا گیا"۔ یہ سن کر وہ آئیں تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا رنگ فق تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سینۂ اقدس پر شگاف کی سلائی کا اثر دیکھا تھا۔

احمد، دارمی اور حاکم نے روایت کی، اور حاکم نے اسے صحیح کہا۔ بیہقی، طبرانی اور ابونعیم نے بھی عتبہ بن عبد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ "میں قبیلۂ بنوسعد میں زیرِ پرورش تھا تو میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ چراگاہ گیا۔ ہم کھانا لے کر نہیں گئے تھے چنانچہ میں نے بھائی سے کہا والدہ سے کھانا لے آؤ، وہ چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہرا رہا۔ کچھ دیر کے بعد میرے سامنے گِدھ کی مانند دو سفید پرند آئے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا: "کیا یہ وُہی ہیں؟" اُس نے جواب دیا: "ہاں"۔

"اَب وہ دونوں بہت ہی نزدیک آ گئے اور جھپٹ کر مجھے پکڑ لیا اور شانے کے بَل مجھے لِٹا دیا، میرا پیٹ چاک کیا، دل کو نکالا اور اُسے بھی چیرا اور اس سے دو سیاہ گوشت کے لوتھڑے نِکالے اور ایک نے دوسرے سے کہا برف کا پانی لاؤ، انہوں نے برف سے میرے پیٹ کو دھویا پھر ٹھنڈے پانی سے میرے دل کو غسل دیا، پھر سکینہ میرے

دل پر چھڑکا۔ پھر اس کو سی دیا اور مہر نبوّت اس پر لگا دی۔ پھر مجھ کو امّت کے ایک ہزار آدمیوں سے وزن کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اونچے ہیں اور خیال ہوا ان میں سے کوئی مجھ پر نہ گر پڑے، گویا میں اُن سب سے زیادہ وزنی تھا۔ اِس کے بعد ان دونوں نے کہا''۔

''اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ساری امّت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُن سب پر بھاری رہیں گے اور آپ علیہ السلام کا ہی وزن زیادہ ہوگا۔''

''اِس کارروائی کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور مجھ کو ڈر اور خوف کی حالت میں چھوڑ گئے میں اپنی رضاعی ماں کے پاس پہنچا اور اُن سے سارا ماجرا بیان کیا۔ جس کو سُن کر وہ دردمند ہوگئیں، انہوں نے دیکھا کہ میرے حالات عجیب پہلو اختیار کر رہے ہیں انہوں نے میرے لئے خدا سے پناہ مانگی، اونٹ پر کجاوہ رکھا، سوار ہوئیں، مجھے اپنی آغوش میں آگے بٹھایا اور ہم مکّہ میں والدہ کے پاس پہنچ گئے، حلیمہ نے کہا''

''میں آپ کی امانت سے دست کش ہوتی ہوں۔'' اور تمام رُوداد جو مجھ پر بیتی تھی، سُنائی۔ جس کو میری والدہ سُن کر کچھ بھی متاثر نہ ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نے دیکھا ہے کہ (بوقت ولادت شریفہ) مجھ سے نور برآمد ہوا جس سے شام کے محلّات روشن ہو گئے۔''

بیہقی نے یحییٰ بن جعدہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے پاس دو فرشتے کُلنگ کی صورت میں آئے۔ اُن کے ساتھ برف اور ٹھنڈے پانی کا انتظام تھا۔ اُن میں سے ایک نے میرے سینے کو چاک کیا اور دوسرے نے اپنی چونچ سے پانی ڈالا اور اُس کو غسل دیا''

عبداللہ بن امام احمد نے ''زوائد المسند'' میں، اور ابن حاکم، ابن حبان، ابونعیم، ابن عساکر اور انصیاء نے ''المختار'' میں بہ سند معاذ بن محمد بن معاذ بن ابی کعب سے روایت کی کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! امورِ نبوّت میں کیا بات سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پیش آئی؟ ارشاد فرمایا، ''میں دس برس کی عمر میں صحرا کی طرف جا رہا تھا کہ یکایک دو اشخاص کو میں نے اپنے سَر کے اوپر دیکھا، انہوں نے آپس میں پوچھا، یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا ہاں۔ تو اُس نے مجھ کو پکڑ لیا، آہستگی سے لِٹا دیا۔ پھر میرے بطن کو چاک کیا، اس کو غسل دیا، پھر میرے سینے کو کھولا مگر مجھے قطعاً درد یا تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ پھر میرے قلب کو شگاف دیا گیا اور کہا اِس کے اندر سے حسد و کینہ کو نکال دو پس دوسرے شخص نے اس میں سے ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا۔ آواز آئی شفقت و رحمت کو بھر دو تو انہوں نے چاندی کی مانند کوئی شے داخل کی، پھر ایک سفوف اس پر چھڑک دیا۔ بعد ازاں میرے انگوٹھے کو بجایا اور کہا، جاؤ۔ چنانچہ میں اِس حال میں واپس ہوا کہ بچپن میں میرے دل کے اندر غایت درجہ رحمت اور بڑا ہو جانے کے بعد بحدِ کمال رافت کے جذبات موجود تھے''

دارمی، بزار، ابونعیم اور ابنِ عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے بیان کیا

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ! آپ علیہ السلام کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نبی ہیں؟ فرمایا ''میں بطحائے مکّہ میں تھا کہ دو آنیوالے آئے اُن میں ایک تو زمین پر اُتر گیا اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان رہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا، کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا۔ ہاں وہی ہیں۔ اس نے کہا ان کو ایک شخص کے ساتھ وزن کرو۔ تو اس نے مجھے وزن کیا اور میں اس سے وزنی رہا۔ پھر کہا ان کو دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو اس نے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا۔ پھر کہا ان کو سَو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو اس نے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا۔ پھر کہا ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو اُسنے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا اور جو لوگ میرے ساتھ تولے گئے تھے وہ ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا بطن چاک کرو، تو اس نے میرا بطن چاک کیا اور اُس میں سے شیطان کے دخل کی چیز اور خون کا لوتھڑا نکال پھینکا۔ پھر کہا ان کے بطن کو اس طرح دھوؤ، جیسے برتن کو دھوتے ہیں اور اُن کے قلب کو اس طرح غسل دو جیسے چادر کو دھوتے ہیں۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کے بطن کو سی دو، تو اس نے سی دیا اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت لگائی، جیسی کہ اس وقت موجود ہے اور دونوں چلے گئے اور گویا کہ میں مُہرِ نبوّت کو معائنہ کر رہا ہوں''

ابونعیم نے یونس بن میسرہ بن حلبس سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''فرشتہ سونے کا طشت میرے پاس لایا اور اس نے میرے بطن کو چاک کیا اور اُس کو دھویا پھر سفوف چھڑک دیا اور کہا اَب یہ دل مضبوط ہے اور جو چیز اس میں اُترے گی اُسے محفوظ رکھے گا''۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آنکھیں دیکھتی اور کان سُنتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم محمد رّسول اللہ، المقفیٰ اور الحاشر ہیں آپ علیہ السلام کا قلبِ سلیم ہے آپ علیہ السلام کی زبان صادق، نفس مطمئن، تخلیق مستحکم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بہت بخشش کرنے والے ہیں''

دارمی اور ابن عساکر نے ابن غنم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ علیہ السلام کا بطنِ اقدس چاک کیا اور کہا ''یہ دل مضبُوط ہے اِس میں دو کان ہیں جو سُنتے ہیں، دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں۔ محمّد اللہ کے رسول، المقفیٰ، الحاشر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تخلیق مستحکم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زبان صادق اور نفس مطمئن ہے''

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں اپنے گھر پر تھا کہ فرشتہ آیا اور چاہِ زم زم پر لاکر میرا شرح صدر کیا، پھر آبِ زمزم سے غسل دیا۔ پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان وحکمت سے لبریز تھا پھر ان دونوں چیزوں کو میرے سینے میں داخل کیا'' انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں آپ علیہ السلام شرح صدر کا اثر دکھایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''پھر مجھے وہ فرشتہ آسمانِ دنیا کی جانب لے گیا اور معراج کی حدیث بیان فرمائی''

امام بیہقی فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ شرحِ صدر ایک سے زیادہ مرتبہ ہوا ہو۔ ایک حلیمہ کے ہاں شیر خوار گی

میں، دوسری مرتبہ بعثت کے وقت، تیسری مرتبہ شبِ معراج میں۔

علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں کہ شرح صدر کا واقعہ بہ زمانہ شیر خوارگی بہت سی سندوں کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے اور بعثت وانسرا ء کی حدیثوں میں بھی آئے گا کہ ان حدیثوں کی جمع و تحقیق سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ متعدد بار واقع ہوا ہے یعنی تین مرتبہ ہوا ہے اور جن علماء نے دو مرتبہ واقع ہونا بیان کیا ہے اُن میں سہیلی، ابن وحید اور ابن المنیر ہیں۔ اور جنہوں نے تین مرتبہ واقع ہونے کی تصریح کی ہے، ان میں ابن حجر حاکم، ابونعیم، دارمی، ابن عساکر، بیہقی ہیں اور انہوں نے اِس کی توجیہہ کے سلسلے میں لطیف معنی پیدا کئے ہیں وہ یہ کہ تین مرتبہ کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے جس طرح شریعت میں تین مرتبہ دھونا مشروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اِس وجہ سے ہے تا کہ عہدِ طفولیت میں نشوو ارتقاء کے دَور میں وساوسِ خنّاس سے محفوظ رکھا جائے اور بعثت کے وقت شرح صدر اِس لئے تھا کہ وحی کا لینا، اُس کا پھیلانا اور زندگی کے لئے رہنما بنانا حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے آسان ہو جائے اور اسراء کے وقت شرح صدر کا مقصد مناجات کے لئے مُستعد کرنا ہے۔

علماء کا اِس میں اختلاف ہے کہ شرحِ صدر کی خصوصیّت آپ علیہ السلام کے لئے تھی یا یہ عمل کسی اور نبی کے لئے بھی ہوا ہے؟ ابن منیر کہتے ہیں کہ: ”رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے شرح صدر ایک اِبتلاء کی قبیل سے ہے جس طرح سیّدنا حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام آزمائے گئے۔ بلکہ حبیب کبریا ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا شقِ صدر، بار بار ہونے اور اپنی حقیقی نوعیت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر طاری ہونے نیز ماحول اور سِن اور اجنبی نَو واردوں کے ذریعہ انشقاق ہونے کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہو جاتا ہے۔

(8) رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم طبعی طور پر جماہی سے منزّہ تھے

امام بخاری تاریخ میں، ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں اور ابن سعد نے یزید بن الاصم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کبھی جماہی نہیں آئی۔ ابن ابی شیبہ نے مسلمہ بن عبد الملک بن مروان سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کبھی جماہی نہیں لی۔

(9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سماعت کا اعجاز

ترمذی و ابن ماجہ اور ابونعیم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ”میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سُنتے۔ تم آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سنتے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں چند انگل بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ

نہ کررہا ہو"

ابونعیم نے حکیم بن حزام سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک روز صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان تشریف فرما تھے۔ رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان سے فرمایا "تم سنتے ہو جس آواز کو میں سن رہا ہوں؟" صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا ہم تو کوئی آواز نہیں سُن رہے ہیں۔ فرمایا "میں آسمان کے چر چرانے کی آواز کو سُن رہا ہوں اور چر چرانے میں اس کو ملامت نہیں، کیونکہ آسمان میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام وسجود نہ کررہے ہوں"

☆ (10) سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آواز کا اعجاز

بیہقی وابونعیم نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ علیہ السلام کے اُس خطبہ کو تمام اجتماع کے آخر میں پس پردہ عورتوں نے سُنا یعنی آپ علیہ السلام کی آواز مبارک اس دور دراز جگہ پر پہنچ گئی۔ جہاں عورتیں بیٹھی تھیں۔

ابونعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نماز پڑھانے کے بعد رُخِ انور پھیر کر وعظ فرمایا تو اُس وعظ کو بہت دور پس پردہ بیٹھی ہوئی عورتوں نے سنا۔

ابونعیم نے ابو برزہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسی آواز سے ہمیں خطبہ دیا کہ پیچھے پردہ نشین عورتوں نے سنا۔

بیہقی وابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا "بیٹھ جاؤ" تو آپ علیہ السلام کی آواز مبارکہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی، ابھی وہ بنی غنم میں تھے تو وہ وہیں بیٹھ گئے۔

ابن سعد وابونعیم نے حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمیں منیٰ میں خطبہ دیا، تو ہمارے کان کھل گئے۔ ایک روایت میں اِس طرح آیا کہ، اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیئے تو جو کچھ رسول کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے تھے، ہم اپنے گھروں میں بلا شک وشبہ اُسے سنتے تھے۔

ابن ماجہ وبیہقی نے حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم آدھی رات کو خانۂ کعبہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قرأت کی آواز کو سُنا کرتے تھے اور ہم اپنے مکانوں میں خاصے فاصلے پر ہوتے تھے۔

(11) رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عقلی برتری

ابونعیم نے "حلیہ" میں اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا

میں نے اکہتر (71) کتابیں پڑھی ہیں، ان سب میں میں نے پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں یعنی کل مخلوق و بنی آدم کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مقابلے میں، ایک ذرّہ حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عقل و حکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔

(12) حضور پرنور شافع یومِ نشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاکیزہ پسینہ کی عطر بیزی

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ جب آپ علیہ السلام کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس کو پونچھ کر جمع کرنے لگیں اسی دَوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آنکھ کھل گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اَے اُمِ سلیم تم یہ کیا کر رہی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پسینہ کو جمع کر رہی ہوں تا کہ ہم خوشبو کے طور پر استعمال کریں، کیوں کہ یہ سب خوشبوؤں سے زیادہ لطیف خوشبو ہے۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سہلہ بنت لمحان انصاریہ بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار رشتے میں حضور علیہ السلام کی خالہ ہوتی تھیں۔

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں جا کر قیلولہ فرمایا کرتے تھے، وہ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے بستر بچھا دیتیں، اور حضور کو پسینہ بہت آتا اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسکو جمع کر لیا کرتیں، ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اَے امّ سلیم کیا کر رہی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا میں پسینہ کو خوشبو کے لئے جمع کر رہی ہوں۔

ابونعیم نے محمد بن سیرین کی سند کے ساتھ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے یہاں چمڑے کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پسینہ آتا تو میں اُس کو شیشی میں جمع کر لیتی تھی۔

دارمی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں چند مخصوص علامتیں تھیں۔ جب کوئی راستہ رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم طے فرماتے تو وہ جسمِ اطہر کی خوشبو سے مہک جاتا اور لوگ جان لیتے کہ آپ علیہ السلام اِس راہ سے گزرے ہیں۔ اور کسی پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ کرتا۔

ابن سعد وابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے

سامنے آنے سے پہلے ہی، خوشبو سے ہم آپ علیہ السلام کو پہچان لیتے تھے۔

بزار و ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے آنے سے پہلے ہی، خوشبو سے ہم آپ علیہ السلام کو پہچان لیتے تھے۔

بزار و ابو یعلےٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ مدینہ منورہ کے راہ گیر راستوں کی خوشبوؤں سے جان لیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اِدھر سے گزرے ہیں۔

دارمی نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو رات کی تاریکی میں ہم اُن کی خوشبو سے پہچان لیتے تھے۔

خطیب بغدادی، ابن عساکر، ابونعیم اور دیلمی رحمہا اللہ نے دو سندوں کے ساتھ محمد بن اسماعیل بخاری سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں سُوت کات رہی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جُوتا کو سی رہے تھے۔ آپ علیہ السلام کی پیشانی پر پسینہ آ گیا اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہوگئی۔ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے بَشرہ سے اندازہ کر کے حیرانی کی وجہ پوچھی تو میں نے پسینہ اور نور کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ابوکبیر ہذلی کا یہ شعر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر صادق آتا ہے۔

ومبرأ من كل غبّر حيضة　　　وفساد مرضعة و داء مغيل

ترجمہ:۔ ''وہ ہر بچے ہوئے حیض اور دودھ پلانے والی کے فساد اور جلد ہلاک کرنے والے مرض سے پاک ہے''

واذا نظرت الى التره وجههٗ　　　برقت بروق العارض المتهلل

ترجمہ:۔ ''اور جب تم اسکے چہرے کی شِکنوں کو دیکھو گے تو وہ یوں چمکیں گی جیسے برسنے والے بادل کی بجلی چمکتی ہے۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے دست مبارک سے جُوتا رکھ کر کھڑے ہوئے اور میرے پاس آ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا ''اللہ تمہارا بھلا کرے مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو جیسی اس وقت ہوئی ہے''

ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تمام لوگوں سے زیادہ حسین وخوب رُو تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے رنگ میں نورانی کیفیت تھی اسی لئے صفت خواں ہمیشہ ماہِ کامل سے آپ علیہ السلام کے چہرے کو تشبیہ دیتے، آپ علیہ السلام کے چہرے کا پسینہ موتی کے مانند اور خوشبو میں مثلِ مشکِ اذفر (مشک چین) تھا۔

ابویعلیٰ اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ''اِس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے، لیکن تم کھلے منہ کی

شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ''۔ وہ دونوں چیزیں لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی کو بھر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ شیشی اپنی بیٹی کو دو اور کہو کہ یہ لکڑی شیشی میں، ڈبو کر خوشبو لگائے''۔ چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا اور اِس وجہ سے اس کے گھر کی شہرت ''بَیْتُ الْمُطَیِّبِیْنَ'' (خوشبوؤں کا گھر) کے نام سے ہوگئی۔

بزار نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے قریب آؤ''۔ تو میں قریب ہوگیا اور ایسی تیز مہک اور لطیف خوشبو آپ علیہ السلام کے جسم سے خارج ہو رہی تھی کہ مشک وعنبر کی خوشبو بھی ایسی نہ ہوتی۔

(13) قدِ زیبائے محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی و ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد، لیکن جب لوگوں کے ہمراہ ہوتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا قد ان سب پر طویل اور اونچا معلوم ہوتا۔ اکثر آپ علیہ السلام کے دونوں جانب طویل القامت اشخاص ہوتے مگر بایں ہمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان سے اونچے نظر آتے۔

ابن سبع نے الخصائص میں اِس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا شانۂ مبارک مجلس میں تمام بیٹھنے والوں سے اونچا نظر آتا۔

(14) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسمِ انوَر کا سایہ نہ تھا۔

حکیم ترمذی نے ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سایہ دھوپ میں بنتا تھا نہ شعاعِ ماہ میں۔ اور ابن سبع نے حبیب خدا نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ علیہ السلام کا سایہ دھوپ اور چاندنی دونوں میں اِس وجہ سے نہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سرتاپا نور تھے۔ بعض علماء نے کہا اس کی شاہد یہ حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اِس دُعا کا ذکر ہے ''وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا'' ''یعنی اَے رب مجھ کو سراپا نور بنا دے''

(15) رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسم اور لباس پر مکھّی نہیں بیٹھتی تھی۔

قاضی عیاض نے ''کتابُ الشِفاء'' میں اور عزفی نے اپنی کتاب ''المولد'' میں بیان کیا کہ حضور رسول کریم صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسمِ اقدس پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

ابن سبع نے الخصائص میں اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کپڑوں پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی اور حضور پُر نور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خصائص میں اتنا زیادہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے کپڑوں میں جُوں نہ پڑتی تھی۔

(16) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے موئے مبارک

سعید بن منصور اور ابن سعد و ابو یعلی و حاکم و بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے عبُدالحمید بن جعفر سے روایت کی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ یرموک کے موقعہ پر ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے اتفاق سے وہ کہیں گر گئی آپ نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عمرہ کر کے حلق کیا تو لوگوں نے بالوں کے حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں ان کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اُن بالوں کو میں نے اِس ٹوپی میں محفوظ کر لیا تھا اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کو استعمال کیا حتّٰی کہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے ہر حالت اور ہر موقع پر فتح ونصرت عطا فرمائی۔

(17) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خونِ مقدّس کا اعجاز

بزار، ابو یعلی، طبرانی، حاکم و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پچھنے لگوا رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا ''اے عبداللہ اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو کہ کوئی نہ دیکھے''۔ وہ خون کو لے گئے اور پی لیا۔ واپس آئے تو آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''عبداللہ! خون کا کیا کیا؟'' انہوں نے عرض کیا۔ میں نے ایسی پوشیدہ جگہ رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جواب دیا ''میرا خیال ہے تم نے اُسے پی لیا''۔ میں نے کہا ہاں۔ ارشاد فرمایا ''تم سے لوگوں کے لئے افسوس ہے اور لوگوں سے تمہارے لئے افسوس ہے''

(18) رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مبارک نقشِ قدم کا ذکر

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نقشِ قدم ناتمام نہ رہتا۔

ابن عساکر نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشِ قدم ناتمام نہ رہتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا قدم رکھ کر چلتے۔

بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مُبارک کی انگشت کو چک دوسری انگلیوں سے بلند تھی۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ قریش ایک کاہن کے پاس گئے اور اُس سے کہا۔ ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندر کون شخص صاحبِ نبوّت ہوسکتا ہے؟ اسنے جواب دیا۔ زمین کو اپنی چادر سے صاف اور بے نشان کر کے اس پر چلو، میں نقشِ قدم کو دیکھ کر بتادوں گا تو انہوں نے زمین کو صاف کیا پھر اس پر چلے تو کاہن نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نشانِ قدم کو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص منصبِ نبوّت کا زیادہ مستحق ہے۔ اِس کے بعد وہ انتظار کرتے رہے چنانچہ تقریباً بیس سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوّت فرمایا۔

(19) رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کا اعجاز

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب میں قدم بڑھاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسبِ معمول مجھ سے سبقت لے جاتے۔ میرے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اُس سے کہا بلاشبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے نیچے زمین لپٹی جاتی ہے۔

ابن سعد نے یزید بن مرثد سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار تیز ہوتی حتّٰی کہ آپ علیہ السلام کے پیچھے لوگ دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

(20) حضور نور مجسم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب اور سونے کی کیفیت

بخاری ومسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے محوِ خواب ہو جاتے ہیں۔ جواب دیا ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا!''

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا ہے''

ابن سعد نے بروایت عطاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا۔ ''ہم، گروہِ انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل بیدار رہتے ہیں''۔ ابن سعد نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا ہے''

ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام کی چشم مبارک سویا کرتی اور دل بیدار رہا کرتا تھا۔

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی، تو ان سے فرمایا ''میں تمہیں اس رب کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی، کیا تم شناخت کرتے ہو، یہ نبی ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''بخدا درست ہے۔'' فرمایا ''اے خدا تو شاہد رہ''

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے اسے صحیح کہا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی چشم ہائے مبارک سوتی تھیں اور آپ علیہ السلام کا قلب مطہر جاگتا تھا۔

(21) رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بَول وبرَاز کا اعجاز

بیہقی نے بہ سندِ حسین بن علوان، ہشام اور عروہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب بیت الخلا تشریف لیجاتے تو اسکے فوراً ہی بعد میں وہاں جاتی تو علاوہ پاکیزہ خوشبو کے کچھ بھی نہ پاتی۔ میں نے اِس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''تم واقف نہیں ہو، ہمارے اجسام کی نشو ونما جنتی ارواح پر ہوتی ہے اور جو چیز ہمارے جسموں سے خارج ہوتی ہے اُسے زمین نِگل لیتی ہے۔''

یہ حدیث ابو نعیم نے بھی اور ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو اسماعیل، عتبہ، محمد، امّ سعد چار سلسلۂ رواۃ کے ذریعہ بیان ہوئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، اَے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! آپ رَفعِ حاجت کے لئے تو جاتے ہیں۔ مگر میں بَول و براز کا اثر نہیں دیکھتی؟ ارشاد فرمایا ''تم کو کیا خبر کہ انبیاء علیہم السلام کا اخراج زمین نِگل لیتی ہے، اس کے نظر آنے کا سوال ہی نہیں''۔

ابو نعیم نے کہا: اِس حدیث کی ایک تیسری سند اور بھی ہے جو محمد علی، زکریا، شہاب، عبد الکریم اور ابو عبد اللہ اور (باندی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) لیلےٰ سات واسطوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچتی ہے متن اِس حدیث کا بھی وُہی ہے۔

اِسی متن سے ملتی جلتی روایت وہ ہے جس کو حاکم نے اپنی مستدرک میں بیان کیا ہے اور یہ چوتھی سند ہے جو مَخلّد، محمد موسیٰ، ابراہیم، المنہال اور (باندی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) لیلےٰ چھ واسطوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا تک پہنچتی ہے۔ اِس کا متن بھی الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ وہی ہے۔ یعنی امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قضائے حاجت کیلئے داخل ہوئے اس کے بعد میں گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا البتہ مشک کی خوشبو پائی۔ اِس پر میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں نے تو بَیْتُ الخلا میں کچھ نہ دیکھا؟ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا'' ہمارے یعنی گروہِ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے چھپا لے۔''

اِس حدیث کی پانچویں سند اور ہے وہ یہ کہ دارقطنی نے ''الافراد'' میں کہا کہ، ہم سے محمد بن سلیمان باہلی نے، ان سے محمد بن حسان اموی نے، ان سے عبدہ بن سلیمان نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بیت الخلاء جاتے دیکھا۔ پھر آپ علیہ السلام کے بعد میں گئی تو میں نے خارج ہونے والی چیز کا کوئی نشان تک نہ دیکھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔'' اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! تم نہیں جانتیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاءِ کرام سے جو فضلہ خارج ہو وہ اُسے کھا جائے''

سند کے اعتبار سے یہ حدیث اعلیٰ ہے۔ ابن وجیہ نے الخصائص میں اِس سند کو لانے کے بعد فرمایا، یہ سند ثابت ہے۔ محمد بن حسان بغدادی ثقہ اور صالح شخص ہیں اور عبدہ شیخین کے راویوں میں سے ہیں۔

اِس حدیث کی چھٹی سند مُرسَل بھی ہے، وہ یہ کہ حکیم ترمذی نے عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی کی سند کے ساتھ عبدالملک بن عبداللہ بن ولید سے، انہوں نے ذکوان سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سایہ آفتاب میں دیکھا جاتا نہ چاند کی روشنی میں اور قضائے حاجت کا نشان بھی نہ ہوتا۔

(22) رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بڑے صاحبِ جمال تھے۔

بخاری ومسلم نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین وخوب رُو اور خلقت میں سب سے احسن اور میانہ قد تھے۔

بخاری نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ان سے کسی نے دریافت کیا ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا چہرۂ انور شمشیر کی مانند تھا؟'' براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عازب بن حارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔ المتوفی 72ھ کوفہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 305 احادیث مروی ہیں) نے جواب دیا۔ ''نہیں، بلکہ قمر کی مانند''

مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ ان سے کسی نے پوچھا: ''کیا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا چہرۂ انور طویل تھا؟'' کہا۔''نہیں، بلکہ چاند و سورج کی مانند مُستدیر تھا''

دارمی و بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کی کہ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو چاندنی راتوں میں دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سُرخ لباس میں تھے تو کبھی میں آپ علیہ السلام کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلا شبہ آپ علیہ السلام میری آنکھوں کو چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔

بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب خوش ہوتے تو چہرۂ انور چمک اُٹھتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اِس بات کو آپ علیہ السلام کی شادمانی کی علامت سمجھتے۔

ابو نعیم نے حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آنحضرت نورِ مجسم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا چہرہ چاند کی مانند مدوّر یعنی گول تھا۔

بیہقی نے ابو اسحاق سے اور انہوں نے ایک ہمدانی عورت سے روایت کی، اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مشابہت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا چودھویں رات کے چاند کی مانند، میں نے کسی کو آپ علیہ السلام کی مانند نہ پہلے دیکھا نہ بعد کو۔

دارمی، بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ براہِ کرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اوصاف بیان فرمایئے۔ انہوں نے کہا اگر تم رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھتے تو کہتے کہ سورج نے طلوع کیا ہے۔

مسلم نے ابو الطفیل سے روایت کی۔ ان سے کسی نے پوچھا۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں کچھ بتایئے۔ اُنہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سفید اور خوب صورت چہرے والے تھے۔

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لوگوں میں میانہ قد تھے، کھُلتا ہوا رنگ، سیاہ نہ سفید، مُوئے شریف گھنے تھے نہ چھدرے، لٹکے ہوئے تھے نہ گھونگریالے بلکہ ایسے تھے جیسے کنگھی کر کے بنائے گئے ہوں۔

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایسے صبیح (خوب صورت وخوبرو رنگ کے) تھے کہ اس میں سرخی کی جھلک تھی۔

ابن سعد، ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا۔ محسوس ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرۂ انور میں آفتاب پِھر رہا ہے اور میں نے رفتار میں کسی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے زیادہ تیز نہ دیکھا گویا کہ زمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے لپٹتی تھی۔ ہم آپ علیہ السلام کے ساتھ چلنے کے دوران کوشش کرتے اور آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عام رفتار بے پروائی کے ساتھ ہوتی ۔۔

ابن سعد نے قتادہ سے اور ابن عساکر نے بہ سند قتادہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو حُسنِ خلق، حُسنِ صورت اور حُسنِ آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مبعوث فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بھی حُسنِ اخلاق، جمالِ صورت اور دل پذیر آواز سے نوازا۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 586 حدیثیں مروی ہیں) سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ وہ خوبرُو۔ صاحبِ حسب ونسب اور خوش آواز ہوتا اور بلا شبہ تمہارے نبی صبیح ووجیہ، نجیب وشریف اور دِل نشین آواز والے تھے اور یہ تمام خوبیاں آپ علیہ السلام میں بدرجۂ کمال موجود تھیں۔

دارمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، انہوں نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ بہادر، سخی اور خوبصورت نہیں دیکھا۔

مُسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دہن کشادہ، چشمانِ مبارک میں سرخی کی جھلک اور پَیروں کی دونوں ایڑیاں پُر گوشت اور بھری ہوئی تھیں۔

بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی چشم ہائے مبارک بڑی بڑی تھیں جن میں سرخی کی جھلک تھی اور آپ علیہ السلام کی مژگاں (پلکیں) دراز تھیں۔

ترمذی وبیہقی نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میانہ قد تھے۔ سَر کے بال نہ گھنگریالے نہ لٹکے ہوئے۔ چہرے کا گوشت نرم اور لٹکا ہوا نہ تھا اور چہرے میں گولائی تھی۔ رنگ نِکھرا ہوا، کشادہ پیشانی، مژگاں سیاہ ودراز، جسم واندام کی ہڈیاں چوڑی پُر گوشت، شانے چوڑے، جسم پر بال نہ تھے البتہ از سینہ تا ناف ایک بالوں کی لکیر تھی، دونوں ہتھیلیاں اور قدم قوی ومضبوط تھے، انگلیاں فربہ تھیں، پورا قدم رکھ کر قوت کے ساتھ چلتے گویا فراز سے نشیب میں آرہے ہیں، التفات بے دِلی سے نہ ہوتا اور دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوّت تھی۔

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیشانی مبارک چوڑی اور پلکیں لانبی تھیں۔

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم طویل القامت تھے نہ پستہ قد۔ آپ علیہ السلام کا سر مبارک بڑا اور ریش مبارک بھی بڑی تھی، ہاتھ اور پاؤں کی اُنگلیاں فربہ اور جوڑ مضبُوط تھے اور ہڈیوں کے سرے، یعنی گھٹنے، کہنی اور مونڈھے چوڑے اور مضبوط تھے۔

طیالسی، احمد اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی کلائیاں چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ علیہ السلام کی پلکیں دراز تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بازاروں میں شور مچانے والے فحش گو اور لغویات کہنے والے نہ تھے کسی کے رُوبرُو ہوتے یا پشت پھیرتے دونوں صورتوں میں پوری طرح عمل فرماتے تھے۔

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ڈاڑھی سیاہ تھی اور دندانِ مبارک حسین تھے۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، اُن سے کسی نے پوچھا۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر بڑھاپا آیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر بڑھاپے کا عیب نہ لگایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ریش مبارک میں بس سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

محدثین کرام نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا قد میانہ تھا اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور سر کے بال کانوں کی لَو تک پہنچتے تھے بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

امام احمد و بیہقی نے محرش کعبی سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مقامِ جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی، اتفاقاً میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پشت مبارک پر پڑی تو وہ گویا ایک سیم پارہ تھا۔

طیالسی، ابن سعد، طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت امّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (46 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے شکم مبارک کو (بہ غور) نہیں دیکھا مگر مجھے یاد ہے کہ وہ کاغذ کی تہوں کی مانند تھا۔ (یعنی بہت زیادہ شکنیں پڑی ہوئی تھیں)

ترمذی و بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایسے صبیح (خوبرو) تھے گویا چاند سے بنائے گئے تھے اور آپ علیہ السلام کے بال گھونگر والے تھے نہ لٹکے ہوئے، شکم ہموار، شانوں کی ہڈیاں چوڑی اور چلنے کے دَوران پورا قدم رکھ کر چلتے، تخاطب کے سلسلے میں پورے طور پر رُوبرُو ہوتے اور جب رخ تبدیل فرماتے تھے تو پورے طور پر فرماتے تھے

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سر اقدس اور پائے مبارک باشوکت اور کف ہائے دست کشادہ تھے۔

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قدم بڑے اور چہرۂ زیبا ایسا تھا کہ میں نے کسی دوسرے کا نہ دیکھا۔

طبری و بیہقی نے حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، اُنہوں نے کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا ہے اور میں پَیر کے انگوٹھے سے متصل اُنگلی کی درازی کو نہیں بھُولی ہوں۔

بیہقی نے بلعدوی کے ایک صحابی سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خوبصورت متناسب جسم، چوڑی پیشانی، کھڑی بلند ناک اور ملی ہوئی عمدہ اَبرُو والے شخص تھے اور میں نے دیکھا تھا کہ آپ علیہ السلام کی گردن کے پاس سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد بلکہ قدرے درازی مائل جسم تھا اور ہاتھوں اور پَیروں کی اُنگلیاں بھری ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا پسینہ موتی کے مانند ہوتا اور جب چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے گویا چڑھائی پر چڑھ رہے ہیں۔

عبداللہ بن احمد اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم طویل قامت نہ تھے اور درمیانہ قد سے نیچے نہ تھے مگر لوگوں کے ساتھ ہوتے تو دراز قد نظر آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا گورا رنگ اور سر مبارک بڑا تھا، رنگ ورُوپ روشن و چمکدار تھا، پلکیں باریک اور اَبرُو کشادہ، ہاتھ، پَیر کی اُنگلیاں بھری ہوئی اور دراز تھیں۔ روانگی کے دَوران قوّت سے قدم بڑھاتے جیسے نشیب میں اُتر رہے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوتا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھنے سے پہلے یا بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ہمسر نہ دیکھا۔

مُسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا رنگ شفاف اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا پسینہ موتی کی مانند تاباں تھا آپ علیہ السلام جس وقت چلتے تو اس طرح چلتے کہ جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

بزار و بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میانہ قد کے لوگوں میں حسین ترین تھے، قد مائل بہ طول تھا، دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، رخسار مبارک نرم و دراز، بال خوب سیاہ، آنکھیں سُرمگیں، پلکیں دَراز تھیں، قدم پورا رکھتے، پَیروں کے تلوؤں میں گڑھا نہ تھا۔ جب شانوں پر چادر ڈال لیتے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سَراپا، جسم چاند کی طرح روشن معلوم ہوتا۔ تبسّم سے دیواریں روشن ہو جاتیں اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھنے سے قبل یا بعد کسی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ہمسر نہ پایا۔

محدثین کرام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم و مُلایم، ریشم و دیبا کو بھی نہ پایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ، مشک و عنبر کی خوشبو کو بھی نہ سُونگھا۔

مُسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخساروں پر دست مبارک پھیرا تو میں نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ کی لطیف ومقدس خنکی اور خوشبو کو محسوس کیا جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشبودان سے اپنا دست مبارک نکالا ہو۔

بیہقی نے یزید بن اَسْوَدْ سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک مجھے دیا تو میں نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں برف سے زیادہ ٹھنڈک اور مشک سے زیادہ خوشبو محسوس کی۔

طبرانی نے مستورد بن شداد سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا کہ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور حریر سے زیادہ نرم تھا۔

امام احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا، میں مکّہ مکرمہ میں بیمار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے، اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا نیز میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو میں آج تک سَرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی اس خنکی کو محسوس کرتا ہوں جو اس وقت میں نے محسوس کی تھی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخی مائل گورے تھے انگلیوں کے پورے بھرے ہوئے، طویل القامت تھے نہ پستہ قد، بال گھنگریالے نہ لٹکے ہوئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو لوگ ہمراہی قائم رکھنے کے لئے دَوڑتے اور میں نے آپ علیہ السلام کے مانند کسی کو نہ دیکھا۔

ابوموسیٰ مدینی نے ''کتابُ الصحابہ'' میں امد بن ابد خضرمی سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپ علیہ السلام سے پہلے اور آپ علیہ السلام کے بعد میں نے کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند نہ دیکھا۔

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم مبارک میں اَحْسَنُ البشر تھے۔

ابن سعد وابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، آپ نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ سُرخ سفید، پتلیاں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا خط، ناک بلند، رُخسار دراز وبلند، ڈاڑھی گھنی اور بال کان کی لَو تک تھے۔ گردن مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی۔ پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند چمکتا اور پسینہ کی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور لطیف تھی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے یمن کی جانب بھیجا۔ تو میں ایک دن لوگوں کو خطاب کر رہا تھا اور احبارِ یہود نے میری طرف دیکھ کر کہا: ''ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وصف بیان کیجئے۔'' میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم طویل القامت ہیں نہ پست قد، بال نہ گھنگریالے ہیں نہ لٹکے ہوئے سیاہ رنگ کے ہیں، سر مبارک بڑا، آپ علیہ السلام کا رنگ مائل بہ سُرخی ہے، مضبوط اندام، انگلیاں بھری ہوئی، حلق سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر ہے، پلکیں دراز دونوں اَبرو ملی ہوئی، پیشانی چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ ہے، ان کی رفتار کے دَوران جسم میں جھکاؤ سا معلوم ہوتا ہے جیسے بلندی سے اُتر رہے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے یہ اوصاف بیان کیے تو ایک یہودی نے کہا کہ ''ہماری کتاب میں بھی یہی اَوصاف موجود ہیں۔ پھر یہودی عالم نے کہنا شروع کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب آنکھ کھولتے ہیں تو اس میں سرخ ڈورے نظر آتے ہیں، ریش مبارک اور دہنِ اقدس خوبصورت اور دونوں کان مکمل ہیں اور جب تخاطب فرماتے ہیں تو پوری طور پر متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب بات چیت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے یعنی رابطہ اور میل کے بعد، تو پھر (سُن گُن لینے کی خاطر) توجّہ اور نظر نہیں رکھتے۔'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہاں یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہی شان ہے۔ یہودی عالم نے کہا ایک بات اور ہے۔ میں نے کہا وہ کونسی؟ اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں خمیدگی ہے۔ میں نے کہا۔ یہ وہ بات ہے جو میں نے تم سے بیان کر دی ہے کہ آپ علیہ السلام چلتے وقت جھکے معلوم ہوتے ہیں کہ جیسے نشیب میں اتر رہے ہیں۔ یہودی عالم نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے یہ اوصاف اپنے اسلاف کی کتابوں میں پائے ہیں اور ہم نے پڑھا ہے کہ آپ علیہ السلام خدا کے گھر اس کے حرم، مقامِ امن سے مبعوث ہوں گے پھر آپ علیہ السلام اس حرم کی جانب ہجرت کریں گے جس کو آپ علیہ السلام نے حرم قرار دیا ہوگا۔ اس کی حرمت ایسی ہی ہے جیسے اللہ کے حرم کی۔ اِس نئے حرم کے لوگ جہاں آپ علیہ السلام ہجرت کر کے پہنچیں گے آپ علیہ السلام کے انصار ہوں گے اور وہ لوگ عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے جو باغات اور زمینوں کے مالک ہوں گے اور ان سے پہلے یہود ان چیزوں کے مالک ہوں گے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہی صورتِ واقعہ ہے۔ یہودی عالم نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام نبی برحق ہیں اور پوری نوعِ انسانی کی طرف ان کی ہدایت کیلئے آئے ہیں۔

ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ چند یہودی آئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے کہا: ''ہمیں اپنے چچا کے بیٹے کے اَوصاف بتایئے!''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا: ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہ طویل القامت تھے نہ پست قد آپکا رنگ وروپ سرخی مائل گورا تھا۔ آپ علیہ السلام کے بال گھنگریالے تھے مگر بالکل پیچیدہ نہ تھے۔ سَر کے بال دونوں

کانوں تک تھے، پیشانی کشادہ اور رُخسار واضح تھے، پُتلیاں سیاہ اور دونوں اَبرو ملے ہوئے، پلکیں دراز اور بینی شریف باریک اور درمیان میں اٹھی ہوئی۔ حلقوم سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ گردن گویا چاندی کی صراحی تھی اور آپ علیہ السلام کی ہنسلیوں میں گویا سونا رواں تھا۔ مذکورہ جگہوں کے علاوہ باقی جسم پر کہیں بال نہ تھے اور دونوں شانوں کے درمیان ماہِ کامل کی مانند ایک دائرہ تھا جس میں نورانی حروف میں دو سطریں تحریر تھیں۔ اوپر کی سطر میں لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ اور نیچے کی سطر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ۔"

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کے بعد بیت المقدس کے علماءِ یہود میں سے کوئی ایک عالم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اُن سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذاتی اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا، سُنو "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم طویل القامت تھے نہ پستہ قد، رنگ سرخی مائل گورا، بال قدرے خم دار کانوں کی لَو تک، پیشانی کشادہ، رخسار واضح، اَبرُو ملے ہوئے، پتلیاں سیاہ، پلکیں دراز، ناک باریک درمیان سے قدرے اُٹھی ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی، گردن شریف گویا چاندی کی صراحی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوتا تھا، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند معلوم ہوتا تھا، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فربہ تھیں، حلقوم سے ناف تک بالوں کی لکیر کے سوا جو شاخ کی مانند تھی آپ علیہ السلام کے جسم پر اور کہیں بال نہ تھے۔ آپ علیہ السلام کے جسم سے مشک سے زیادہ خوشبو مہکتی تھی۔ کھڑے ہوتے تو دوسرے لوگوں سے اونچے نظر آتے اور جب چلتے تو گویا پتھر سے ہیرا اکھاڑ رہے ہیں۔ جب کسی کی جانب رُخِ انور پھیرتے تو پورے گھوم جاتے اور جب پلٹتے تو پوری طرح پلٹتے تھے۔"

یہودی نے کہا: "آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام اوصاف صحیح بیان کئے اور میں توریت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے یہی اوصاف پاتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام کا دین سچّا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔"

بیہقی اور ابن عساکر نے مقاتل بن حیان سے روایت کی انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ "تم میرے اَوَامر کے اجراء میں پوری جدّ و جہد کرو اور مذاق کرنے والوں کو برداشت نہ کرو۔ اے مریم کے فرزند! میرا حکم سنو اور اسکے مطابق عمل کرو۔ میں نے تم کو بغیر مَرد کے پیدا کیا اور سارے جہان کے لئے اپنی قدرت کا تم کو نشان بنایا، پس میرا ہی حکم مانو اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو۔ اور اہلِ سوران کی طرف جا کر اُن کو میرے احکام پہنچا دو کہ میں وہ خدائے حیّ القیّوم ہوں جسے کبھی زوال نہیں اور اُس نبی اُمّی کی تصدیق کرو جو عربی شتربان اور عمامہ والا ہے، وہ نبی موصوف نعلین پہنے گا اور ہاتھ میں عَصَا رکھے گا، اس کا سر بڑا ہوگا، پیشانی چوڑی، بھنویں ملی ہوئی، پتلیاں سیاہ، آنکھیں سو وہ حسین و کشادہ، مژگاں (پلکیں) دراز، ناک باریک اور درمیان سے اُٹھی ہوئی، رخسار واضح اور

ریش مبارک گھنی، پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند ہوگا جس سے خوشبو مہک جائے گی، اس کی گردن گویا صُراحیِ چاندی کی طرح روشن اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوگا اور از سینہ تا ناف بالوں کی لکیر ہوگی مگر اِس کے علاوہ کہیں بال نہ ہوں گے، ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیاں فربہ ہوں گی، وہ لوگوں کے درمیان سب سے بلند نظر آئے گا، چلنے کے دَوران قدموں کی نشست و برخاست کچھ اِس انداز پر ہوگی جیسے وہ قدموں سے پتھروں کی ناہمواری کو مَسلتا چل رہا ہے اور ایک صاحبِ قوت نشیب کی طرف پہنچ رہا ہے، اُس محترم ومُحسنِ عالم کی رفتار کڑی کمان کے تیر کی طرح تیز ہوگی"

ابن سعد اور ترمذی نے ''شمائل'' میں اور بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور ابن السکین نے ''المعرفہ'' میں، اور ابن عساکر نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے (سوتیلے) ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں پوچھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اوصاف بیان کرنے میں مشہور تھے۔ انہوں نے اِس طرح حالات بیان کئے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صاحبِ عظمت لوگوں میں برگزیدہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیشانی ماہ تمام کی مانند چمکتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا قدِ زیبا درمیانہ قامتی سے کسی قدر متجاوز مگر طویل قامتی سے کم تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سَر بڑا اور بال قدرے خمیدہ تھے جو اکثر کانوں کی لَو سے متجاوز ہوتے، رنگ نکھرا ہوا چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو باریک اور بڑی جن میں بالوں کی کثرت تھی نیز دونوں اَبرو کے درمیان رگ تھی جو غصّہ کے وقت اُبھر آتی، ناک باریک درمیان سے اُٹھی ہوئی اور نورانی تھی ریش مبارک گھنی، آنکھوں کی پتلیاں سیاہ، رخسار دراز، دہن مبارک فراخ، دانت آبدار اور سامنے سے کشادہ تھے، سینہ پر بالوں کی لکیر تھی، گردن ہاتھی دانت یا چاندی کی طرح صاف تھی تمام اعضاء میں تناسب اور حسن تھا، فربہ اور قوی تھے، پیٹ اور سینہ ہموار تھا، سینہ چوڑا، اُبھرا ہوا تھا۔ اندام قوی تھے کل جسم پُرنور تھا، سینہ پر بالوں کے علاوہ کہیں بال نہ تھے، کلائیاں لمبی اور ہتھیلیاں چوڑی، تمام انگلیاں فربہ تھیں۔ تلوؤں میں گڑھا نہ تھا۔ دونوں تلوے صاف رہتے پھٹے نہ ہوتے پانی پڑنے پر فوراً بہہ جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قدرے جھک کر متانت اور وقار کے ساتھ چلتے۔ رفتار میں تیزی اور سرعت تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک صاحب قوت شخص اپنے جوتوں سے پتھروں کی ناہمواری کو مسلتا ہوا نشیب کی طرف اتر رہا ہے۔ جب التفات فرماتے تو پوری توجہ کے ساتھ نگاہیں نیچی سُوئے زمیں رہتیں، دیکھنے کا انداز گوشۂ چشم سے تھا۔ اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے چلتے اور ہمیشہ لوگوں سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم کہنے میں سبقت فرمایا کرتے''

اس کے بعد میں نے ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: براہِ کرم، اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی گفتار کے بارے میں کچھ بیان کیجئے۔ تو انہوں نے کہا:

''حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حزن وملال کی کیفیت دائی تھی، ہمیشہ فکر مند رہتے، کسی لمحہ آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو چین وانبساط نہ تھا بغیر ضرورت کلام نہ فرماتے، خاموشی طاری رہتی۔ خوش کلامی سے

کلام کی ابتداء کرتے اور خوش کلامی ہی پر اختتام فرماتے، گفتگو ٹھوس با مقصد، جچا تُلا انداز، سوچی سمجھی رائے، جامعیّت اور اختصار کے ساتھ ہوتی نہ اس میں تشنگی رہتی اور نہ غیر ضروری الفاظ ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نعمت کی قدر اور شکر کرتے اگرچہ وہ قلیل ہو۔ کھانے کی اشیاء کی نہ بُرائی نہ تعریف میں مبالغہ کرتے۔ حق کی مدافعت کے لئے غضبناک ہوتے تو باطل پرست تابِ برداشت نہ رکھتا، اپنی ذات کے لئے کبھی تُرش رُو اور خفا نہ ہوتے نہ اپنے کارناموں پر داد و تحسین کو پسند کرتے یا گوارا فرماتے۔ جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے مکمل طور پر اشارہ کرتے، اظہارِ حیرت کے لئے ہاتھ کو پلٹ کر اشارہ فرماتے۔ کبھی دَورانِ گفتگو میں ہاتھوں کو مَلا لیتے اور سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے۔ بُری اور نازیبا بات کو دیکھ کر یا سُن کر اعراض فرماتے جس سے لوگوں کو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا فوراً اندازہ ہو جاتا۔ مسرّت و انبساط کے وقت نگاہیں جھکا لیتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہنسی تبسّم سے زیادہ نہ ہوتی، تبسّم کے دَوران دندانِ مبارک اولوں کی مانند صاف اور چمکدار نظر آجاتے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

(23) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اسمائے صفاتی

بعض علماء کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ایک ہزار نام ہیں، کچھ قرآنِ کریم میں مذکور ہیں اور کچھ احادیث اور کُتبِ سابقہ میں ہیں۔

محدثین کرام نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میرے بہ کثرت نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں مَاحِیْ ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو ناپید کرے گا۔ میں وہ حَاشِرْ ہوں کہ میرے قدموں پر لوگ قبروں سے اُٹھیں گے اور میں عَاقِبْ ہوں اِس وجہ سے کہ میں سب سے پیچھے آیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا''

احمد وطیالسی نے اپنی مسند میں اور ابن سعد، حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں محمد، میں احمد، میں حاشر، میں ماحی اور خاتم وعاقب ہوں''

طبرانی نے اوسط میں نیز ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں محمد، میں احمد، میں حاشر اور ماحی ہوں''

امام احمد و مسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے بہت سے نام بتائے۔ ان میں سے کچھ تو ہمیں یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے

فرمایا"میں محمد، میں احمد و مقضی، حاشر، نبی التوبہ، نبی الملحمہ اور نبی الرحمۃ ہوں"

امام احمد، ابن ابی شیبہ اور ترمذی نے "شمائل" میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے مدینہ منورہ کے ایک کوچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ملاقات کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا میں محمد، میں احمد، میں نبی الرحمہ، میں نبی التوبہ، میں المقضی، میں الحاشر اور نبی الملاحم ہوں"

ابونعیم، ابن مردویہ اپنی تفسیر میں، دیلمی مسند الفردوس میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا" میرے ربّ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ مَیں محمد، احمد، فاتح، خاتم، ابو القاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یٰسٓ اور طٰہٰ ہوں"

ابن سعد نے مجاہد کی سند کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا"میں محمد، احمد، رسول الرحمہ، رسول الملحمہ، القضی اور الحاشر ہوں، مجھے جہاد کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے"

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا" قرآنِ کریم میں میرا نام محمد، انجیل میں احمد، توریت میں احید ہے۔ میرا نام احید اِس لئے رکھا گیا کہ میں اپنی امّت کو جہنم کی آگ سے دُور کرتا ہوں"

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کُتبِ سابقہ میں احمد، محمد، ماحی، المقضی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا اور ماذ ماذ کے ناموں سے مخاطب کیا جاتا تھا۔

ابن فارس نے حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا"توریت میں میرا نام"احمد الضحوک القتال" ہے جو اونٹ پر سواری کرے گا، عمامہ باندھے گا اور کاندھے پر تلوار لٹکائے گا"

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اسمائے شریفہ کی شرح میں ایک کتاب مرتّب کی ہے جس میں، تین سو چالیس ناموں کو قرآنِ کریم، احادیثِ نبوی اور کتبِ سابقہ سے اَخذ کر کے بیان کیا ہے۔

(24) رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ناموں کا اسمائے خداوندی سے انتساب

قاضی عیاضؒ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تقریباً اپنے تیس ناموں سے مخصوص

فرمایا، وہ اسماء حسب ذیل ہیں:

الاکرام، الامین، الاول، الآخر، البشیر، الجبّار، الحق، الخبیر، ذوالقوّہ، الرؤف، الرحیم، الحلیم، الشھید، الشکور، الصّادق، العظیم، العفو، العالم، العزیز، الفاتح، الکریم، المبین، المھیمن، المقدس، المولیٰ، الولی، النور، الھادی، طٰہٰ اور یٰسٓ.

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اِن تیس ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماء قرآنِ کریم میں ملتے ہیں جو یہ ہیں:

الاحد، الاصدق، الاحسن، الاجود، الاعلیٰ، الآمر، الناھی، الباطن، البر، البرھان، الحاشر، الحافظ، الحفیظ، الحسیب، الحکیم، الحی، الخلیفہ، الداعی، الرفیع، الواضع، رفیع الدرجات، السّلام، السّید، الشاکر الصابر، الصاحب، الطیب، الطاھر، العدل، العلی، الغالب، الغفور، الغنی، القائم، القریب، الماجد، المعطی، الناسخ، الناشر، الوفی، حٰمٓ اور نٓ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)

ماخذِ کتب

1۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)

2۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریرؒ طبری (المتوفی 310ھ)

3۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

4۔ مسلم شریف۔ ابوالحسین مسلم ابن حجاج قشیری نیشاپوری (ولادت 204ھ وفات نیشاپور 261ھ)

5۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث بجستانی (ولادت ہرات کے قریب بجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

6۔ موطا امام مالک۔ امام ابوعبداللہ مالک ابن انس بن مالک اصحی (ولادت مدینہ منورہ 93ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ=795ء)

7۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

8۔ فتح الباری۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 852ھ)

9۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عمادالدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)

10۔ روض الانف۔ علامہ عبدالرحمٰن السہیلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 581ھ)

11۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری (168ھ۔230ھ)

12۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (384ھ۔458ھ)
(ولادت بیہق وفات نیشاپور)

13۔ کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)

14۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 430ھ)

15۔ اعلام النبوت۔ قاضی ابوالحسن ماوردی (المتوفی 450ھ)

16۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

17۔ شواہد النبوت۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی (متوفی 878ھ)

18۔ مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)

19۔ دارمی شریف۔ امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی (ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ)

20۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (متوفی 638ھ)

ج

جمادات کا سلام وفرمانبرداری

(1) ستون حنانہ کی آہ وبکا

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''کھجور کے تنے کا فراق رسول میں رونا متواتر ہے اسے بیس کے لگ بھگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت نے روایت کیا ہے جو اس کے قطعی وقوع کا فائدہ دیتے ہیں بعض دیگر حفاظ نے بھی امام سبکی کی پیروی کی ہے جنہوں نے اس معجزہ کو نقل مستفیض سے ثابت کیا ہے جو طریق حدیث پر نگاہ رکھنے والے محدثین کے لیے باعث قطع ویقین ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں اس کو متواتر قرار دیا ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ کھجور کے تنے کا واقعہ ایسا واضح اور ظاہر معاملہ ہے جسے ہر زمانے کے ائمہ نے خلفا عن سلف نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مسجد نبوی میں کھجور کے ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے منبر رکھا گیا، تو ہم نے اس ستون سے اونٹنیوں کی طرح بلبلانے کی آواز سنی یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منبر پر سے اتر کر اس ستون کے اوپر دست مبارک رکھا، تو وہ چپ ہو گیا۔

بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ دیتے تھے جب جمعہ کا دن آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منبر سے اتر کر اسے گلے لگایا تو وہ اس طرح سسکیاں لینے لگا جیسے روتے بچے کو سلا کر چپ کراتے ہیں تو وہ سسکیاں لیتا ہے۔

دارمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بوقت خطبہ ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تنے کو جدا کر کے منبر شریف کا قصد کیا، تو اس تنے نے رونا شروع کر دیا جیسے ایک اونٹنی بلبلاتی ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے لوٹ کر اس تنے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ''اگر چاہے، تو تجھے اسی مقام پر لگا دوں جہاں تو پہلے تھا اور اگر یہ پسند کرے، تو تجھے جنت میں لگا دوں تا کہ تو جنت کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہو اور تیری عمدہ اٹھان ہو اور تو عمدہ پھل دے اور پھر اللہ کے دوست تیرے پھل کھائیں''۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سنا وہ کہہ رہا تھا ہاں میں نے پسند کر لیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دریافت فرمایا، تو اس نے جواب دیا کہ مجھے پسند ہے، کہ میں جنتی درخت بنوں، اس روایت کی مثل طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کی۔

ابن ابی شیبہ، دارمی اور ابو نعیم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

''كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى الله عليه وآلِه وسَلَّمَ يَخْطُبُ اِلٰى جِذْعٍ (نَخْلَةٍ) فَصُنِعَ لَهُ مِنْبُرٌ فَلَمَّا قَامَ عَلَيْهِ حَنَّ الْجِذْعُ حَنِيْنَ النَّاقَةِ اِلٰى وَلَدِهَا فَنَزَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُ اِلَيْهِ فَسَكَنَ''

ترجمہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کھجور کے ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، پھر آپ (علیہ السلام) کے لئے منبر بنا دیا گیا پس جب آپ (علیہ السلام) اس پر کھڑے ہوئے، تو اس نے یوں رونا شروع کر دیا جیسے اونٹنی بچے کے لئے بلبلاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اتر کر اس تنے کو گلے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا''

امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں کھجور کا ایک تنا تھا جس کے ساتھ ٹیک لگا کر رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جمعہ یا کسی اہم معاملے کا خطبہ ارشاد فرماتے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا

ہم آپ علیہ السلام کے لئے ایک منبر نہ بنا دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اس میں کوئی حرج نہیں اگر تم منبر بنا دو'' تو انہوں نے تین درجوں کا ایک منبر تیار کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس منبر پر رونق افروز ہوئے، تو تنے سے اس طرح آواز آئی جیسے گائے کی آواز ہوتی ہے، چنانچہ آپ علیہ السلام نے اتر کر اسے بازوؤں میں لیا اور اسکے اوپر دست اقدس پھیرا، تو وہ چپ ہو گیا۔

احمد، ابن سعد، دارمی، ابن ماجہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ ہے۔

''قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ اَحْتَضَنَّہٗ لَحَنَّ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَا مَۃِ''

ترجمہ:۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اگر میں اسے سینے سے نہ لگاتا تو قیامت تک آہ و بکا کرتا رہتا۔''

دارمی، ترمذی، ابویعلی، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ الفاظ زائد نقل کرتے ہیں۔

''خَارَ الْجِذْعُ کَخُوَارِ الثَّوْرِ حَتّٰی اِرْتَجَّ الْمَسْجِدَ بِخَوَارِہٖ فَنَزَلَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَا لْتَزَمَہٗ فَسکَن''

ترجمہ:۔ ''فراق رسول میں وہ تنا بیل کی طرح چلایا یہاں تک کہ مسجد اسکی آواز سے گونج اٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منبر شریف سے اتر کر اسے سینہ اطہر سے لگایا تو وہ پرسکون ہو گیا''

ابن سعد، ابن راہویہ اور بیہقی میں سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ جب منبر بن گیا اور رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے شرف جلوس عطا فرمایا تو وہ آہ و بکا کرنے لگا جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی گریہ طاری ہو گیا یہاں تک کہ وہ زار و قطار رونے لگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اتر کر اس پر دست شفقت رکھا، تو اسے سکون آ گیا۔

امام احمد حدیث حنین نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں ''حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (21ھ۔110ھ) جب یہ حدیث بیان فرماتے، تو رو پڑتے، پھر فرماتے اے اللہ کے بندو! جب لکڑی کا ایک خشک تنا فراق رسول میں اس قدر آہ و بکاء کرتا ہے، تو تمہارا تو زیادہ حق ہے، کہ تم وصال رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیادہ تڑپ رکھو''

(2) پتھروں اور درختوں کا سلام پیش کرنا

بیہقی از طریق ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ مجھے عبد الملک بن عبد اللہ الثقفی نے بعض علماء کے حوالے سے بیان کیا، کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو منصب رسالت سے سرفراز کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ علیہ السلام کو سلام دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان کا سلام سن کر دائیں بائیں توجہ فرماتے، تو سوائے درختوں اور ماحول کے پتھروں

کے اور کوئی چیز نظر نہ آتی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو نبوت کا سلام ان الفاظ میں کہتے۔

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پکڑ کر لوء لوء (موتی) اور یاقوت سے مزین غالیچے پر بٹھایا اور فرمایا: سورۃ العلق آیات 1 تا 5

سورۃ العلق آیات 1 تا 5

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝٣ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝٥

ترجمہ:۔ ''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا''

پھر فرمایا: آپ خوفزدہ نہ ہوں آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم واپس لوٹ آئے، تو راستے میں جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ سجدہ ریز ہو کر کہتا۔

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ''

اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دل مطمئن ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت وکرامت ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد، طیالسی، ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''بے شک مکہ مکرمہ میں ایک ایسا پتھر ہے جو میرے اعلان نبوت سے پہلے بھی مجھ پر سلام پڑھتا تھا میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں''۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ پتھر حجر اسود ہے۔ دوسرے کہتے ہیں نہیں یہ اور پتھر ہے جو مکہ شریف میں ''زقاق حجر'' یا ''زقاق مرفق'' کے نام سے مشہور ہے، اور لوگ جس سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہی پتھر ہے جو رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر گزرتے وقت سلام پیش کرتا تھا۔ امام ابوحفص میانشی مکی کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ہر ملنے والے نے مجھے بتایا کہ یہ وہی مشہور پتھر ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے بالمقابل دیوار میں لگا ہوا ہے اسی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کلام کیا تھا۔

دارمی، ترمذی، حاکم، طبرانی، ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ تھے۔ آپ علیہ السلام اس وقت مکہ مکرمہ کے ایک محلّہ کی طرف چلے، راستے میں جو پتھر، ڈھیلہ یا پہاڑی سامنے آئی، تو اس نے کہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

بیہقی نے ایک اور وجہ سے یہ روایت نقل کی ہے، کہ میں آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے ہمراہ وادی میں داخل ہوا آپ علیہ السلام جس شجر وحجر کے پاس سے گزرتے وہ کہتے ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اور میں اس آواز کو سنتا تھا۔

بزار اور ابونعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے برہ بنت ابی تجراۃ سے نقل کیا، کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کو منصب رسالت سے سرفراز کرنے کا ارادہ فرمایا آپ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم رفع حاجت کے لئے گھر سے بہت دور نکل جاتے اور گھاٹیوں اور وادیوں میں چلے جاتے پس آپ علیہ السلام جس حجر یا شجر کے پاس سے گزرتے وہ عرض کرتا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم دائیں بائیں اور پیچھے کی طرف توجہ فرماتے، تو کوئی چیز نظر نہ آتی۔

ابونعیم ایک اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ کرتے ہیں کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم انہیں سلام کا جواب دیتے تھے اس تحیت کا طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کو جبریل نے سکھایا تھا۔

علامہ سید احمد دحلان ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم'' میں رقم طراز ہیں۔ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کی درختوں سے کلام کی حدیثیں بہت کثرت کے ساتھ ہیں اور بہت مشہور ہیں جنہیں محدثین نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد سے نقل کیا ہے۔ ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی بن ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جابر بن عبداللہ، اسامہ بن زید، انس بن مالک، اور یعلی بن مرہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین وغیرہم ہیں اور ان کی روایت کرنے والے تابعین کی تعداد تو کئی گنا زیادہ ہے۔

قاضی عیاض ''شفاء شریف'' میں فرماتے ہیں کہ یہ احادیث قوت انتشار وشہرت میں معنوی تواتر کے درجہ تک پہنچ جاتی ہیں جن کے قوی ہونے میں کسی عقلمند کو شبہ نہیں رہتا۔ قاضی شہاب خفاجی اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ احادیث بکثرت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین عظام رحمہما اللہ سے مروی ہیں۔

(3) پتھر جڑ گئے

بیہقی اور ابویعلی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے دریافت فرمایا ''کہ وادی میں کہیں قضائے حاجت کے لئے جگہ ہے'' میں نے عرض کیا وادی میں تو کوئی جگہ لوگوں سے خالی نہیں، فرمایا: ''کیا کوئی کھجور کا تنا یا پتھر نظر آتا ہے'' میں نے عرض کیا، ہاں! مجھے کھجوروں کے چند درخت قریب قریب نظر آتے ہیں۔ آپ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے فرمایا ''جا کر ان کھجوروں

سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہیں جڑ جانے کا حکم دیتے ہیں اور پتھر کو بھی یہی بات کہو" تو میں نے ان سے یہ بات جا کر کہی۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، کہ کھجور کے درخت باہم قریب آ کر جڑ گئے اور پتھر تہ بہ تہ ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قضائے حاجت فرمائی۔ اس کے بعد آپ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ "ان سے کہو اب جدا ہو جائیں" مجھے ذات خداوندی کی قسم! کہ وہ جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

(4) پہلوان کو پچھاڑا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی ہاشم کا ایک شخص رکانہ نامی تھا وہ مشرک تھا اور زبردست پہلوان، وادی اضم میں اپنا ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وادی کی طرف تنہا نکل گئے، تو رکانہ سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے راستہ روک کر کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تم وہی شخص ہو جو ہمارے معبودوں لات وعزیٰ کو برا بھلا کہتا ہے۔ اور اپنے عزیز وحکیم خدا کی طرف بلاتا ہے، اگر رشتہ داری کا لحاظ نہ ہوتا، تو اتنی گفتگو بھی تم سے نہ کرتا، تمہیں فوراً قتل کر دیتا۔

بہر حال اپنے عزیز وحکیم معبود کو پکار لو جو تمہیں مجھ سے آج بچا لے، میں تمہارے سامنے ایک معاملہ رکھتا ہوں کہ میں تم سے کشتی لڑتا ہوں تم اپنی مدد کے لئے اپنے غالب حکمت والے خدا کو بلا لو اور میں لات وعزیٰ کو آواز دیتا ہوں اگر تم نے مجھے پچھاڑ دیا، تو میرے ریوڑ میں سے تمہاری پسند کی دس بکریاں تمہاری ہوں گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس للکار (چیلنج) کو قبول کرتے ہوئے فرمایا "اگر تجھے یہ بات منظور ہے، تو تیار ہو جا" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرما کر اسے پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ رکانہ نے کہا: میرے اوپر سے اٹھو تم نے میرے ساتھ ایسا نہیں کیا بلکہ یہ تمہارے معبود غالب وحکیم کا فعل ہے، اور مجھے میرے لات وعزیٰ نے ذلیل کیا ہے تم سے پہلے میرا پہلو بھی کسی نے زمین کے ساتھ نہیں لگایا تھا۔

رکانہ نے کہا: دوبارہ کشتی لڑو اگر اس بار بھی تم نے مجھے گرا دیا، تو تمہاری پسند کی دس بکریاں تجھے دوں گا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے دوبارہ زمین پر دے پٹخا اور اسکے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ رکانہ نے پھر کہا اٹھ جاؤ۔ یہ تمہارا فعل نہیں ہے، بلکہ تمہارے خدا کا ہے، اور مجھے میرے معبودوں یعنی لات وعزیٰ نے رسوا کیا ہے اس نے تیسری بار بھی یہی شرط رکھی اور آپ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے تیسری بار بھی چت کر دیا تو اس نے شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ اپنی پسند کی تیس بکریاں لے لیں۔ آپ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "نہیں مجھے ان کی ضرورت نہیں میں تو تجھے فقط اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ مجھے پسند نہیں کہ تو آتش جہنم میں جائے، تو اسلام قبول کر لے۔ سلامت رہے گا" اس نے کہا: جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے کوئی نشانی نہیں دکھاتے

میں اسلام قبول نہیں کروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ کو گواہ ٹھہراؤ کہ میری دعا سے اللہ تعالیٰ نے تجھے کوئی نشانی دکھائی تو میری دعوت قبول کرلے گا'' اس نے کہا: ''ہاں'' قریب ہی ایک شاخدار درخت تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ''اللہ کے حکم سے میری طرف آ تو اس درخت کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اس کا ایک حصہ شاخوں سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے آ کھڑا ہوا'' رکانہ نے کہا: آپ نے مجھے عظیم نشانی دکھائی ہے اب اسے واپس جانے کا حکم دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ کو گواہ بنا کہ میری دعا سے وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا، تو میری دعوت قبول کرلے گا'' اس نے کہا: ''ہاں'' تو آپ علیہ السلام کے اشارے سے وہ درخت اپنی شاخوں سمیت واپس اپنے تنے کے ساتھ مل گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے فرمایا ''اب اسلام کے دائرے میں آجا امن وسلامتی کے ساتھ رہے گا'' رکانہ نے کہا: اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے بہت بڑی نشانی دکھائی ہے، لیکن میں نہیں چاہتا کہ شہر کی عورتیں اور بچے میرے متعلق کہیں کہ میں نے آپ علیہ السلام کی دعوت خوف کی وجہ سے قبول کی ہے حالانکہ آج تک کسی نے میرا پہلو زمین پر لگایا نہیں نہ میرے دل میں خوف پیدا ہوا ہے بس آپ (علیہ السلام) اپنی بکریاں لے لیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مجھے تیری بکریوں کی ضرورت نہیں جبکہ تو میری دعوت کو مانتا نہیں''۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم واپسی کے لئے روانہ ہوئے، تو حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم تلاش کرتے کرتے آ نکلے کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وادی اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں اور یہ بات مشہور ومعروف تھی کہ وہ رکانہ کی وادی تھی جہاں کوئی غلطی سے بھی قدم نہ رکھ سکتا تھا لہٰذا وہ دونوں تلاش میں نکلے۔ انہیں خوف تھا کہ کہیں رکانہ آپ علیہ السلام کے مقابل آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو شہید نہ کردے۔ پس وہ ہر چوٹی پر چڑھے اور نیچے جھانک کر دیکھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو آتے ہوئے دیکھا، تو عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ علیہ السلام اس وادی کی طرف کیسے تنہا نکل آئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اچھی طرح معلوم ہے، کہ یہ رکانہ کی وادی ہے، اور وہ زبردست پہلوان اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تکذیب کرنے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مسکرا کر فرمایا ''وہ میری طرف نہیں آسکتا تھا، کیونکہ اللہ میرے ساتھ ہے'' پھر ان دونوں کو سارا ماجرا سنایا جس سے انہیں انتہائی تعجب ہوا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! کیا آپ علیہ السلام نے رکانہ کو پچھاڑا ہے؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اس کا تو کبھی کسی انسان نے پہلو تک زمین سے نہیں لگایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں نے اللہ سے دعا کی تھی اور اس نے میری مدد فرمائی''

(5) درخت حاضر خدمت

ابن ابی شیبہ، ابویعلی، دارمی اور ابونعیم بطریق اعمش از ابی سفیان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خون میں لت پت طائف سے نکل رہے تھے کہ جبریل امین آئے اور پوچھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ان لوگوں نے مجھے لہولہان کر دیا ہے، اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے'' جبریل نے فرمایا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشانی دکھاؤں؟ فرمایا: ''ہاں'' جبریل نے کہا: اس سامنے کے درخت کو بلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کو آواز دی تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے آ کھڑا ہوا، کہا اسے واپس جانے کا حکم دیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے درخت واپس اپنی جگہ پر چلا جا'' تو وہ درخت واپس چلا گیا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''بس بس میرے لئے یہ نشانی کافی ہے اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

(6) درخت باہم مل گئے

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ ایک غزوہ میں شرکت کیلئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک وسیع وادی میں جا کر پڑاؤ کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں پانی کا برتن لے کر آپ علیہ السلام کے پیچھے چلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ادھر ادھر دیکھا آڑ کے لیے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ وادی کے کنارے دو درخت تھے۔ آپ علیہ السلام ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا ''خدا کے حکم سے میری اطاعت کر'' وہ فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ علیہ السلام کے ساتھ ہولیا، پھر دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اسے بھی یہی ارشاد فرمایا: پھر آپ علیہ السلام نے دونوں کو جمع کیا اور فرمایا ''خدا کے اذن سے باہم مل جاؤ'' دونوں درخت جڑ گئے۔

ایک اور روایت میں ہے، کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑی تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''کہ اس درخت سے کہو کہ اپنے ساتھی درخت سے جڑ جائے تا کہ میں تمہارے پیچھے قضائے حاجت کر سکوں'' تو وہ درخت فوراً دوسرے درخت کے ساتھ جڑ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے پیچھے بیٹھ کر رفع حاجت کی۔ میں بھاگتا ہوا واپس آیا اور بیٹھ کر اپنے دل میں اس عجیب وغریب واقعے پر غور کرنے لگا، پھر لوٹ کر دیکھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نظر پڑے اور دونوں درخت جدا ہو چکے تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے رک کر اسی طرح سر سے دائیں بائیں اشارہ فرمایا۔

(7) درخت کی شہادت

بخاری اور مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو جنّات کے قرآن سننے کی بات بیان کی کہ جنّوں نے کہا: کون گواہی دے گا کہ آپ

علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم نے فرمایا: ''یہ درخت'' پھر اس درخت کو گواہی کیلئے بلایا تو وہ جڑیں کھینچتے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔

(8) درخت کا سلام

ابن سعد، ابویعلی، بزار، بیہقی اور ابونعیم حسن سند کا ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم سرکار دوعالم علیہ الصلوۃ والسلام مشرکین کی اذیت رسانی کی وجہ سے حجون کے مقام پر غمگین بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم نے دعا مانگی ''اے اللہ! مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا جس کے باعث مجھے جھٹلانے والوں کی پرواہ نہ رہے'' پس اللہ نے آپ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم درخت کو بلائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وادی کے اس پار درخت کو آواز دی۔ وہ درخت تعمیل ارشاد میں زمین کو چیرتا ہوا آپ علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم پر سلام پیش کیا، پھر آپ علیہ السلام نے اسے واپس اپنی جگہ لوٹ جانے کا حکم دیا، تو وہ لوٹ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم نے فرمایا ''اس کے بعد مجھے تکذیب کرنے والوں کی کوئی پرواہ نہیں''

(9) خوشہ خرما حاضر خدمت

بخاری شریف، بیہقی، دارمی اور ترمذی صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم کے پاس آکر کہنے لگا۔ مجھے یہ کیوں کر یقین ہو کہ آپ (علیہ السلام) رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم نے فرمایا ''اگر میں اس خوشہ خرما کو بلالوں تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے'' اس نے کہا: ''ہاں'' آپ صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم نے خوشہ خرما کو بلایا تو وہ درخت سے اترنے لگا، پھر اچھل کر رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم کی خدمت میں آیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اب اپنی جگہ پر واپس چلا جا'' تو وہ واپس چلا گیا۔ اعرابی نے یہ معجزہ دیکھ کر ایمان قبول کرلیا۔ ایک روایت میں ہے، کہ وہ خوشہ کھجور پر سے اترنے لگا یہاں تک کہ زمین پر گر پڑا اور پھر سجدہ کرتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم کے پاس آیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم نے اسے جانے کا حکم دیا، تو وہ واپس چلا گیا۔

(10) درخت کی حضوری

بزار نے حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 63ھ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 164 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے آپ علیہ السلام سے رسالت پر دلالت کرنے والی نشانی طلب کی تو آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلِہ وسلّم نے اس اعرابی سے فرمایا: کہ ''اس درخت سے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تجھے بلاتے ہیں'' تو اس نے جا کر درخت کو بلایا۔ پس وہ درخت دائیں بائیں اور آگے پیچھے جھکا

جس سے اس کی جڑیں کٹ گئیں، پھر اپنی غبار آلود جڑیں کھینچتا ہوا رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے آگے آ کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَآ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلّمَ اعرابی نے عرض کی۔ اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ لوٹ جائے، تو وہ واپس لوٹ گیا اس اعرابی نے ایمان لانے کے بعد عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ علیہ السلام کو سجدہ کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورت کو دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس نے کہا: کہ اچھا مجھے اپنے ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت دیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے اس کو اس کی اجازت عطا فرمائی۔ یہی روایت ابونعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

(11) ٹہنی کی حاضری

امام بیہقیؒ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم اپنی قوم کی طرف سے تکذیب کے باعث دل برداشتہ ہو کر مکہ مکرمہ کی کسی گھاٹی کی طرف گئے، پھر عرض کیا "اے پروردگار! مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا جس سے مجھے اطمینان قلب نصیب ہو اور میری پریشانی کا ازالہ ہو" اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ آپ علیہ السلام اس درخت کی ٹہنیوں میں سے جس ٹہنی کو چاہیں بطور نشانی بلائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے ایک ٹہنی کو بلایا۔ وہ ٹہنی اپنی جگہ سے ٹوٹی، پھر زمین پر چلتی ہوئی رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے اسے حکم دیا کہ "اب واپس اپنی جگہ پر چلی جا" تو وہ لوٹ گئی اور پہلے کی طرح درخت کے ساتھ لگ گئی۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے خدا کی تعریف وحمد بجالائی اور خوش وخرم واپس لوٹ آئے۔

(12) درخت کا زمین چیر کر طواف کرنا

امام احمد، طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے ہمراہ تھے، ہم چلتے رہے یہاں تک کہ ایک مقام پر ہم نے پڑاؤ کیا رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم وہاں سوئے، تو ایک درخت زمین کو چیرتے ہوئے آیا یہاں تک کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم پر سایہ کیا۔ دوسری روایت ہے، کہ اس نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے اردگرد طواف کیا اور پھر اپنی جگہ پر چلا گیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم بیدار ہوئے، تو میں نے آپ علیہ السلام کو یہ بات بتائی۔ فرمایا "یہ وہ درخت ہے جس نے پروردگار سے میرے اوپر سلام پیش کرنے کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی"

(13) غارِ ثور کے منہ پر کیکر (ببول) کا درخت

علمائے سیرت رحمہما اللہ لکھتے ہیں کہ ہجرت کی رات جب رسول اللہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غارِ ثور میں داخل ہوئے۔ کفارِ قریش ان کے تعاقب میں تھے پس اللہ تعالیٰ نے فوراً کیکر کا ایک درخت غار پر پیدا فرمایا جس کا قد انسان کے برابر تھا اور اس کے بڑے بڑے کانٹے تھے اور سفید پھول تھے، تو وہ درخت کفار کی آنکھوں کے سامنے رکاوٹ بن گیا۔

(14) رکنِ غربی کی التجا

ابن النجاری از طریق احمد بن محمد جوہری امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ (80ھ-145ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم رکنِ غربی کے پاس پہنچے تو رکن نے آپ علیہ السلام سے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)! کیا میں بیت اللہ شریف کے قواعد (بنیادوں) میں سے نہیں ہوں۔ کیا وجہ ہے، کہ مجھے نہ چوما جائے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے رکن ٹھہر جا! تجھ پر سلامتی ہو، اب تجھے ترک نہیں کیا جائے گا۔''

(15) درخت باہم مل گئے

ابونعیم از طریق علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہم رکاب تھے۔ آپ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے قضائے حاجت کی خواہش ظاہر فرمائی اور کہا ''عبداللہ کیا تمہیں کوئی آڑ نظر آتی ہے'' میں نے دیکھا، تو مجھے ایک درخت نظر آیا۔ میں نے عرض کیا، کہ ایک درخت ہے فرمایا ''کیا تمہیں کوئی اور چیز دکھائی دیتی ہے'' میں نے دیکھ کر بتایا کہ دور ایک اور درخت ہے۔ فرمایا ''ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمہیں اکٹھا ہونے کا حکم دیتے ہیں'' میں نے ان درختوں سے کہا تو وہ دونوں باہم مل گئے۔ آپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دونوں کو آڑ بنا کر قضائے حاجت کی تو اس کے بعد وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

(16) کنکریوں کی شہادت

ابونعیم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت کے رؤساء رسول اللہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ انہوں نے کہا: ہم نے آزمائش کے طور پر آپ علیہ السلام سے ایک چیز چھپا رکھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''سبحان اللہ!

ایسا تو کاہنوں سے کیا جاتا ہے، اور کاہن اور کہانت دونوں آتش جہنم میں ہوں گے" یہ سن کر انہوں نے کہا، پھر ہمیں کیسے معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم اللہ کے رسول ہیں؟ آپ علیہ السلام نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر فرمایا" یہ گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں" پس کنکریوں نے تسبیح پڑھی تو وہ پکار اٹھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ علیہ السلام بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔

(17) درخت کی توحید ورسالت کی شہادت

دارمی، ابویعلی، طبرانی، بزار، ابن حبان، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے ہمراہ تھے۔ سامنے سے ایک دیہاتی آیا جب قریب ہوا، تو رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے پوچھا" کہاں کا ارادہ ہے" اس نے کہا:" گھر کا" آپ علیہ السلام نے فرمایا" کیا کسی نیک کام کی بھی ضرورت ہے" اس نے پوچھا: کونسا نیک کام؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا" تو میری رسالت اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کرے" اس نے کہا: کیا اس پر کوئی دلیل بھی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا" یہ درخت گواہ ہے" چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے اسے بلایا تو وہ درخت زمین چیرتا ہوا آپ علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہو گیا، آپ علیہ السلام نے اس سے تین بار اللہ کی الوہیت اور اپنی رسالت کی گواہی طلب کی تو اس نے شہادت دی کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، پھر اپنے مقام پر لوٹ گیا اور وہ دیہاتی بھی یہ کہتے ہوئے واپس ہوا کہ اگر میری قوم نے میری بات مان لی تو پوری قوم کو لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوں گا ورنہ تنہا چلا آؤں گا اور آپ خاتم النبیین علیہ السلام کی رفاقت اختیار کروں گا۔

(18) کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

بزار، طبرانی (اوسط میں) ابونعیم اور بیہقی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم تنہا تشریف فرما تھے، تو میں بھی آپ علیہ السلام کے پاس آ کر بیٹھ گیا، پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کہہ کر بیٹھ گئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے سامنے سات کنکریاں پڑی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے ان کنکریوں کو ہاتھ میں لیا، تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں میں نے ان کی آواز سنی گویا مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہے، پھر آپ علیہ السلام نے انہیں نیچے رکھا، تو وہ خاموش ہو گئیں اس کے بعد آپ علیہ السلام نے ان کنکریوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر رکھا، تو انہوں نے تسبیح کہی اور شہد کی مکھیوں کی طرح مجھے ان کی آواز آئی۔ انہوں نے ان کنکریوں کو نیچے ڈال دیا، تو وہ چپ ہو گئیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں بھی ان کنکریوں نے بول کر تسبیح پڑھی اور نیچے رکھنے پر وہ خاموش ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے ارشاد

فرمایا ''یہ خلافت نبوت ہے'' ابن عساکر نے اس روایت کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے۔

(19) اونٹ کی فریاد

دارمی، ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت جابر رضی تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ دوران سفر ایک عورت اپنا آسیب زدہ بچہ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آئی اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے اس بیٹے پر جن روزانہ تین بار قابو پاتا ہے، اور اسے چھوڑتا نہیں تو رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس بچے کو لیکر اپنے کجاوے میں آگے بٹھالیا، پھر تین بار فرمایا ''اے دشمن خدا! دفع ہو جا، میں اللہ کا رسول ہوں'' پھر اسے اس کی ماں کے حوالے کر دیا جب ہم سفر سے لوٹے، تو وہی عورت دو مینڈھے لے کر آئی اس کا بچہ بھی اس کے پاس تھا۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! مجھ سے یہ ہدیہ قبول فرمایئے اس ذات کی قسم جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: کہ وہ جن پھر کبھی نہیں آیا۔ حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس سے ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا لوٹا دو'' پھر ہم روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک بھاگا ہوا اونٹ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دریافت فرمایا ''اس کا مالک کون ہے'' ایک انصار جوان نے عرض کیا یہ اونٹ ہمارا ہے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا ''اسے کیا ہے'' تو انہوں نے عرض کیا کہ اسکی عمر بیس سال ہو گئی ہے جب یہ بوڑھا ہو گیا، تو ہم نے یہ چاہا کہ اسے ذبح کر کے نوجوانوں میں بانٹ دیں آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم اسے میرے ہاتھ بیچ ڈالو''۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! یہ آپ علیہ السلام ہی کا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہاں تک کہ اسے طبعی موت آجائے۔''

(20) چٹان ریزہ ریزہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان نکل آئی۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک سخت چٹان نکل آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس چٹان پر پانی ڈالو'' آپ سید المرسلین علیہ السلام اس وقت اٹھے آپ علیہ السلام کے شکم اطہر پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کہتے ہیں تین دن ہو گئے تھے ہم نے کوئی چیز چکھی بھی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کدال ہاتھ میں لی اور تین بار بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگائی تو چٹان ریت کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئی۔

بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پانی کا ایک برتن منگوایا اس میں لعاب دہن ڈال کر دعا مانگی، پھر اس پانی کو چٹان پر ڈالا اس موقع پر موجود لوگوں کا بیان ہے، کہ اس ذات کی قسم

جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: کہ وہ چٹان ریت کی مانند ریزہ ریزہ ہوگئی۔

(21) زہر آلود گوشت کو قوت گویائی

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم (غزوہ) بدر کے مقام پر مشرکین سے قتال کے بعد واپس تشریف لائے، راستے میں ایک یہودی عورت ملی جو سر پر کھانے کا برتن اٹھائے ہوئی تھی۔ اس برتن میں بکری کا بھنا ہوا گوشت تھا۔ اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بھوک بھی لگی تھی۔ اس عورت نے کہا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ! اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) میں نے اللہ کی نذر مانی تھی کہ اگر آپ (علیہ السلام) خیر وعافیت سے واپس آئے، تو میں یہ بکری قربان کروں گی اور اس کا گوشت بھون کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو کھلاؤں گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے بکری کے اس گوشت کو قوت گویائی عطا کی۔ اس نے بول کر کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) آپ مجھے تناول نہ فرمائیں، میں زہر آلود ہوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ایک بکری کا گوشت بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ اُس گوشت میں زہر ملا دیا گیا تھا حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''جتنے یہودی یہاں موجود ہیں اکٹھے ہو جائیں'' پس وہ جمع ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان سے فرمایا ''میں تم سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنے والا ہوں کیا تم میری تصدیق کرو گے'' انہوں نے کہا: ہاں! ہم تصدیق کریں گے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا ''تمہارا باپ کون ہے'' انہوں نے کہا: ''فلاں'' آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم نے جھوٹ کہا تمہارا باپ تو فلاں شخص ہے'' انہوں نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بالکل صحیح ارشاد فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان سے دریافت فرمایا ''کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے'' انہوں نے کہا: ''ہاں ملایا ہے'' پوچھا ''تمہیں کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا'' کہنے لگے ہماری خواہش یہ تھی کہ اگر آپ (معاذ اللہ) جھوٹے ہیں تو ہمیں آپ (علیہ السلام) سے نجات وراحت مل جائے گی اور اگر آپ علیہ السلام سچے نبی ہیں تو یہ زہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔

بیہقی وابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ ایک یہودی عورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ایک زہر آلود بکری کا گوشت لائی تو آپ علیہ السلام نے اس گوشت کو تناول فرمالیا۔ اس کے بعد اسے یہودیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس لایا گیا، تو آپ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے زہر آلود گوشت کے بارے میں دریافت فرمایا: اس نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو قتل کر دینا چاہتی تھی۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اس مکروہ منصوبے پر عمد رآمد کا اختیار نہیں دے گا''

ابوداؤد اور دارمی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ خیبر کی ایک یہودی عورت

نے زہر آلود بکری بطور ہدیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی کھالیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اپنے ہاتھ کھانے سے اٹھالو'' اس کے بعد اس یہودی عورت کے بلانے کے لئے آدمی بھیجا اور اس سے دریافت فرمایا کہ ''تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے'' اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کس نے بتایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دستی کے اس ٹکڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''اس نے مجھے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے'' یہ سن کر وہ بولی جی ہاں میں نے خیال کیا تھا کہ اگر آپ (علیہ السلام) نبی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو یہ زہر ضرر نہ دے گا اور اگر نبی نہیں تو جان چھوٹ جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس یہودی عورت کو معاف فرمادیا اور کوئی سزا نہ دی۔

بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند کے ساتھ اس کی روایت یوں کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''رک جاؤ مجھے اس بکری کا ایک حصہ بتا رہا ہے، کہ یہ بکری زہر آلود ہے''

بزار، حاکم، ابو نعیم نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عورت نے رسول کریم سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بکری کا بھونا ہوا ایک ٹکڑا پیش کیا جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اپنے ہاتھ روک لو۔ مجھے اس کا ایک حصہ خبر دے رہا ہے، کہ یہ زہر آلود ہے'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس عورت کو بلا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے دریافت فرمایا ''کیا تو نے اس کھانے میں زہر ملایا ہے'' اسنے جواب دیا: ہاں! میں یہ چاہتی تھی کہ اگر آپ (معاذ اللہ) جھوٹے ہیں تو لوگوں کو آپ (علیہ السلام) سے چھٹکارا دلاسکوں اور اگر آپ (علیہ السلام) سچے ہیں تو مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو اس سے مطلع کر دے گا۔ اس کے بعد رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا ''اللہ کا نام لے کر کھاؤ تو انہوں نے کھالیا مگر کسی کو کوئی نقصان نہ ہوا''

(22) قدمین شریفین چٹان میں

شہاب الدین خفاجی شرح شفا میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''یہ معجزہ اقطار ارض میں مشہور و معروف ہے، اور اسے شعراء نے فصاحت کے ساتھ اشعار میں نظم کیا ہے، کہ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بعض اوقات چلتے، تو آپ علیہ السلام کے قدموں کے نشان پتھروں میں پڑ جاتے۔ یہ نشان اب تک باقی ہیں لوگ ان سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور ان کی زیارت و تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ قدس شریف میں معمول ہے یہ نشانات قدس شریف سے مصر کے کئی مقامات پر منتقل کیئے گئے ہیں یہاں تک کہ روایت ہے، کہ سلطان قاتبائی نے انہیں بیس ہزار دینار میں خریدا اور

وصیت کی کہ انہیں اسکی قبر کے پاس رکھا جائے اور وہ نشانات حسب وصیت اس کی قبر کے پاس آج تک موجود ہیں۔

امام قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں کہ "رسول کریم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب چٹان پر قدم مبارک رکھتے، تو قدموں کے نقوش چٹان میں پڑ جاتے جیسا کہ ہر زمانے میں یہ بات نوک زبان پر رہی ہے شعراء نے اپنے نعتیہ قصائد میں اور مفسرین نے اپنے نثری شہ پاروں میں اس موضوع پر لب کشائی کی ہے۔ حرم پاک میں قدمین ابراہیم علیہ السلام کے نقوش اس معجزہ کی تائید کرتے ہیں، کیونکہ قرآن حکیم میں آیا ہے۔ سورۃ آل عمران آیت 97۔

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ

ترجمہ:۔ "مقام ابراہیم میں روشن نشانیاں ہیں"

یہ معجزہ تو درجہ تواتر تک پہنچا ہوا ہے۔

(23) منبر کا لرزہ براندام ہونا

احمد، مسلم، نسائی، ابن ماجہ رحمہما اللہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرما رہے تھے کہ "جبار آسمانوں اور زمین کو اپنے قبضہ قدرت میں لیکر فرمائے گا کہاں ہیں جبار لوگ؟ کہاں ہیں متکبرین؟" اس وقت رسول کریم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دائیں بائیں جھک رہے تھے میری نظر منبر پر پڑی تو وہ آپ علیہ السلام کے نیچے لرزہ براندام تھا، میں خوفزدہ ہو کر کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہیں منبر اقدس سے نیچے نہ گر جائیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آیت کریمہ سورۃ الزمر آیت 67

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ
قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ
مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ:۔ "اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دئے جائیں گے اور ان کے شرک سے پاک و برتر ہے۔"

منبر شریف پر تلاوت فرمائی، پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں ہوں جبار، میں ہوں ان گنت صفات کا مالک، پروردگار اپنی ذات پاک کی تعریف بیان کرے گا" اس وقت منبر رعب خداوندی سے کانپ رہا تھا یہاں تک کہ ہم نے کہا: کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گرادے گا۔

(24) پھلوں کی تسبیح

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ (58ھ۔118ھ مدینہ منورہ) سے روایت کی کہ رسول کریم سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طبیعت ناساز ہوئی تو جبریل امین انگوروں اور سیبوں کا ایک تھال لیکر حاضر ہوئے۔ آپ علیہ السلام نے اس تھال میں سے تناول فرمایا، تو وہ پھل تسبیح پڑھنے لگے۔

(25) درودیوار کا آمین کہنا

ابونعیم، ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوسعید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، کہ رسول اللہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کل آپ اپنے اہل وعیال سمیت گھر میں رہیں، مجھے آپ سے کوئی کام ہے۔ دوسرے دن وہ انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ دن چڑھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لے آئے اور فرمایا: ''السلام علیکم''۔ انہوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پوچھا: ''آپ لوگ کیسے ہیں'' انہوں نے کہا اَلْحَمْدُلِلّٰہ! ہم خیریت کے ساتھ ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا ''باہم قریب قریب ہو جائیں'' تو وہ سب ایک دوسرے کے قریب آگئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان سب پر چادر پھیلا کر دعا مانگی۔

''یَا رَبِّ ھٰذَا عَمِّیْ وَصِنْوُاَبِیْ وَ ھٰؤُلاَءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاسْتُرْھُمْ مِنَ النَّارِ کَسَتْرِیْ اِیَّاھُم بِمَلاَتِیْ''

ترجمہ: ''اے پروردگار! یہ میرا چچا ہے باپ کی مانند اور یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں ان کو آتش جہنم سے یوں بچا جس طرح میں نے انہیں چادر کے نیچے ڈھانک کر محفوظ کیا ہے''

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اس دعا پر گھر کے درودیوار نے تین بار کہا: آمین! آمین! آمین!

(26) طعام کی تسبیح

ابوالشیخ کتاب العظمہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ثرید کا کھانا لایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ کھانا تسبیح پڑھ رہا ہے'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آپ علیہ السلام اس کھانے کی تسبیح سمجھ رہے ہیں؟ فرمایا: ''ہاں'' اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا: کہ ''کھانا اس شخص کے قریب کرو'' تو اس شخص نے کہا: ہاں! یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ کھانا تسبیح پڑھ رہا ہے، پھر باری باری دوسروں کے قریب کیا گیا، تو سب نے اس کی تسبیح کی تصدیق کی۔

(27) پہاڑ کا لرزنا

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلّم اُحد پہاڑ یا کوہ حرا پر چڑھے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے ہمراہ تھے، تو پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے اس پر پاؤں کی ٹھوکر مار کر فرمایا ''ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں''

نسائی، ترمذی اور دار قطنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کوہ ثبیر پر تھے میں، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ اسی اثناء میں کوہ ثبیر کو جنبش ہوئی یہاں تک کہ چٹانیں لڑھک کر اسکے دامن میں جانے لگیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے پاؤں کی ٹھوکر ماری اور فرمایا ''اے کوہ ثبیر! پرسکون ہو جا، کیونکہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں''

ترمذی میں سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ یہ پہاڑ کوہ حرا تھا اور اس پر عشرہ مبشرہ کے تمام افراد موجود تھے سوائے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

ثبیر مکہ مکرمہ کے قریب آمنے سامنے کے دو مشہور پہاڑ ہیں۔ اختلاف روایات کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اس قسم کے واقعات کئی بار پیش آئے جیسا کہ امام طبری وغیرہ کا قول ہے قاضی عیاض ''شفا شریف'' میں فرماتے ہیں کہ کفار قریش جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کی تلاش میں نکلے، تو ثبیر پہاڑ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم سے التجا کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم آپ علیہ السلام نیچے اتر جائیں مجھے ڈر ہے، کہ کفار آپ علیہ السلام کو میرے اوپر شہید کر دیں گے، تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے گا اس وقت کوہ حرا، نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم آپ علیہ السلام میری طرف تشریف لائیں۔ کوہ حرا، کوہ ثبیر کے مقابل ہے اور ان کے درمیان ایک وادی ہے منیٰ کی طرف جاتے ہوئے کوہ ثبیر بائیں طرف پڑتا ہے، اور کوہ حرا ثبیر کے آگے۔

(28) بتوں کا پاش پاش ہونا

بخاری، مسلم، بزار، طبرانی اور ابو یعلی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے جو رانگ کے ساتھ پتھروں میں نصب تھے جب رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم فتح مکہ کے دن مسجد الحرام میں داخل ہوئے، تو چھڑی کے ساتھ بغیر چھوئے، اشارہ فرمانے لگے آپ فرما رہے تھے۔ (سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 81)

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

ترجمہ:۔ ''حق آیا اور باطل مٹ گیا''

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے جس بت کی طرف اشارہ فرمایا، تو وہ پشت کے بل گر گیا یہاں تک کہ کوئی بت قائم نہ رہا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم چھڑی سے ان بتوں کو

چھونے لگے۔ دونوں روایتوں کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعض بتوں کی طرف اشارہ بلامس فرمارہے تھے اور بعض کو چھڑی کے ساتھ مس کر رہے تھے۔

حوالہ جات کتب

1۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (384۔458ھ)

2۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔

3۔ شواہد النبوت

4۔ مسند امام احمد

5۔ فتوحات مکیہ

6۔ بخاری شریف

7۔ مسلم شریف

8۔ تفسیر ابن کثیر

9۔ تفسیر در منثور

10۔ سنن ابوداؤد

11۔ فتح الباری

12۔ طبقات ابن سعد

13۔ کتاب شفا

14۔ روض الانف

15۔ سیرت ابن ھشام

16۔ سیرت ابن کثیر

17۔ تاریخ طبری

18۔ مشکوٰۃ شریف

19۔ روح المعانی

20۔ سیرۃ حلبیہ

21۔ سنن ابن ماجہ

جمادات سے متعلق معجزات کا بیان

(1) جمادات کا سلام کرنا

ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں موجود تھا ایک دن مکہ مکرمہ کے اردگرد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفریح کو نکلے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے سنا کہ جو پہاڑ یا درخت سامنے پڑتا ہے وہ کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اس واقعہ میں ایک معجزہ نباتات سے متعلق ہے کہ درختوں نے سلام کیا دوسرا معجزہ جمادات سے تعلق رکھتا ہے کہ پہاڑوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا۔

(2) جمادات کی تسبیح

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تنہائی کے وقتوں میں جایا کرتا تھا۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا پا کر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ گیا اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کر کے آں حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کر کے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹھی میں وہ کنکریاں رکھ لیں تو وہ خدا کی تسبیح کرنے لگیں کنکریوں کی تسبیح کی آواز جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے سبھوں نے سنی۔ پھر ان کنکریوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب رکھ دیا تو خاموش ہوگئیں اس کے بعد کنکریاں اٹھا کر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیں تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں اور شہد کی مکھی کی طرح آواز آنے لگی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھ دیں تو چپ ہوگئیں۔ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیں تو اسی طرح آواز سے تسبیح پڑھنے لگیں۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھنے لگیں اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”یہ خلافت ہے نبوت کی“ بعض شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے ورنہ ان کے ہاتھ میں بھی کنکریاں تسبیح پڑھتیں کیونکہ آپ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے خلیفہ تھے۔

(3) پتھر کا سلام کرنا

مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”

اس پتھر کو میں پہچانتا ہوں جو مکہ مکرمہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا''۔ بیہقی اور اکثر محدثین نے کہا ہے کہ اس پتھر سے مُراد حجر اسود ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے یہ دوسرا پتھر ہے جواب تک مکہ مکرمہ میں موجود ہے یہ پتھر اس گلی میں ہے جس کو ''رفاق المرفق'' کہا جاتا ہے یہ نام اس گلی کا اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں آنحضور رسول کریم علیہ السلام کی مرفق یعنی کہنی کا اثر ہے اس کی زیارت بھی لوگ کیا کرتے ہیں ابن حجر مکی کا بیان ہے کہ مکہ مکرمہ میں یہ روایت قدیم زمانہ سے مشہور ہے۔

(4) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی نے ابواسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''کل تم اور تمہارے اہل وعیال اس وقت تک گھر سے باہر نہ نکلیں جب تک میں نہ آؤں مجھے تم سے کچھ کام ہے'' تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں رہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے خیریت دریافت فرمائی تو عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم سب خیریت سے ہیں۔اُس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم سب مل کر ایک جگہ ہوجاؤ''۔جب سب مل کر قریب قریب بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو ایک چادر اُڑھادی اور ان سب کے حق میں دعا فرمائی کہ ''اے اللہ یہ میرے چچا ہیں اور یہ باپ کی برابر ہیں اور یہ ان کی اولاد ہے جس طرح میں نے ان کو یہ چادر اُڑھائی ہے اسی طرح تو انہیں دوزخ کی آگ سے بچائیو'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تو اس گھر کی چوکھٹ اور دیواروں نے آمین آمین کہا۔ابونعیم نے بھی یہ روایت کی ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے سات شخص تھے چھ لڑکے اور ایک لڑکی ان کے نام یہ ہیں۔فضل،عبداللہ۔عبدالرحمٰن۔قثم۔سعید اور اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(5) بتوں کا پاش پاش ہوجانا

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور بزار،طبرانی،ابویعلی میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت کفار قریش نے اس مضبوطی سے نصب کئے تھے کہ ان کے پاؤں سیسے سے جمادیئے تھے جب مکہ فتح ہوا اور رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس لکڑی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بتوں کو اشارہ کرنا شروع کیا اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔(سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 81)

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

ترجمہ:۔ ''حق آگیا اور باطل مٹ گیا''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بت کی طرف سامنے سے اشارہ کرتے وہ پیچھے گر جاتا تھا اور جس بت کے

پیچھے سے اشارہ کرتے وہ منہ کے بل آگے کو گر جاتا۔ پتھر اور سیسے سے جما ہوا بُت صرف اشارہ سے گر جائے۔ یہ معجزہ جمادات سے متعلق ہوا۔

جمادات ونباتات سے متعلق معجزات

(1) نباتات کی تعمیل حکم

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم ایک منزل میں پہنچے اور ایک چوڑے میدان میں اُترے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے لیکن وہاں کوئی آڑ اور پردہ کرنے کی چیز نہیں تھی البتہ وادی کے دونوں کناروں پر دو درخت تھے۔ چنانچہ آنحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ ”تو خدا کے حکم سے میری اطاعت کر“۔ یہ سنتے ہی وہ درخت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو لیا۔ جیسے مہار پکڑنے والے کے ساتھ اونٹ ہولیا کرتا ہے پھر دوسرے درخت کے پاس آپ تشریف لے گئے اور اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا ”خدا کے حکم سے میری اطاعت کر“ چنانچہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو لیا۔ جب دونوں درخت بالکل بیچ میں آئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ”دونوں خدا کے حکم سے مل جاؤ“ چنانچہ وہ دونوں مل گئے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ میں کسی گہری سوچ میں تھا اس لئے اس طرف سے میری نگاہ ہٹ گئی تھی۔ لیکن اتنا میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت جُدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔

(2) درخت کی گواہی

دارمی نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک دیہاتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا ”کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی اس کا شریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں؟“ اس دیہاتی نے کہا تمہارے اس دعوے پر کوئی گواہ بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”یہ سامنے والا سلم کا درخت میرا گواہ ہے“۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کو بلایا وہ میدان کے کنارے پر تھا زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اس سے گواہی چاہی، اس نے تین بار گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سچے ہیں۔ (سلم ایک خاردار اور بلند درخت کو کہتے ہیں۔ عرب کے جنگلوں میں عام طور سے یہ درخت پایا جاتا ہے)

(3) درخت کی شہادت

ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی نے آکر عرض کیا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر میں اس خوشے کو جو درخت خرما میں لگا ہوا ہے بُلاؤں اور یہ آکر میری رسالت کی گواہی دے؟'' چنانچہ اس خوشے کو بُلایا وہ درخت سے جھک گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گر کر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہونے پر گواہی دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ''تو اپنی جگہ واپس چلا جا'' وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا یہ دیکھ کر وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔

(4) نباتات کی گواہی

بزار نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نبوت کا معجزہ طلب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم اس درخت سے جا کر کہو کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں''۔ اس دیہاتی نے جا کر کہا تو درخت نے پہلے چاروں طرف سے حرکت کی پھر زمین چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جلدی سے پہنچ گیا اور سامنے کھڑے ہو کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ دیہاتی نے کہا اب اس درخت کو واپس جانے کی اجازت دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی تو وہ اپنی جگہ پر آ پہنچا اس کی جڑیں زمین میں پھر گھس گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ دیہاتی یہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور اس نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ مجھ کو سجدہ کرنے کی اجازت دیجئے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر میں کسی انسان کو کسی انسان کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں''۔ دیہاتی نے پھر کہا کہ اچھا اپنے ہاتھ اور پاؤں کو چومنے اور بوسہ دینے کی اجازت دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومے۔

(5) نباتات وجمادات کی تعمیل حکم

بیہقی اور ابو یعلیٰ نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کے ایک سفر میں مجھ سے فرمایا کہ ''دیکھو قضائے حاجت کے لئے کہیں جگہ ہے''۔ میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں اتنے آدمی ہیں کہ کہیں پردہ کی جگہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ''دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں؟''

میں نے کہا کہ ہاں کچھ درخت پاس پاس نظر آتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جا کر ان درختوں سے کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ تم اکٹھے ہو جاؤ اور پتھروں سے بھی اکٹھا ہونے کو کہہ دو" میں نے درختوں اور پتھروں سے یہ بات جا کر کہی تو خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ درخت اکھٹے ہو کر آپس میں مل گئے اور پتھر باہم مل کر دیوار بن گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ہی کی آڑ میں بیٹھ کر قضائے حاجت کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہو گئے تو مجھ سے فرمایا کہ "ان سے کہہ دو علیحدہ ہو جائیں"۔ میں نے کہہ دیا تو خدا کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے ان درختوں اور پتھروں کو علیحدہ ہو کر اپنی جگہ جاتے ہوئے دیکھا۔

(6) درختوں کا تعمیل حکم

امام احمد بیہقی اور طبرانی نے یعلیٰ بن سبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں ایک سفر میں شریک تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ کھجور کے دو چھوٹے چھوٹے درختوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو دونوں آپس میں قریب آ کر مل گئے اور اس کے آڑ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ضرورت پوری کر لی۔

(7) درخت کی گواہی

محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جنّات نے حاضر ہو کر سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر کون گواہی دے سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ درخت۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت کو بلایا تو وہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا آیا اور گواہی دی۔

(8) درخت دو ٹکڑے ہو گیا

بیہقی اور ابو نعیم نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رکانہ پہلوان نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ببول (کیکر) کے ایک درخت کو یہ کہہ کر بلایا کہ "خدا کے حکم سے قریب آ جا" چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو واپس جانے کو فرمایا تو اپنی جگہ پر چلا گیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ رکانہ قریش کا ایک قوی ہیکل پہلوان تھا یہ جنگل میں بکریاں چرایا کرتا تھا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جنگل کی طرف تشریف لے گئے تو رکانہ سے ملاقات ہو گئی وہاں کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا۔ رکانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اور اپنے مفروضہ معبود کی پوجا کرتے ہو، اگر میری تم سے رشتہ داری نہ ہوتی تو آج میں تم کو مار ڈالتا آج تم اپنے

خدا سے دعا کر کے مجھ سے نجات حاصل کرو تو میں جانوں۔ میں آج تمہاری سچائی کا اس طرح اندازہ لگانا چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے کشتی لڑو اور تم اپنے خدا سے دعا کرو۔ اور میں اپنے لات وعزی سے دعا کروں۔ اگر تم نے مجھے پچھاڑ دیا تو ان بکریوں میں سے دس بکریاں جو تم پسند کرو گے تم کو دے دوں گا۔ چنانچہ رکانہ سے کشتی ہوئی اور آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ رکانہ بولا کہ تم نے نہیں پچھاڑا بلکہ تمہارا خدا غالب آ گیا اور لات وعزیٰ نے میری مدد نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا پہلو کسی نے آج تک زمین سے نہیں لگایا تھا مگر تم نے لگا دیا اچھا ایک بار اور کشتی لڑو۔ اگر اب کی بار غالب آ گئے تو دس بکریاں اور تم اپنی پسند سے لے لینا چنانچہ دوسری دفعہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ کو پچھاڑ دیا اور پھر رکانہ نے وہی بات کہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا لات وعزیٰ پر غالب آ گیا پھر تیسری بار رکانہ سے کشتی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ رکانہ نے کہا کہ تیس بکریاں میرے ریوڑ میں سے چن لو اور پسند کر لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں بکریاں نہیں لوں گا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تو اسلام قبول کر لے۔ اسلام قبول کر کے تو دوزخ کی آگ سے نجات حاصل کر لے گا" اس پر اس نے معجزہ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ببول کے درخت کو بلایا چنانچہ وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا آنحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رکانہ کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا۔ رکانہ نے کہا کہ واقعی یہ بڑا معجزہ ہے۔ اچھا اس کو اپنی جگہ واپس لوٹا کر دکھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر میں واپس لوٹا دوں تو کیا مسلمان ہو جائے گا؟" اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا وہ درخت واپس ہو گیا اور دونوں ٹکڑے مل کر ایک ہو گئے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "تو اب مسلمان ہو جا"۔ رکانہ نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں گا تو مجھے عورتیں عار دلائیں گی کہ رکانہ مرعوب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ بہر حال اس وقت تو یہ مسلمان نہ ہوا مگر فتح مکہ کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔

کٹی ہوئی شاخوں اور لکڑیوں سے متعلق معجزات کا بیان

(9) سوکھی شاخ تلوار بن گئی

بیہقی نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر میں عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سوکھی لکڑی دی۔ اس کا معجزہ یہ ظاہر ہوا کہ یہ لکڑی ان کے ہاتھ میں لمبی چمک دار تلوار ہو گئی جس سے غزوۂ بدر میں جہاد کیا۔ وہ لکڑی تلوار بن کر بہت دنوں عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن محصن۔ شہادت 12ھ) کے پاس رہی۔ اسی سے لڑائیاں لڑتے تھے یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں مُرتد ہونے والوں سے لڑتے ہوئے عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ اس تلوار کا نام ملوّن رکھا گیا تھا۔

(10) شاخ تلوار بن گئی

بیہقی نے روایت کی ہے کہ غزوہ اُحد میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہادت غزوۂ اُحد 3ھ) کی تلوار جب ٹوٹ گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک شاخ ان کو دے دی وہ تلوار کا کام کرنے لگی۔ ابن سید الناس نے لکھا ہے تلوار ان کے پاس برابر رہی اور ان کی موت کے بعد ان کے وارثوں نے دوسو اشرفیوں کے عوض فروخت کی۔

(11) شاخ روشن ہوگئی

احمد نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نعمان (المتوفی 23ھ) نے عشاء کی نماز پڑھی۔ رات اندھیری تھی اور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کی ایک شاخ دے کر فرمایا کہ ''یہ شاخ اتنی روشنی دے گی کہ تمہارے آگے پیچھے دس دس آدمی اس کی روشنی میں راستہ چل سکیں گے اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز تمہیں نظر آئے گی اس کو مار کر باہر نکال دینا'' قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے تو شاخ روشن ہوگئی جب گھر پہنچے اور کالی چیز کو دیکھا تو مار کر نکال دیا وہ کالی چیز شیطان تھا جو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مار کر نکال دیا گیا۔

(12) قصہ ستون حنانہ

صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک سوکھے ہوئے تنے سے ٹیک لگا کر خطبۂ جمعہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خشک تنے کے ستون کو چھوڑ کر منبر پر خطبہ دینا شروع کیا تو ستون چیخ کر اس زور سے رونے لگا جیسے قریب ہے کہ پھٹ جائے گا آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر سے اتر کر اس ستون کو چمٹا لیا تو وہ اس طرح سسکیاں لینے لگا جیسے بچہ رونے سے چپ ہوتے وقت سسکیاں بھرا کرتا ہے اور ہچکیاں لیا کرتا ہے پھر اس کا رونا بند ہوگیا۔ آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہمیشہ وعظ سنا کرتا تھا اب جدائی کے صدمہ کو برداشت نہ کرسکا اور رونے لگا'' یہ واقعہ احادیث میں اس کثرت سے مذکور ہے کہ تاج الدین سبکی نے متواتر کہا ہے حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جب اس حدیث کو بیان فرماتے تو رو رو کر کہا کرتے تھے اے لوگو! کھجور کی سوکھی ہوئی لکڑی آں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوق و محبت میں روتی تھی تو تم کو اس سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں بے قرار رہنا چاہیئے۔

(13) نباتات کا تھرتھرانا

مسلم نسائی اور امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوکھی

لکڑی کے منبر پر چڑھ کر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ سورہ الانعام آیت 91

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

ترجمہ:۔ ''کافروں نے اللہ کی اتنی قدر نہ پہچانی جتنا کہ حق ہے''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبار اپنی بڑائی بیان فرماتا ہے۔

''اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ''

ترجمہ:۔ ''میں جبار ہوں جبار ہوں اور میں بڑی بلندی''

اس کلام کے سنتے ہی لکڑی کا منبر اس زور سے تھرتھرانے لگا کہ ہمیں ڈر ہوا کہیں خدانخواستہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے گر نہ پڑیں۔ منبر لکڑی کا تھا اور وہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سن کر تھرتھرانے لگا تو یہ معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نباتات سے متعلق تھا۔

(14) شاخ کی روشنی

بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عباد بن بشر اور اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضیر ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے اُٹھ کر اپنے اپنے گھر کو چلے رات سخت تاریک تھی ان دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک چھوٹی سی لکڑی تھی ان میں سے ایک روشن ہوگئی دونوں اسی کی روشنی میں چلتے رہے اور آپ علیہ السلام کی برکت سے یہ لکڑیوں کی روشنی میں گھر پہنچے۔

جنات کا قبول اسلام

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔ سورۃ احقاف آیات 29 تا 32

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾

ترجمہ:۔ ''اور جب ہم نے تمہاری طرف جنوں کی ایک جماعت پھیری جو کان لگا کر قرآن سنتے تھے جب وہ رسول اللہ

کے پاس پہنچے، تو آپس میں کہنے لگے کہ خاموش رہو، جب تلاوت ختم ہوئی تو اپنی قوم کی طرف لوٹے انہیں ڈرانے کیلئے بولے، اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی، حق اور سیدھی راہ دکھاتی، اے ہماری قوم! اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں، وہ کھلی گمراہی میں ہیں''۔

قرآن کریم کی سورۃ جنّ میں فرمایا:۔ (آیات 1 تا 9)

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝۱ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝۳ وَّاَنَّهُ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۝۵ وَّاَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝۷ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّشُهُبًا ۝۸ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنّوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا، تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔ اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ اور یہ کہ ہم میں کا بیوقوف اللہ پر بڑھ کر بات کہتا تھا۔ اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ ہرگز آدمی اور جنّ اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے۔ اور یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنّوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے تو اس سے اور بھی ان کا تکبّر بڑھا اور یہ کہ انہوں نے گمان کیا جیسا تمہیں گمان ہے کہ اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے پھر اب جو کوئی سُنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لوکا (شعلہ) پائے''۔ (جس سے اس کو مارا جائے)

1۔ اہل سیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ کے ارادے سے نکلے یہ وہ زمانہ تھا جب شیاطین کے درمیان اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ حائل ہو چکی تھی اور ان پر شہاب مارے جاتے تھے، وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر پوچھنے لگے، تمہیں کیا ہوگیا ہے، ہماری آسمانی خبروں میں رکاوٹ پڑ چکی ہے، اور ہم پر شہاب باری کی جاتی ہے، یہ تو کوئی انتہائی اہم حادثہ رونما ہو چکا، لہٰذا زمین کے مشرق و مغرب میں جاؤ اور دیکھو کہ تمہاری آسمانی خبروں کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن گئی ہے؟

چنانچہ وہ زمین کے مشرق و مغرب میں گھوم گئے ایک گروہ تہامہ کی طرف گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا آپ علیہ السلام اس وقت مقام نخلہ میں اپنے صحابہ کے ہمراہ نماز فجر ادا فرما رہے تھے، اس گروہ نے قرآن کریم کی آواز سنی تو اس کی طرف کان لگا دیئے۔ کہنے لگے، بخدا! یہی چیز تو تمہاری آسمانی خبروں کے حصول میں رکاوٹ بن گئی ہے۔ چنانچہ وہاں سے اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہنے لگے۔

''اے ہماری قوم! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو سچی راہ کی طرف لے جاتا ہے، ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم خدا کے ساتھ کبھی بھی کسی کو شریک نہیں کریں گے''۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جس رات جنات نے قرآن کریم سنا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنات کے بارے میں کس نے آگاہ کیا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ ایک درخت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کی تھی۔

امام مسلم، احمد اور ترمذی حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا، کہ ''لیلۃ الجن'' میں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں تھا؟ فرمایا: ہم سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ تھا، مگر مکہ مکرمہ میں ایک رات ہم نے حضور کو نہ پایا ہم نے کہا: کیا آپ علیہ السلام کو معاذ اللہ شہید کر دیا گیا ہے۔ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اڑا کر لے گیا ہے یا آپ علیہ السلام کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ ہم نے یہ رات انتہائی پریشانی میں گزاری، صبح ہوئی، تو کیا دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا کی طرف سے آ رہے ہیں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پریشانی سے آگاہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جنوں کا ایک نمائندہ آیا تھا تو میں ان کی طرف چلا گیا تھا، میں نے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی''۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لے جا کر ہمیں ان جنوں کے آثار اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔

علامہ بیہقی اور ابونعیم بطریق ابوعثمان خزاعی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مکہ شریف میں تھے) کہ ''تم میں سے جو شخص آج کی شب جنات کے پاس حاضر ہونا چاہے، وہ حاضر ہو'' مگر میرے علاوہ کوئی حاضر نہ

ہوا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے بالائی حصّہ میں آئے، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے قدم مبارک سے ایک لکیر کھینچی اور مجھے وہاں بیٹھنے کا حکم دیا۔ بعدازاں آپ علیہ السلام آگے بڑھ کر کھڑے ہو گئے اور قرآن حکیم کی تلاوت شروع کر دی قرآن کی تلاوت سن کر بہت سے جنّات نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گھیر لیا تا آنکہ وہ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان حائل ہو گئے، اس وقت مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سنائی نہ دے رہی تھی، اس کے بعد وہ بادل کے ٹکڑوں کی طرح بکھر گئے، صرف ایک جماعت رہ گئی، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی، پھر وہ جماعت بھی رخصت ہو گئی،

بیہقی ابی راشد سے بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہاں اترے جب کوچ کیا، تو میرے آقا نے مجھے کہا کہ سوار ہو کر ان کے ساتھ چلو، چنانچہ میں سوار ہو کر ساتھ ہو لیا جب ہم ایک وادی سے گزرے، تو ہمیں راستے پر پڑا ہوا ایک مردہ سانپ نظر آیا۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اتر کر اسے راستے سے ہٹایا اور دفن کر دیا اور پھر سوار ہو گئے۔ ہم چل رہے تھے، کہ اچانک ہاتف کی آواز آئی۔ اے خرق! اے خرق! ہم نے مڑ کر دائیں بائیں دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پکار کر کہا اے ہاتف! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اگر تو ظاہر ہونے والوں میں سے ہے، تو سامنے آ اور اگر ظاہر نہ ہونے والوں میں سے ہے تو بتا کہ خرق کون ہے؟ اس نے جواب دیا وہی سانپ ہے جو آپ نے فلاں مقام پر دفن کیا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ علیہ السلام ایک دن اس سے فرما رہے تھے۔ ''اے خرق! تیری فلاں جنگل میں موت ہو گی اور تمہیں اس زمانے کا ایک بہترین مومن دفن کرے گا''۔ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا، تو کون ہے؟ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے جواب دیا میں ان نو (9) جنات میں سے ہوں جنہوں نے اس جگہ نبی اکرم صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دست اقدس پر بیعت کی تھی تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کیا تم واقعی رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم سے یہ بات سنی تھی؟ تو اس نے کہا: ''ہاں''

یہ سن کر حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ (99ھ-101ھ) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور پھر ہم وہاں سے لوٹ آئے۔

ابوعبید فضائل قرآن میں اور دارمی، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی مدینہ شریف کے ایک کوچے میں شیطان سے ملاقات ہو گئی، تو اس شخص نے شیطان کو پچھاڑ دیا، شیطان نے کہا کہ مجھے چھوڑ دیجیئے میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جس سے تمہیں تعجب ہو گا، تو اس نے اسے چھوڑ دیا، اس نے کہا: کیا تم سورۂ بقرہ پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا ''ہاں'' کہا شیطان اس سے کچھ سنے، تو پیٹھ دیکر بھاگ جاتا ہے، اور اس کی آواز ایسی ہو جاتی ہے جیسے گدھے کے گوز (پاد) کی آواز، کسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا وہ شخص کون تھا، انہوں نے کہا: وہ (شیطان سے کشتی کرنے والے) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

ابوالشیخ ''العظمہ'' میں اور ابونعیم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: ایک

سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمرکاب تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''جاؤ اور ہمارے لئے پانی لے آؤ'' تو وہ پانی لانے کے لئے گئے وہاں ان کا سامنا شیطان سے ہوا جو کہ ایک حبشی غلام کی شکل میں تھا وہ ان کے اور چشمہ کے درمیان حائل ہوگیا حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اٹھا کر پٹخ دیا، تو اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو میں تمہارے سامنے سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر مقابل آ گیا حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دوبارہ پکڑ کر پچھاڑ دیا، تو اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو میں اب تمہارے سامنے رکاوٹ نہیں بنوں گا۔ تو انہوں نے اسے پھر چھوڑ دیا مگر وہ تیسری بار پھر مقابل آ گیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسری مرتبہ بھی زمین پر دے مارا۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ ''شیطان ایک حبشی غلام کے روپ میں عمار اور چشمہ کے درمیان حائل ہوگیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے عمار کو اس پر غلبہ عطا فرمایا ہے''۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ہم حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے، تو انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے ایسا فرمایا ہے، یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا، کہ وہ شیطان ہے، تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔

بیہقی نے ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنگ یمامہ 11ھ میں شہادت پائی) سے روایت کی، کہا میں نے رسول اکرم سید المرسلین صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم سے یہ شکایت کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں اپنے گھر میں بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ میں نے گھر میں چکی کی سی آواز اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز سنی اور میں نے ایسی چمک دیکھی جیسے بجلی کوندتی ہے، تو میں نے گھبرا کر سر اوپر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ سیاہ سایہ ہے جو اوپر کو اٹھ رہا ہے اور میرے گھر کے صحن میں دراز ہو رہا ہے، میں نے قریب جا کر اس کے بدن کو چھوا تو اس کی جلد خاردار تھی، اس نے میرے چہرے کی طرف آگ کے شرارے پھینکے، مجھے یوں گماں ہوتا تھا کہ گویا اس نے مجھے جلا ڈالا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ سن کر فرمایا ''اے ابودجانہ! وہ برے گھر کا رہنے والا ہے'' پھر فرمایا ''میرے پاس قلم دوات لے آؤ'' تو میں نے قلم دوات پیش کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر فرمایا: لکھو:۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ الْعَالَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ مِنَ الْعِمَارِ وَالزُّوَّارِ وَالصَّالِحِيْنَ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ

فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ مُدَّعِيًا حَقًّا مُبْطِلًا هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلُنَا يَكْتُبُوْنَ مَا كُنْتُمْ تَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَّزْعُمُ اِنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تُغْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ

حٰمٓعٓسٓقٓ تفرق اَعْدَاء اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ''

ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں یہ خط لے کر اپنے گھر آیا اور اسے اپنے سر کے نیچے رکھ کر رات بسر کی، مجھے جاگ نہ آئی مگر اس وقت جب کوئی چلانے والا چلا کر کہہ رہا تھا، اے ابا دجانہ لات وعزیٰ کی قسم ان کلمات نے ہمیں جلا ڈالا ہے، قسم ہے اس تحریر کے لکھنے والے کی جب تم اس تحریر کو ہم سے اٹھالو گے تو ہم نہ تمہارے گھر میں آئیں گے نہ تمہارے ہمسائے کے گھروں میں، جب صبح ہوئی تو میں نے نماز فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اقتداء میں پڑھی اور جو بات میں نے اس جنّ سے سنی تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اے ابا دجانہ! اس قوم سے اسے اٹھالو، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، وہ قوم نہایت المناک عذاب میں مبتلا رہے گی،

ابونعیم بحوالہ واقدی بیان کرتے ہیں کہ لوگ غزوہ تبوک میں شرکت کے لئے جا رہے تھے، کہ اچانک ایک اژدھا ان کے سامنے آ گیا، لوگ فوراً ادھر ادھر ہو گئے، وہ آگے آیا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کافی دیر تک اپنی سواری پر تشریف فرما رہے، اور لوگ اس اژدھے کی طرف دیکھتے رہے، پھر وہ پلٹ کر راستہ سے ہٹ گیا اور کچھ دیر تک کھڑا رہا، اس کے بعد لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پوچھا ''تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟'' انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول علیہ السلام زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''یہ ان آٹھ جنّوں میں سے ایک ہے جو وفد کی صورت میں مجھ سے قرآن سننے کے لئے آئے تھے یہ تمہیں سلام کہہ رہا ہے'' تو لوگوں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمتہ اللہ

ابونعیم حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مسجد نبوی مدینہ منورہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا، تو ارشاد فرمایا: آج رات تم میں سے کون جنّوں سے ملاقات کے لئے آئے گا؟ تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ نکلا تا آنکہ مدینہ شریف کے پہاڑ نظروں سے اوجھل ہو گئے ہم ایک اونچی زمین میں پہنچے، تو اچانک کچھ دراز قد لوگ نظر پڑے جب میں نے انہیں دیکھا، تو مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا، اور خوف کے مارے میرے قدم ڈگمگانے لگے جب ہم ان کے قریب پہنچے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور فرمایا ''اس کے اندر بیٹھ جاؤ'' چنانچہ جب میں اس خط کے اندر بیٹھ گیا، تو مجھ سے میرا خوف جاتا رہا'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آگے بڑھ کر تلاوت قرآن حکیم شروع کر دی، وہ جنات طلوع صبح تک وہاں رہے، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''چلو'' ہم کچھ فاصلہ چلے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میری طرف لوٹ کر فرمایا ''دیکھو وہاں کچھ لوگ تمہیں نظر آرہے ہیں'' میں نے عرض کیا، ہاں! ایک بھیڑ سی نظر آرہی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا سر اقدس جھکا لیا، پھر کچھ ہڈیاں وغیرہ اکٹھی کر کے ان کی طرف پھینکیں اور فرمایا ''انہوں نے ہم سے زادراہ طلب کیا ہے، تو میں نے ان کے

لئے ہڈی اور گوبرزادراہ مقرر کیا ہے"

ابوالشیخ "کتاب العظمہ" میں اور ابونعیم، کثیر بن عبداللہ سے ان کے دادا عمر بن عوف کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں ایک سفر کے دوران مقام "عرج" پر اترے جب اس مقام کے قریب پہنچے، تو میں نے مردوں کا شوروغل اور دنگا فساد سنا، وہ آدمی مجھے نظر نہ آرہے تھے، میں رک گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مسکرا رہے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "مسلمان جن اور مشرک جن میرے پاس اپنا جھگڑا لیکر آئے تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں انہیں مختلف مقامات پر ٹھہراؤں، چنانچہ میں نے مسلمان جنوں کو حلس اور مشرک جنوں کو غور کے مقام پر سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا"۔ کثیر کہتے ہیں کہ حلس بستیوں اور پہاڑوں کو کہا جاتا ہے جبکہ غور پہاڑوں کے نشیبی مقامات اور سمندروں کو کہتے ہیں۔

ایک بار ہم نے صحرا میں پڑاؤ کیا جہاں راستے ختم ہوتے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طہارت کے لئے پانی لیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجوروں کے دو درخت نظر پڑے جو الگ الگ کھڑے تھے یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جابر! جا کر ان دونوں درختوں کو کہہ کہ مل جائیں" پس وہ اس طرح باہم مل گئے گویا ان کا تنا ایک ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع حاجت کے بعد طہارت فرمائی ادھر میں اس خیال سے پانی لیکر بڑھا، کہ شاید اللہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر سے نکلنے والی چیز پر مطلع فرمائے مگر مجھے اس مقام پر کوئی چیز نظر نہ آئی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طہارت نہیں فرمائی؟ فرمایا "کیوں نہیں؟ البتہ! یہ ہے کہ زمین کو حکم ہے، کہ ہم گروہ انبیاء کے بول براز کو نگل جائے" اس کے بعد دونوں الگ الگ ہو گئے۔

ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ہم چل رہے تھے کہ اچانک سیاہ اژدھا سامنے آگیا جس نے اپنا سر اٹھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک کان کے قریب رکھا اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دہان پاک اس کے کان پر رکھا، پھر رازداری سے کچھ اس کے کان میں کہا، پھر ایسا معلوم ہوا گویا زمین اس اژدھے کو نگل گئی ہو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں خوفزدہ ہو گئے تھے۔ فرمایا "یہ جنوں کا نمائندہ تھا، انہیں ایک سورت بھول گئی، تو انہوں نے اس جن کو میری خدمت میں بھیجا پس میں نے انہیں قرآن حکیم کی تعلیم دی ہے"

بعدازاں ہم ایک بستی میں پہنچے، تو لوگوں کا ایک گروہ چاندسی دوشیزہ کو جو کہ پاگل تھی، لے کر ہمارے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دوشیزہ کے جنون کا کچھ علاج فرمائیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور اس کے جن سے فرمایا: "تجھ پر افسوس: میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اسے

چھوڑ دے'' یہ سنتے ہی اس دوشیزہ نے نقاب اوڑھ لیا اور شرم و حیاء کے ساتھ صحیح سالم واپس چلی گئی۔

امام بخاری اور نسائی بطریق ابن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فطرانہ رمضان کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی کہ اچانک ایک آنے والا میرے پاس آیا اور طعام میں سے لینے لگا، تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اس نے شدید حاجت کی اور بتایا کہ اس کا ایک بڑا کنبہ ہے، تو میں نے اس پر رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے رات کے وقت کیا کیا؟'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے شدید حاجت کی شکایت کی اور بتایا کہ اس کا ایک بڑا کنبہ ہے، تو میں نے اس پر رحم کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر فرمایا ''اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا'' تو مجھے یقین ہو گیا، کہ وہ ضرور آئے گا چنانچہ میں اس کی تاڑ میں بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں وہ آ گیا اور طعام میں سے لینے لگا، تو میں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس سے کہا، کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں گا اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دیجئے، کیونکہ میں انتہائی حاجت مند عیالدار ہوں اب میں نہ آؤں گا، پھر مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا، صبح کو جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ''ابو ہریرہ! تم نے اپنے قیدی کا کیا کیا؟'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے اپنی حاجت اور بچوں کے خرچ کی شکایت کی، تو مجھ کو رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس نے تم سے جھوٹ بولا، وہ پھر آئے گا'' پس میں اس کی تاک میں رہا، وہ پھر آ کر دونوں ہاتھوں سے غلہ اٹھانے لگا، تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: آج میں ضرور تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے چلوں گا اب یہ آخری بار ہے، تو نے نہ آنے کا وعدہ کیا تھا مگر اس کے باوجود تو پھر آ گیا ہے اس نے کہا: مجھ کو چھوڑ دیجئے میں تم کو چند ایسے کلمات بتاؤں گا جن سے خدا تم کو نفع دے گا جب تم سونے کے لئے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو خدا کی طرف سے تم پر ہمیشہ ایک نگہبان رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے قریب نہ آئے گا یہ سن کر میں نے اس کو چھوڑ دیا، صبح جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ابو ہریرہ! تم نے اپنے رات کے قیدی کے ساتھ کیا سلوک کیا''۔ میں نے عرض کیا، اس نے مجھ سے یہ کہا، کہ میں تم کو چند ایسے کلمات سکھاؤں گا جو تم کو نفع دیں گے، پس میں نے اس کو چھوڑ دیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اس نے سچ کہا حالانکہ وہ جھوٹا ہے'' اس کے بعد فرمایا ''تم کو معلوم ہے، کہ تم تین راتوں سے کس کے ساتھ خطاب کرتے رہے'' میں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ''وہ شیطان تھا''

امام بخاری تاریخ میں اور طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم۔ سند معتبر کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے صدقہ کی کھجوریں سونپیں، میں نے انہیں اٹھا کر اپنی کوٹھڑی میں رکھ لیا، پھر مجھے محسوس ہوا، کہ ان میں روز بروز کمی واقع ہو رہی ہے، تو میں نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "یہ شیطان کی کارستانی ہے" تم اس کی گھات میں رہو تو میں اس کے لئے رات کے وقت چھپ کر بیٹھ گیا جب رات ڈھلنے لگی، تو مجھے ہاتھی کی مانند ایک شبیہ آتی ہوئی نظر پڑی جب وہ چیز دروازے پر پہنچی، تو صورت بدل کر دروازہ کے سوراخ سے اندر آ گئی، پھر کھجوروں کے قریب آ کر انہیں نگلنا شروع کیا، میں نے لنگوٹا کسا اور کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" اے دشمن خدا! تو کھجوروں کے درپے ہو گیا ہے" پھر اسے جا لیا اور کہا: کہ لوگ تجھ سے زیادہ اس کے حق دار ہیں، میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور لے جاؤں گا، تو اس نے مجھ سے عہد کیا، کہ وہ اب لوٹ کر نہیں آئے گا، جب صبح کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "وہ ضرور آئے گا تم اس کی تاڑ میں رہو" پس میں دوسری رات بھی اس کی گھات میں رہا، اس نے آ کر وہی کام شروع کیا، تو میں نے اسے پھر پکڑ لیا، اس نے پھر مجھ سے واپس نہ آنے کا وعدہ کیا، صبح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ماجرا سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "وہ اب پھر آئے گا" تو میں تیسری رات میں بھی اس کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گیا وہ تیسری بار آیا اور پھر کھجوریں کھانے لگا، تو میں نے اس سے کہا: او دشمن خدا! تو نے مجھ سے دوبار وعدہ کیا اور یہ تیسری بار ہے۔ اس نے کہا میں عیالدار ہوں اور نصیبین سے آپ کے ہاں آتا ہوں اگر مجھے اس کے سوا ملتا تو آپ کے پاس نہ آتا، میں آپ کے اسی شہر میں رہتا تھا یہاں تک آپ کے نبی مبعوث ہوئے اور ان پر دو آیتیں ایسی نازل ہوئی ہیں جن کی وجہ سے ہمیں نصیبین بھاگ جانا پڑا۔ وہ دو آیتیں جس گھر میں پڑھی جاتی ہیں اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ اب اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو وہ دونوں آیتیں بتائے دیتا ہوں میں نے اس سے کہا بتاؤ میں تمہیں چھوڑ دوں گا، تو اس نے کہا: یہ "آیت الکرسی" اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" (بقرآیت 285، 286) سے آخر تک ہیں، تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بہت جھوٹا ہے"

ابونعیم حضرت ابراہم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ کے کچھ ساتھی حج کے ارادے سے نکلے، راستے میں ایک سانپ انہیں نظر پڑا جو دہرا ہو رہا تھا اس کا رنگ سفید تھا اور اس کے منہ سے خوشبو نکل رہی تھی، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم چلو میں تو دیکھوں گا کہ اس سانپ کا انجام کیا ہوتا ہے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ سانپ مر گیا، تو میں نے ایک سفید کپڑا لے کر اسے اس میں لپیٹا اور راستے سے ہٹ کر اسے دفن کر دیا، پھر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ اللہ کی قسم! میں بیٹھا ہی تھا کہ مغرب کی طرف سے چار عورتیں ہمارے پاس آئیں، ان میں سے

ایک نے پوچھا آپ میں سے کس نے عمرو کو دفن کیا ہے؟ ہم نے کہا: کون عمرو؟ اس نے کہا سانپ کو کس نے دفن کیا ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ میں نے اسے دفن کیا۔ اس نے کہا: بخدا آپ نے ایک روزہ دار، عبادت گزار کو دفن کیا ہے جو کلام خداوندی کے مطابق فیصلہ کرتا تھا اور آپ کے نبی پر ایمان لایا تھا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صفت سنی تھی یہ سن کر ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، پھر حج ادا کیا بعد ازاں جب مدینہ شریف میں میرا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزر ہوا، تو میں نے انہیں سانپ کا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: تو نے سچ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''ایک جنّ میری بعثت سے چار سو سال پہلے مجھ پر ایمان لایا تھا''

ابوالشیخ نے ''العظمہ'' میں روایت کی کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات اپنے باغ میں گئے تو انہوں نے باغ میں شور وغل کی آواز سنی، پوچھا یہ کیا شور ہے؟ ایک جنّ بولا، ہم خشک سالی اور قحط کا شکار ہیں، میں نے ارادہ کیا، کہ آپ کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں، تو ہمیں بخوشی عنایت کیجئے، فرمایا: ضرور، پھر فرمایا کیا یہ نہیں بتاؤ گے کہ ہم تم سے محفوظ کس طرح رہ سکتے ہیں؟ اس نے کہا: آیت الکرسی کے ذریعے''

1. تفسیر ابن کثیر۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
2. تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
3. تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ
4. دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
5. خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
6. اعلام النبوۃ۔ قاضی ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ
7. کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی
8. البدایہ والنہایہ۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر
9. فتوحاتِ مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی
10. فتح الباری۔ علامہ ابن حجر عسقلانی
11. صحیح مسلم۔ امام مسلم ابن حجاج
12. ترمذی شریف۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
(از بکستان)
13. دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی
14. طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد

(1) جنات

ابن سعد اور بیہقی نے مجاہدؒ سے روایت کی کہ قبیلۂ غِفار کے لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے کے لئے ایک گائے کو لائے ابھی وہ گائے صنم پر ذبح ہونے کی وجہ سے پجاریوں کے نزدیک تبرک بنی کھڑی ہی تھی کہ اس نے بہ بانگِ دُہل کہا:

''یا لذریح، امر نجیح، صایح یصیح لسان فصیح، یدعو بمکّۃ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ''

یہ سُن کر لوگ اُس کے قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے میں توقف کرنے لگے اور وہاں سے ٹل گئے۔ اس کے

کچھ عرصہ بعد ہی وہ نبوتِ محمدی سے کفر کے ماحول میں ہلچل کی خبریں سُننے لگے۔

امام احمد، و بیہقی نے مجاہد سے روایت کی کہ ہم سے ایک بوڑھے نے حدیث بیان کی، اُس نے کہا میں اپنے گھر والوں کی گائے کو ہانک رہا تھا تو میں نے اُس کے پیٹ میں سے یہ آواز سُنی:

''یا لذریح، قول فصیح، رجل یصیح، انّ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ'' اس کے بعد ہم مکّہ مکرمہ آ گئے تو ہم کو معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبوت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

بیہقی نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''تم کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب یا تحریک کس طرح ہوئی؟''

(2) اشعارِ جنّات

سواد نے کہا: ''میرا ایک جنّ تھا۔ میں ایک رات میں سو رہا تھا کہ وہ جنّ میرے پاس آیا اور اس نے کہا اُٹھو اور سمجھو اور جان لو اگر تم میں کچھ عقل ہے کہ لوئی بن غالب کی اولاد سے رسولِ خدا مبعوث ہو چکے۔ پھر اُس نے یہ اشعار پڑھے:

عجبت للجنّ و انجاسھا وشدھا العیس باحلاسھا

ترجمہ:۔ ''مجھے جنّات اور ان کی نجاستوں اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر تعجب ہے۔''

تھوی الی مکة تبغی الھدیٰ مامومنوھا مِثل ارجاسھا

ترجمہ:۔ کہ وہ جنّات مکّہ کی طرف آ کر ہدایت کے خواستگار ہو رہے ہیں اور جنّات میں جو صاحبِ ایمان ہیں وہ ناپاک جنّات کی طرح نہیں ہیں۔

فانھض الی الصفوة من ھاشم واسم بعینیک الی راسھا

ترجمہ:۔ لہٰذا تم بنی ہاشم کے صاحبِ پاک سیرت کی خدمت میں پہنچو اور اولادِ ہاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے تو دیکھو۔

پھر اس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا۔ اَے سواد بن قارب، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرما دیا ہے تو تم اسکے پاس پہنچو اور رُشد و ہدایت حاصل کرو۔ دوسری رات میں وہ جنّ پھر آیا اور مجھے خواب سے بیدار کر کے یہ اشعار سُنانے لگا:

عجبت للجن و قطلابھا وشدھا العیس باقتابھا

ترجمہ:۔ مجھے جنّات اور ان کی طلب اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر حیرت ہوتی ہے۔

تھوی الی مکة تبغی الھدے ماصاد قوا الجنّ ککذابھا

ترجمہ:۔ جنّات مکّہ کی جانب سفر کر کے رُشد وہدایت کے طالب ہیں اور گروہ جنّات میں جو صِدق وصفا کے حامل ہیں وہ کِذب وافترا کے خوگر جنّوں کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں۔

فارحل الی الصّفوة من هاشم لیس قدامها کاذنابها.

ترجمہ:۔ تو تم بنی ہاشم کے پاک سیرت شخص کے پاس سفر کر کے پہنچو۔ ان کے اگلے لوگ، ان کے پچھلے لوگوں کی مانند نہیں ہیں۔

پھر جب تیسری رات آئی تو وہ جنّ میرے پاس آیا اور اُس نے مجھ کو بیدار کر کے، حسب ذیل اشعار سُنائے:

عجبت للجنّ وَ تجسارها وشدها العیس باکوارها

ترجمہ:۔ میں، جنّات پر اور ان کی جسارت پر اور اونٹوں پر، کجاوے باندھنے پر تعجّب کرتا ہوں۔

تحوی الی مکة تبغی الهدیٰ لیس ذود الشر کاخیارها

ترجمہ:۔ وہ جنّات مکّہ پہنچ کر ہدایت ورہنمائی کی جستجو میں ہیں اور بُرے جنّات ان کے اچھے جنّوں کی مانند ہرگز نہیں ہیں۔

فانهض الی الصفوة من هاشم ماموٴمنوا الجنّ ککفّارها

ترجمہ:۔ تو تم بنی ہاشم کے پاک سیرت شخص کی خدمت میں حاضر ہو، اور صاحبِ ایمان جنّ، کافر جنّوں کے مانند نہیں ہیں۔

سواد بن قارب نے کہا۔ جب میں نے مسلسل تین راتوں تک یہ وعظ سُنا تو میرے دل میں اسلام کی محبّت اور عظمت جانشین ہوگئی۔ میں روانہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا:

''اَے سواد بن قاربؓ! مرحبا، ہم جانتے ہیں کہ کس نے تم کو بھیجا ہے۔'' میں نے گزارش کیا اَے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں نے واردات اور تاثّرات کو اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے، براہِ لطف وکرم اجازت دیجیے کہ بیان کر کے قلب کو سکون دوں۔ پھر میں نے عرض کیا:

اتاتی رئیبی و بعد لیل و هجعة ولم یک فیما قد بلوت بکاذب

ترجمہ:۔ میرے پاس میرا جنّ رات کو سونے کے بعد آیا۔ اور میں نے جس بارے میں بھی اس کی آزمائش کی، وہ جھوٹا ثابت نہیں ہوا۔

ثلاث لیال قوله کل لیلة اتاک رسول من لویٔ بن غالب

ترجمہ:۔ تین راتوں میں وہ آیا اور ایک ہی بات کہی اُس نے کہا کہ ''تیرے قریب لوی بن غالب کی اَولاد سے پیغمبر علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔

نشموت عن ساقی الازارَ و وسطت بی الذعلب الوجناء عند السبا سب

ترجمہ:۔ پھر میں نے پنڈلی سے اپنا تہبند اونچا کیا، تیز رفتار اور بڑے چہرے والی اونٹنی پر سوار ہو کر قطع مسافت کر کے حاضر ہو گیا۔

فاشھد انّ اللہ لا ربّ غیرہ وانک مامون علٰے کلّ غائبُ

ترجمہ:۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے اُس کے سِوا کوئی رب نہیں، اور بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہر غائب پر مامون ہیں۔

وانک ادنیٰ المرسلین شفاعۃ الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطائب

ترجمہ:۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمام رسولوں سے زیادہ مقرب و شفیع ہیں، اے صاحبانِ مکرمت اور پاکوں کے فرزند۔

فمر تا بما یاتیک یاخیر من مشی وان کان فیما جاء شیب الذوائب

ترجمہ:۔ اَے اِفضلُ الخلائق! جو اَمر آپ علیہ السلام لائے ہیں اسکا ہمیں حکم دیجئے، اگر چہ وہ اِس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے۔

وکن لی شفیعا یوم لا ذو شفاعۃ سواک بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ:۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میری اس دن شفاعت فرمائیں جس دن کوئی صاحبِ شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سِوا، سواد بن قارب کو چھڑانے والا نہ ہوگا۔

(3) جنّات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار اقدس میں

بیہقی نے ہشام بن محمد کلبی سے روایت کی کہ مجھ سے طی کے مشائخ میں سے ایک شیخ نے حدیث بیان کی کہ مازن طائی سرزمینِ عمان میں تھا وہ اپنے گھرانے کے بُتوں کا خدمت گار تھا اور اس کا ایک بُت تھا جس کا نام ناجز تھا۔ ایک روز اس بُت پر بھینٹ چڑھائی تو بُت سے آواز آئی اے مازن ایک خبرِ صادق سنو، جس سے تم بے خبر ہو۔ وہ یہ کہ ایک نبی کی بعثت اور اس پر نزولِ کلام ہوا ہے تم ان پر ایمان لاکر اس عذابِ آتش سے بچ سکتے ہو، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ مازن نے کچھ دنوں بعد ایک اور ذبیحہ قربان کیا تو پھر آواز آئی ''اَے مازن تو مسرور ہوگا، خیر ظاہر اور بدی ناپید ہوگئی مُضَر سے ایک نبی دین الٰہی کی اشاعت کے لئے مبعوث ہو چکا ہے۔ تو اصنام پرستی چھوڑ دے تاکہ عذابِ جہنّم سے بچ سکے۔''

مازن نے دل میں سوچا۔ یہ تو حیرت ناک طریقہ پر ہدایت کی گئی جو میری بھلائی کی خاطر ہے۔ اُسی اثنا میں مازن کا کہنا ہے کہ حجاز سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا اپنے علاقے کی کوئی خاص خبر سُناؤ۔ اس نے بتایا تہامہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو خود کو دینِ الٰہی کا داعی بتاتا ہے اور اس کا نام ''احمد'' ہے۔ میں نے خیال کیا، واللہ، یہ تو وہی اطلاع مِل گئی جس کی مجھے خبر دی گئی ہے۔

اِس کے بعد جلد ہی سفر کر کے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعوتِ دین کو قبول کیا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں موسیقی، شراب اور عورتوں سے والہانہ فریفتگی رکھتا ہوں نیز سالوں سے ہم قحط سالی میں مبتلا ہیں جس کی وجہ سے ہمارے اموال تباہ ہو گئے، ہمارے بچے عورتیں اور مَرد بھوکوں سے نڈھال ہو گئے۔ اور میرا کوئی لڑکا بھی نہیں ہے میں اِن باتوں کے لئے آپ علیہ السلام سے دُعاء کی درخواست کرتا ہوں۔ ان کی درخواست پر اللہ کے رسول علیہ السلام نے یہ دُعا فرمائی:

"اَللّٰھم ابدله بالطرب قرأة القراٰن و باالحرام الحلال و اٰته بالحیاء، وھب له ولدًا."

ترجمہ:۔ "اَے پروردگارِ کائنات؛ اس کے ذوقِ موسیقی کو قراءَۃِ قرآن سے اور حرام کو حلال سے بدل دے اور بارش کے لئے حکم فرمادے۔ اور اس کو فرزندِ نرینہ عطا فرما۔"

مازن کا کہنا ہے کہ اس دُعاءِ مستجاب کے بعد اللہ نے ہماری تمام پریشانیاں رفع فرمادیں اور ہمارا سارا علاقہ عمان سرسبز و شاداب ہو گیا۔ میں نے چار خواتین سے نکاح کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حیان جیسا لائق فرزند عطا فرمایا۔

ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بارے میں سب سے پہلے یہ خبر آئی کہ مدینہ کی ایک عورت کے تابع جن تھا۔ ایک روز وہ جِنّ پرندے کی صورت میں اس کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے اس سے کہا نیچے اُتر آ۔ تو اس نے جواب دیا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ مکہ مکرمہ میں جو نبی مبعوث ہوا ہے اس نے ہر طرح کی بداخلاقی کو منع اور حرام کردیا ہے۔

ابونعیم نے ارطاۃ بن النذر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے ضمرہ سے سنا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک عورت پر جِنّ آتا تھا پھر وہ غائب رہا اور ایک عرصہ تک نہیں آیا۔ کافی دنوں کے بعد وہ اس طریق پر جو اس کے سابقہ معمول کے خلاف تھا آیا۔ عورت نے پوچھا پہلے تیری عادت تو یہ نہ تھی؟ اس نے جواب دیا کہ مکّہ مکرمہ میں اللہ کے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور میں نے اُن کی ہدایت میں "حُرمتِ زنا" کو معلوم کرلیا ہے۔ لہٰذا اَب میرا تجھ کو سلام ہے۔

ابونعیم نے حضرت عثمان ابن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت سے قبل شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بابِ شام پر پہنچے تو وہاں ایک کاہنہ تھی اس نے بتایا۔ میرا جِنّ آیا اور مکان کے دَروازے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا اندر کیوں نہیں آتا؟ جِنّ نے جواب دیا اَب اس کی کوئی صورت نہیں اس لئے کہ "احمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ظہور ہو گیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں قطعی ممانعت کردی ہے، یہ بتا کر وہ کاہنہ چلی گئی۔ جب میں مکّہ واپس پہنچا تو اہلِ مکہ مکرمہ نے بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مبعوث ہو گئے ہیں اور قریش کو اللہ کے دینِ فطرت کی دعوت دے رہے ہیں۔

ابن شاہین، ابن مندہ اور المعانی نے علی الترتیب کُتبِ الصّحابہ، دلائلُ النبوّۃ اور الجلیش میں ابن ابی سبرہ سے روایت کی۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ذباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث نے حدیث بیان کی کہ، ابن وقشہ

کے ایک جنّ تابع تھا جو اسکو مستقبل کے بارے میں بتاتا تھا۔ ایک دن آیا اور اُس نے کوئی خبر ابن وقشہ کو دی اور پھر بہ غور دیکھ کر کہا کہ آج میں تجھے بڑی تعجب خیز بات سُناتا ہوں کہ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے بارے میں ''نبی اللہ'' ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور لوگوں کو دعوتِ اسلام دے رہے ہیں مگر لوگ اعتناء نہیں کر رہے ہیں بلکہ انکار اور سرتابی پر اُتر آئے ہیں۔

اُس کی بات سُن کر میں نے کہا: ''یہ ایک عجیب اور انوکھی خبر ہے؟'' جنّ نے کہا: ''میں اِس سے زیادہ نہیں جانتا۔''

ابن وقشہ نے کہا۔ کچھ ہی عرصہ بعد میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رسالت اور تحریکِ دین کی خبریں معتبر لوگوں سے سُنیں اور اسلامی جماعت اور پیروانِ رسول علیہ السلام میں شامل ہو گیا۔

عمر بن شبہ نے جموح بن عثمان غفاری سے روایت کی، انہوں نے کہا زمانۂ جاہلیت میں ہم اپنے گھروں میں تھے تو رات کے وقت ایک شخص کے چیخنے کی آواز سُنی اور اُس نے کچھ اشعار کہے۔ دوسری اور تیسری راتوں میں بھی ایسی ہی آوازیں سُنیں۔ پھر کچھ ہی دنوں کے بعد ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ظہور کی خبر پہنچی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے سفیان ہذلی سے روایت کی کہ، ہم ایک مرتبہ سفرِ شام کے لئے روانہ ہوئے تھے، دورانِ سفر ہمارے قافلے نے زرقاء اور معان کے درمیان پڑاؤ کیا۔ یکا یک ہم نے ایک سوار کو کہتے سُنا: ''اے لذّتِ خواب کے دِل دادگان اُٹھو! یہ خواب راحت کا وقت نہیں۔ بحکم خداوندی بیشک مکّہ مکرمہ میں عبدالمطلب کے گھرانے میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ظہور فرمایا ہے اور جنّات ہر طرح سے راندہ کر دیئے گئے ہیں اور اُن کو دھتکار دیا گیا ہے۔ اس آواز سے ہم سب لوگ کانپ گئے اگر چہ ہم لوگ قوی ہمّت اور جوان تھے، ہمارے گروہ میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ آواز نہ سُنی ہو۔ بہر حال جب ہم اس سفرِ شام سے واپس اپنے اپنے گھر کو ہوئے تو ہم نے مکّہ مکرمہ میں نبی کے ظہور کے سلسلہ میں مختلف الخیال اور متضاد آراء کو موجود پایا۔ لوگوں کو ہم نے ہر جگہ اَور ہر طرف یہی ذکر کرتے سُنا کہ قریش میں بنی عبدالمطلب سے ایک چالیس سالہ شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس شخص کا نام ''احمد'' ہے، ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مکّہ میں اس نبی کی دعوت کے سلسلہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں، ایک گروہ اہل شرک کا ہے اور ایک جماعت علمبرداران حق کی ہے۔

ابو نعیم نے طلحہ تیمی سے روایت کی کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پوچھا۔ تو کاہن ہے اور اپنی صاحبہ کے ساتھ تو نے عہد کیا تھا اُس نے جواب دیا، اسلام سے پہلے ایک دن وہ آئی اور سلام سلام کہہ کر اُس نے کہا'' الحقّ المبین، و الخیر الدّایم، غیر حلم النّائم اللہُ اکبر۔'' پھر وہ چلی گئی۔

اِس موقعہ پر ایک مسلمان نے کہا: ''اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اِسی طرح کی ایک بات میں آپ

سے عرض کرتا ہوں۔ ”ہم ایک لق ودق بیابان میں جا رہے تھے اُس میں سوائے اپنے قدموں کی چاپ کے ہم کچھ نہ سُنتے تھے کہ دفعتہً ہم نے سامنے سے ایک سوار کو آتے دیکھا اور اُس نے ”یا احمد، یا احمد، اللہ اعلیٰ و امجد، اتاک ماوعدک من الخیر یا احمد“ پکارا۔ پھر وہ چلا گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا۔ ایک واقعہ میں بھی عرض کرتا ہوں، شام کے سفر کے دَوران ہم بادیہ نوردی میں تھے کہ ہاتفِ غیبی کو گاتے سُنا، اشعار یہ تھے۔

قد لاح نجم فاضاء مشرقه یخرج من ظلماء عوف موبقه

ترجمہ:۔ بلاشبہ ایک ستارے نے طلوع فرمایا جس نے اپنی ضو سے مشرق کو جگمگا دیا، ہلاکت خیز اندھیروں سے وہ مخلوق کو نکالتا ہے۔

ذاک رسول مفلح من صدقه اللہ اعلیٰ امره و حققه

ترجمہ:۔ وہ ستارہ ایک رسول ہے، جس نے اس کی تصدیق کی پس اس نے فلاح پائی۔ اللہ نے ان کے امر کو بلند کیا اور اُسے ثابت کر دیا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، ایک جنّ نے جبلِ ابوقبیس پر جو مکّہ مکرمہ میں ہے یہ آواز دی کہ:

قبح اللہ رأی کعب بن فهر مارق العقول و الاحلام

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کعب بن فہر کی رائے کو بُرا کرے، وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔

دینها انها لینف فیها دین اٰبائها الحماة الکرام

ترجمہ:۔ اُن کا دین اُن کے برگزیدہ آباء کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے اور پھر بھی وہ اس دین میں ملامت کئے جاتے ہیں۔

حالف الجن حین یقضی علیکم و رجَال النّخیْل والالحام

ترجمہ:۔ جب انکو حکم دیا جائے گا تو جنّات اور نخلستان اور ریگ زار زمین کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔

یوشک الخیل ان تراها تهاوی تقتّل القوم فی البلاد العظام

ترجمہ:۔ عنقریب سُبک خرام سواروں کو تم دیکھو گے، جب کہ بڑے بڑے شہروں میں لوگ قتل کئے جائیں گے۔

هل کریم منکم له نفس حُرّ مَا جَدّالوَالدَیْن و الاعمَام

ترجمہ:۔ کیا تم میں کوئی جان ایسی ہے جو آزاد اور باعزّت ہے اور جس کے والدین اور چچا لایقِ احترام سمجھے جاتے ہیں۔

ضارب ضربة تکرن نکالا درواحامن کربة و اغنمام

ترجمہ:۔ وہ عزّت والا شخص خواری کی مار لگانے والا ہے۔ اور سختی و مصیبت سے خوشی کی جانب لے جانے والا ہے۔

جب صبح ہوئی تو یہ بات تمام مکّہ مکرمہ میں پھیل گئی اور مشرکین آپس میں اِن شعروں کو مزاحیہ انداز میں

گنگناتے اور مہذب و باوقار مسلمانوں کی جانب اشارے وکنایے کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُن کے اِس طرزِ عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہ شیطان کی آواز ہے جو بُتوں کے ذریعہ لوگوں سے ''ہرزہ سَرائی'' کرتا ہے اس کا نام مسعر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل وخوار کرے۔ اِس کے تین دن بعد اچانک جبل ابوالقبیس پر ہاتف کو کہتے سُنا:

نحنُ قتَلنا مسعرا لما طغٰی وَاستکبَرَا

ترجمہ:۔ ہم نے مسعر شیطان کو قتل کرڈالا جب کہ اُس نے سرکشی کی اور تکبر کیا۔

وسفه الحق وسن المنکرا قنعة سيفا جرو فامبترا

ترجمہ:۔ مسعر نے حق کو سُبک ٹھہرایا، اور بُری بات کو نعمت قرار دیا۔ مسعر کو اسی تلوار سے قتل کیا جو بُنیادوں کو کھودنے والی ہے۔

نحنُ قتَلنا مسعرا بشتَمهٖ نبیّنا المطهّرا

ترجمہ:۔ مسعر کا قتل اِس بنا پر ہے کہ اُس نے ہمارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ دشنام طرازی کی۔

اِس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ جنّات میں وہ عفریت ہے جس کا نام سمج ہے، اس نے مسعر کو قتل کیا۔ میں نے سمج کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے کیوں کہ وہ مجھ پر ایمان لے آیا اور اُس نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کی تلاش میں کئی روز سے تھا۔

فاکہی نے ''اخبار مکّہ'' میں حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو، عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ہم ابتدائے اسلام کے وقت مکّہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ تھے۔ اچانک ہم نے مکّہ کے ایک پہاڑ پر سے ندا سُنی ''اس میں لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تھا۔'' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ یہ شیطان ہے۔ اور جس شیطان نے کسی نبی علیہ السلام کے خلاف علانیہ لوگوں کو اُبھارا، اللہ تعالیٰ نے اُسے ہلاک کردیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنّات کے اس عفریت کے ذریعہ قتل کرادیا جس کا نام سمج ہے اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔'' پھر جب غروبِ آفتاب کا وقت ہوا تو میں نے ایک ندا کرنے والے کو اسی جگہ ندا کرتے سُنا:

نحن قَتلنا مسعرا لما طغٰی وَاستَکبَرَا

واصغرالحقّ و سن المنکرا بشتَمهٖ نَبیّنَا المُطهّرَا

ترجمہ:۔ ابونعیم اور فاکہی نے ''اخبارمکّہ'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبوّتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا جب اعلان واظہار ہوا تو ایک جنّ نے جس کا نام مسعر ہے جبل ابوقبیس پر کھڑے ہوکر کہا

''قبح الله رای کعب بن فهر الابیات''

ترجمہ:۔ جب صبح ہوئی تو قریش کہنے لگے کہ تم نے اِس قدر سُستی دِکھائی کہ جنّ تم کو اُبھارنے پر مجبور ہوگئے۔

پھر جب دوسری رات آئی تو اسی جگہ ایک جنّ نے جس کا نام سمج تھا کھڑے ہو کر کہا:

نحنُ قَتلنا مسعرًا لمَا طغٰی و استکبرًا

ترجمہ:۔ یعنی ہم نے مسعر کو قتل کر دیا جب اس نے سرکشی اور تکبّر کیا۔

بشتمهٖ نبیّنا المطهرا ادردته سَیفا جرفا ومبسترا

ترجمہ:۔ ہم نے اس لئے قتل کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی کے ساتھ گستاخی کی، میں اس پر ایسی تلوار لایا جو جڑ اور بنیاد کو کھود ڈالے۔

اما نذود من اراد البطرا

ترجمہ:۔ ہم اُسے دُور کرتے ہیں جو غیر مکروہ کو بُرا جانے۔

ابوسعید نے ''شرف المصطفٰے'' میں جندل بن نھشلہ سے روایت کی، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے انہوں نے کہا، ایک جنّ میرا ساتھی تھا وہ اچانک میرے پاس آیا اور اُس نے ڈراتے ہوئے کہا:

هَب، فقد لاح سِراجُ الدّین لصَادق، مُهذّب، اِمِیْن

ترجمہ:۔ اُٹھ! دین کا چراغ روشن ہو گیا، اُس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذریعہ جو صادق، مہذب اور امین ہے۔

فارحل علی ناجیة اِمون تمشی علی الصحصح والحزون

ترجمہ:۔ تو ایسی اونٹنی پر سوار ہو جو مضبُوط ہے اور وہ نرم و سخت ہر جگہ پر چلتی ہے۔

میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ میں نے حقیقتِ حال دریافت کی تو اُس نے کہا ''وساطح الارض، وفارض الغرض، لقد بعث محمّد فی الطول و العرض ، نشاء فی الحرمات العظام، و هاجر الی طیبة الا مینیة''

ترجمہ:۔ ''قسم ہے مسطح زمین اور فرض کرنے والے کی، یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم طول وعرض میں مبعوث ہو گئے۔ انہوں نے ملّہ مکرمہ میں نشوونما پائی اور مدینہ طیّبہ کی جانب ان کی ہجرت ہو گی''

یہ سُن کر میں خوش ہو گیا اور جانے لگا تو اچانک میں نے ہاتفِ غیبی کو کہتے سُنا:

یَا ایّها الرَّاکِب المزجی مطیة نحو الرَّسُوْل لقد وَفقت للرشد

ترجمہ:۔ اَے سار بان! جو سوار ہو کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں رواں دواں ہے، اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ تو نے ہدایت کی توفیق پالی۔

ابن کلبی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا۔ قبیلۂ بنی کلب کا ایک مزدور تھا جس کا نام حابس بن دغنہ تھا۔ ایک دن میں اپنے مکان کے صحن میں تھا کہ وہ بھاگ کر، خوف زدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ''آپ اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے۔'' میں نے اُس سے پوچھا: ''تو کس وجہ سے اس قدر خوف زدہ

اور لرزاں و ترساں ہے"۔ تو اُس نے جواب دیا کہ: "میں فلاں وادی میں تھا کہ میں نے ایک بوڑھے کو پہاڑ کی گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا اس کا سَر گدھ کی مانند تھا۔ پھر وہ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے ایسی جگہ اُترا جہاں پر عُقاب تک پھسل جائے، مگر وہ قطعی بے خوف لٹکا ہوا تھا۔ میں دیکھتا رہا حتّٰی کہ اس کے قدم زمین پر جَم گئے۔ اِس کے بعد میں نے جو کچھ دیکھا بہت ہی عجیب ہے اس نے کہا:

یا حابس بن دغنه یا حابس لا تعر ضن الیک الوسا وس

ترجمہ:۔ اَے حابس بن دغنہ تو اپنے دل میں کسی نوع کا خوف اور کسی طرح کا خدشہ نہ لا۔

هٰذا سنا النّور بکف القابس فاجنح الی الحق و لا توالس

ترجمہ:۔ یہ روشنی دراصل تیرے نور بکف ہونے کی بنا پر ہے، تو حق اور سچّائی کی طرف مائل ہو، اور فریب میں مبتلا نہ ہو۔

حابس نے بتایا وہ بوڑھا یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دور ایک دوسری جگہ پر چَرنے چھوڑ دیا اور میں لیٹ گیا۔ اور پھر کسی کے ٹھوکر مارنے سے میری آنکھ کھلی تو دیکھا تو وہی بوڑھا تھا۔ پھر اس نے کہا:

یا حابس اسمع ما اقول ترشد لیس ضلول مائر کمهتدی

ترجمہ:۔ اَے حابس! میرے قول پر دھیان دینے سے تو ہدیات یافتہ ہو جائے گا۔ گمراہ شخص ایک ہدایت یافتہ ہو جائے گا۔ گمراہ شخص ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔

لا تترکن نهج الطریق الاقصد قد نسخ الدّین بدین احمد

ترجمہ:۔ اَے حابس! تو اعتدال اور میانہ روی کی راہ کو نہ چھوڑ۔ بلا شبہ دینِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ذریعہ تمام ادیان منسوخ ہو گئے۔

حابس نے بتایا۔ میں اِس کے بعد بے ہوش ہو گیا اور بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا۔ بلاشبہ حق تعالیٰ نے اسلام کیلئے میرے دل کا امتحان لیا۔

طبرانی اور ابونعیم نے عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ، میں حج کے ارادہ سے نکلا۔ میں نے خواب میں دیکھا باوجودیکہ میں مکّہ میں تھا۔ میرا خواب یہ تھا کہ کعبہ سے ایک نور چمکا اور پھر یثرب کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں نیز میں نے نور سے آواز سُنی، کوئی کہتا تھا

انقشعت الظلماء، وسطع الظماء، وبعث خاتم الانبیاء۔

ترجمہ:۔ (تاریکی چھٹ گئی نور روشن ہو گیا اور رسول اللہ خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مبعوث ہو گئے)

پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے دیکھا اور اُسکی چمک میں میں نے خیرہ کے محلات اور ابیض المدائین دیکھ لئے۔ پھر میں نے سُنا کہ ظهر الاسلام، و کسرت الاصنام، ووصلت الارحام (یعنی اسلام ظاہر ہوا اور بتوں کو توڑ دیا گیا اور صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا)

پھر میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا۔ میرا خیال ہے کہ قبیلہ قریش میں کوئی غیر معمولی بات رونما ہو گی اور پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے خواب کو بیان کیا، حتّٰی کہ جب ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے، میں یہ اطلاع پا کر مکہ آیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب کو بیان کیا اور حلقۂ اسلام میں داخل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنے قبیلے میں جا کر دعوتِ اسلام دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اجازت دے دی لہٰذا میں نے آ کر تبلیغِ اسلام کی جس کے نتیجے میں سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر ایک پختہ خو شخص مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اُسنے عصبیّت کے پُر زور جذبہ کے ساتھ کہا:

''اَے عمرو بن مرّہ! تیری زندگی خراب ہو، کیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور دینِ اسلاف کے مخالف ہو جائیں۔ اُس نے کہا

ان ابن مره قد اتی بمقالة   بست مقاله من یرید صلاخا

ترجمہ:۔ بلاشُبہ ابن مرہ ایسی بات لے کر آیا ہے جو اپنے انجام وعواقب کے لحاظ سے درُستی وتعمیر کی حامل نہیں۔

انی لا حسب قوله و فعاله   یوما و ان لحال الزمان ریاحا

ترجمہ:۔ میں ابن مرّہ کے اقوال ونظریات کو ایک دن خلا میں سوچی ہوئی باتیں خیال کروں گا۔ اگر چہ اس میں زمانۂ طویل گزر جائے۔

ایفه الاشیاخ ممن قدمضی   من رام ذٰلک لا اصاب فلاحا

ترجمہ:۔ ہمارے بزرگ اسلاف کیا بے وقوف تھے۔ جس کسی نے ایسا خیال کیا، وہ فلاح کو نہ پا سکا۔

اس کے جواب میں حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا۔ ہم دونوں میں جو بھی جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی خراب کر دے، اس کو زبان سے گونگا اور آنکھوں سے اندھا کر دے۔ تو پھر وہ شخص اس حال میں مَرا کہ مُنہ ٹیڑھا، آنکھوں سے اندھا اور کانوں سے بہرا ہو گیا تھا۔

ابونعیم، خرائطی اور ابن عساکر نے بہ طریق ابن خربوذ مکّی، خشعمی سے روایت کی۔ اس نے کہا۔ اہلِ عرب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر لیا کرتے تھے، وہ بُتوں کو پوجتے اور ان سے فریادیں کرتے تھے۔ ایک رات ہم ایک بُت کے پاس بیٹھے اس سے طلبِ دُعا کر رہے تھے کہ دفعۃً ایک غیبی آواز نے کہا:

یا ایّها النّاس ذو والاجسام   ومسند و ا الحکم الی الاصنام

ترجمہ:۔ اَے لوگو! تم صاحبِ اجسام ہو کر، بتوں سے فریاد رسی چاہتے ہو اور ان کو درمیان میں سہارا یا سفارشی قرار دیتے ہو۔

ما انتم و طائبش الاحلام   هٰذا نبی سیّد الا نام

ترجمہ:۔ حالانکہ تم کم عقل اور نادان نہیں ہو۔ سُنو! یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کے سردار ہیں۔

اعدل ذی حکم من الحکام یصدَع بالنوُر و بالاسلام

ترجمہ:۔ یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سارے حاکموں سے زیادہ عادل ہیں اور اسلام کے ہمہ گیر نور کو ظاہر کرتے ہیں۔

و یردع النّاس عن الاثام مستعلن فی البلد الحرام

ترجمہ:۔ یہ لوگوں کو پرستشِ اصنام سے روکتے ہیں اَور یہ نبی بَلَدِ الحرام میں ظاہر ہوا ہے۔

راوی نے کہا ہم یہ اشعار سُن کر خوف زدہ ہو گئے اور اس بت کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے اور مذکورہ اشعار ہماری زبان زَد ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مکّہ میں ظہور فرمایا تھا اور اَب مدینہ طیّبہ تشریف لے گئے ہیں۔ تو میں مدینہ پہنچا اور اسلام لایا اور کچھ میرے ساتھ دوسرے لوگ بھی۔

ابن سعد، بزار اور ابونعیم نے حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مطعم سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت سے ایک ماہ پہلے بوانہ میں بُت کے قریب بیٹھے تھے اس روز ایک اونٹ بُت کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا چکے تھے کہ اچانک بُت کے پیٹ سے یہ آوازِ بلند صدا ہوئی۔

''الا اسمعوا الی العجب، ذھب الستراق السمع للوحی دیر می بالشھب، لبنیّ بمکۃ اسمہٗ احمد مھاجرہ الی یثرب۔''

ترجمہ:۔ ''اَے لوگو! سُنو تعجب کی بات ہے خبروں کے لئے جنات کا آسمانوں سے باتوں کا چوری کرنا ختم ہوا اب اُن پر شعلے مارے جاتے ہیں، یہ اُن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وجہ سے ہے جن کا نام مکّہ میں ''احمد'' ہے اور ان کی ہجرت کا مقام یثرب ہے۔''

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ سُن کر ہم رُک کے رہے اور حیرت واستعجاب کرتے رہے بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ظہور فرمایا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے وقت میں شام گیا ہوا تھا۔ میں اپنی کسی ضرورت سے باہر نکلا اور مجھے رات ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا۔ میں اس وقت کتنے بڑے بیابان کے آغوش میں ہوں۔ اِس کے بعد میں لیٹ گیا۔ پھر میں نے ایک غیر معلوم آواز کو کہتے سُنا:

''اللہ کے بندو! اللہ کی پناہ تلاش کرو، کیوں کہ جنّات اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔'' میں نے کہا ''میری ہدایت کے بارے میں وضاحت کرو۔'' آواز آئی ''رسولِ امین علیہ السلام ظہور فرما چکے ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں، ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے ہم نے اسلام قبول کر کے ان کا اتباع کر لیا ہے۔ اَب جناتؑ کا فریب جاتا رہا ان پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ اب تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور میں جا اور دعوتِ اسلام کو قبول کر۔''

تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ جب صبح کا وقت ہوا تو میں ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اُس نے جواب دیا۔ تم نے سچ کہا حرم سے ایک نبی کا ظہور ہوگا اور اُس کی ہجرت گاہ بھی حرم ہوگی۔ تم کو تلقین صدا کے مطابق حرم، مکّہ جانا چاہئے۔

ابونعیم نے خویلد ضمیری سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا ہم ایک بُت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے اُس کے پیٹ سے آواز سُنی: ''خبریں لانے کے لئے جنّوں کی رسائی ختم ہوگئی یہ اس نبی کی وجہ سے جو مکّہ میں مبعوث ہوا وہ یثرب میں ہجرت کرے گا اور وہ نماز، روزہ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اس کا نام ''احمد'' ہے۔

ماخذِ کُتب

1۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی (المتوفی 606ھ)
3۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ۔256ھ)
6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری (204ھ۔261ھ)
7۔ سنن ابن داؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث (202ھ۔275ھ)
8۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر (المتوفی 774ھ)
9۔ دلائل النبوت۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشاپوری (384۔458ھ)
10۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

جنّات سے متعلق معجزات

(1) بت کے پیٹ سے صدا

بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بُتوں کے پاس موجود تھا۔ ایک بت پرست اور بُتوں کے پُجاری نے ایک بچھڑا بُتوں پر چڑھا کر ذبح کیا اسی دوران اچانک ایک بت کے پیٹ سے ان الفاظ کے ساتھ یہ آواز نکلی۔

''یَا جَلِح امر نَجِیْع'' رَجُل فَصِیْح'' یَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه''

ترجمہ:۔ اے قوی انسان ایک کام کی بات یہ ہے ایک فصیح شخص کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ یہ چیخ سن کر ڈر سے بھاگ گئے لیکن میں آواز کی حقیقت معلوم کرنے کی غرض سے رُکا رہا دوسری مرتبہ بھی یہی آواز نکلی چنانچہ تھوڑی مدت کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت یہ خبر سنی کی یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ بت کے پیٹ میں سے جن نے آواز دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلقین کی تھی۔ اس لئے یہ معجزہ جنّات سے تعلق رکھتا ہے۔

(2) بت کدہ مسمار

بیہقی اور نسائی کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عزیٰ کے بت کدے کو ڈھا دیا تو اندر سے ننگے سر بکھرے ہوئے بالوں والی ایک کالی عورت نکلی اور سر پر ہاتھ رکھ کر چیخنے لگی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار سے اس عورت کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہی عورت عزیٰ تھی اب کبھی اس کی پوجا نہ ہو گی''

(3) جِنّوں کی حاضری

ابو نعیم نے دلائل النبوہ میں روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ جس رات رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جن حاضر ہوئے کیا تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے؟ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں واقعہ یہ ہے کہ مدینے کا ایک شخص تمام صفہ والوں میں سے ایک ایک آدمی کو کھانا کھلانے لے گیا صرف میں باقی رہ گیا۔ مجھے کوئی نہ لے گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ ''تمہیں کوئی کھانا کھلانے نہیں لے گیا؟'' میں نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرے ساتھ چلو شاید رات کا کھانا تمہیں مل جائے''۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان تک گیا آنحضور علیہ السلام اندر تشریف لے گئے ایک بچی نے آکر کہا کہ کھانا اس وقت نہیں ہے یہ سن کر میں واپس ہوا اور مسجد میں کپڑا لپیٹ کر سو گیا پھر بچی آئی۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو یاد فرما رہے ہیں میں کھانے کی امید لئے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک سوکھی لکڑی تھی اسے میرے سینے سے لگا کر فرمایا کہ ''جہاں میں جا رہا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو'' اور کچھ کلمات بتائے جن کو تین بار میں نے پڑھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو لیا اور مدینہ طیبہ کے قبرستان ''بقیع الغرقد'' تک جب ہم پہنچے تو لکڑی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دائرہ کھینچ کر اس کے اندر مجھ کو بٹھا دیا اور فرمایا ''جب تک میں نہ آؤں تم یہاں سے نہ ہٹنا'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے میں نے دیکھا میرے سامنے کھجور کے درختوں سے ایک کالی گھٹا اُٹھی میں ڈر گیا کہ کہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو کوئی تکلیف نہ پہنچے مگر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تھا کہ بغیر اجازت کے یہاں سے نہ ہٹنا" اس لئے میں بیٹھا رہا۔ میں نے سنا کہ آنحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے "بیٹھ جاؤ" یہ سن کر تمام جنات بیٹھ گئے اور صبح کے قریب ہونے تک وہیں بیٹھے رہے۔ پھر جب چلے گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے اپنے خوف کا قصہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ لوگ نصیبین شہر کے جن تھے جو مجھ سے ملنے آئے تھے"۔ ان جنوں کی یاد ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت بھی رہی جب کوفہ میں رہنے لگے تھے۔ کوفے میں کالے کالے خبیثوں کو دیکھ کر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ ان جنّوں کے بالکل مشابہ ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نظر آئے تھے ابوالبقا شبلی حنفی نے اپنی کتاب "اکام المرجان فی احکام الجان" میں لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جنوں کے حاضر ہونے کے چھ واقعات احادیث سے ثابت ہیں۔ پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں یہ واقعہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچانک ہم سے کہیں گم ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر چہار طرف میدانوں اور پہاڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہیں نہ پایا۔ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرا پہاڑ کی جانب سے تشریف لائے اور فرمایا کہ "میرے پاس جنّوں کا قاصد دعوت نامہ لے کر آیا تھا۔ میں اس کے ساتھ گیا اور جنّوں کو اللہ کا کلام سنایا" اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل تنہا تھے۔ یہ واقعہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ابوداؤد میں موجود ہے۔

دوسری مرتبہ مکہ مکرمہ کی پہاڑی حجون پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات جنّوں سے ہوئی تیسری مرتبہ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں میں جنّوں سے ملاقات ہوئی۔ چوتھی مرتبہ "بقیع الغرقد" میں ان دونوں موقعوں پر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ پانچویں مرتبہ مدینہ طیبہ سے باہر جنّ ملے اس دفعہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے چھٹی مرتبہ ایک سفر میں ملے جب کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم سفر تھے۔

(4) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش مبارک

بیہقی کی روایت میں سواد بن قارب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک جنّ سے میری دوستی تھی وہ آنے والی باتوں کی خبریں مجھے بتاتا تھا۔ اور میں لوگوں کو بتا دیا کرتا۔ لوگ بکثرت میرے معتقد ہو گئے اور مجھے نذرانے دینے لگے چونکہ اس کی بتائی ہوئی خبریں سچی ثابت ہوتی تھیں ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ اس جنّ نے آ کر جگایا اور کہنے لگا "کہ اُٹھ ہوش میں آ اور تجھ میں کچھ مادہ ہے تو سمجھ لے کہ لوی بن غالب کی اولاد میں سے ایک نبی پیدا ہوئے ہیں۔ پھر اس جنّ نے چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ "مجھے ان جنّوں پر تعجب آتا ہے جو بے قرار ہو کر اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ جاتے ہیں، جو جنّ اسلام لائے وہ ناپاک کافر

جنّوں سے افضل ہیں۔ سو تجھے بھی اس سردارِ عرب کی طرف آنکھیں اُٹھانی چاہئیں اور بنو ہاشم کے اس سردار کی طرف سفر کرنا چاہئے۔''

سواد ابن اقارب کہتے ہیں کہ میں وہ اشعار سن کر رات بھر بے قرار بے چین رہا دوسری رات کو بھی اس جنّ نے مجھے آ کر جگایا اور اسی طرح کے اشعار پڑھے تیسری رات بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ مسلسل تین راتوں کا یہ واقعہ دیکھ کر اسلام کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی اور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مکہ پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔

''مرحبا اے سواد ابن اقارب! ہمیں معلوم ہے کہ تم کس لئے یہاں آئے ہو۔''

میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں چند اشعار میں نے عرض کئے ہیں پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ اشعار سن لیں۔ آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم پا کر سواد نے اپنا قصیدہ نعتیہ پڑھ کر سنایا۔ اس قصیدے کے آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس دن کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری شفاعت کرنے والے ہو جایئے جس دن کسی کا کوئی شفیع اور نفع پہنچانے والا نہ ہوگا سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدے کا عربی شعر۔

ولکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعة سواک بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دن سواد کے لئے کوئی سفارشی نہ ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن کے لئے میرے سفارشی ہو جایئے۔

(5) جنّات بے بس ہو گئے

امام احمد جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو نعیم نے ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی نے امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی خبر مدینہ میں اس طرح پہنچی کہ مدینے کی ایک عورت سے ایک جنّ کو عشق تھا۔ جنّ پرند کی شکل میں عورت کی دیوار پر آ کر بیٹھتا تھا۔ اتفاقاً چند روز اس کا آنا بند ہو گیا۔ پھر ایک دن آ کر دیوار پر بیٹھا تو عورت نے پوچھا کہ تم اتنی مدت سے کہاں غائب تھے۔ اس نے کہا کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔

ایک مرتبہ ہم ملک شام کی سفر میں تھے وہاں ایک مشہور کاہنہ عورت تھی ہم نے اس سے مل کر اپنے سفر کے غائبانہ حالات دریافت کئے اس نے کہا کہ اب مجھے اس طرح کا کوئی علم نہیں رہا۔ کیونکہ جو جنّ مجھے آ کر خبریں بتایا کرتا تھا اور میں لوگوں کو بتا دیا کرتی تھی اس نے ایک دن میرے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں میرے آنے کی اُمید نہ رکھنا۔ میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئے ہیں اور اب ایسی

چیز پیدا ہوگئی ہے کہ میں بے بس ہوں۔

(6) بُت کے شکم سے آواز

بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص مازن ملک شام کے ایک شہر عمان میں بُتوں کی نگرانی وخدمت پر مقرر تھا۔ مازن کا بیان ہے کہ وہاں کے بتوں میں ایک بُت کا نام تاجر تھا ایک دن اس بت پر چڑھانے کے لئے ایک جانور میں نے ذبح کیا۔ اس وقت بُت کے شکم سے اس طرح کے اشعار کی آواز آئی جن کا مطلب یہ تھا۔ ''اے مازن! میرے پاس آ میں تجھے ضروری بات بتاؤں یہ خدا کے پیغمبر ہیں۔ یہ خدا کا بھیجا ہوا پیغام برحق لائے ہیں تو ان پر ایمان لاتا کہ اس آگ کی گرمی سے تجھے نجات ملے جو سخت شعلوں والی ہے اس آگ میں لکڑیوں کی بجائے پتھر جلائے جاتے ہیں'' مازن کا بیان ہے کہ یہ آواز سُن کر مجھے حیرت ہوئی پھر دوسرے دن بھی ایک جانور ذبح کر کے چڑھایا تو اُس بُت کے پیٹ میں سے پھر آواز آئی، یہ اشعار اُن اشعار سے زیادہ واضح تھے جو پہلے دن سنائے تھے۔ اُن کا مطلب یہ تھا۔

''اے مازن سن اور خوش ہو جا کہ نیکی ظاہر ہوگئی برائی چھپ گئی۔ قوم مضر سے اللہ کا دین لے کر ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ تو پتّھر کی مورتیوں کو پوجنا ترک کر دو۔ دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا۔''

''مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اسی وقت سے میں اس ہی کی تلاش میں بے چین تھا اچانک ایک قافلہ حجاز سے آیا میں نے وہاں کے حالات پوچھے تو قافلے والوں نے بتایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے وہ اپنے کو خدا کا بھیجا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بتاتے ہیں۔ میں نے سمجھ لیا کہ بُت کے شکم سے اُن ہی کے متعلق آواز آئی تھی اور اشعار سنائی دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے سواری کا انتظام کیا اور سامانِ سفر تیار کر کے روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت مبارک دیکھتے ہی میرا دل مائل ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ ''تمہارا اور بھی کوئی مقصد ہے؟'' میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے تین مقصد اور بھی ہیں۔

اول یہ کہ مجھے گانے بجانے اور بازاری عورتوں کا شوق ہے۔ دوم یہ کہ ہمارے ملک میں زبردست قحط ہے۔ سوم یہ کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے مجھے اولاد کی تمنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان تینوں سے نجات کے لئے دعا فرمایئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُعا فرمائی کہ ''اے اللہ گانے بجانے کے بجائے اس کو قرآن کی تلاوت کا شوق اور قرآن پڑھنے کی توفیق دے، بازاری اور حرام کار عورتوں کے بجائے اس کو حلال عورتیں اور اس کو شرم وحیا عطا کر اور اس کو اولاد بھی عطا فرما''۔ مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کی برکت سے ہمارا ملک سرسبز وشاداب ہوا۔ میرے عیب دور ہو گئے اور چار حسین عورتیں میرے نکاح میں آئیں اور حبان جیسا نیک اور لائق لڑکا خدا نے مجھے دیا۔

(7) جنوں پر انگارے

بزار، ابونعیم اور ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 57ھ مدینہ

منورہ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہم موضع بوانہ میں ایک بُت کے پاس بیٹھے تھے ہم نے بُت پر ایک اونٹ ذبح کر کے چڑھایا اچانک بُت کے شکم سے اس طرح کی آواز آئی کہ خبردار! ہوشیار ہو جاؤ بڑی تعجب خیز اور حیرت ناک بات ہے۔ پہلے آسمانی خبروں کو جن چُرالایا کرتے لیکن اب ان کی یہ چوری ختم ہوگئی کیونکہ خدا کی وحی اُترنے لگی۔ اب چُرانے والے جنّوں پر انگاروں کی مار پڑتی ہے کیونکہ مکہ مکرمہ میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ایک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) برحق پیدا ہوئے وہ مدینہ (یثرب) کی طرف ہجرت کریں گے۔ جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سخت تعجب کرتے ہوئے وہاں سے اُٹھے اور اس واقعہ کے چند ہی روز بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا چرچا ہو گیا۔

(8) جنّات نے میلاد مبارک کی خبر دی

ابن شاہین وغیرہ محدثین کی روایت ہے کہ ذباب بن حارث کہتے ہیں کہ ایک جن سے میری آشنائی تھی وہ غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا ایک دن وہ جن میرے پاس آیا اور میں نے اس سے کچھ سوال کیا اس نے حسرت سے میری طرف دیکھ کر کہا اے ذباب! تعجب خیز بات سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی کتاب لے کر مکہ مکرمہ میں بھیجے گئے ہیں۔ لوگوں کو اچھی باتوں کی طرف بُلاتے ہیں لیکن لوگ ان کی بات نہیں مانتے۔ میں نے کہا کہ میرا سوال کچھ اور ہے اور تمہارا جواب کچھ اور یہ سُن کر جن نے کہا اچھا تم جلد ہی میری بات سمجھ لو گے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ چند ہی روز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کی خبر ہم کو پہنچی۔ اسی طرح کا واقعہ ابن شیبہ نے بھی جموع بن عثمان غفاری سے روایت کیا ہے کہ قبیلۂ غفار میں ایک کاہن تھا اسے بھی اس کے ایک جن ساتھی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی خبر دی اور رُخصت ہو گیا۔

(9) جنّات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی

ابونعیم نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفل میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیرے چہرے اور بشرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو پہلے کاہن تھا اور جنّوں سے تیرا تعلق رہا ہے اس نے کہا ہاں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا اب بھی تمہاری دوستی جنّوں سے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اب نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دین اسلام کی شہرت سے پہلے ایک دن میرا ایک ہم صحبت جن میرے پاس آیا اور کہا۔

"يَا سَالِمَ بَاسَالِمَ الْحَقُ الْمُبِيْنُ وَالْخَيْرُ الدَّائِمِ غَيْرُ حُلْمِ النَّائِمِ اللّٰهُ اَكْبَرُ"

ترجمہ:۔ "اے سالم ظاہر ہو گیا۔ دائمی بھلائی نمودار ہوگئی یہ کسی سونے والے کا خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔"

ایک دوسرا شخص اسی مجلس میں موجود تھا اس نے بیان کیا کہ اسی طرح میرے سامنے بھی ایک واقعہ پیش آیا۔ ایک دن میں چٹیل میدان میں جارہا تھا جہاں آگے پیچھے کوئی انسان نظر نہ آتا تھا اچانک ایک اونٹ سوار میرے سامنے آیا اور بلند آواز سے کہا۔

"یَا اَحْمَدُ یَا اَحْمَدُ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَمْجدُ اَبَا کَ مَا وَعَدَکَ مِنَ الْخَیْرِ یَا اَحْمَدُ"

ترجمہ:۔ "اے احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اللہ بڑی بزرگی والا ہے اللہ نے تم سے جو نیکی کا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوگیا"

یہ کہتے ہی وہ اونٹ سوار میری نگاہوں سے غائب ہوگیا ایک تیسرا انصاری شخص اس مجلس میں تھا اس نے بھی اسی طرح کا اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ میں ملک شام کے ایک چٹیل میدان کا سفر کر رہا تھا اچانک چند اشعار سننے میں آئے جن کا مطلب یہ تھا "ایک ستارہ چمکا جس نے مشرق کو منور کردیا وہ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں جو شخص ان کی پیروی اور تصدیق کرے گا نجات پائے گا اللہ نے ان کی نبوت کو اور امر حق کو ثابت کردیا ہے۔

(10) جنّ کا قتل

فاکہی نے اخبار مکہ میں عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور دوسرے محدثین نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مکہ کے پہاڑ ابوقبیس سے بلند آواز کے ساتھ چند اشعار اسلام کی بُرائی میں سنے گئے یہ جن کی آواز تھی اس میں یہ مضمون بھی تھا کہ مسلمانوں کو مار ڈالو شہر سے نکال دو بُت پرستی مت چھوڑو کفار بہت خوش ہوئے اور اترا کر کہنے لگے کہ غیب سے بھی تمہارے قتل کرنے اور شہر بدر کرنے کا حکم ہوتا ہے مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "تم اطمینان رکھو یہ آواز مسعر نامی جنّ کی تھی، بہت جلد اللہ اس کو سزا دے گا"۔ تیسرے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ آج ایک بہت بڑا جن سمح نامی میرے پاس آکر مسلمان ہوا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا اس نے مجھ سے مسعر کو قتل کرنے کی اجازت چاہی اور میں نے اجازت دے دی۔ آج مسعر مارا جائیگا۔ مسلمان خوش ہوکر انتظار میں تھے شام کے وقت اسی پہاڑ سے چند اشعار بلند آواز کے ساتھ سننے میں آئے جن کا مضمون یہ تھا کہ۔

"ہم نے مسعر کو اس وجہ سے قتل کردیا کہ اس نے سرکشی کی حق کی توہین کی اور بُرائیوں کا راستہ بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک شان میں بے ادبی کی میں نے ایک چمکتی ہوئی تیز تلوار سے اس کا کام تمام کردیا"۔

(11) بُت نے نبی کریم علیہ السلام کی خبر دی

ابونعیم اور ابن عساکر نے قبیلۂ بنی خشعم کے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ عرب حرام وحلال کی پہچان نہیں رکھتے تھے بتوں کو پوجتے تھے اور جب آپس میں کوئی اختلاف ہوتا تو بتوں سے جا کر حال بیان کرتے اور بتوں کے

پیٹ سے جو آواز آتی اس پر عمل کرتے بنی خشعم کے اس آدمی نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ہم آپس میں ایک مرتبہ جھگڑا کر کے فیصلہ کے لئے بتوں کے پاس گئے اور جا کر چڑھاوا چڑھایا اور اس بت کے پاس بیٹھے رہے اچانک اس بت کے پیٹ سے آواز آئی اور اس مضمون کے اشعار سننے میں آئے۔ اے گوشت و پوست والے انسانو! تم پتھروں سے فیصلہ چاہتے ہو یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے یہ پیغمبر علیہ السلام تمام انسانوں کے سردار ہیں اور تمام حاکموں میں یہ سب سے زیادہ منصف اور انصاف والے ہیں یہ نور اور اسلام کو نمایاں کر کے لوگوں کو گناہوں سے بچاتے ہیں، بنی خشعم کا وہ شخص کہتا ہے کہ یہ سُن کر ہم ڈر سے بھاگے اور ہر مجلس میں اسی قصہ کا چرچا رہا کچھ دنوں کے بعد ہم کو خبر ملی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے لئے ہجرت فرمائی یہ خبر پاتے ہی ہم سب مسلمان ہو گئے۔

(12) نبوت کی غیبی خبر

ابونعیم کی دلائل النبوۃ کی روایت میں تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جن دنوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی میں اُن دنوں شام میں تھا مجھے راستے میں رات ہو گئی پُرانے دستور کے مطابق میں نے جنگل میں رات بسر کرنے کے لئے باآواز بلند کہا کہ "میں اس جنگل کے سردار کی پناہ میں ہوں۔" اس کے بعد اچانک آواز آئی کہنے والا کوئی نظر نہ آیا اس آواز کا مطلب یہ تھا کہ "اللہ کی پناہ طلب کر جِنّات خدا کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دے سکتے" میں نے کہا یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے پھر کہا کہ "عرب میں پھر پیغمبر ظاہر ہو گئے ہم نے اُن کے پیچھے مکہ کی اطاعت کرنے کا عہد کیا اب جنّات کا مکر ختم ہو گیا اب جنّات کو انگاروں کی مار پڑتی ہے تو جا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو جا۔"

تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صبح ہوئی تو میں نے سفر شروع کر دیا ایک شہر میں پہنچ کر ایک راہب سے یہ قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ "جِنّوں نے سچ کہا ایک پیغمبر (علیہ السلام) حرم میں ظاہر ہو کر دوسرے حرم کی طرف ہجرت کریں گے وہ پیغمبر تمام پیغمبروں سے افضل ہیں جا بہت جلد تو ان کی خدمت میں حاضر ہو جا"

(13) بتوں کی پوجا ختم

ابونعیم ابن جریر اور طبرانی وغیرہ نے بہت سی سندوں سے عربوں کے ایک بڑے سردار عباس بن مرداس سے روایت کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ جب تمہیں کوئی سخت مصیبت پہنچے تو ضمار نام کے بُت کی پوجا کر کے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک دن میں اپنے رفقاء کے ساتھ ایک جنگل میں شکار کو گیا دوپہر کے وقت آرام کے لئے میں اور میرے ساتھی ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اچانک یہ منظر میں نے دیکھا کہ سفید روئی کے گالے کی طرح ایک شتر مُرغ ہوا پر سے اُترا اس شتر مُرغ پر ایک بوڑھا آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے نظر آیا اس مرد پیر نے مجھ سے کہا کہ عبداللہ بن مرداس! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ آسمان کو اب چوکیداروں کی حفاظت حاصل ہے زمین پر لڑائی چل گئی۔ گھوڑے لڑائی کے لئے تیار ہو چکے۔ یہ نیکی کا راستہ وہ لایا ہے

وہ پیر کے دن پیدا ہوا ہے اس کے پاس قصوا نامی ایک اونٹنی ہے۔''

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر ڈر گیا اور پریشانی کے عالم میں باپ کے بتائے ہوئے بُت ضمار کے پاس گیا اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا تا کہ میری پریشانی دور ہو، اچانک اُس بت کے پیٹ سے چند اشعار کی آواز آئی ان کا مطلب یہ تھا۔ ''سُلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو کہ بت خانہ والے تباہ ہو گئے مسجدوں والے زندہ ہو گئے۔ ضمار بت بھی ہلاک ہوا اس کی لوگ پوجا کرتے تھے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے اور اُن پر کتاب نازل ہونے کے بعد بتوں کی پوجا ختم ہوگئی۔ یہ نبی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت کے وارث ہوئے یہ خاندان قریش سے تعلق رکھتے ہیں اور صحیح راہ پر گامزن ہیں۔''

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے یہ قصہ لوگوں سے چھپایا اور کسی سے ذکر نہ کیا ان ہی دنوں جب کفار مکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ احزاب لڑ کر واپس ہو رہے تھے میں مقامِ عقیق کی طرف اونٹ خریدنے گیا تھا اچانک سخت آواز آسمان سے آئی میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو وہی پہلا بوڑھا سفید کپڑے پہنے ہوئے شتر مُرغ پر سوار نظر آیا وہ کہہ رہا تھا کہ ''جو شخص پیر کے روز منگل کی شب دنیا میں ظاہر ہوا ہے بہت جلد اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہو کر ملک نجد پہنچے گا'' عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اسی وقت سے میرے دل میں اسلام کی محبت وعقیدت جم گئی۔

(14) بُت کی طرف سے میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خبر

ابن سعد اور ابونعیم کی روایت میں سعید بن عمرو ہذلی بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے ایک بت پر ایک بکری ذبح کر کے چڑھائی۔ اچانک اس بت کے پیٹ میں سے چند اشعار کی آواز آئی جن کا مطلب یہ تھا کہ ''تعجب خیز بات یہ ہوئی کہ عبدالمطلب کی اولاد سے ایک ایسے نبی پیدا ہوئے ہیں جو زنا کاری اور بتوں کے نام پر نذر و نیاز کو حرام کہتے ہیں، ان کے آنے کے بعد آسمانوں کی حفاظت ہونے لگی۔ اب ہم ستاروں سے مار بھگائے جاتے ہیں''۔ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میرا باپ آواز سُن کر مکہ گیا کسی نے پیغمبر کا پتہ نہ دیا۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہاں بنو عبدالمطلب میں ہمارے یہاں اللہ کے پیغمبر (علیہ السلام) بھیجے گئے ہیں تم ان پر ایمان لے آؤ۔

(15) نبی علیہ السلام کی غیبی خبر

ابن سعد کی روایت میں جسعد بن قیس مرادی کا بیان ہے کہ ایک حج کے لئے ہم چار آدمی جا رہے تھے۔ راستے میں یمن کے ایک جنگل میں جاتے جاتے چند اشعار کی آواز سنی گئی۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اے مسافرو! جب تم زمزم اور حطیم (کعبہ کے ایک گوشہ) پر پہنچو تو اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارا پیغام کہہ دینا کہ ہم تمہارے دین کے پابند ہیں ہم کو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اس بات کی وصیت کی تھی۔ یعنی جب ''احمد'' نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آئیں تو تم سب ان پر ایمان لانا۔

(16) جنّات میں فیصلہ

امام احمد، بزار، ابویعلیٰ، اور بیہقی وغیرہ نے بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے مقام عروج میں جب ہمارا پڑاؤ ہوا تو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ملنے گیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر کے خیمے سے دور جنگل میں اکیلے بیٹھے ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا تو بڑا شور وغل میں نے سنا ایسا معلوم ہوا کہ بہت سے آدمی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں وہیں ٹھہر گیا میں نے سمجھا کہ غیب سے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنی جگہ سے اُٹھ کر مسکراتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے میں نے شور وہنگامہ کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''مسلمان جنّات اور کافر جنّات کے درمیان جائے قیام کے بارے میں جھگڑا تھا میں نے فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جنّات جبش میں اور کافر جنّات غور میں قیام کریں اور ایک دوسرے سے نہ ملیں''۔ اس واقعہ کے راوی کثیر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہمارے تجربہ میں بات آئی ہے کہ جبش میں اگر کسی کو جن کا اثر ہوتا ہے تو شفا ہو جاتی ہے لیکن غور میں جسے آسیب ہوتا ہے وہ اکثر ہلاک ہو جاتا ہے۔

(17) جِنّ کی حاضری

خطیب نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ۔ قبیلہ خزرج۔ المتوفی 74ھ مدینہ منورہ بعمر 94 سال 540 حدیثیں روایت کی ہیں) سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے آرام کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کھجور کے درخت کے سائے میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک کالا سانپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا وہ اپنا منہ آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان کے سوراخ میں لے گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کان کے پاس اپنا منہ لے جا کر کچھ فرمایا اس کے بعد وہ سانپ ایسا غائب ہو گیا کہ گویا اسے زمین نگل گئی۔ ہم نے عرض کیا کہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سانپ کا مُنہ اپنے کانوں تک پہنچنے دیا تو ہمیں بڑا ڈر معلوم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ جانور جِنّ تھا فلاں صورت کی چند آیتیں بھول گیا تھا اُن ہی آیتوں کی تحقیق کے لئے جِنّوں نے اسے بھیجا تھا تم لوگ موجود تھے اس لئے وہ سانپ کی صورت بدل کر آیا اور آیتیں پوچھ گیا''۔ جابر کہتے ہیں اس کے بعد آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے وہاں کے آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر پا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس گاؤں کی ایک نوجوان عورت پر ایک جن عاشق ہو گیا ہے اسے اتنا پریشان کر رکھا ہے کہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے مرنے کے قریب ہے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

اس عورت کو میں نے دیکھا ایسی خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے بُلا کر فرمایا ''اے جِنّ! تجھے معلوم ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوں، اس عورت کو تو چھوڑ دے اور یہاں سے تو چلا جا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمانا تھا کہ وہ عورت اچھی ہوشیار ہوگئی۔ فوراً ہوش آیا اس نے منہ چھپالیا اور مردوں سے حجاب کرنے لگی۔

جنّت سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کھانا بھیجا گیا

امام احمد و دارمی اور نسائی و حاکم نے صحیح بتا کر بزار و ابویعلی اور طبرانی نے سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نفیل سکونی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم خاتم النبیّین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کسی کہنے والے نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیا آپ علیہ السلام کے پاس آسمان سے کھانا اُترا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ کیا جنّت سے کھانا آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ہاں آیا''۔ اس نے دریافت کیا کہ کس طرح آیا۔ فرمایا ''تانبہ کے بڑے برتن میں آیا ہے''۔ پوچھا کیا وہ کھانا آپ علیہ السلام سے بچ رہا تھا؟ فرمایا ''ہاں بچ رہا تھا''۔ پوچھا وہ کیا ہوا؟ فرمایا ''وہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور مجھے وحی بھیجی گئی کہ میں وصال پانے والا ہوں اور میں تم میں زیادہ عرصہ رہنے والا نہیں ہوں اور تم میرے بعد زیادہ عرصے رہو گے بلکہ بہت کم مدّت رہو گے۔ یہاں تک کہ تم کچھ کہو گے اور تم لوگ شکستہ حالت میں میرے پاس آؤ گے اور تم ایک دوسرے کا پیچھا کرو گے اور میرے روبرو قیامت ہے۔ دو موتیں شدید ہوں گی۔ اس کے بعد ایسے سال آئیں گے جن میں زلزلے اور فتنے ہوں گے''۔

ابن عساکر نے بطریق حارث بن محمد روایت کی انہوں نے کہا مجھے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا کہ ''میں مدینہ طیّبہ آیا تو میں نے ایک شخص کو اس کے ساتھی سے کہتے سُنا کہ آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے مہمانی کی گئی ہے۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں پہنچا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج رات آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مہمانی کی گئی ہے؟'' فرمایا ''ہاں'' میں نے عرض کیا وہ کیسی مہمانی تھی؟ فرمایا ''وہ کھانا تھا جو مسخنہ یعنی تانبے کے بڑے دیگچے میں تھا''۔ میں نے عرض کیا بچا ہوا کھانا کیا ہوا؟ فرمایا ''وہ اٹھالیا گیا''۔

ابنِ عساکر نے بطریق حفص بن عمرو دمشقی، عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ربّ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سلام فرماتا ہے اور مجھے اس خوشۂ انگور کے ساتھ آپ علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ اسے نوش فرمائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس خوشہ کو لے لیا۔ اس روایت میں جو حفص بن عمرو دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ صاحبِ حدیث القطف (خوشۂ انگور) کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ سن ایک سو ستر ہجری (170ھ) میں فوت ہوئے ہیں۔

ابو عبدالرحمٰن سلمی نے ''کتاب الاطعمہ'' میں ایسی سند کے ساتھ حوطہ بن مرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس جنّت سے کوئی طعام آیا ہے؟ فرمایا ''ہاں جبریل علیہ السلام جنّت کے کھانوں میں سے خبیص (وہ طعام جو کھجور، آٹے اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے) لائے اور میں نے اسے کھایا''۔ (ابن حجر نے الاصابہ میں فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے)

چ

چشمے جاری ہو گئے

(1) انگشتان مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چشمے جاری ہو گئے

امام قرطبی فرماتے ہیں۔

قِصَّةُ نَبْعِ الْمَاءِ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ تَكَرَّرَتْ فِيْ عِدَّةِ مَوَاطِنَ فِيْ مَشَاهِدٍ عَظِيْمَةٍ وَ وَرَدَتْ مِنْ طُرُقٍ كَثِيْرَةٍ يُفِيْدُ مَجْمُوْعُهَا الْعِلْمَ الْقَطْعِيَّ الْمُسْتَفَادُ مِنَ الْمُتَوَاتِرِ الْمَعْنَوِيِّ

ترجمہ:۔ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کی پھوٹ پڑنے کا معجزہ متعدد مقامات پر بڑے بڑے عظیم اجتماعات کے سامنے کئی بار رونما ہوا اور طریق کثیرہ سے منقول ہوا، یہ سب طریق مل کر علم قطعی کا فائدہ دیتے ہیں جس طرح کہ متواتر معنوی سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

اہل سیر فرماتے ہیں کہ اس قسم کا معجزہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور پیغمبر سے نہیں ہے کیونکہ یہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہڈیوں، پٹھوں، گوشت اور خون کے درمیان سے جاری ہوا۔

امام ابن عبد البر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ امام مزنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا پتھر سے پانی پھوٹ پڑنے سے عجیب تر اور بڑا ہے جو عصائے موسیٰ کی ضرب سے جاری ہوا تھا کیونکہ پتھر سے پانی رواں ہونا امر عادی ہے جبکہ گوشت اور خون کے درمیان سے پانی نکلنا خلاف عادت اور معجزانہ فعل ہے۔

رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشت ہائے مبارکہ سے کثیر مقامات پر پانی جاری ہونے کے معجزہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابویعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عبد اللہ بن خطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حبان بن بج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں۔

امام قرطبی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل میں یہ انگلیوں کے گوشت میں سے ہی جاری ہوا تھا۔ امام نووی

نے شرح مسلم میں اسی نکتہ نگاہ کی تصریح کی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی پھوٹتے ہوئے دیکھا،،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے پانی میں اضافہ ہونا یا آپ علیہ السلام کی انگشتان مبارک سے پانی کا پھوٹ پڑنا' دونوں صورتیں معجزہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار معجزہ کیلئے یہی انداز اختیار فرمایا ہے اگر چہ پانی چھوئے یا پانی میں دست مبارک ڈالے بغیر بھی انگلیوں سے پانی رواں ہونا ممکن تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ ادب ایسا نہیں کیا کیونکہ معدومات کو بغیر کسی اصل کے مرتبہ ایجاد وثبوت میں لانا اللہ تعالیٰ کا منفرد اور ذاتی کمال ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ امام بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انگشتان مبارک سے پانی جاری ہونے کا معجزہ کئی بار وقوع پذیر ہوا۔

(2) حدیبیہ

بخاری شریف میں یہ روایت بھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو سخت پیاس لگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے چمڑے کے ایک برتن میں پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پانی لے کر وضو کیا تو لوگ آپ علیہ السلام کی طرف تیزی سے لپکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا ''تمہیں کیا ہو گیا ہے'' انہوں نے عرض کیا' ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے بس یہی ہے جو اس برتن میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا' پھر کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی چشمے کی طرح ابلنے لگا۔ جسے ہم نے خوب سیراب ہو کر پیا اور اس سے وضو بھی کیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: کہ آپ اس وقت کتنے تھے؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اس روز ہم پندرہ سو آدمی تھے لیکن اگر ہم اس روز ایک لاکھ بھی ہوتے تو یہ پانی سب کے لئے کافی ہو رہتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبد اللہ الخزرجی۔ المتوفی 74ھ مدینہ منورہ بعمر 94 سال۔ 540 حدیثیں روایت کی ہیں) سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔ میں نے دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا ہے اور ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ صرف وہی ہے جو کسی کے پاس بچا کھچا ہے' وہ ایک برتن میں ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس میں ڈال کر انگلیاں پھیلا دیں۔ اس کے بعد فرمایا ''لوگو چلو اور وضو کا پانی حاصل کرو اور اللہ کی طرف سے برکت لوٹو'' میں نے دیکھا کہ پانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشت ہائے مبارکہ سے رواں ہے یہاں تک کہ

لوگوں نے اس سے وضو کیا اور خوب سیراب ہو کر پیا' اس وقت ہماری تعداد چودہ سو (1400) تھی۔

اسی مضمون کی ایک روایت امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اس وقت نماز عصر کا وقت آ چکا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وضو کے لئے پانی تلاش کیا مگر انہیں نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ "اب وضو کرتے جاؤ"۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی ابل ابل کر نکلتے دیکھا اور تمام صحابہ کرام نے اس سے وضو کیا۔

(3) ستر (70) آدمی سیراب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ از طریق ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پیالہ لایا گیا جس میں کچھ تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں انگلیاں ڈالیں' میں دیکھ رہا تھا کہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا۔ پھر لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا' میں نے وضو کرنے والوں کا شمار کیا تو وہ ستر سے اسّی (80) تک تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قباء کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں کسی گھر سے ایک چھوٹا سا پیالہ پیش کیا گیا آپ نے اس میں دست اقدس ڈالا مگر وہ تنگ تھا' لہٰذا آپ علیہ السلام نے اس میں چار انگلیاں داخل فرمائیں' انگوٹھا اندر داخل نہ کر سکے۔ پھر فرمایا "لوگو آؤ پانی پی لو" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے سر کی آنکھوں نے دیکھا کہ پانی رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتان مبارکہ سے جاری تھا اور لوگ برابر اس پیالے سے پانی پی رہے تھے یہاں تک کہ سارے اس سے سیراب ہو گئے۔

(4) اسّی (80) آدمیوں نے وضو کیا

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خادمِ رسول اللہ انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جنب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ قبیلہ نجار۔ ان کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رشتہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ ہوتی تھیں المتوفی 93ھ بعمر 103 سال مقام بصرہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 2286 احادیث مروی ہیں) سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار نماز کا وقت آیا تو جن لوگوں کے گھر مسجد کے قریب تھے وہ اپنے گھروں میں وضو کرنے کیلئے چلے گئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے اسی اثناء میں ایک پتھر کا پیالہ جس میں پانی تھا حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت میں پیش کیا گیا' وہ پیالہ اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں ہتھیلی کو پھیلایا نہیں جا سکتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس میں دست اقدس ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انگلیوں سے پانی نکلنے

لگا جس سے سب لوگوں نے وضو کیا' ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا ان لوگوں کی تعداد کتنی تھی' فرمایا وہ اسّی (80) کے لگ بھگ تھے۔

محدثین کرام رحمہما اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام زوراء میں تھے عصر کا وقت آ گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پانی کی تلاش شروع کر دی۔ ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنا دست اقدس ڈبویا جس کی وجہ سے نبی اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا پھر تمام حاضرین نے اس سے وضو کیا میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا یہ وضو کرنے والے کتنے لوگ تھے؟ فرمایا ''تین سو آدمی''۔

(5) انگلیوں مبارکہ سے چشمہ

ابونعیم، بیہقی اور مسند ابن ابی امامہ میں حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں نماز فجر کے وقت پڑاؤ کیا۔ پھر میری طرف التفات کر کے دریافت فرمایا ''اے صدائی بھائی! کچھ پانی ہے'' میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تھوڑا سا ہے جو آپ علیہ السلام کے لئے کافی نہ ہوگا، فرمایا ''اسے کسی برتن میں ڈال کر لے آؤ'' پس میں نے حکم کی تعمیل کی اور پانی حاضر خدمت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہتھیلی اس پانی میں رکھ دی۔ میں نے دیکھا رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو انگلیوں کے درمیان سے چشمہ ابل رہا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اعلان کر دو جنہیں پانی کی ضرورت ہو وہ آ جائیں'' چنانچہ میں نے ندا دی تو جنہیں خواہش تھی انہوں نے پانی لے لیا، بعد ازاں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا ایک کنواں ہے جس کا پانی سردیوں میں زیادہ ہو جاتا ہے اور گرمیوں میں کم، اس لئے ہمیں دوسرے کنوؤں پر جانا پڑتا ہے ہم چونکہ مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے اردگرد سب دشمن قبائل ہیں جو ہمیں پانی لینے سے روکتے ہیں پس اللہ جل شانہٗ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کنوئیں کا پانی زیادہ کر دے تاکہ ہم اسی سے سیراب ہوتے رہیں۔ میری اس درخواست پر حضور نور مجسم سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات کنکریاں طلب فرمائیں۔ انہیں دست اقدس میں مل کر دعا فرمائی۔ پھر فرمایا ''ان کنکریوں کو لے جاؤ اور کنوئیں پر پہنچ کر ایک ایک کنکری اس میں پھینکنا اور اللہ کا نام لینا'' صدائی فرماتے ہیں ہم نے حسب ارشاد عمل کیا تو اس کنوئیں میں اس قدر پانی آ گیا کہ ہمیں کنوئیں کی تہہ معلوم نہیں ہو سکتی تھی۔

(6) لشکر سیراب

ابونعیم۔ طبرانی، احمد، بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ لشکر میں کسی کے پاس پانی نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یارسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پورے لشکر میں کسی کے پاس پانی نہیں، آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا "کیا تمہارے پاس کچھ پانی ہے" اس نے جواب دیا "جی ہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" فرمایا "اس کو میرے پاس لے آؤ" وہ ایک برتن، جس میں تھوڑا سا پانی تھا، لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشتان مبارکہ اس برتن کے منہ پر رکھیں پھر انہیں کشادہ کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے ان چشموں کا مشاہدہ کیا جو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے ابل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ "لوگوں کو آواز دیں تاکہ وہ وضو کے لئے بابرکت پانی لے جائیں"

دارمی، ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں کہ نبی اکرم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا، بخدا! میرے پاس تو پانی نہیں، فرمایا "کوئی چھاگل موجود ہے" تو وہ ایک چھاگل لے آئے۔ آپ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنی ہتھیلی پھیلائی تو آپ علیہ السلام کے ہاتھ کے نیچے سے چشمہ پھوٹ پڑا جس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی نوش کرنے لگے اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وضو کرنے لگے۔

(7) پاکیزہ پانی

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر التوفی 32ھ مدینہ منورہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 848 احادیث مروی ہیں) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ معجزات کو عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں علاماتِ برکت و رحمت سمجھا کرتے تھے۔ ہم رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں کھانا کھاتے تو ہمیں طعام کی تسبیح سنائی دیتی۔ ایک دفعہ پانی کا ایک برتن آپ علیہ السلام کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی جاری ہوگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "لوگو! پاکیزہ مبارک پانی کے حصول کیلئے آ جاؤ۔ یہ اللہ کی طرف سے برکت و رحمت ہے" یہاں تک کہ ہم سب نے اس پانی سے وضو کیا۔

طبرانی اور ابونعیم نے ابی لیلیٰ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح انگشتان مبارک سے پانی جاری ہونے کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَوِيَ الْقَوْمُ وَسَقَوْا رِكَابَهُمْ

ترجمہ: "میں نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے چشمہ جاری ہے یہاں تک کہ پورے لشکر نے سیراب ہو کر پیا اور انہوں نے اپنی سواریوں کو بھی پلایا۔

(8) وضو اہل قافلہ

ابو نعیم حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے، ایک مقام پر رات گزاری تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لوگو! اپنے اپنے برتنوں میں پانی دیکھو'' مگر سوائے ایک آدمی کے کسی کے پاس پانی نہ تھا۔ اسی کا پانی لے کر برتن میں ڈالا پھر فرمایا ''لوگو! وضو کرو'' میں نے دیکھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشت ہائے مبارکہ سے پانی ابل رہا تھا حتیٰ کہ پورے قافلے نے اس سے وضو کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہتھیلی سمیٹ لی تو وہ اتنا ہی رہ گیا جتنا پہلی دفعہ آپ علیہ السلام نے برتن میں ڈالا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مطلب بن عبداللہ بن خطب عبدالرحمٰن بن ابی عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ لوگوں کو شدید بھوک اور پیاس محسوس ہوئی تو آپ علیہ السلام نے چمڑے کا ایک برتن منگوا کر سامنے رکھا پھر اس میں پانی کی کلی فرمائی اور کچھ پڑھا بعد ازاں آپ علیہ السلام نے اس میں اپنی چھوٹی انگلیاں ڈالیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے نکلتے دیکھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ پانی پی لیں نیز اپنے مشکیزوں میں بھر لیں تو لوگوں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ معجزانہ منظر دیکھ کر مسکرا پڑے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

''جو آدمی ان دو شہادتوں کے ساتھ اللہ سے ملے گا، اللہ قیامت کے دن اسے جنت میں داخل کر دے گا''

(9) انگلیوں مبارکہ سے چشمے جاری

طبرانی، ماوردی، ابن ابی شیبہ اور بغوی میں حضرت حبان بن بج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میری قوم نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری قوم کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا ہے تو میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری قوم مسلمان ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ایسا ہے؟'' میں نے عرض کیا، ''جی ہاں یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' پھر میں صبح تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا۔ صبح ہوئی تو میں نے اذان کہی۔ آپ علیہ السلام نے مجھے ایک برتن عطا فرمایا، تاکہ وضو کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں اپنی انگلیاں ڈالیں جس سے چشمے بہہ پڑے۔ آپ علیہ السلام نے اعلان فرمایا ''جو وضو کرنا چاہے وضو کرے''

(10) غزوۂ ذات الرقاع

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ ذات الرقاع میں شمولیت کیلئے جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جابر! وضو کے لئے پانی لاؤ'' تو میں نے قافلہ میں بلند آواز سے پکارا کسی کے پاس پانی ہے کسی کے پاس پانی ہے؟ جب پانی نہ ملا تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قافلے میں تو کسی کے پاس ایک قطرہ پانی نہیں ہے تو آپ علیہ السلام نے ان کو ایک انصاری کے پاس بھیجا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پانی ٹھنڈا کر کے رکھتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم فلاں انصاری کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ اس کے مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟'' میں اس کے پاس گیا اور مشکیزہ کو دیکھا تو اس کے نیچے دہانہ میں پانی کا ایک قطرہ پایا اگر میں اس قطرہ کو خشک مشکیزہ پر ڈال دیتا تو وہ خشک ہو جاتا۔ میں نے اس صورتحال سے رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جاؤ اسی ایک قطرہ کو لے آؤ'' چنانچہ میں گیا اور اس قطرہ کو ہاتھ میں لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قطرہ کو اپنی ہتھیلی پر لے لیا پھر اس قطرہ کو میرے سپرد کر کے حکم دیا کہ ایک بڑے پیالہ کا اعلان کرو، چنانچہ میں نے ندا دی کہ قافلہ میں کسی کے پاس بڑا پیالہ ہو تو لے آئے۔ غرض میں نے ایک بڑا پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے پیالہ میں رکھیں اور فرمایا ''جابر! بسم اللہ پڑھ کر پانی کا قطرہ میرے ہاتھ پر ڈالو''، میں نے حکم کی تعمیل کی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا ہے یہاں تک کہ وہ پیالہ لبریز ہو گیا۔ رسول اللہ سرکار دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''جابر! اعلان کر دو جس کو پانی کی ضرورت ہو لے جائے'' حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ آنا شروع ہو گئے اور سب نے خوب سیر ہو کر پانی پی لیا۔ پھر رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس پیالے سے نکال لیا۔ تو اس وقت بھی لبریز تھا۔

چشمہ ابل پڑا

ابن عساکر اور ابن سعد حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہیں۔ ابو طالب نے بیان کیا کہ میں اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے ہمراہ ذی المجاز میں تھا، مجھے پیاس لگی تو میں نے اس کا ذکر آپ علیہ السلام سے کیا اور کہا: بھتیجے! مجھے پیاس لگی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے زمین پر ایڑی ماری جس سے چشمہ بہہ نکلا، پھر فرمایا: ''چچا محترم! نوش کیجئے'' تو میں نے پیاس بجھائی۔

چشمۂ سقیا

ابو نعیم ''صحابہ'' میں بطریق بدیح بن سدرہ ابن علی اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول

کریم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ''قاحہ'' کے مقام پر اترے، یہ وہ مقام ہے جسے آج کل ''سقیا'' کہتے ہیں یہاں پانی نایاب تھا، لہٰذا رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پانی کے حصول کے لئے بنی غفار کے چشموں پر جو ''قاحہ'' سے ایک میل کے فاصلے پر تھے، لوگوں کو بھیجا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وادی کے بالائی حصہ میں پڑاؤ ڈالا جبکہ بعض صحابہ کرام وادی کے دامن میں لیٹ گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے دست مبارک سے وادی کی پتھریلی زمین کو کریدا تو اس سے چشمہ پھوٹ پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خود پانی پیا اور آپ علیہ السلام کے تمام ساتھیوں نے سیر ہو کر نوش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا'' یہ ''سقیا'' ہے جو اللہ نے تمہیں پینے کے لئے مہیا فرمایا ہے۔'' اسی وجہ سے اس کا نام ''سقیا'' پڑ گیا۔

حوالہ جات کتب

1. تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (المتوفی 774ھ)
2. تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی (المتوفی 606ھ)
3. تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ)
4. تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5. صحیح بخاری۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ تا 256ھ)
6. صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری (204ھ تا 261ھ)
7. سنن ابن داؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث (202ھ تا 275ھ)
8. دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشاپوری (384ھ تا 458ھ)
9. البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر (المتوفی 774ھ)
10. خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

ح

حدیبیہ کی صلح

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے روایت کی کہ ان دونوں حضرات نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حدیبیہ کے موقع پر ایک ہزار سے کچھ اوپر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی (قربانی کا جانور) کے جانوروں کے گلوں میں قلادے (پٹا) ڈالے اور ان کا اِشعار کر کے عمرہ کا احرام باندھا اور نگاہ داشت کے لئے خزاعہ کے ایک شخص کو روانہ کیا۔

حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم چاہِ اشطاط پر پہنچے تھے تو وہ خزاعی پاسبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں واپس پہنچا اور بتایا۔

''قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اور مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بہت بڑی جمعیت کو فراہم کر لیا ہے اور آس پاس کے مختلف قبائل کے لوگ بھی اُن کے حلیف اور شریک بن گئے ہیں وہ لوگ آپ علیہ السلام سے جنگ کریں گے، راستہ روکیں گے اور مزاحمت کریں گے''۔

یہ اطلاع پا کر آپ علیہ السلام نے فرمایا ''مسلمانو! مجھے رائے دو کہ میں ان لوگوں کے اہل وعیال اور ان کے بچوں کی طرف متوجہ ہوں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ کا ہی قصد کریں اور جو ہمیں اس سے روکے اس کا مقابلہ کریں''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! ہم زیارتِ بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکلے ہیں، جنگ وقتال کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیت اللہ ہی تشریف لے چلیں۔ ہم کو اگر کوئی زیارت سے روکے گا تو ہم اُس کی رُکاوٹ کو سیلِ ارم بن کر راہ سے ہٹا دیں گے، اگر کوئی مقابل آئے گا، ہم اُس سے جنگ کریں گے''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''مناسب ہے، بسم اللہ پڑھ کر چل دو۔''

اثنائے راہ میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مطلع کیا کہ ''خالد بن ولید قریش کے رسالہ کا قائد اِس وقت طلیعہ پر ہے، اِس لئے داہنی جانب کا راستہ اختیار کر لو۔''

پَس خالد کو پتہ بھی نہ چلا کہ مسلمانوں کی جمعیت دفعۃً کا فرسواروں کے سر پر پہنچ گئی۔ جب رسالہ نے گرد وغبار دیکھا تو قریش کو ہوشیار اور خبردار کرنے کے لئے اُلٹے قدم مکّہ مکرمہ کی طرف بھاگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مسلسل مکہ مکرمہ کی جانب بڑھتے رہے اور پھر ایک سطحِ مرتفع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اُٹھایا، چلانے کے لئے کوشش کی مگر وہ ٹس سے مَس نہ ہوئی۔ کچھ لوگ کہنے لگے قصوٰی سَرکشی کر رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قصوٰی نے سرکشی نہیں کی ہے وہ طبعًا ایسی نہیں ہے'' پھر فرمایا ''قسم ہے اُس ذاتِ اعلیٰ کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے کسی ایسی بات کو نہیں منوا سکتے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی جاتی ہے۔ اس کے سوا وہ جس بات کو کہیں گے، میں ان کی بات مان لوں گا۔''

اِس کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنی اونٹنی کو تنبیہ فرمائی اور وہ کچھ اُچھلی اور سیدھی ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سوار ہو کر حدیبیہ میں اس مقام پر آئے جہاں ایک گڑھے میں تھوڑا سا پانی تھا۔ لوگوں نے کفایت کے ساتھ پانی لے کر استعمال کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ پانی استعمال کر لیا گیا اور گڑھے میں پانی نہ رہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پانی کی صورتِ حال سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو آگاہ کیا۔ پس آپ علیہ السلام نے ترکش سے ایک تیر نکال کر

دیا اور فرمایا ''اس تیر کو اس گڑھے میں دھنسا دو جس کا پانی ختم ہو چکا ہے'' چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی، اسکے بعد خدا کی قسم اس میں اتنا پانی جوش مارتا رہا کہ تمام مسلمان اس پانی سے سیراب ہوتے رہے گویا گڑھے میں پانی کے سوتے پھوٹ گئے تھے۔

قریش کی جانب سے بُدَیل بن ورقاء خزاعی جو بنوخزاعہ کا سردار تھا چند افراد کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

''میں نے بنی کعب اور عامر بن لوی کو حدیبیہ کے چشموں پر پڑاؤ ڈالے دیکھا ہے، اُن کے ساتھ دُودھ دینے والی اونٹنیاں ہیں۔ وہ تم کو بیت اللہ سے روکنے اور باز رکھنے کے لئے وہاں موجود ہیں اگر تم ضِد اور اِصرار کرو گے تو وہ جنگ کریں گے''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواب میں فرمایا:

''ہم لڑنا چاہتے ہیں نہ لڑنے کے ارادے سے آئے ہیں، ہمارا مقصد زیارتِ کعبہ اور طوافِ عُمرہ ہے۔ باوجودیکہ کفارِ قریش بار بار کی لڑائیوں، ہزیمتوں اور مسلسل جارحانہ فوجی کارروائیوں سے قتل اور مضروب ہو چکے ہیں، پھر بھی وہ ایسے لوگوں سے جو امن وسلامتی کے پیغامی ہیں، بلا وجہ لڑنا اور جنگ کی دھمکیاں دینا پسند کرتے ہیں''۔ اِس کے بعد آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''اے نمایندۂ قریش، بدیل! اگر وہ لوگ (قریش) پسند کریں تو میں ایک مدّت مقرر کردوں اور اُس مدّت میں وہ ہمارے کاموں اور سرگرمیوں میں مزاحم نہ ہوں۔ اگر اِس مدّت میں ہم کامیاب اور غالب ہو جائیں، تو وہ اگر پسند کریں، ہمارے اندر نیک نیتی سے مُدغم ہو جائیں۔ یعنی ملتِ اِسلامیہ میں شامل ہو جائیں۔ ورنہ وہ جنگ کی صعوبتوں سے تو بہر حال محفوظ رہیں گے۔ اور اگر قریش نے میری اِس پیش کش سے فائدہ نہیں اُٹھایا اور ہم پر جنگ مسلّط ہی کردی تو قسم ہے اُس ذاتِ اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کہ میں دینِ حق کی خاطر اُس وقت تک جنگ جاری رکھوں گا جب تک میں زندہ ہوں اور دینِ خداوندی غالب ہو جائے اور امورِ الٰہی نافذ ہو جائیں اور اللہ کے پرستاروں کے لئے موانعات باقی نہ رہیں'' (صلح حدیبیہ کا واقعہ پہلے ہی مفصل تحریر کیا جا چکا ہے)

حفاظت کا خدائی اعلان

ترمذی، حاکم، ابونعیم، بیہقی رحمہما اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ شروع شروع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا پہرہ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ سورۃ المائدہ آیت 67 کا نزول ہوا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ
مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ
مِنَ ٱلنَّاسِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ:۔ ''اے رسول پہنچادو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہوتو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔ بے شک اللہ کافروں کوراہ نہیں دیتا (المائدہ آیت 67)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قبہ شریف سے سرانور باہر نکال کر فرمایا ''لوگو! تم چلے جاؤ، اللہ نے میری حفاظت کا اعلان فرمادیا ہے''

احمد، طبرانی، ابونعیم رحمہما اللہ حضرت جعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھا، ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا ''گھبراؤ نہیں تم اگر چاہو بھی تو اللہ تعالیٰ تمہیں میرے اوپر قابو پانے کی قدرت نہیں دے گا''

رافع بن خدیج اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ انمار میں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمرکاب تھے جب بادیہ نشینوں نے ہماری آمد کے متعلق سنا تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے، رسول کریم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ''ذی امر'' کے مقام پر خیمہ زنی کی اور خود رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی اثناء میں بارش آگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کپڑے بھیگ گئے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سکھانے کے لئے ایک درخت پر ڈال دیا تو بنوغطفان نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے بہادر سردار دعثور بن حارث سے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اپنے ساتھیوں سے الگ ہیں، اس سے بہتر گھڑی ہاتھ نہیں آئے گی، چنانچہ اس نے تلوار ہاتھ میں لی اور پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اتر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت کپڑے خشک ہونے کے انتظار میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک دعثور بن حارث پر نظر پڑی جو آپ علیہ السلام کے سر اقدس پر تلوار سونتے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا۔

''مَنْ یَمْنَعُکَ مِنِّی یَا مُحَمَّد''

ترجمہ:۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)! تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواب دیا ''اللہ تعالیٰ'' جبریل امین نے اس کے سینے پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے تلوار اس کے ہاتھ سے گرگئی، آپ علیہ السلام نے تلوار اٹھا کر فرمایا ''بتاؤ! اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا'' اس نے کہا: ''کوئی نہیں'' حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جاؤ، اپنا کام کرو'' جب لوٹ کر جانے لگا تو بولا، آپ علیہ السلام مجھ سے بہتر ہیں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''میں اس شان عفوو درگزر کا تم سے زیادہ حقدار ہوں'' اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ گیا تو وہ کہنے لگے، بخدا! ہم نے ایسا معاملہ نہیں دیکھا جو تم نے اس دفعہ اختیار کیا ہے، تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے سر پر تلوار لے کر کھڑے تھے اس کے باوجود تم نے وار نہیں کیا اس نے جواب دیا، بخدا! میں سارا واقعہ بیان نہیں کرسکتا، اس کے بعد دعثور نے اسلام قبول کرلیا، یہ تفصیل ابن اثیر نے ''اُسدُ الْغَابَہِ فِی مَعْرِفَۃِ الصَّحَابَہِ'' میں نقل کرنے کے بعد لکھا کہ اسکی تخریج ابو

موسیٰ نے کی ہے یونہی اسے ابوسعید نقاش نے روایت کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ تلوار سونتنے والے شخص کا نام غورث بن حارث تھا، اس کے اسلام لانے کا واقعہ بھی صرف اسی روایت میں ہے۔ اسے ابوسعید نقاش کی طرح ابواحمد عسکری نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس کا نام دعثور نقل کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کو بحوالہ واقدی خصائص کبریٰ میں تحریر کیا ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہم رکاب صحابہ کی تعداد چار سو پچاس تھی، ان کے پاس گھوڑے بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے کپڑے بھیگ جانے کی وجہ سے اتار کر درخت پر پھیلا دیئے اور خود درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ آپ علیہ السلام کے اصحاب اور آپ علیہ السلام کے درمیان وادی ذی امر حائل تھی جب بادیہ نشینوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تنہا دیکھا تو اپنے سردار دعثور کو رسول اللہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قتل پر مشتعل کیا اور کہا: اس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ علیہ السلام کے بس میں ہیں، اگر وہ اپنے صحابہ کو مدد کے لئے پکاریں تو وہ ان کی مدد کو پہنچ نہ سکیں گے، چنانچہ وہ تلوار لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روبرو کھڑا ہوا تو جبریل نے اس کے سینہ پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، آپ علیہ السلام نے تلوار اٹھالی اور فرمایا ''اب بتا تجھے کون بچائے گا'' اس نے عاجزانہ لہجے میں کہا ''کوئی بھی نہیں'' ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ کے رسول ہیں۔'' آپ علیہ السلام سے زیادہ شان کا کوئی اور انسان نہیں'' اس کی قوم نے جب اسے لعن طعن کی تو اس نے کہا: میں جب تیغ عریاں لیکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب پہنچا تو میں نے ایک دراز قد گورے رنگ کا آدمی دیکھا جس نے میرے سینہ پر ضرب لگائی تو میں پشت کے بل گر گیا۔ میں نے پہچان لیا کہ وہ فرشتہ ہے، لہٰذا میں نے اعتراف کرلیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم واقعی اللہ کے رسول ہیں۔

بعدازاں دعثور (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے لگا، اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سورۃ المائدہ آیت 11

يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ
فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر جب ایک قوم نے ارادہ کیا دست درازی کا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو روک دیا۔ اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے۔''

اس روایت کو بیہقی نے نقل کیا اور کہا کہ اس جیسا قصہ غزوۂ ذات الرقاع میں بھی روایت کیا جاتا ہے، اگر واقدی نے صحت وصداقت کے ساتھ اس غزوہ کے حالات میں اسے نقل کیا ہے تو گویا ایسے دو واقعات رونما ہوئے۔

(1) سورۂ یٰسین

ابونعیم بطریق عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسجد الحرام میں بلند آواز سے تلاوت فرمایا کرتے تھے جس سے اہل قریش کو تکلیف ہوتی تھی آخر کار وہ تنگ آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گرفتار کرنے کے درپے ہو گئے مگر ان کے ہاتھ گردنوں کے ساتھ لگ گئے اور ان کی بینائی سلب ہوگئی جس کی وجہ سے وہ رسول کریم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کے واسطے دینے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی یہاں تک کہ ان کی یہ مصیبت رفع ہوئی، اسی تناظر میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ یٰسین نازل فرمائی۔

(2) پتھر

دلائل النبوۃ میں معتمر بن سلیمان اپنے باپ سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ بنومخزوم کا ایک شخص اپنے ہاتھ میں پتھر لے کر اٹھا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر اس کے ذریعے پتھراؤ کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حالت سجدہ میں تھے، اس نے ہاتھ بلند کئے تا کہ پتھر پھینکے مگر اسکی انگلیاں پتھر پر ہی خشک ہو گئیں اور وہ پتھر چھوڑنے پر قادر نہ ہو سکا، پس لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: کیا تم محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے ڈر گئے ہو اس نے جواب دیا نہیں بلکہ یہ پتھر میرے ہاتھ ہی میں رہ گیا ہے میں اسے چھوڑ نہ سکا، یہ سن کر انہیں تعجب ہوا، انہوں نے دیکھا تو اسکی انگلیاں فی الواقع پتھر پر خشک ہو چکی تھیں تو انہوں نے بڑی مشکل کے ساتھ اس کی انگلیاں پتھر سے الگ کیں، پھر کہنے لگے، ''ایسی ہی چیز تو ہمیں درکار تھی''، یعنی اس کا جادو ہونا ثابت کیا جائے۔

(3) نضر بن حارث

ابونعیمؒ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نضر بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اذیت دیتا اور آپ علیہ السلام سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سخت گرم دوپہر کے وقت قضائے حاجت کے لئے نکلے اور حسب معمول بہت دور نکل گئے یہاں تک کہ ''ثنیۃ الحجون'' کے نیچے تک پہنچ گئے، وہاں نضر کی نظر آپ علیہ السلام پر پڑ گئی۔ کہنے لگا، اس وقت بہترین موقع ہے کہ دھوکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر حملہ کر دیا جائے، چنانچہ اس فاسد ارادہ سے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب پہنچ گیا، پھر اچانک خوفزدہ ہو کر الٹے قدم گھر کی طرف بھاگا، راستہ میں ابوجہل سے ملاقات ہوگئی پوچھا: نضر کہاں سے آ رہے ہو؟ جواب دیا، میں اس ارادہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے پاس گیا تھا کہ دھوکہ سے انہیں قتل کر دوں مگر

اچانک کچھ شیر منہ کھولے میری طرف تیزی سے بڑھے تو میں خوفزدہ ہو کر لوٹ آیا، یہ سن کر ابوجہل نے کہا: یہ بھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے جادو کا ایک حصہ ہے۔

(4) بنت حکم

طبرانی، ابن مندہ اور ابونعیم نے بہ طریق قیس روایت کی کہ بنت حکم نے بیان کیا ''مجھ سے میرے باپ نے کہا: بیٹی! میں تم کو ایسا واقعہ بتاتا ہوں جو میں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا جس کی وجہ سے ہم آپ (علیہ السلام) کے پاس گئے۔ اچانک ہم نے ایک خوفناک آواز سنی ایسا معلوم ہوتا تھا گویا تہامہ کا ہر پہاڑ پھٹ گیا ہے جس کے باعث ہم پر غشی طاری ہو گئی جب ہمیں ہوش آیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نماز پڑھ کر گھر جا چکے تھے۔ دوسری رات ہم نے یہی منصوبہ بنایا جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آئے تو ہم اٹھ کر آپ علیہ السلام کی طرف بڑھے مگر صفا اور مروہ درمیان میں حائل ہو گئے۔ خدا کی قسم ہمیں اپنے اس فاسد ارادے میں کوئی کامیابی نہ ہوئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی۔

(5) ابوجہل

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے لوگوں سے پوچھا: کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) تمہارے سامنے اپنا چہرہ گرد آلود کرتے ہیں (نماز پڑھتے ہوئے سجدہ ریزی کرتے ہیں) لوگوں نے بتایا ''ہاں'' تو اس نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو ان کی گردن پامال کر ڈالوں گا یا ان کے چہرے کو مٹی میں رگڑوں گا، چنانچہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مصروف نماز دیکھ کر اسی فاسد ارادے کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف بڑھا مگر اچانک الٹے پاؤں بھاگا، اس وقت اس کے ہاتھ آگے پھیلے ہوئے تھے، گویا اپنے آپ کو کسی سے بچا رہا ہو، لوگوں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا'' میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے درمیان ایک خندق ہے جو آگ سے بھری ہوئی ہے نیز کچھ پرندے نظر آرہے ہیں'' اس بارے میں حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر ابوجہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے'' اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ سورۃ العلق آیت 6

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى

ترجمہ:۔ ''ہاں ہاں، بے شک انسان سرکشی کرتا ہے۔'' (آخر سورۃ آیت 19 تک)

ابوجہل

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ ابوجہل

نے ایک دن کہا، اے گروہ قریش! تم دیکھ رہے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے ہمارے دین پر عیب لگائے ہیں، ہمارے آباؤ اجداد کو گالیاں دی ہیں، ہمارے عقلمندوں کو بے عقل ٹھہرایا ہے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہے میں نے قسم کھا کر فیصلہ کرلیا ہے کہ کل میں ایک بڑا پتھر لے کر بیٹھوں گا جب وہ نماز کی حالت میں بیٹھیں گے تو اس پتھر سے ان کا سر پھوڑ دوں گا، پھر بنو عبد مناف جو چاہیں میرے خلاف کرلیں۔

جب صبح ہوئی تو ابو جہل نے ایک بڑا پتھر اٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی گھات میں بیٹھ گیا، ادھر قریش اپنی مجلسوں میں ابو جہل کی شرارت کا انتظار کرنے لگے۔ رسول اللہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اٹھ کر نماز شروع کی جب سجدہ میں گئے تو ابو جہل وہ پتھر اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف بڑھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب آ گیا، پھر اچانک اس حالت میں پیچھے کی طرف بھاگا کہ لرزہ براندام تھا، اس کا پسینہ نکل رہا تھا اور خوف کی وجہ سے اس کا رنگ اڑ رہا تھا، اسکے ہاتھ پتھر ہی پر شل ہو چکے تھے یہاں تک کہ اس نے پتھر پھینک دیا۔ اہل قریش اس کے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اے ابوالحکم! تمہیں کیا ہو گیا؟ تو اس نے جواب دیا جب میں اٹھ کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے پاس گیا تو ایک اونٹ ان کے اور میرے درمیان حائل ہو گیا، بخدا! میں نے اس کی جسامت کا اونٹ نہیں دیکھا نہ اسکی سی کسی اونٹ کی گردن دیکھی نہ ہی کسی اونٹ کے اتنے بڑے دانت دیکھے اس اونٹ نے مجھے چبا کھانے کا ارادہ کیا۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''وہ جبریل امین تھے۔ ابو جہل اگر میرے قریب آتا تو وہ اسے اپنی گرفت میں لے لیتے''

امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ ایک دفعہ ابو جہل نے کہا: اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو کعبہ کے نزدیک نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن پامال کر دوں گا، رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس کی اس ہرزہ سرائی کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر اس نے ایسا کرنے کی جسارت کی تو فرشتے اسے سب کے سامنے پکڑ کر ذلیل کریں گے'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ابو جہل کی اسی ہذیان گوئی کی وجہ سے غضبناک ہو کر حرم شریف کی طرف نکلے اور تیزی کے ساتھ دروازے سے اندر داخل ہوئے کہ اچانک سر اقدس دیوار سے ٹکرا گیا۔ یہ واقعہ سن کر میں نے کہا یہ تو برا دن ہے۔

بزار، طبرانی، حاکم اور بیہقی بطریق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ میں ایک دن مسجد الحرام میں تھا کہ ابو جہل نے قسم کھا کر کہا اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو حالت سجدہ میں دیکھ لیا تو ان کی گردن کچل ڈالوں گا۔ میں ابو جہل کی یہ یاوہ گوئی سن کر رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس بات کی خبر دی۔ آپ علیہ السلام اس سے غضبناک ہو کر حرم شریف کے لئے نکلے تو عجلت میں آپ علیہ السلام کا سر اقدس دیوار سے ٹکرا گیا، میں نے کہا: یہ تو برا دن ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سورہ (علق) اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی (سورۃ علق آیت 1) کی تلاوت شروع کردی جب

كَلَّآ اِنَّ الْاِ نْسَانَ لَيَطْغٰی (سورۃ العلق آیت 6) پر پہنچے تو کسی نے ابو جہل سے کہا: یہی تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں۔ابو جہل نے کہا: کیا تمہیں وہ کچھ نظر نہیں آ رہا جو مجھے نظر آ رہا ہے، بخدا! میرے سامنے سارا افق گھر گیا ہے۔

(6) ابو سفیان بن حرب

واقدی کئی اسناد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ایک بار ابو سفیان بن حرب نے قریش کے کچھ لوگوں سے کہا: مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جو محمد (صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم) کو دھوکے سے (معاذ اللہ) قتل کر ڈالے کیونکہ وہ بازاروں میں بے خطر چلتے ہیں اس طرح وہ شخص ہماری طرف سے انتقام لے لے، یہ سن کر ایک شخص اس کے پاس آ کر کہنے لگا اگر تم میرا خرچ برداشت کر لو تو میں جا کر ان (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو دھوکے سے قتل کر دوں گا، میں راستے کے نشیب وفراز سے بخوبی آگاہ ہوں اور میرے پاس ایک تیز خنجر بھی موجود ہے۔ابو سفیان نے کہا تم تو ہمارے ساتھی ہو، پھر اسے اونٹ اور زادراہ دے کر روانہ کیا اور کہا: یہ معاملہ پوشیدہ رکھو، کسی کو اس کی خبر نہ ہو ورنہ وہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو خبر کر دے گا اس نے کہا: کوئی آدمی اس راز سے آگاہ نہیں ہو گا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے دیکھتے ہی فرمایا ''یہ شخص میرے ساتھ دھوکہ کے ارادہ سے آیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے ارادے اور میرے درمیان حائل ہے'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا'' سچ سچ بتاؤ تم کون ہو اور کیا ارادہ لے کر آئے ہو اگر تم نے سچ سچ بتا دیا تو تمہارا سچ تمہیں فائدہ دے گا اور اگر تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تو میں تمہارے دلی ارادے سے آگاہ ہوں۔'' اس نے عرض کیا مجھے امان دیجئے، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تمہیں امان ہے'' چنانچہ اس نے ابو سفیان کا سارا واقعہ بیان کر دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سن کر فرمایا ''میں تمہیں امان دے چکا ہوں، اب جہاں تمہارا دل چاہے چلے جاؤ، یا پھر تمہارے لئے اس سے بہتر بات ہے'' اس نے پوچھا: کونسی فرمایا ''اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں'' یہ سن کر اس نے اسلام قبول کر لیا۔اس کے بعد کہنے لگا خدا کی قسم! میں کبھی لوگوں سے مرعوب نہیں ہوتا تھا مگر آپ علیہ السلام کو دیکھ کر میری عقل جاتی رہی اور میرے دل میں ضعف پیدا ہو گیا، میں نے خیال کیا کہ میرے اس راز کو گھڑ سوار لے جا سکتے ہیں، پھر سوچا کہ اس راز سے تو کوئی آگاہ ہی نہیں، پس مجھے یقین ہو گیا کہ آپ علیہ السلام کی ذات گرامی حفاظت کے حصار میں ہے اور یہ کہ آپ علیہ السلام حق پر ہیں۔

(7) عوراء بنت حرب

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سورہ کریمہ (تبت یعنی لہب) ''تَبَّتْ يَدَا اَبِي لَهَبٍ'' نازل ہوئی تو عوراء بنت حرب سخت غصے میں آئی، اس کے ہاتھ میں پتھر تھا، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا

تو عرض کیا ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عوراء آ رہی ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''وہ مجھے دیکھ نہ سکے گی'' اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی کچھ آیات تلاوت فرمائیں وہ آ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑی ہو گئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت اسے نظر نہ آ رہے تھے۔ اس نے کہا: ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تمہارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے میری مذمت کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا رب کعبہ کی قسم! ایسی بات نہیں ہے۔ میرے آقا نے تمہاری ہجو گوئی نہیں کی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شعر نہیں کہتے، یہ جواب سن کر وہ لوٹ گئی۔

(8) منصوبہ قتل (معاذ اللہ)

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سورۃ یٰسین آیت 9

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ
سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا''

بیہقی اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ وہ لوگ جن کے آگے اللہ نے پردہ ڈال دیا، وہ قریش مکہ تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فَاَغْشَيْنٰهُمْ'' ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ دیا ''فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ'' اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ نہیں سکتے، نہ اذیت پہنچا سکتے ہیں، اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دفعہ بنو مخزوم کے کچھ لوگوں نے جن میں ابوجہل اور ولید بن مغیرہ بھی شامل تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا، اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز میں مشغول تھے۔ قریش کے ان لوگوں نے آپ علیہ السلام کی قرأت سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کر دے، چنانچہ وہ اس مقام پر آیا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سننے لگا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے نظر نہ آتے تھے، لہٰذا واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو سارا ماجرا کہہ سنایا، پس وہ آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو انہیں قرأت کی آواز سنائی دینے لگی، وہ آواز کی طرف بڑھے تو آواز ان کے پیچھے سے آنے لگی۔ انہوں نے پیچھے کی طرف رخ کیا تو آواز پھر ان کی پشتوں کی جانب ہو گئی وہ یونہی اٹکل پر چلتے اور اندازے لگاتے ہوئے واپس چلے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچنے کا راستہ نہ پا سکے۔ (سورۃ یٰسین آیت 9) ''وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا'' کا یہی مفہوم ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تائید میں روایت نقل کی ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بیہقی کا اشارہ اس روایت کی طرف ہے جو امام ابن جریر طبری نے حضرت

عکرمہ سے اپنی تفسیر میں ذکر کی ہے کہ ابوجہل نے یہ ہرزہ سرائی کی، اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو ان کی گردن (معاذ اللہ) پامال کروں گا، تو اس سلسلہ میں یہ سورۃ یٰسین آیات 8،9 نازل ہوئی۔

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى
الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝

ترجمہ:۔ ''اور ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے۔ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا''۔

ابوجہل کے ساتھی کہتے ہیں۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ کہتا: کہاں ہیں؟ وہ کہاں ہیں؟ کیونکہ آپ علیہ السلام اسے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

(9) ایک خبیث کا قتل

ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خاندان مغیرہ کے ایک شخص نے ''غزوۂ احزاب'' میں کہا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کردوں گا' اسی اثناء میں اس کے گھوڑے نے خندق میں چھلانگ لگائی جس کی وجہ سے وہ گر گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی تو کفار نے مطالبہ کیا۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ہمارے حوالے کردیجئے تا کہ ہم اسے دفن کردیں، ہم اسکی دیت آپ علیہ السلام کو دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لے لو یہ خبیث ہے اور اسکی دیت بھی خبیث ہے۔''

(10) گوشت

بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک یہودی عورت زہر آلود بکری کا گوشت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تناول فرمانے کے لئے منہ مبارک میں ڈالا تو گوشت نے خود ہی بول کر بتا دیا کہ وہ زہر آلود ہے، بعد ازاں اس عورت کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اس حرکت کے بارے میں پوچھا: اس نے جواب دیا دراصل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنا چاہتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کی توفیق اور اختیار نہیں دے گا''

(11) اُمِ قرفہ

ابونعیم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ بنی فزارہ کی ایک عورت اُم قرفہ نے اپنے بیٹوں، پوتوں میں سے تیس سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کیلئے روانہ کئے۔ حضور سرکار دو عالم ختم

الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا فرمائی ''اے اللہ! اس بد بخت عورت کو اولاد سے محروم فرما'' بعدازاں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ قیادت ایک فوجی دستہ ان کی طرف بھیجا جس نے اُم قرفہ اور اس کی ساری اولاد کو قتل کر دیا۔

(12) عامر بن طفیل

دلائل النبوۃ میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، عامر کہنے لگا اگر میں اسلام قبول کرلوں تو اپنے بعد عرب کا اقتدار میرے سپرد کردو گے؟ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''نہیں اس میں تمہارا اور تمہاری قوم کا کوئی حصہ نہیں'' یہ سن کر بولا: خدا کی قسم! میں آپ (علیہ السلام) کے مقابلے میں گھڑسواروں اور پیادہ فوج کو لے کر آؤں گا۔ اس کی بیہودہ بکواس سن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہیں اس فاسد ارادے سے باز رکھے گا'' چنانچہ جب وہ دونوں باہر نکلے تو عامر نے کہا: اربد! میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو باتوں میں لگاتا ہوں تم ان پر تلوار سے وار کرو، اس نے کہا: ٹھیک ہے میں ایسا کروں گا، پھر وہ دونوں واپس آئے عامر نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) میرے ساتھ اٹھئے، میں آپ (علیہ السلام) سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ پس حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اسکے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے تو اربد نے موقع پاکر تلوار بے نیام کرلی اور اپنا ہاتھ اس کے قبضہ پر رکھا مگر وار کرنے میں تاخیر کردی کیونکہ اس کا ہاتھ قبضہ ہی پر خشک ہوگیا جس کی وجہ سے انہیں بے مراد۔ لوٹنا پڑا جب وہ 'رقم' کے مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرادی اور اسے قتل کردیا اور عامر کو پھوڑے کی تکلیف میں مبتلا کردیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سورۃ الرعد آیت 8 تا 13

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ
الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۗ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ
مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝
لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا
بِاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ
مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا
وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ
يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا۔ برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اسکے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں اور جب اللہ کسی قوم سے برائی چاہے تو وہ پھر نہیں سکتی اور اسکے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں۔ وہی ہے تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈر کو اور امید کو اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے اور گرج اُسے سراہتی ہوئی اسکی پاکی بولتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے اور کڑک بھیجتا ہے تو اُسے ڈالتا ہے جس پر چاہے اور وہ اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ سخت ہے۔''

(13) ارادہ قتل میں ناکامی

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ بن عبداللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم اقصی) (المتوفی 74ھ مدینہ منورہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 77 احادیث مروی ہیں) بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ اچانک ایک شخص سامنے آکر پوچھنے لگا آپ کون ہیں فرمایا ''اللہ کا نبی ہوں'' اس نے سوال کیا نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کا پیامبر'' اس نے دریافت کیا قیامت کب قائم ہوگی؟ فرمایا ''یہ غیب کا معاملہ ہے جسے صرف اللہ ہی جانتا ہے'' اس نے کہا: مجھے اپنی تلوار دکھایئے، آپ علیہ السلام نے اس کے حوالے فرمائی تو اس نے لہرا کر واپس کردی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سن لو، تم اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے'' اس نے جواب دیا 'ہاں! ایسا ہی ہوا ہے۔

(14) حفاظت

واقدی اور بیہقی حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک مہاجر شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ میں غزوہ اُحد کی لڑائی میں شامل تھا، میں نے دیکھا تیر ہر جہت سے آرہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیروں کی بوچھاڑ میں ہیں مگر ہر تیر پھیر دیا جاتا ہے، میں نے دیکھا عبداللہ بن شہاب غزوہ اُحد کے دن کہہ رہا تھا مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پتہ بتاؤ، آج اگر وہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تن تنہا اس کے پہلو میں کھڑے تھے، پھر اسے چھوڑ کر آگے ہو گئے تو صفوان نے اس فروگزاشت پر عبداللہ کو برا بھلا کہا، اس نے جواب دیا، بخدا! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ہمارے وار سے محفوظ ہیں ہم چار آدمی باہم قسم کھا کر ان کے قتل کے لئے نکلے مگر ان تک نہ پہنچ سکے۔

(15) تلوار گر پڑی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وامام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے

ہیں کہ نجد کی طرف فوج کشی میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمرکاب تھے، راستے میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایسی وادی میں پڑاؤ ڈالا جہاں درختوں کے جھنڈ تھے، لوگ درختوں کے سائے میں قیلولہ کرنے کیلئے پھیل گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور اپنی تلوار اس درخت کے ساتھ لٹکا دی، پس ہماری آنکھ لگ گئی، اچانک ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بلانے کی آواز سنی تو ہم آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بیٹھا ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اس بدو نے سوتے میں میری تلوار اچک لی، میری آنکھ کھلی تو اس کے ہاتھ میں یہ تلوار بے نیام تھی'' اس نے مجھ سے کہا آپ علیہ السلام کو مجھ سے کون بچائے گا؟ تو میں نے بے خطر کہا ''میرا اللہ مجھے بچائے گا'' ''اس وجہ سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ خوفزدہ ہو کر بیٹھ گیا'' بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے معاف فرما دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عصمت وحفاظت کا باب اتنا وسیع ہے کہ اس کا احاطہ کرنا ممکن ہی نہیں۔ چند واقعات ہدیہ کے طور پر تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

ماخذ کتب

1۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی (المتوفی 606ھ)
3۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ۔256ھ)
6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری (204ھ۔261ھ)
7۔ سنن ابن داؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث (202ھ۔275ھ)
8۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر (المتوفی 774ھ)
9۔ دلائل النبوت۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشاپوری (384ھ۔458ھ)
10۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

حقائق اشیاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا حقائقِ اشیاء کو مجسّم ملاحظہ فرمانا

(1) رحمت وسکینہ کو آپ علیہ السلام نے مجسّم دیکھا

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک جماعت ذکرِ الٰہی میں مشغول تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُن کے پاس سے گزرے تو آپ علیہ السلام ان کی طرف بالقصد تشریف لائے۔ یہاں تک کہ حضور علیہ السلام ان کے بالکل نزدیک پہنچ گئے۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تعظیم کی خاطر ذکر سے زبانوں کو روک لیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم لوگ کیا ذکر کر رہے تھے۔ کیونکہ میں نے تم پر رحمت کو نازل ہوتے دیکھا ہے۔ اور میں نے پسند کیا کہ اس رحمت میں میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں''

ابن عساکر نے سعد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ علیہ السلام نے نظر مبارک آسمان کی جانب اٹھائی پھر بتدریج نظریں نیچی کیں۔ پھر نظریں اوپر اٹھائیں۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس کو دریافت کیا تو فرمایا ''یہ لوگ جو میرے سامنے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھے ان کے اُوپر سکینہ نازل ہوا۔ جو قبہ کی مانند فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو ان سے ایک شخص نے لغو بات کہی اور وہ ان سے اٹھا لیا گیا''

(2) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نُور کو مجسّم دیکھا

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی وابونعیم نے اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جماعت اپنے ہاتھ اُٹھائے دُعا کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم دیکھ رہے ہو کہ میں ان کے ہاتھوں میں کیا دیکھ رہا ہوں''۔ میں نے عرض کیا ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟ فرمایا ''ان کے ہاتھوں میں نور ہے''۔ میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نور مجھے دکھا دے تو حضور علیہ السلام نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے وہ نور مجھے دکھا دیا۔

(3) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر نُور

ابن عساکر نے ابوالاحوص حکیم بن عمیر عنسی سے روایت کی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے کے سوا تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ ''ان کے دروازے کے سوا تمام دروازوں پر تاریکی ہے۔ اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دروازے پر نور ہے''

ابن عساکر نے مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے غصّہ میں کھڑے ہو کر فرمایا ''تم لوگ میرے رفیق کو نہ چھوڑو گے۔ ان کی شان اور تمہاری شان کے درمیان بڑا فرق ہے۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے دروازے پر تاریکی نہ ہو۔ علاوہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے کے۔ کیونکہ ان کے دروازے پر نور ہے''

ابن سعد اور بیہقی نے سعد کی باندی اُم طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم واپس تشریف لے جانے لگے۔ اُم طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حضور رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف بھیجا اور آپ کو اذن دینے میں کوئی بات مانع نہ تھی۔ البتہ ہم نے یہ چاہا کہ آپ مکرر اذن سے ہماری عزّت افزائی فرمائیں۔ اُم طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دروازے پر ایک آواز سنی جو اجازت مانگ رہی تھی۔ مگر میں کسی کو موجود نہ دیکھتی تھی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تو کون ہے؟'' اس آواز نے کہا میں اُم ملدم ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''لا مرحبا بک و لا اھلا'' ''کیا تو قبا کی طرف جانا چاہتی ہے''۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا ''جا تو ان کی طرف چلی جا''۔

(4) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں بخار کی حاضری

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں تپ (بخار) آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پوچھا ''تو کون ہے؟'' اس نے کہا۔ میں اُم ملدم ہوں۔ فرمایا ''کیا تو اہلِ قبا کی طرف جانا چاہتی ہے''۔ اس نے کہا ہاں۔ راوی نے کہا کہ اہلِ قباء بخار میں مُبتلا ہو گئے اور انہوں نے بخار کی بڑی سختی اٹھائی۔ پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم لوگ بخار میں مُبتلا ہو گئے ہیں۔ فرمایا ''اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں وہ تم سے بخار کو دُور کر دے گا۔ اور اگر تم چاہو تو وہ بخار تمہارے لئے تمہارے گُناہوں کی طہارت کا موجب بنے گی''۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے لئے طہارت کا موجب بنے۔

بیہقی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مابہ بن ابوذخشان بن

مورسلان بن بہبودان بن فیروز بن سہرک۔ اصفہان کے آب الملک مجوسی خاندان سے تعلق تھا المتوفی عہد خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ 250 سال سے زیادہ عمر پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 60 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بخار نے اجازت مانگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا ''تو کون ہے؟'' اس نے کہا میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ اور میں گوشت کو گھلا دیتی ہوں۔ اور خون کو چوس لیتی ہوں۔ فرمایا ''اہلِ قبا کی طرف چلی جا''۔ تو وہ لوگ بخار میں مبتلا ہو گئے پھر وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے چہرے زرد تھے۔ انہوں نے بخار کی شکایت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اور وہ تم سے بخار کو دُور کر دے گا۔ اور اگر تم چاہو تو بخار کو رہنے دو تا کہ تمہارے گناہ ساقط ہوں'' انہوں نے کہا ہم بخار کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔

بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بخار (ام ملدم) آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ایسی قوم کی طرف بھیج دیجئے جو آپ علیہ السلام کو بہت محبوب ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تو انصار میں چلی جا''۔ وہ چلی گئی۔ اور وہ ان میں پھیل گئی۔ اور ان کو پچھاڑ ڈالا۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے شفایابی کی دعا کیجئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے دُور کر دیا۔ بیہقی نے کہا ممکن ہے کہ یہ بات ان لوگوں کے لئے ہو جو انصار کے دوسرے لوگ ہیں۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے بروایت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ حضور رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے ایک قلعہ کی چھت پر چڑھے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ یقیناً میں ان مقامات کو دیکھ رہا ہوں جہاں فتنے واقع ہوں گے''

طبرانی نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا'' سبحان الذی یرسل علیھم الفتن ارمال القطر ''۔ ''پاک ہے وہ ذات جو ان پر بارش کے قطروں کی مانند فتنوں کو بھیجتا ہے''۔ نیز طبرانی نے اس کے مثل ابن جریر کی حدیث سے بھی روایت کی ہے۔

(5) حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا کو مشاہدہ فرمانا

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے شعب الایمان میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ارقم (بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ قبیلہ خزرج المتوفی کوفہ 68ھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 90 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا تو ان کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ اتنا روئے کہ آپ کے

رفقاء بھی رونے لگے۔ پھر رفقاء نے پوچھا آپ کس بات سے روئے ہیں؟ فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام اپنے سے کسی چیز کو دُور کر رہے ہیں۔ حالانکہ میں کسی چیز کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ کیا چیز ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے سے دُور فرما رہے ہیں۔ فرمایا "یہ دنیا ہے جو صورت بن کر میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا مجھ سے دُور رہ! پھر وہ پلٹ کر کہنے لگی اگر آپ علیہ السلام مجھے اپنے سے دُور کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد والے لوگ تو مجھ سے ہرگز ہرگز دور نہ ہوں گے"۔ اور بزار نے اس طرح سے روایت کی کہ فرمایا "دنیا نے مجھے اپنی درازی و فراخی دکھائی مگر میں نے اس سے کہا کہ "تو دُور رہ"۔ "تو اس نے مجھ سے کہا صرف آپ علیہ السلام ہی ہیں جو مجھے قبول نہیں کرتے"

امام احمد نے الزہد میں عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "دُنیا میرے سامنے سرسبز و شیریں بن کر آئی اور اس نے میرے آگے سر اُٹھایا اور میرے سامنے زینت کے ساتھ آئی مگر میں نے فرمایا میں تجھے ہرگز نہیں چاہتا۔ اس پر اس نے کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھ سے دور رہتے ہیں تو آپ علیہ السلام کے سوا تو مجھ سے دُور نہیں ہیں"

(6) روز جمعہ اور قیامت کا مشاہدہ

بزار و ابو یعلیٰ اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن ابی الدنیا نے بطریق جیدہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں چمکدار آئینہ تھا اور اس آئینہ میں سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا "اے جبریل علیہ السلام! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ جمعہ کا دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اسے عطا فرماتا ہے۔ تاکہ یہ دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کے لئے عید ہو۔ میں نے پوچھا اس میں یہ سیاہ نکتہ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا یہ قیامت ہے"۔

(7) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے ملکوت السمٰوٰت والارض کا متجلّی ہونا

امام احمد و طبرانی نے عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن عائش حضرمی سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ایک صحابی سے روایت کی۔ اس صحابی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک دن صبح کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے آپ علیہ السلام نہایت مسرور تھے اور خوشی سے چہرہ چمک رہا تھا۔ ہم نے حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم سے استفسار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھے بیان کرنے میں کوئی بات مانع نہیں ہے۔ آج رات میرا رب، نہایت حسین صورت میں میرے پاس تشریف لایا اور اس نے پکارا یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میں نے عرض کیا لبّیک و سعدیک اے میرے رب! فرمایا ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا تو حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے اندر محسوس کی پھر جو کچھ آسمانوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب مجھ پر روشن ہو گئی''۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پڑھا سورۃ الانعام آیت 75

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ

ترجمہ:۔ ''اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔''

ابن ابی شیبہ نے المصنّف میں عبدالرحمٰن بن سابط سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے حسین صورت میں میرے لئے تجلّی فرمائی اور اس نے مجھ سے دریافت فرمایا آسمان والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے میرے ربّ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ پھر اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے اندر محسوس کی۔ پھر حق تعالیٰ نے مجھ سے جو پوچھا میں نے اس کا علم اپنے میں پایا''۔ بزار نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کی اس میں ہے کہ ''آسمان وزمین کے درمیان ہر چیز مجھ پر ظاہر ہو گئی''۔ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں اس طرح ہے کہ ''میں اپنے مصلّے پر نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے کان میں سنسناہٹ ہوئی اور میں سو گیا۔ خواب میں میرا رب تبارک وتعالیٰ احسن صورۃ میں میرے پاس آیا اور مجھ سے فرمایا'' اور آخر حدیث تک مذکور ہے اور طبرانی نے ابوامامہ سے اس طرح حدیث روایت کی ہے کہ ''میرا رب احسن صورت میں میرے پاس آیا اور مجھے فرمایا ملاءِ اعلیٰ کے رہنے والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا تو اپنا ہاتھ میری چھاتی کے درمیان رکھا تو دنیا و آخرت کی ہر وہ بات جس کے بارے میں مجھ سے اس نے پوچھا میں نے ان سب کو اپنی جگہ جان لیا''
(اس حدیث کی بکثرت سندیں ہیں اور یہ حدیث طویل ہے)

(8) برزخ، دوزخ، اور جنّت کے احوال کا مشاہدہ

ابن ماجہ نے بروایت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے والد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب انتقال ہوا تو

حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ میں چاہتی تھی کاش کہ اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھتا تاکہ میں اس کا دودھ تو پورا کرسکتی اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضاعت جنّت میں پوری ہوگی''۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کاش کہ میں جان سکتی کہ اس کی رضاعت جنّت میں مکمل ہو جائے گی۔ تو مجھے اس کی طرف سے تسلّی ہو جاتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں وہ تمہیں قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سُنا دے گا''۔ انہوں نے عرض کیا اس کی حاجت نہیں بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق کرتی ہوں۔

امام احمد نے حضرت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مشرکوں کے بچّوں کا تذکرہ کیا تو فرمایا ''اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں دوزخ میں ان کی چیخ و پکار سنائے دیتا ہوں''

امام احمد و بزار نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بنی نجار کے نخلستان میں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان لوگوں کی آوازیں سنیں جو زمانۂ جاہلیت میں مر گئے تھے ان کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا۔ آپ علیہ السلام گھبرا کر باہر نکل آئے اور صحابہ کو حکم دیا کہ عذابِ قبر سے پناہ مانگو۔

مسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بنی نجار کے باغ میں اپنے خچّر پر سوار تشریف فرما تھے۔ اور ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اچانک آپ علیہ السلام کا خچّر مُڑا اور قریب تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو گرادے۔ پھر چھ یا پانچ یا چار قبریں دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کون شخص ہے جو ان قبروں کو پہچانتا ہو''۔ ایک شخص نے کہا میں انہیں جانتا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دریافت فرمایا ''یہ لوگ کس حال میں کب مرے ہیں''۔ اس نے کہا یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ لوگ عذابِ قبر میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم بھی دفن کئے جاؤ گے تو یقیناً میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ ان لوگوں پر جو عذاب قبر ہو رہا ہے جسے میں سُن رہا ہوں وہ تمہیں بھی سنادے''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دو قبروں پر گزرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ان دونوں مُردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور ان پر عذاب کسی گناہِ کبیرہ پر نہیں ہو رہا ہے بلکہ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا''۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک شاخ دونوں قبروں پر گاڑ دیں۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ آپ علیہ السلام نے کس لئے عمل کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جب تک یہ خشک نہ ہونگی ان دونوں سے عذاب میں تخفیف رہے گی''

ابن جریر نے کتاب السنۃ میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بقیع الغرقد تشریف لائے اور آپ علیہ السلام دو تازہ قبروں پر کھڑے ہوئے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تم نے اس جگہ فلاں مرد اور فلاں عورت کو دفن کیا ہے؟'' یا یہ فرمایا کہ ''فلاں اور فلاں مرد کو دفن کیا ہے''۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں ہم نے انہیں کو دفن کیا ہے۔ فرمایا ''فلاں کو اس وقت بٹھایا گیا ہے اور اس پر مار پڑ رہی ہے''۔ پھر فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار ماری گئی ہے جسے جن وانسان کے سوا ساری مخلوق نے سُنا ہے۔ اگر تمہارے دلوں میں ملاوٹ اور باتوں میں زیادتی نہ ہوتی تو جو میں سُن رہا ہوں یقیناً تم بھی سُنتے''۔ پھر فرمایا ''یہ شخص اس وقت پٹ رہا ہے''۔ پھر فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کو ایسی مار لگائی گئی ہے کہ اس کا جوڑ جوڑ اکھڑ گیا ہے اور اس کی قبر آگ سے بھر گئی ہے''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کا گناہ کیا ہے؟ فرمایا ''سنو! یہ شخص تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص آدمیوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی غیبت کرتا تھا''

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بقیع الغرقد تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم سُن رہے ہو جو میں سُن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نہیں۔ فرمایا ''تم اہلِ قبور کی وہ آوازیں نہیں سُن رہے انہیں عذاب دیا جا رہا ہے''

بیہقی نے یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مرہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ قبرستان سے گزرے تو میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سُنی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے قبر میں ضغطہ (سختی) کی آواز سُنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے یعلی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا تم نے یہ آواز سُنی ہے'' میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا ''اس کو معمولی بات پر عذاب ہو رہا ہے''۔ میں نے عرض کیا وہ کیا؟ فرمایا ''یہ شخص چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں میں مُبتلا رہا ہے''

امام احمد نے بسندِ حسن حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے کہ اچانک بڑی بدبُو دار ہوا آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ہوا ان لوگوں کی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں'' (حضرت جابر اور ان کے والد عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیعت عقبہ ثانیہ میں مشرف باسلام ہوئے)۔

اصبہانی نے الترغیب میں جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ (بجلی بن جابر بن مالک بن نصر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بن خزیمہ بن حرب بن علی بن مالک بن سعد بن نذیر بن عبقر بن انمار بن اراش بن عمرو بن غوث بجلی۔ جریر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے شاہی خاندان کے رکن اور قبیلہ بجیلہ کے سردار تھے المتوفی 54ھ قرقیسیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 100 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب ہم صحرا میں پہنچے تو اچانک ایک سوار سامنے سے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے پوچھا ''تم کہاں سے آرہے ہو؟'' اس نے کہا میں اپنے مال، اولاد اور اپنے کنبہ سے آرہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کدھر کا قصد ہے؟'' اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حضور جا رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم پہنچ گئے''۔ پھر آپ علیہ السلام نے اسے اسلام سکھایا۔ اور اسکے اونٹ کا پاؤں چوہوں کے بل (بھٹ) میں پڑا اور اونٹ ایک طرف جھکا اور وہ شخص اپنے سر کے بل اونٹ سے گر کر مر گیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں دو فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے مُنہ میں جنّت کے میوے ڈال رہے ہیں'' اور ابن عساکر نے اس کی مانند حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ اور اتنا زیادہ کیا کہ جب اسے اس کی قبر میں دفن کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کی قبر میں بہت دیر تک ٹھہرے رہے پھر باہر تشریف لا کر فرمایا ''حور عین اتر کر آئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارا نکاح اِس کے ساتھ کر دیجئے تو میں اس حال میں باہر آیا۔ کہ میں نے ستّر (70) حوروں کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا''۔ اور اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اختیار ہے کہ مسلمانوں کا نکاح جس حور عین سے چاہیں کر دیں جس طرح کہ دنیاوی عورتوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اختیار حاصل ہے۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ آفتاب کو گہن لگا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا ''کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو۔ مگر یہ کہ میں نے اسے اپنی جگہ میں دیکھا ہے۔ حتّٰی کہ جنّت و دوزخ کو میں نے دیکھا ہے''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہدِ مبارک میں آفتاب کو گہن لگا تو آپ علیہ السلام نے نماز پڑھی اسکے بعد آپ علیہ السلام واپس آئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ علیہ السلام نے کوئی چیز اپنی جگہ میں تھامی ہے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ٹھہر گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں نے جنّت دیکھی اور میں نے انگور کا خوشہ تھامنا چاہا اگر میں اسے لے لیتا تو تم جب تک دنیا ہے اسے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ دیکھی اور دوزخ کا ایک منظر دیکھا کہ آج تک ایسی بدحال جگہ میں نے نہیں دیکھی اور میں نے دیکھا کہ زیادہ تر اہلِ دوزخ عورتیں ہیں''

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ اچانک دستِ اقدس بڑھایا اور اسے کھینچ لیا۔ بعد میں ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلّم سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میرے روبرو جنت لائی گئی اور میں نے اسے دیکھا کہ انگور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہیں۔ میں نے چاہا کہ کچھ خوشہ توڑلوں پھر میرے روبرو دوزخ لائی گئی اتنا فاصلہ تھا جتنا میرے اور تمہارے درمیان ہے''۔

محدثین کرام نے بروایت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عبید بن خلف بن عبدنہم بن حذیفہ بن جہمہ بن غاضرہ بن حبیشہ بن کعب بن عمرو الکعبی التوفی 52ھ بصرہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 130 احادیث مروی ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھے جنّت دکھلائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل جنّت فقراء لوگ ہیں اور مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہلِ دوزخ عورتیں ہیں''

حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں جنّت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں تلاوت کی آواز سُنی۔ میں نے پوچھا یہ تلاوت کرنے والا کون ہے فرشتوں نے کہا یہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نعمان ہیں۔ تمہارے نیکوکاروں کا یہی حال ہے''۔

ابن عساکر نے بطریق ابوبکر بن عیاش، حمید سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں جنّت میں داخل ہوا تو میرے سامنے ایک محل آیا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب کا ہے تو اس محل میں داخل ہونے سے کسی نے نہ روکا۔ مگر اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تمہاری غیرت نے مجھے باز رکھا''۔ ابوبکر راوی حدیث نے کہا کہ میں نے حمید سے پوچھا یہ واقعہ خواب کا ہے یا بیداری کا؟ حمید نے کہا بیداری کا ہے۔

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا ہے کہ اسکی انتڑیاں کھینچی جا رہی ہیں۔ چونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے بُتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم ڈالی۔ جسے سائبہ کہتے ہیں''

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں نے جہنّم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو کُچلے ڈالتا ہے اور میں نے دیکھا کہ عمرو خزاعی کی انتڑیاں کھینچی جا رہی ہیں اور یہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کی ابتدا کی''

حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عمیر بن عامر بن عبد ذی الشریٰ بن طریف بن غیاث بن لہنیہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس۔ یمن کا قبیلہ دوس التوفی 57ھ مدینہ منورہ بعمر 78 سال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 5374 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنّت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی''۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میری خواہش تھی کہ میں آپ علیہ السلام کے ساتھ ہوتا تاکہ میں

اس دروازے کو دیکھنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''سنو! میری امت میں جنّت میں جانے والوں میں تم سب سے پہلے ہو گے۔''

ماخذِ کتب

1۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)
3۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 310ھ)
5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194ھ-256 ھ)
6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (204ھ-261ھ)
7۔ سنن ابن داؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث رحمۃ اللہ علیہ (202 ھ-275ھ)
8۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)
9۔ دلائل النبوت۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (384ھ-458ھ)
10۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

حکم بن ابی العاص

طبرانی، حاکم، بیہقی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ حکم بن ابی العاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آ کر بیٹھ جاتا جب آپ گفتگو فرماتے تو وہ منہ بسور کر ٹیڑھا کرتا ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے فرمایا: کُنْ کَذٰلِکَ (ایسا ہی ہو جا) تو اس کا منہ فی الواقع ٹیڑھا ہو گیا اور مرنے تک ٹیڑھا ہی رہا۔

حیوانات کی شہادت رسالت

(1) بھیڑیا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''حرہ'' کے مقام پر ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا ایک بھیڑیا اسکی بکریوں میں سے ایک بکری پر حملہ آور ہوا، تو چرواہا بکری اور بھیڑیے کے درمیان رکاوٹ بن گیا۔ بھیڑیا اپنی دم کے اوپر بیٹھ گیا۔ پھر کہنے لگا اے چرواہے، تو خدا کا خوف نہیں کرتا کہ تو میرے اور اس رزق کے درمیان

حائل ہو گیا ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجا ہے۔ چرواہے نے تعجب کے ساتھ کہا، بھیڑیا بھی انسانوں کی طرح کلام کرنے لگا ہے تو بھیڑیئے نے کہا کیا تجھے اس سے زیادہ حیران کن بات نہ بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سنگلاخ وادیوں کے درمیان گذشتہ واقعات کی خبریں لوگوں کو سنا رہے ہیں یہ سن کر چرواہا اپنی بکریاں ہانک کر شہر لے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بھیڑیئے کا قصہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس نے سچ کہا اس نے سچ کہا لوگو سن لو! انسانوں سے درندوں کا کلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے کلام نہ کریں گے اور مرد سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اسکے کوڑے کا پھندنا بات نہیں کرے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ مرد کو اس کی ران بتائے گی کہ اسکے جانے کے بعد اس کی بیوی نے کیا کیا ہے۔''

(2) نومولود بچّہ

بیہقی۔ دارقطنی، حاکم، معرض یمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ حج ادا کیا، میں ایک گھر کے اندر داخل ہوا تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دیدار ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا، میں نے وہاں یہ حیران کن واقعہ بھی دیکھا کہ یمامہ کا ایک شخص اپنے نومولود بچے کو لیکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنے بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس نومولود سے پوچھا ''یَا غُلَامُ مَنْ اَنَا'' ''اے بچے! میں کون ہوں'' اس نے کہا ''اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ کے رسول ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''تو نے سچ کہا اللہ تجھے برکت عطا فرمائے''

پھر اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی۔ ہم اسے مبارک الیمامہ کہتے تھے۔

حافظ سیوطی خصائص الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ایسا شخص لایا گیا جس نے جوانی تک بات نہیں کی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے پوچھا ''مَن انا'' ''میں کون ہوں'' تو اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اسے رسول اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے معجزانہ طور پر قوت گویائی عطا فرما دی۔

(3) مکڑی کا جالا

ابو مصعب مکی کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ پایا ہے۔ میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ شب ہجرت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم غار ثور کے دہانے پر پہنچے، تو اللہ تعالیٰ نے اس دہانے کے سامنے ایک درخت پیدا فرما دیا جو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے آڑ بن گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا تو وہ غار کے منہ پر بیٹھ گئے۔ادھر قریش کے ہر قبیلے کے نوجوان لاٹھیوں، ڈنڈوں اور تلواروں سے مسلح ہو کر غار تک پہنچ گئے، یہاں تک کہ ان کے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔ان میں سے ایک شخص جھانک کر غار میں دیکھنے لگا، تو اسے غار کے منہ پر دو کبوتر نظر آئے۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اس کے ساتھیوں نے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم نے غار میں نہیں دیکھا۔اس نے کہا میں نے غار کے منہ پر دو کبوتر دیکھے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے، کہ غار میں کوئی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی یہ گفتگو سنی تو آپ علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتروں کی وجہ سے اس شخص کو ٹال دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کبوتروں کے حق میں دعا فرمائی اور ان کے لئے صلہ متعین فرمایا۔کبوتروں کا وہ جوڑا اتر کر حرم شریف میں آ گیا وہاں اس جوڑے نے انڈے بچے دیئے۔اہل سیر کا بیان ہے کہ حرم شریف میں موجودہ کبوتر انہیں کبوتروں کی نسل سے ہیں۔

واقدی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب غار میں داخل ہوئے تو مکڑی نے اس کے دروازے پر جالا بنا دیا۔پس جس وقت کفار دروازے پر پہنچے تو ان میں سے کسی نے کہا: ''غار میں داخل ہو جاؤ امیہ نے کہا کہ غار میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر تو مکڑی نے پیدائش محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے پہلے کا جالا بن رکھا ہے یہی وجہ ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مکڑی کے قتل سے منع کیا ہے، اور فرمایا'' کہ مکڑی اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔''

ابونعیم حلیہ میں عطاء بن میسرہ سے نقل کرتے ہیں کہ مکڑی نے اس طرح کا جالا دو بار تنا ہے ایک بار حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے جب طالوت انکی تلاش میں تھا اور دوسری بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے غار ثور کے دروازے پر بنایا۔

(4) ناقہ مامور من اللہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے اور اپنی سواری کو بٹھانا چاہا تو بہت سے لوگ اس خواہش کے ساتھ آ گئے کہ حضور ان کے ہاں قدم رنجہ فرمائیں۔انہوں نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے گھر تشریف لائیے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا'' میری اونٹنی کو چھوڑ دو اسے اللہ کی طرف سے حکم مل چکا ہے'' پھر وہ اونٹنی آپ علیہ السلام کو لے چلی۔یہاں تک کہ منبر شریف کے پاس آپ علیہ السلام کو لے آئی اور وہاں بیٹھ گئی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے جب شہر میں داخل ہوئے، تو انصار کے مرد و زن خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھروں کو شرف قدوم عطا فرمائیں۔ فرمایا ''میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ منجانب اللہ مامور ہے۔''

چنانچہ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی بنی نجار کی لڑکیاں اس سعادت پر دف بجاتی ہوئی اور گاتی ہوئی باہر آئیں۔

نَحْنُ جَوَارُ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَار

ترجمہ:۔ ہم بنونجار کی شریف زادیاں ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر اچھے ہمسائے ہیں۔

اس وقت عورتوں اور بچوں کی زبان پر یہ ترانا تھا

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِیْ

ترجمہ:۔ ماہ نیم ماہ ثنیۃ الوداع سے ہم پر طلوع کر آیا ہے لہٰذا ہم پر خدا کا شکر لازم ہے جب تک دعا کرنے والے خدا سے دعا کریں اور اسے پکاریں۔

امام احمد زینی دحلان نے سیرت النبی (علیہ السلام) میں مدینہ شریف آمد کی منظر کشی کرتے ہوئے فرمایا:

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو اس کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی۔ وہ دائیں بائیں دیکھتے ہوئے خراماں خراماں منزل کی طرف روانہ تھی اور جب بھی کسی انصاری کے گھر کے قریب سے گزرتی، وہ التجا کرتے۔

''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلُمَّ اِلَى الْقُوَّةِ وَالْمَنْعَةِ''

ترجمہ:۔ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہمارے ہاں تشریف رکھئے، ہمارے پاس ساز و سامان بھی ہے، اور حضور کے دفاع کی قوت بھی''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ارشاد فرماتے ہیں۔

''خَلُّوا سَبِيْلَهَا فَاِنَّهَا مَا مُوْرَةٌ''

ترجمہ:۔ ''اس کا راستہ چھوڑ دو، اسے اللہ کی طرف سے حکم مل چکا ہے یہ حکم الٰہی کے مطابق ٹھہرے گی۔''

علامہ دحلان لکھتے ہیں اس میں ایک بلیغ حکمت یہ ہے کہ یہ بات بھی آپ علیہ السلام کے خصائص میں شمار ہو کر معجزہ بن جائے تاکہ دلوں کو خوشی حاصل ہو اور انصار مدینہ کی باہم منافقت اور چپقلش کا ازالہ ہو اور کسی کے سینے میں جانبداری کی خلش پیدا نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بنی سالم بن عوف کے پاس سے گزرے، تو ان کے سرداروں عتبان بن مالک، نوفل بن عبداللہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے درخواست کی۔

''يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَقِمْ عِنْدَ نَا فِي الْعَدَدِ وَالْعُدَّةِ وَالْمَنْعَةِ''

ترجمہ:۔ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہمارے ہاں قیام فرمایئے۔ہم بڑے قبیلے کے لوگ ہیں ہمارے پاس سازوسامان اوراسلحہ بہت ہے،اورہم تحفظ کی قدرت رکھتے ہیں''۔

ایک اورروایت میں ہے۔

''اَنْزِلْ فِیْنَا فَاِنَّ فِیْنَا الْعَدَدُ وَ الْعُدَّۃُ وَالْحَلْقَۃِ''

ترجمہ:۔ ''ہمارے حلیف قبیلے ہیں اورہم تاوان وغیرہ کے ذمہ دارلوگ ہیں۔عربوں میں سے کوئی آدمی خوفزدہ ہوکر اس سرزمین میں آتاہے،توہماری ہی پناہ لیتاہے''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے حق میں دعائے خیرکرکے فرمایا:

''خَلُّوْا سَبِیْلَھَا فَاِنَّھَا مَامُوْرَۃ''

ترجمہ:۔ ''اونٹنی کاراستہ چھوڑدویہ اللہ کی طرف سے مامورہے۔''

اس وقت آپ مسکراتے ہوئے فرمارہے تھے۔

''بارک اللہ فیکم''

ترجمہ:۔ ''اللہ تمہارے قبیلے میں برکت دے''

اس کے بعداونٹنی روانہ ہوئی یہاں تک کہ بنی بیاضہ کے محلے میں آئی بنو بیاضہ کے لوگوں نے جن میں زیاد بن لبیدرضی اللہ تعالیٰ عنہ اورفروہ بن عمرورضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے اس خواہش کا اظہارکیا، کہ حضور ہمارے ہاں اقامت فرمائیں۔حضورنے وہی جوابدیا، پھرآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بنی ساعدہ میں تشریف لائے،توسعد بن عبادہ، منذربن عمرواورابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ ساعدیوں نے اپنے ہاں قیام کی دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہی ارشادفرمایاکہ میری اونٹنی کوجانے دیجئے اللہ تعالیٰ نے اسے میری منزل مقصود پر پہنچنے کاحکم دے رکھاہے، پھرروانہ ہوئے تاآنکہ بنونجارجوکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کے ننھیال تھے، کے محلّہ میں فروکش ہوئے،توانہوں نے بھی یہی التجاکی۔ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ننہال (ماموں) ہیں۔

''ھَلُمَّ اِلَی الْعَدَدِ وَالْمَنْعَۃِ وَ.الْعِزَّ ۃِ مَعَ الْقَرَابَۃ.''

ترجمہ:۔ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!ہمیں شرف میزبانی عطافرمایئے۔ہماراقبیلہ کثیرہے ہم آپ علیہ السلام کادفاع کریں گے ہماری رشتہ داری بھی ہے کسی اورکے ہاں اقامت نہ فرمائیں،کیونکہ قرابت داری میں کوئی بھی ہم سے زیادہ آپ سے قریب نہیں''

مگررسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کوبھی وہی جواب دیاجودوسرے قبیلوں کے سرداروں کودے چکے تھے۔اس کے بعدآپ علیہ السلام کی سواری آگے بڑھی یہاں تک کہ بنی مالک بن نجارکے محلّہ میں پہنچی اوراس

جگہ بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے، وہ جگہ جہاں اونٹنی بیٹھی تھی رافع بن عمرو کے دو یتیم بیٹوں سہل اور سہیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی ملکیت تھی جہاں لوگ اپنی کھجوریں خشک کرتے تھے۔ اونٹنی وہاں سے اٹھی تو ابوایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر جا کر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر کے بعد وہاں سے اٹھ کر دوبارہ پہلی جگہ پر آ بیٹھی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ظاہری حیات و وصال میں یہی مقام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی منزل اور قیام گاہ ہے۔ وہاں اونٹنی نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی اور منہ کھولے بغیر اندر سے آواز پیدا کرنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس سے اترے اور فرمایا ''انشاءاللہ یہی ہماری اقامت گاہ ہو گی'' ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبدعوف خزرجی۔ قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تھے) (المتوفی 52ھ قسطنطنیہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اجازت سے سامان سفر اتار کر اپنے گھر لے گئے۔ اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ہمراہ تھے۔ بنونجار کا محلّہ بہترین محلّہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قیام کی وجہ سے شرف عطا فرمایا:۔

ایک اور روایت ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پہلی بار اونٹنی بٹھائی تو لوگ آ کر عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! ہمارے ہاں قیام فرمایئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اونٹنی کو کھلا چھوڑ دو۔'' وہ اٹھی اور مسجد کے منبر کے پاس آ کر بیٹھ گئی، پھر عاجز ہو کر اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس سے اتر کر نیچے تشریف لائے اور چار بار یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:۔ سورۃ المومنون آیت 29

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ

ترجمہ:۔ ''اور عرض کر کہ اے پروردگار! مجھے بابرکت مقام پر اتار، تو بہترین اتارنے والا ہے''۔

اس وقت آپ علیہ السلام پر وحی کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''انشاءاللہ یہی ہماری قیام گاہ ہوگی'' چنانچہ ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنکا گھر قریب ہی تھا آئے اور عرض کیا۔ حضور میرا گھر سب سے قریب ہے۔ مجھے اجازت عطا فرمایئے کہ میں آپ علیہ السلام کا سامان اٹھا کر لے جاؤں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ہاں اٹھا کر لے چلو''۔ وہ اٹھا کر لے گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اونٹنی سائے میں بٹھائی، جب سامان منتقل ہو چکا، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''آدمی اپنے سامان کے ساتھ ہی ہوتا ہے'' پھر اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انہوں نے اونٹنی کی نکیل تھام لی اور وہ ان کے پاس ہی رہی علامہ زینی دحلان لکھتے ہیں:۔

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خیبر کی جنگ لڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا ''ہمارے لئے قلعوں سے دور جگہ تلاش کرو تا کہ دشمن کے نیزے نہ لگیں'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوم پھر کر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کے لیے ایک محفوظ مقام ڈھونڈا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''برکت خدا کے ساتھ'' پھر وہاں چلے گئے جب شام ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بھی اسی طرف ہٹنے کا حکم دیا، پھر آپ علیہ السلام کی سواری مہار کھینچتے ہوئے اٹھی تو لوگوں نے اسے واپس لانے کے لئے روکا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اسے چھوڑ دو اسے خدائی حکم ہو چکا ہے۔'' جب وہ چٹان کے پاس پہنچی تو خود بخود بیٹھ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وہ جگہ بدل لی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین بھی اسی جگہ چلے گئے اور وہاں چھاؤنی قائم کی۔ یہ جگہ دراصل اہل خیبر اور بنوغطفان کے درمیان حائل تھی اور یہاں پڑاؤ کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ بنوغطفان اہل خیبر کے حلیف ہونے کے باوجود ان کی امداد نہ کر سکے۔''

مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صلح حدیبیہ کے زمانے میں ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے ہمراہ روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے، تو قربانی کے جانوروں کے گلوں میں قلاوے ڈالے اور علامتیں لگائیں نیز عمرہ کا احرام باندھا اور بنوخزاعہ کے ایک شخص کو بطور جاسوس روانہ فرمایا۔ جب آپ علیہ السلام ''غدیر اشطاط'' پر پہنچے، تو جاسوس نے آ کر بتایا کہ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے لڑنے کے لئے فوج تیار کر لی ہے۔ وہ ضرور آپ علیہ السلام کو روکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''لوگو، مجھے مشورہ دو، کیا ہم ان لوگوں کے اہل وعیال کی طرف متوجہ ہوں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ شریف ہی کا عزم رکھیں، پھر جو ہمیں روکے گا تو ہم اس سے جنگ کریں''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام بیت اللہ کے ارادے سے نکلے ہیں، قتل وغارت یا کسی کے ساتھ جنگ کے لئے نہیں لہٰذا آپ علیہ السلام بیت اللہ شریف ہی کا قصد کریں۔ اسکے بعد جو ہمیں روکے گا ہم اس سے جنگ کریں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ٹھیک ہے اللہ کا نام لیکر روانہ ہو جاؤ'' دورانِ سفر ایک مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''خالد بن ولید ایک قریشی دستے کے ہمراہ آ رہے ہیں تم داہنی جانب اختیار کر لو۔'' بخدا! خالد کو اس تدبیر کا کچھ علم نہ ہوا یہاں تک کہ اچانک انہیں فوج کے قدموں سے اٹھنے والا غبار نظر پڑا، تو وہ گھوڑے کو ایڑی لگاتے ہوئے قریش کی طرف بھاگے تاکہ انہیں خطرہ سے آگاہ کریں۔ ادھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آگے بڑھے یہاں تک کہ ایک ثنیہ کے مقام پر پہنچے وہاں آپ علیہ السلام کی سواری بیٹھ گئی۔ لوگوں نے آواز دی حل حل (یعنی اٹھ) مگر وہ نہ اٹھی وہ بولے اونٹنی اڑ گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''نہیں اس نے ضد نہیں کی نہ اسکی یہ عادت ہے، بلکہ اسکو اس ہستی نے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روک دیا تھا'' پھر فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھ سے وہ کسی ایسی بات کا مطالبہ کریں جس میں حرمتوں کی تعظیم پائی جاتی ہے، تو وہ میں ان کو ضرور دوں گا۔'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اونٹنی کو ڈانٹا، تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی آپ علیہ السلام نے وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا اختیار کیا یہاں تک کہ حدیبیہ کے مقام پر نزول فرمایا، پھر صلح کی گفتگو شروع ہوئی۔ حدیبیہ کے مقام پر کئی معجزات کا ظہور

ہوا جن کا میں نے اس کتاب کے متعلقہ مقامات پر ذکر کیا ہے۔

(5) اونٹ

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ نظر پڑا اونٹ نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا، تو بلبلانے لگا اوراسکی آنکھوں میں آنسواتر آئے۔ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''اس کا مالک کون ہے'' تو ایک انصاری نوجوان نے آگے بڑھ کر عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ! یہ میرا اونٹ ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس جانور کے بارے میں نہیں ڈرتے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملکیت میں دیا ہے۔ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کررہا ہے، کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور زیادہ مشقت کا کام لیتے ہو''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ بنی نجار کے باغ میں گئے وہاں ایک اونٹ کو دیکھا جو ہر داخل ہونے والے پر حملہ کردیتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے پاس تشریف لائے اور اسے آواز دی تو وہ منہ جھکائے آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سامنے آکر بیٹھ گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''نکیل لے آؤ'' آپ علیہ السلام نے اسے نکیل ڈالی اور اسکے مالک کے حوالہ کردیا، پھر متوجہ ہو کر فرمایا ''زمین وآسمان کی ہر مخلوق جانتی ہے، کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک باغ میں داخل ہوئے، تو ایک اونٹ نے آپ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ ثعلبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے اونٹ خریدا، جس پر پانی لادا جاتا تھا اس نے اس اونٹ کو شترخانے میں باندھا، تا کہ اس پر بوجھ لادے۔ اس کے بعد وہ کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتا۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور اونٹ کا معاملہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اسکو کھول دو'' انہوں نے عرض کیا ہمیں خوف ہے، کہ کہیں آپ علیہ السلام پر حملہ نہ کردے، فرمایا ''تم اس کو کھول دو'' جب اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا، تو سجدے میں گرگیا۔ لوگوں نے یہ منظر دیکھا، تو بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا سبحان اللہ! انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ! ہم اس اونٹ سے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سجدہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر مخلوق میں سے کسی کو روا ہوتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے، تو عورت کو سزاوار (مناسب) ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم باہر

تشریف لے گئے، تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اور آپ علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے لئے زیادہ سزاوار (مستحق) ہے، کہ ہم آپ علیہ السلام کو سجدہ کریں، فرمایا ''اگر میں اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو یقیناً عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ تمہیں معلوم ہے، کہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ یہ کہتا ہے، کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی، یہاں تک کہ جب بوڑھا ہو گیا، تو اسکے مالکوں نے اس کا چارہ کم کر دیا اور مشقت میں اضافہ کر دیا ہے۔ اب ان کے ہاں شادی ہے، تو اسے ذبح کرنے کے لئے انہوں نے چھری پکڑ لی ہے۔'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے مالکوں کو طلب فرمایا اور انہیں اونٹ کی فریاد بیان فرمائی وہ سن کر کہنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)! اللہ کی قسم اس اونٹ نے سچ کہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''میری خواہش ہے، کہ تم اسے میرے لئے چھوڑ دو''

(6) اونٹ کی دادرسی اور بچے کا علاج

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ ذات الرقاع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ روانہ ہوئے جب ہم مقام حرہ واقم پر تھے، تو ایک بدوی عورت اپنے آسیب زدہ بچے کو لیکر حاضر خدمت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس لڑکے کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور تین مرتبہ فرمایا ''اے دشمن خدا! نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں۔'' پھر دو درختوں کے باہم ملنے کا اور غورث بن حارث کا تذکرہ کیا، کہ غورث کا ہاتھ کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اسکے بعد ہم واپس ہوئے جب ہم مقام حرہ کے نشیب میں پہنچے، تو سامنے سے ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہم سے دریافت فرمایا ''تم جانتے ہو کہ اس اونٹ نے کیا کہا؟ یہ اونٹ مجھ سے اپنے مالک کے خلاف امداد کا طلبگار ہے۔ یہ کہتا ہے، کہ اسکا مالک اس سے کئی سال کھیتی باڑی کا کام لیتا رہا اب اسے ذبح کرنا چاہتا ہے جابر! تم اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اسے لے آؤ'' میں نے عرض کیا میں اسکے مالک کو جانتا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ اونٹ تمہیں اسکے پاس لے جائے گا'' جابر بیان کرتے ہیں کہ وہ اونٹ میرے آگے آگے چلا حتّٰی کہ اپنے مالک کے سامنے مجھے لے جا کر کھڑا کر دیا پس میں اسکے مالک کو لے آیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے، کہ غزوہ ذات الرقاع درحقیقت غزوۃ الاعاجیب (عجوبہ) ہے۔

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکہ شریف جاتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ سفر کیا اور ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کیا۔ ایک مقام پر ہم نے پڑاؤ کیا، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''جا کر ان دو کھجور کے درختوں سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تم دونوں سے فرما رہے ہیں کہ ایک دوسرے سے مل جاؤ۔ میں نے جا کر انہیں یہ پیغام دیا، تو ان میں سے ہر ایک نے اپنی جڑیں کھینچیں اور ایک دوسرے کے قریب ہو گئے، پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے پیچھے رفع حاجت فرمائی فراغت کے بعد فرمایا ''جا کر ان

سے کہو کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر چلے جائیں''

چنانچہ میں نے انہیں کہا، تو ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر لوٹ گیا۔

دوران سفر ایک عورت آپ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہنے لگی، میرے اس بیٹے کو سات سال سے آسیب کا اثر ہے، اور روزانہ دوبار وہ اسے اپنی گرفت میں لیتا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' مجھے اپنا بیٹا دکھاؤ'' پھر اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا ''اے اللہ کے دشمن! نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں'' پھر اس عورت سے فرمایا ''جب ہم لوٹیں تو اطلاع کرنا کہ اس نے کیا کیا ہے۔ چنانچہ ہم مکہ شریف سے لوٹے، تو وہ عورت ہم سے ملی اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ علیہ السلام کو عزت عطا فرمائی ہے جب سے آپ علیہ السلام روانہ ہوئے ہم نے دوبارہ اس بچے پر اثر نہیں دیکھا۔

(7) بادیہ نشین

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بادیہ نشین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شکایت کی کہ لوگ اس پر اونٹنی چرانے کا الزام رکھتے ہیں۔ اسی اثناء میں اونٹنی نے دروازے کے پیچھے سے بول کر کہا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عزت و کرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، کہ نہ تو اس شخص نے مجھے چرایا ہے نہ اسکے سوا کوئی میرا مالک ہے۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ امام سیوطی کا ارشاد ہے، کہ اس حدیث کی اور بھی اسناد ہیں۔ طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آکر کہا اس بدو نے اونٹ چوری کیا ہے، تو اسی لمحے اونٹ نے کلام کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سن کر اس شخص سے فرمایا ''اے شخص! تو اس غلط بیانی سے باز آجا، کیونکہ اونٹ تیرے جھوٹا ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔''

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں جس روز یمن بھیجا، انہیں اونٹ پر سوار کیا اور فرمایا ''اے معاذ! روانہ ہو جاؤ یہاں تک ''جند'' کے مقام پر پہنچو وہاں جس جگہ اونٹ بیٹھنا چاہے اسے بیٹھنے دینا وہاں نماز پڑھنا اور مسجد بنا دینا۔'' پس معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ''جند'' پہنچ گئے وہاں اونٹ نے چکر لگایا مگر بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے دریافت کیا کیا اور بھی کوئی جند ہے، تو لوگوں نے بتایا ہاں جندر کا مہ ہے پس جب وہاں آئے، تو اونٹ بیٹھ گیا۔ معاذ اس سے اترے اذان دی پھر اٹھ کر نماز ادا کی ''جند'' یمن کا ایک شہر ہے۔

(8) حیوانات کی فریاد اور اطاعت وسجدہ

ایک اونٹ آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے کھڑا ہو گیا اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے مالکوں کو بلوایا اور فرمایا ''تمہارے اس اونٹ کو کیا ہے، کہ تمہاری شکایت کر رہا ہے۔''
انہوں نے عرض کیا ہم اس اونٹ سے کام لیتے تھے جب یہ بوڑھا ہو گیا اور اس کا کام ختم ہو گیا، تو ہم نے اسے کل ذبح کرنے کا وقت مقرر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا ''اسکو ذبح نہ کرو اور اسے اونٹوں میں چھوڑ دو''

عبداللہ بن قرط رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ عیدالاضحیٰ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پانچ یا چھ اونٹ لائے گئے، تو وہ جھوم جھوم کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف بڑھنے لگے کہ جس سے چاہیں ذبح کی ابتداء فرمائیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ بنی سلمہ کے کسی شخص کا اونٹ مستی میں آ گیا، تو لوگوں پر حملہ آور ہونے لگا اور کام سے رک گیا یہاں تک کہ کھجور کے درخت پانی نہ ملنے کی وجہ سے خشک ہونے لگے۔ اس شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس بات کی شکایت کی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لے گئے یہاں تک کہ باب نخل تک پہنچ گئے۔ کسی نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام اندر داخل نہ ہوں اس سے خطرہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''داخل ہو جاؤ اور فکر نہ کرو'' جب اونٹ کی نظر آپ علیہ السلام پر پڑی تو سر جھکائے چل کر آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا، پھر سجدہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''آؤ اور اونٹ کو نکیل ڈالو''

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ کوئی آنے والا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کہ فلاں گھرانے کا اونٹ بھاگ گیا ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اٹھے اور ہم بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ اٹھے، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اس کے قریب نہ جایئے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں آپ علیہ السلام کو نقصان نہ پہنچائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اونٹ کے قریب چلے گئے۔ جب اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا تو سجدہ ریز ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اونٹ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''اس کی مہار لے آؤ اور اسکے مالک کو بھی بلا لاؤ'' جب وہ آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا: کہ ''اسے عمدہ چارہ دیا کرو اور زیادہ مشقت والا کام نہ لو''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! ہمارا اونٹ مست ہو کر باغ میں بیٹھ گیا ہے اور قریب نہیں آنے دیتا۔ آپ علیہ السلام اسکے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''اے اونٹ! ادھر آ'' تو وہ سر جھکائے آپ علیہ السلام کے پاس آ گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے مہار ڈالی اور پھر اسکے مالک کے حوالے کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گویا یہ اونٹ جانتا ہے، کہ آپ نبی علیہ السلام ہیں؟ فرمایا: ''ان دو سنگلاخ زمینوں کے درمیان ہر چیز جانتی ہے، کہ میں اللہ کا رسول و نبی ہوں سوائے کافر

جنوں اور انسانوں کے''

حماد بن سلمہ روایت کرتے ہیں کہ بنی قیس کے ایک بزرگ نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمارے پاس ایک سرکش اونٹنی تھی جس پر ہم قابو نہ پاتے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس اونٹنی کے پاس گئے اسکے تھنوں پر دست اقدس پھیرا، تو ان میں دودھ اتر آیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے دوہا اور دودھ نوش فرمایا۔

(9) حمار (گدھا)

ابن منظور سے مروی ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خیبر فتح فرمایا تو سیاہ رنگ کا ایک گدھا آپ علیہ السلام کے ہاتھ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس گدھے سے کلام فرمایا: اور اس گدھے نے بھی جواباً کلام کیا۔ اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے جد کی نسل سے ساٹھ (60) گدھے پیدا فرمائے جن پر سوائے انبیائے کرام کے کسی نے سواری نہیں کی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ علیہ السلام مجھ پر سواری فرمائیں گے اب ہماری نسل میں سوائے میرے اور کوئی نہیں ہے نہ آپ علیہ السلام کے سوا نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے۔ آپ (علیہ السلام) سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت تھا اور میں اسے جان بوجھ کر گرادیا کرتا تھا۔ وہ مجھے بھوکا رکھتا اور میری پیٹھ پر مارتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اب تیرا نام یعفور ہے'' جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اسے کسی کو بلانے کے لئے بھیجتے، تو وہ اس شخص کے دروازے پر اپنا سر ٹکراتا جب صاحب خانہ باہر نکلتا، تو وہ گدھا اسے اشارے سے بتاتا کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال ہو گیا، تو وہ گدھا ابی ہیثم بن تیہان کے کنوئیں پر آیا اور اسی غم میں اپنے آپ کو کنوئیں میں گرادیا۔

ابونعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قدرے اختلاف کے ساتھ یہی روایت نقل کی ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ یعفور گدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حجۃ الوداع سے واپسی پر مر گیا۔ اس لحاظ سے یعفور کی موت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال شریف سے پہلے ہو چکی تھی۔

حدیث حمار کو ابونعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امام الفقہا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدی بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن یزید بن جشم بن خزرج۔ قبیلہ خزرج المتوفی 18ھ شام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 157 احادیث مروی ہیں) سے نقل کیا ہے، اور ابن حبان وغیرہ محدثین نے اسکی روایت کی ہے، کہ یہ متعدد اسناد سے مروی ہے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں شرعاً کوئی منکر بات نہیں، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے بطور معجزہ اس کا وقوع کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

(10) گھوڑا

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک سفر کے

دوران نماز کے لئے اٹھے، تو اپنے کھلے چھوڑے ہوئے گھوڑے سے فرمایا ''جب تک ہم نماز سے فارغ نہیں ہوتے، حرکت نہ کرنا، اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا کرے'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز ادا فرمائی تو اتنی دیر گھوڑے نے کسی عضو کو حرکت تک نہ دی اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ ہے کہ جانور نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا کلام سمجھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حکم کی اطاعت کی۔

(11) ہرنی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحرا میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے متوجہ ہو کر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا پھر دوسری طرف التفات فرمایا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میرے قریب تشریف لائیے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قریب جا کر پوچھا ''تیری کیا حاجت ہے'' ہرنی بولی، اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ علیہ السلام مجھے کھول دیجئے میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا تو ایسا کرے گی'' ہرنی نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے اللہ تعالیٰ عشار کے عذاب میں گرفتار کرے (عشار دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جو بوجھ کی وجہ سے فریاد کرتی ہے) پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے کھول دیا تو وہ چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے پھر باندھ دیا اسی دوران بدو جس نے ہرنی کو پکڑ رکھا تھا، بیدار ہو گیا، اسنے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کو کوئی کام ہے؟ فرمایا ''ہاں'' اس ہرنی کو رہا کر دے۔ پھر اس بدو نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ وہ چوکڑیاں بھرتی ہوئی جاری تھی اور کہہ رہی تھی۔

'اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللهِ''

(12) خچر

شیبہ بن عثمان جحمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''عباس! کچھ کنکریاں اٹھا کر مجھ کو دینا'' پس اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کا یہ کلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خچر کی سمجھ میں ڈال دیا، وہ نیچے کی طرف جھک گئی یہاں تک کہ اسکا پیٹ زمین سے لگنے لگا، آپ علیہ السلام نے تھوڑی سی کنکریاں لیکر دشمن کی طرف پھینکیں اور فرمایا:

''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے، کہ مسلمان جنگ غزوہ حنین میں ہزیمت اٹھا چکے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی مادہ خچر شہباء جس کا نام دلدل تھا، پر سوار تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

دلدل سے فرمایا ''نیچی ہو جا'' تو اسنے اپنا پیٹ زمین پر رکھ دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کنکریوں کو ایک مٹھی میں لیکر قبیلہ ہوازن کے منہ پر پھینکا تو سب بنو ہوازن شکست خوردہ ہوگئے حالانکہ ہم نے نہ کوئی تیر پھینکا نہ نیزہ۔

(13) ریوڑ

موسیٰ بن عقبہ اور عروہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کا ایک حبشی غلام اپنے مالک کے ریوڑ میں تھا اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا اگر میں اسلام قبول کرلوں تو مجھے کیا صلہ ملے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جنت'' تو اس نے اسلام قبول کرلیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ ریوڑ میرے پاس امانت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس ریوڑ کو ہمارے لشکر سے نکال کرلے جا۔ پھر کنکری پھینک کر اسکے مالک کی طرف ہانک دے۔ اللہ تعالیٰ تیری اس امانت کو مالک تک پہنچا دے گا'' اسنے یہ کام کیا تو ریوڑ اپنے مالک کے پاس آ گیا، چنانچہ یہودی کو پتہ چلا کہ اسکے غلام نے اسلام قبول کرلیا ہے، تو اس نے غلام کو قتل کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ نے اس کالے غلام کو عزت عطا فرمائی ہے، اور اسے بھلائی کی طرف لے گیا ہے۔ اسکے سینے میں سچا اسلام تھا میں نے اسکے سرہانے دو حوریں دیکھی ہیں''

(14) بکری

رضین بن عطاء کہتے ہیں کہ ایک قصاب نے بکری ذبح کرنے کے لئے دروازہ کھولا تو وہ اس کے ہاتھ سے نکل بھاگی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں آ گئی وہ قصاب بھی اسکے پیچھے آ گیا اور اس بکری کو پکڑ کر ٹانگوں سے کھینچنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس بکری سے فرمایا ''اللہ کے حکم پر صبر کر اور اے قصاب! تو اسے نرمی کے ساتھ ذبح (موت) کی طرف لے جا۔''

(15) ریوڑ

احبان بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ریوڑ میں تھے، کہ ایک بھیڑیئے نے اس کی بکری پر حملہ کردیا۔ وہ چلائے تو بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور مخاطب ہو کر بولا اے احبان! جس دن تو غافل ہوگا اس دن تیری بکریوں کی کون حفاظت کرے گا؟ تو مجھ سے وہ رزق چھیننا چاہتا ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے کہا: بخدا! یہ تو حیران کن واقعہ ہے۔ اس نے کہا اس سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کھجوروں کے درمیان لوگوں کو گذشتہ زمانوں اور آئندہ زمانوں کی خبریں بتارہے ہیں وہ لوگوں کو اللہ کی توحید اور عبادت کی طرف بلا رہے ہیں۔

یہ سن کر احبان حضرت رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بھیڑیئے کا

قصہ بیان کیا اور مسلمان ہو گئے۔

ابن عدی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام احمد اور ابو نعیم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو روایات اسی مضمون کی نقل کی ہیں۔

محمد بن جعفر بن خالد دمشقی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لوگوں کا خیال ہے، کہ بھیڑیئے نے ان سے کلام کیا تھا۔ وہ اپنی بھیڑوں کو چرا رہے تھے، تو ایک بھیڑیئے نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف بلایا اور تاکید کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ملاقات کریں۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کا تذکرہ اپنے ان اشعار میں کیا ہے۔

رَعَیْتُ الضَّبنَ اَحْمِیْهَا زَمَانًا مِنَ الضبعِ الْخَمِیْعِ وَکُلِّ ذِئبٍ

ترجمہ:۔ میں نے بھیڑوں کو چرایا اور ایک زمانہ تک انہیں شریر بجوؤں اور بھیڑیوں سے بچاتا رہا۔

فَلَمَّا اَنْ سَمِعْتُ الذِنب نَادِی یُبَشِّرُنِی بِاَحْمَدَ مِنْ قَرِیب

ترجمہ:۔ جب میں نے سنا کہ ایک بھیڑیا مجھے پکار رہا ہے، اور قریب سے مجھے احمد کی بشارت دے رہا ہے۔

سَعَیْتُ اِلَیْهِ قَد شَمَّرْتُ ثَوبِیُ عَنِ السَّاقَیْنِ اَقْصُدُ لِلرَّکِیب

ترجمہ:۔ تو میں اسکی طرف بھاگ کر گیا، میں نے لنگوٹ کس لیا اور سفر کا قصد کیا۔

فَاَ لْغَیْتُ النَّبِیَّ یَقُوْلُ قَوْلاً صَدُوْقًا لَیْسَ بَالْقَوْل الْکَذُوْب

ترجمہ:۔ تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس حال میں پایا کہ انتہائی سچی بات کہہ رہے تھے جو ہرگز جھوٹی نہ تھی۔

فَیَسَّرَنِی لِدِیْنِ الْحَقِّ حَتّٰی تَبَیَّنتُ الشَّرِیْعَةُ لِلْمُنِیْب

ترجمہ:۔ تو آپ علیہ السلام نے دین حق میرے لئے آسان کر دیا یہاں تک کہ مجھے واضح ہو گیا، کہ شریعت رجوع کرنے والے کیلئے ہے۔

وَاَبْصَرْتُ الضِّیَاءَ یُضِیْءُ حَوْلِیْ اَمَامِیْ اِنْ سَعَیْتُ وَعَنْ جُنُوْبِیْ

ترجمہ:۔ میں نے ایک روشنی دیکھی جس سے میرا ماحول جگمگا اٹھا اگر میں چلوں تو وہ روشنی آگے بھی ہے، اور ساتھ بھی۔

اِلَّا اَبْلَغ بَنِیْ عَمْرٍ وَ بْنِ عَوْفٍ وَاِخْوَتِهِمْ جَدِیْلَةَ اِنْ اَجِیْبِیْ

ترجمہ:۔ اے سننے والو! عمرو بن عوف کے قبیلے اور ان کے بھائیوں جدیلہ کو بتا دو کہ وہ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

دُعَاءُ الْمُصْفٰی لَا شَکَّ فِیْهِ فَاِنَّکَ اِنْ اَجَبْتِ فَلَنْ تُخِیْبِیْ

ترجمہ:۔ کی دعوت قبول کریں جس میں کوئی شک نہیں اگر تم قبول کر لو گے، تو گھاٹے میں نہیں رہو گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ تھا۔ ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے اسکے پیچھے بھاگے، بھیڑیئے نے ان

سے کہا یہ خوراک ہے جو اللہ نے مجھے دی ہے تم مجھ سے یہ خوراک چھیننا چاہتے ہو۔ چرواہے اس کی یہ بات سن کر ششدر رہ گئے۔اس نے کہا تمہیں بھیڑیئے کے کلام سے تعجب ہوا ہے حالانکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) پر وحی اتری ہے جو کہ اس سے زیادہ تعجب خیز ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک بھیڑیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ پھر دم ہلانے لگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا''یہ بھیڑیوں کا نمائندہ بن کر آیا ہے، اور یہ مطالبہ کرتا ہے، کہ تم اپنے مالوں میں سے ان کا حصہ ٹھہرادو''۔

حمزہ بن ابی اسید سے مروی ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک شخص کے جنازہ کے لئے نکلے کہ ایک بھیڑیا راستے میں پاؤں پھیلائے نظر پڑا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ تم سے اپنا حصہ طلب کرتا ہے تم اس کا حصہ مقرر کردو'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کی کیا رائے عالی ہے؟ فرمایا'' ہر ریوڑ میں سے سالانہ ایک بکری'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! یہ تو بہت زیادہ ہے پس آپ علیہ السلام نے بھیڑیئے کی طرف اشارہ فرمایا کہ'' ان سے اچک لینا'' اس کے بعد بھیڑیا چلا گیا۔

اسی مضمون کی ایک روایت مطلب بن عبداللہ سے مروی ہے نیز ایک مزنی شخص اور سلیمان بن یسار سے واقدی اور ابونعیم نے روایت کی ہیں۔

قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں ہے کہ ابن وہب نے روایت کی کہ ایک بھیڑیئے نے ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ سے ان کے اسلام لانے سے قبل کلام کیا واقعہ یوں ہے، کہ ایک بھیڑیا ایک ہرن کو پکڑنا چاہتا تھا وہ حرم شریف سے باہر اس ہرن کے پیچھے بھاگا تو ہرن بھاگ کر حرم شریف میں آگیا، بھیڑیا اسے چھوڑ کر لوٹ گیا تو اس بات سے ابوسفیان اور صفوان کو بڑی حیرانی ہوئی۔ بھیڑیئے نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا اس سے زیادہ تعجب انگیز یہ بات ہے، کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ شریف میں تمہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں اور تم ان کو آگ کی طرف دعوت دیتے ہو، یہ سن کر ابوسفیان نے کہا لات وعزیٰ کی قسم اگر تو یہ بات مکہ مکرمہ میں کہتا، تو قبیلے کی بوڑھی بیوہ عورتیں لات وعزیٰ سے کنارہ کشی کرلیتیں۔

(16) بکری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔کچھ انصاری بھی ساتھ تھے۔باغ میں بکریوں کا ایک ریوڑ تھا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سجدہ کیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ! ان بکریوں سے زیادہ ہم آپ علیہ السلام کو سجدہ

کرنے کے حقدار ہیں۔آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میری امت میں سے کسی فرد کے لئے روانہیں کہ وہ کسی شخص کو سجدہ کرے اگر کسی کو سجدہ کرنا ضروری ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے''

(17)ضب (گوہ) کی گواہی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محفل میں تشریف فرما تھے، کہ بنی سلیم کا ایک بدو ضب (گوہ یعنی سوسمار) کا شکار کر کے آیا۔ اس نے کہا لات وعزیٰ کی قسم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کہ یہ ضب آپ علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتی ۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا''اے ضب'' تو اس ضب نے صاف عربی زبان میں جسے تمام حاضرین سمجھ رہے تھے، جواب دیا لَبَّیکَ وَسَعْدَیکَ یَارَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِین فرمایا''مَنْ تَعْبُدُ'' ''تو کس کی عبادت کرتی ہے'' تو اس نے کہا:اَلَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ وَفِی الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ وَ فِی الْبَحرِ سَبِیْلُهٗ وَفِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ وَفِی النَّارِ عَذَابُه'۔

ترجمہ:۔ ''میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے جس کی حکومت زمین میں ہے جس کا راستہ سمندر میں ہے جس کی رحمت جنت میں ہے،اور جس کا عذاب جہنم میں ہے''

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا''فَمَنْ اَنَا'' بھلا یہ تو بتا کہ میں کون ہوں؟'' اس نے جواب دیا ''اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْن وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَکَ وَقَد خَابُ مَنْ کَذَّبَکَ۔

ترجمہ:۔ ''آپ رب اللعالمین کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے تکذیب کی وہ گھاٹے میں رہا'' پس یہ سن کر وہ بدو ایمان لے آیا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث تھوڑے فرق سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔امام سیوطی فرماتے ہیں کہ حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو نعیم نے دوسری اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے ایسی ہی ایک روایت ابن عساکر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

دار قطنی نے حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک محفل میں تشریف فرما تھے، کہ اسی اثناء میں بنو سلیم کا ایک بدو ایک گوہ کا شکار کر کے آیا اس نے یہ گوہ اپنے بازو کے کپڑے میں ڈال رکھی تھی تا کہ گھر جا کر اسے بھونے اور کھائے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت دیکھی تو پوچھا اس جماعت کا سربراہ کون ہے، تو اسے بتایا گیا، کہ اس جماعت کا سردار وہ ہے جو نبی ہونے کا مدعی ہے پس وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آ کر کہنے لگا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اگر مجھے عرب جلد باز نہ کہیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو قتل کر دیتا اور سب لوگوں کو خوش کرتا۔ یہ سن کر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے عمر! کیا تم نہیں جانتے کہ بردبار شخص تو قریب ہے'' پھر اس بدو نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رخ کیا اور اپنی آستین سے ضب نکال کر کہا لات وعزیٰ کی قسم میں آپ علیہ السلام پر ایمان نہیں لاؤں گا یا پھر یہ ضب آپ پر ایمان لائے۔ ساتھ ہی اس نے ضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈال دی۔ (بقیہ حصہ پہلی حدیث کی مانند ہے آخر میں یہ اضافہ ہے) اس بدو نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت میں آپ علیہ السلام کے پاس آیا تھا تو کوئی شخص میرے نزدیک آپ علیہ السلام سے زیادہ قابل نفرت نہ تھا اللہ کی قسم اس گھڑی مجھے اپنی جان اولاد سے زیادہ محبوب ہیں، میں آپ علیہ السلام پر خوشی و رضامندی، ظاہر و باطن سے ایمان لایا ہوں'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مستحق حمد ثناء ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جس نے تمہیں دین حق کی طرف ہدایت کی۔ یہ دین جو ہمیشہ غالب رہتا ہے، اور کوئی دین اس پر غالب نہیں آسکتا، اللہ اس دین کو بغیر نماز کے قبول نہ کرے گا، نہ نماز بغیر قرآن کے قبول کرے گا'' تو اس بدو نے گزارش کی کہ مجھے تعلیم دیجئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی۔ اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے وسیع و بالا کلام یا بہادری میں اس سے بہتر کلام نہیں سنا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہ اللہ رب اللعالمین کا کلام ہے۔ شعر نہیں ہے جب تم سورہ اخلاص ایک بار پڑھو گے، تو گویا تم نے تہائی قرآن پڑلیا۔ دو بار سورہ اخلاص کو پڑھا تو دو تہائی قرآن کے برابر ہوا اور تین بار پڑھنے سے گویا تم نے پورا قرآن ختم کر لیا''۔ اعرابی نے عرض کیا ہاں، اللہ ہمارا معبود ہے۔ وہ معمولی سی چیز قبول کر لیتا ہے، اور بہت زیادہ عطا کرتا ہے،

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا ''کیا تمہارے پاس مال ہے؟'' اس نے عرض کیا، بنو سلیم میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے فرمایا ''اسے عطا کرو تو انہوں نے اتنا دیا کہ اسے مالدار بنا دیا'' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسے وہ اونٹنی دیتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک کی لڑائی میں مجھے عطا کی تھی جس کا کوئی اونٹنی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میں اس کے ذریعے اللہ کا تقرب چاہتا ہوں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ایسی عمدہ اونٹنی کے عوض تجھے قیامت کے دن جوفدار موتی کی اونٹنی عطا ہوگی جس کے پاؤں زبرجد (ایک قسم کا زمرد) کے ہوں گے اس کی گردن سرخ موتی کی ہوگی اسکے ہودج پر ریشمی غالیچے ہوں گے تمہیں دوزخ کے پل سے بجلی کی سرعت سے پار لے جائے گی۔ اسکے بعد وہ بدو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے چل دیا راستے میں اسے ایک ہزار سوار قبیلہ سلیم کے ملے جو تیر و تفنگ سے مسلح تھے۔ اس بدو نے ان سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا اس شخص کی طرف جو نبوت کا مدعی ہے، تو اس بدو نے کہا:

''اِنِی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

انہوں نے کہا: تو تو بے دین ہو گیا ہے، اس بدو نے انہیں سارا ماجرا سنایا تو سب نے کہا:

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، تو آپ علیہ السلام نے ان کا استقبال کیا، وہ اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور پیادہ پا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمیں کوئی حکم فرمائیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "تم خالد بن ولید کی قیادت میں جہاد کرو" ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس سے قبل اتنی بڑی تعداد نے کبھی بیک وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

(18) نعلین مبارک

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (باہلی بن عجلان بن وہب بن عریب بن وہب بن رباح بن حارث بن وہب بن معن بن مالک بن اعصر بن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر باہلہ۔ التوفی 86ھ بعمر 106 سال ان سے مروی احادیث کی مجموعی تعداد 250 ہے) سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے موزے طلب فرمائے۔ پھر ایک موزہ پہنا ہی تھا کہ اسی اثناء میں دوسرا موزہ ایک کوا لے اڑا، اس نے اوپر سے وہ موزہ پھینکا، تو اس سے ایک سانپ نکلا، یہ دیکھ کر حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر جھاڑے اپنے موزے نہ پہنے"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے، تو وہ دور نکل جاتے، ایک دن آپ علیہ السلام تشریف لے گئے اور موزے اتار کر ایک درخت کے نیچے بیٹھے، پھر جب آپ علیہ السلام نے ایک موزہ پہنا، تو دوسرا موزہ ایک پرندہ لے اڑا جس نے فضا میں جا کر اس کو الٹا، تو اس میں سے کینچلی اترا ہوا کالا سانپ برآمد ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "یہ ہے وہ عزت وکرامت جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے"

(19) چڑیا

بیہقی، ابونعیم اور ابوالشیخ کتاب العظمہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ تھے، ہم ایک درخت کے قریب سے گزرے جس میں چڑیا کا گھونسلہ تھا، تو ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لئے۔ وہ چڑیا بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اوپر آ کر اڑتی اور کچھ کہتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "کسی نے اس کے بچوں کو پکڑ کر اسے تکلیف پہنچائی ہے" ہم نے عرض کیا، کہ ہم نے اس کے بچے پکڑے ہیں، فرمایا "انہیں ان کے گھونسلے میں رکھ دو" ہم نے انہیں واپس رکھ دیا۔

(20)۔ شیر

خادم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ سمندری سفر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ اتفاق سے وہ کشتی ٹوٹ گئی اور میں اس کشتی کے ایک تختہ پر بیٹھ گیا جس نے مجھ کو خشکی کے ایک خاردار جنگل میں پہنچا دیا۔ اس جنگل میں ایک شیر تھا اسے دیکھ کر میں خوفزدہ ہو گیا میں نے اس سے کہا: اے اباالحارث! میں سفینہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا غلام، یہ سن کر اس نے اپنا سر جھکا دیا، آگے بڑھ کر اس نے اپنا کندھا ہلایا گویا وہ مجھے راستہ دکھا رہا ہے وہ میرے ہمراہ چلا یہاں تک کہ مجھے راستے پر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ گرجا ،تو میں نے خیال کیا، کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

ماخذِ کُتب

1۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

2۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)

3۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)

4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 310ھ)

5۔ صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

6۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری (ولادت 204ھ وفات 261ھ نیشاپور)

7۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث رحمۃ اللہ علیہ سجستانی (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

8۔ موطا امام مالک۔ ابوعبداللہ مالک ابن انس رحمۃ اللہ علیہ اصحی (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

9۔ سنن ابن ماجہ۔ ابن ماجہ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

10۔ فتح الباری۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 852ھ)

11۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)

12۔ روض الانف۔ علامہ عبدالرحمٰن السہیلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 581ھ)

13۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)

14۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسن بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت نیشاپور کے علاقہ بیہق 384ھ وفات نیشاپور 458ھ)

15۔ کتاب شفاء۔قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)

16۔ دلائل النبوۃ۔حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 430ھ)

17۔ اعلام النبوۃ۔قاضی ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 450ھ)

18۔ خصائص الکبریٰ۔علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

19۔ شواہد النبوت۔حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 898ھ)

20۔ مسند امام احمد۔امام احمد بن حنبل ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)

21۔ دارمی شریف۔امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ)

22۔ فتوحات مکیہ۔شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 638ھ)

حیوانات کے سلسلے میں ظہور میں آنے والے بعض معجزات

(1) سرکش اونٹ

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ بنی سلمہ کا ایک اونٹ پانی کھینچنے والا دیوانہ ہوگیا۔اور اس نے ان پر حملہ کیا۔اور باغ میں آنے سے باز رکھا۔یہاں تک کہ کھجوروں کے درخت تشنہ ہوگئے۔ تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شکایت کی۔میری پریشانی کے ازالہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لے گئے جب آپ علیہ السلام باغ کے دروازے پر پہنچے تو عرض کیا گیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام اندر تشریف نہ لے جائیں ہمیں اونٹ کی طرف سے آپ علیہ السلام پر خطرہ ہے۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اندر چلو اور اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے''۔جب اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا تو اپنے سر کو جھکائے چل کر آیا۔یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔اور سجدہ کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اپنے اونٹ کو پکڑ لو اور اس کو نکیل ڈال دو''

بیہقی و ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روبرو بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ فلاں قبیلہ کا پانی کھینچنے والا اونٹ بدمست ہوگیا ہے اور وہ ان کا نافرمان ہوگیا ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک دم اُٹھے اور ہم حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ چل دیئے۔ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام اونٹ کے نزدیک نہ جائیں۔آپ علیہ السلام پر ہمیں اس سے خطرہ ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس اس کے سر پر رکھا اور فرمایا ''اس کی نکیل لاؤ''۔نکیل لائی گئی اور آپ علیہ السلام نے اپنے دستِ اقدس

سے اس کے نکیل ڈالی۔ اور فرمایا ''اونٹ کے مالک کو بلاؤ'' اسے بلالیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اسے اچھا چارہ دو اور اس پر کام کی زیادہ مشقت نہ ڈالو''

بیہقی وطبرانی اور ابونعیم نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ رسول کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم باغ میں ہمارا ایک اونٹ ہے اس نے باغ پر قبضہ جمالیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کی طرف تشریف لے گئے اور اسے آواز دی کہ آجائے تو وہ اونٹ اپنا سر جھکائے آیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کو تھمادیا اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیا یہ اونٹ آپ علیہ السلام کو جانتا ہے کہ آپ علیہ السلام رسول ہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''زمین وآسمان کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ البتہ انسان اور جنات کفر کرتے ہیں''

بیہقی نے بطریق حماد بن سلمہ روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے بنی قیس کے ایک بوڑھے شخص سے سُنا وہ اپنے والد سے حدیث نقل کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے پاس بڑی سرکش اونٹنی تھی جس پر ہم قابو نہ پاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس اونٹنی کے پاس گئے اور اسکے تھنوں پر دستِ اقدس پھیرا۔ اور دُودھ دوہ کر آپ علیہ السلام نے پیا۔

(2) اونٹ کی شکایت

ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابونعیم نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ سرور کونین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک انصاری شخص کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ علیہ السلام نے وہاں ایک اونٹ کو موجود پایا۔ اونٹ نے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''اس اونٹ کا مالک کون ہے'' تو ایک انصاری نوجوان آگے بڑھا اور عرض کیا یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس جانور کی بابت نہیں ڈرتے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملک میں دیا ہے۔ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کرتا ہے کہ تم اسے بھُوکا رکھتے اور کام کی مشقت زیادہ لیتے ہو''۔ امام احمد وابن ابی شیبہ ودارمی اور ابونعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ بنی نجار کے باغ میں گئے وہاں ایک اونٹ کو دیکھا کہ جو بھی باغ میں داخل ہوتا وہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا۔ تو رسول کریم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے پاس آئے اور اسے آواز دی۔ وہ اونٹ ہونٹوں کو زمین پر رکھتا ہوا آیا اور حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور علیہ السلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''نکیل لاؤ'' اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے نکیل ڈالی اور

اس کے مالک کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا ''آسمان و زمین کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ بجز انسان وجنّات کے نافرمانوں کے''

ابن سعد نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں آپ علیہ السلام کی مسجد شریف میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا۔ اور اس نے اپنا سر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ رسول کریم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ اونٹ کہتا ہے کہ اس کا مالک ارادہ رکھتا ہے اسے ذبح کر کے وہ اپنے والد کی طرف سے کھانا دے۔ اور اب اسے ذبح کر دے تو میرے پاس یہ فریاد لے کر آیا ہے''۔ اس کے بعد اس کا مالک آیا آپ علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا اور اس نے اپنے اسی ارادے کی خبر دی۔ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے اپنے اس ارادہ سے باز رہنے کی سفارش کی کہ اسے ذبح نہ کرے۔ تو اس نے ایسا ہی کیا۔

امام احمد و ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

(3) بکری کا سجدہ

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اور آپ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بہت سے انصاری صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین تھے۔ باغ میں ایک بکری تھی اور اس نے آپ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سجدہ کرنے کے اس بکری سے زیادہ ہم مستحق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میری امت میں کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے۔ اگر کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں ضرور عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''

(4) قِصّہٗ غزال

طبرانی نے الکبیر میں اور ابونعیم نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم صحراء میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضور علیہ السلام نے متوجہ ہو کر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پھر دوسری طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے قریب تشریف لائیں تو قریب گئے اور فرمایا ''تیری کیا کیا حاجت ہے؟'' ہرنی نے کہا اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ علیہ السلام مجھے کھول دیجئے۔ میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تو ایسا کرے گی؟'' ہرنی نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے۔ (عشار ایسی حاملہ اُونٹنی کو کہتے ہیں جس کا وضع حمل دس ماہ گزر جانے کے بعد بھی نہ ہوا اور اس پر بوجھ لادا جائے اور وہ درد و تکلیف سے فریاد کرے) تو حضور علیہ السلام نے اسے کھول دیا۔ اور اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور اس کے بعد وہ آ گئی۔ اور حضور علیہ السلام نے اسے پھر باندھ دیا۔ اسی دوران وہ اعرابی بیدار ہو گیا اور اس نے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام ہے۔ فرمایا ''ہاں وہ یہ کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے''۔ اور اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ کودتی ہوئی جا رہی تھی۔ اور یہ کہہ رہی تھی

''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ''

طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے بطریق صالح المری روایت کی۔ اور انہوں نے ثابت سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں پر گزرے جنہوں نے ہرنی پکڑ رکھی تھی اور اسے خیمہ کی چوب سے باندھ رکھا تھا۔ ہرنی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دو بچے ہیں مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر اُنہیں دودھ پلا کر آ جاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے لوگو! اسے چھوڑ دو تا کہ یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا دے پھر یہ تمہارے پاس آ جائے گی''۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے اس کی کون ضمانت لیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں ضامن ہوں'' تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ گئی اور دودھ پلا کر ان کے پاس واپس آ گئی۔ اور انہوں نے اسے باندھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم اسے فروخت کرتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ علیہ السلام ہی کی ہے پھر انہوں نے اسے کھول کر چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی۔

بیہقی نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہرنی پر گزرے جو خیمہ کی چوب سے بندھی ہوئی تھی۔ ہرنی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کھول دیجئے تا کہ میں اپنے دونوں بچوں کو جا کر دودھ پلا آؤں۔ جب آ جاؤں تو آپ علیہ السلام مجھے باندھ دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تو ایک قوم کا شکار ہے اور ایک قوم کی باندھی ہوئی ہے''۔ آپ علیہ السلام نے اس سے عہد لیا اور اس نے قسم کھائی۔ آپ علیہ السلام نے اسے کھول دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اس حال میں واپس آئی کہ اس کے تھنوں سے دُودھ ٹپک رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے باندھ دیا اسی دوران وہ لوگ آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرنی کو ان سے طلب فرمایا اور انہوں نے آپ علیہ السلام کو ہبہ کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے کھول کر آزاد کر دیا۔

بیہقی وابونعیم نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے اور ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہوا۔ دیکھا کہ خیمہ کی چوب سے ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے۔ اس ہرنی نے کہا اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے۔ اور جنگل میں میرے دو بچّے ہیں۔ اور میرے تھنوں میں دودھ جم گیا ہے۔ یہ اعرابی نہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں اس تکلیف سے خلاصی پاؤں اور نہ مجھے آزاد کرتا ہے کہ میں جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا ''اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو واپس آجائے گی؟'' اس نے کہا ضرور واپس آؤں گی ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ہرنی اپنی زبان چاٹتی ہوئی آگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خیمہ کی چوب سے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی آگیا اس کے ساتھ مشکیزہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا ''کیا تو ہرنی کو میرے ہاتھ فروخت کرتا ہے''۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ آپ علیہ السلام ہی کی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے آزاد کر دیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ارقم نے کہا خدا کی قسم! میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنگل میں جا رہی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ'' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ'' الرَّسُوْلُ اللّٰهِ''

(5) واقعۂ گرگ

امام احمد وابن سعد و بزار نے اور حاکم و بیہقی دونوں نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے متعدد سندوں کے ساتھ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حرہ میں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ اچانک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر لپکا تو چرواہا بکری اور بھیڑیئے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دُم پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے چرواہے سے کہا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور اس رزق کے درمیان جسے اللہ نے میری طرف بھیجا حائل ہوتا ہے؟ چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا کیا میں اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان دونوں پہاڑوں کے درمیان گزشتہ واقعات کی خبریں لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ یہ سن کر اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانک دیا۔ اور خود مدینہ منورہ چل دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے بھیڑیئے کی بات بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس نے سچ کہا، اس نے سچ کہا۔ لوگو! سُن لو۔ انسانوں سے درندوں کا بات کرنا قیامت کی علامتوں میں سے ایک ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک درندے انسانوں سے بات نہ کریں اور مرد سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا پھندنا بات کرے گا۔ اور اس کی ران اسے وہ بات بتائے گی جو اس کے جانے کے بعد اس کی بیوی سے رونما ہوئی ہو گی''۔

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی وابونعیم نے اہبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اوس سے روایت کی کہ وہ اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھے ان کی ایک بکری پر بھیڑیئے نے حملہ کیا اور وہ اس پر چیخے تو وہ اپنی دُم پر بیٹھ گیا۔ اہبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا پھر بھیڑیئے نے مجھے مخاطب کر کے کہا جس دن تو بکریوں سے غافل ہوگا اس دن تیری بکریوں کا کون محافظ ہوگا۔ تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جسے اللہ نے میرا رزق بنایا ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم! میں نے اس سے تعجب کی کوئی بات نہیں دیکھی کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان باغوں کے درمیان لوگوں کو زمانۂ ماضی کی باتیں بتا رہے ہیں اور جو آیندہ ہوگا اس کی خبریں دے رہے ہیں اور وہ اللہ کی طرف بلا رہے ہیں اور اس کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں۔ یہ سن کر اہبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئے اور اسکی آپ علیہ السلام کو خبر دی اور مسلمان ہوئے۔

ابن عدی و بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک چرواہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد مبارک میں اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھا۔ اچانک بھیڑیئے نے اس سے کہا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو میری اس خوراک کو چھینتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرا رزق بنایا۔ چرواہے نے کہا کہ تعجب ہے کہ بھیڑیا بات کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا میری بات کرنے سے زیادہ تعجب کی بات میں تجھے نہ بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نخلستان میں اولین وآخرین کی باتیں لوگوں سے بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد چرواہا چلا اور ختم الرسل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور اس خبر کو سُنا کر اسلام قبول کیا۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں سرکارِ دو عالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں تھا۔ میں نے اپنی بکریاں باندھیں تو بھیڑیا آیا اور اس نے ان میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے اس کے پیچھے دوڑے۔ بھیڑیئے نے کہا تم لوگ مجھ سے اس لقمہ کو چھینتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا۔ بھیڑیئے کو باتیں کرتا سُن کر چرواہے حیران ہو گئے۔ بھیڑیئے نے کہا بھیڑیئے کی باتیں کرنے سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر وحی نازل ہوتی ہے۔

امام احمد وابونعیم نے بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بکریوں کے چرواہے کی طرف بھیڑیا آیا اور اس نے بکری پکڑ لی۔ اور چرواہے نے کوشش کر کے اس سے بکری چھین لی۔ راوی نے کہا کہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھا اور اپنی دُم پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا میں نے اس رزق کو چاہا جسے اللہ نے میری خوراک بنائی۔ تم نے مجھ سے اسے چھین لیا۔ چرواہے نے یہ سن کر کہا قسم ہے خدا کی! میں نے آج کی مانند بھیڑیئے کو باتیں کرتا نہیں دیکھا۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک شخص دونوں پہاڑوں کے درمیان میں ہے وہ تم کو گزشتہ اور آیندہ کی خبریں بتاتا ہے۔ وہ چرواہا یہودی تھا۔ وہ بارگاہِ نبوت میں آیا اور حضور علیہ السلام کو واقعہ سنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

(6) رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیرہ طائی

ابن عساکر نے محمد بن جعفر بن خالد دمشقی سے ایک روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیرہ طائی کی بابت لوگوں کا خیال ہے کہ ان سے بھیڑیئے نے بات کی ہے وہ اپنی بھیڑوں میں تھے اور انہیں چرا رہے تھے تو بھیڑیئے نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بُلایا اور ان سے ملنے کی اس نے تاکید کی۔ رافع کے چند اشعار ہیں جس میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

رعیت الضان احمیها زمانا من الضبع الخفی و کل زیب،
فلما ان سمعت الذئب نادی یبشرنی با حمد من قریب
سعیت الیه قد شمرت ثوبه عن الساقین قاصدة لرکیب
فاسغیث البنی یقول قولا صدوقا لیس بالقول الکذوب
فبشرفی لدین الحق حتی تبینت الشریعة للمنیب
وابصرت الضیاء یفئیی حولی امامی ان سعیت وعن جنوبی
الا ابلغ بنی عمرو بن عوف واخونهم جدیلة ان احببی
دعاء المصطفیٰ لا شک فیه فانک ان احببت فلن تخیبی

ترجمہ:۔ میں نے بھیڑوں کو چرایا اور ان کی حفاظت پوشیدہ گھوس (بڑا چوہا) اور ہر بھیڑیئے سے ایک زمانہ تک کرتا رہا۔ جب میں نے سنا کہ بھیڑیا مجھے پکارتا ہے اور احمد مجتبیٰ کی بشارت مجھے قریب سے دیتا ہے تو میں ان کی طرف دوڑا۔ اور اپنی پنڈلیوں سے تہبند کو باندھا اور سفر کا قصد کیا۔ اور میں نے حضور علیہ السلام کو اس حال میں پایا کہ آپ علیہ السلام سچی بات بتاتے تھے۔ جس میں قطعاً جھوٹ نہ تھا۔ اور آپ علیہ السلام نے مجھے دین حق کی بشارت دی۔ یہاں تک کہ شریعت توبہ کرنے والے پر واضح ہوگئی اور میں نے وہ روشنی دیکھی۔ جس سے میرا گردو پیش روشن ہوگیا۔ اگر میں چلوں تو میرے آگے بھی اور میرے دونوں پہلو میں بھی۔ اے سننے والے میری یہ بات عمرو بن عوف کے قبیلے والوں کو پہنچا دے جو جدیلہ کے بھائی ہیں کہ وہ میرا کہا مانیں۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کی دعوت حق ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اگر تم قبول کرلو گے تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔

بزار و سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ سید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بھیڑیا آیا۔ اور وہ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روبرو اپنی دُم پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ اپنی دم کو ہلانے لگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ ”یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے جو تم سے سوال کرتا ہے کہ اس کے لئے اپنے اموال میں سے کچھ حصہ مقرر کردو“

بیہقی وابونعیم نے بطریق زہری حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی اسید سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک شخص کے جنازہ میں تشریف لے گئے تو سرِ راہ حضور علیہ السلام نے ایک بھیڑیئے کو اپنے پاؤں پھیلائے بیٹھے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ بھیڑیا اپنا حصّہ چاہتا ہے۔ لہٰذا تم اسکے لئے کچھ مقرر کردو''۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ علیہ السلام کی رائے مبارک کیا ہے؟ فرمایا ''ہر سال ہر ریوڑ میں سے ایک بکری مقرر کردی جائے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا زیادہ ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے بھیڑیئے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ''تو ان کی بکریوں میں سے اُچک لے جایا کر''۔ پھر بھیڑیا چلا گیا۔

ابن سعد وابونعیم نے مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ بن حنطب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ میں جلوہ افروز تھے کہ اچانک بھیڑیا سامنے آیا اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے روبرو کھڑے ہوکر کچھ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ تمہاری طرف درندوں کا قاصد ہے۔ اگر تم پسند کرو تو اس کے لئے کچھ حصّہ مقرر کردو تا کہ اس کے سوا وہ تجاوز نہ کرے۔ اور اگر تم اس کو اس کی مرضی پر چھوڑتے ہو تو تم اس سے ڈرتے رہوگے اور یہ جو رزق پکڑے وہ اس کی خوراک ہو''۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے دل تو بخوشی اس کا کچھ حصّہ مقرر کرنے کو نہیں چاہتے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اس کی طرف تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور بتایا کہ ''اب اُچکنا ہی تیرا حصہ ہے''۔ یہ سُن کر وہ پلٹ کر چلا گیا اور وہ سر ہلاتا جاتا تھا۔

دارمی وابن منیع نے اپنی مسند میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق شمر بن عطیہ ایک مزنی یا جہنی شخص سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فجر کی نماز پڑھائی تو آپ علیہ السلام نے تقریباً ایک سو بھیڑیوں کو اپنی دُموں پر بیٹھا دیکھا۔ جو بھیڑیوں کے قاصد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہ سے فرمایا ''اپنے اموال میں سے ان کے لئے کچھ حصّہ مقرر کرسکتے ہو؟ اور ماسوا مال سے تم مامون ومحفوظ رہ سکتے ہو؟'' لوگوں نے شکایت کی کہ ہم خود حاجت مند ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''ان کو جانے کی اجازت دے دو''۔ تو انہوں نے انہیں اجازت دے دی۔ اور وہ چلے گئے اور وہ بولتے جاتے تھے۔

بیہقی وابونعیم اور ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم ایک درخت کے قریب گئے تو اس میں حمرۃ کا گھونسلہ تھا ((حمرہ چڑیا کی مانند چھوٹا سا پرندہ ہے) ہم نے اس کے دونوں بچّے پکڑ لئے تو حمرۃ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں بار بار آتی اور کچھ بولتی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''کسی شخص نے اس کے دونوں بچّے پکڑ کر اسے دکھ پہنچایا ہے''۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے پکڑے ہیں۔ فرمایا ''انہیں اس کے گھونسلے میں رکھ دو'' تو ہم نے انہیں اس کی جگہ رکھ دیا۔

بیہقی نے جعیل سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں تھا اور میری گھوڑی بوڑھی اور کمزور تھی۔ اس لئے میں سب لوگوں سے پیچھے کی جماعت میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ملے اور فرمایا ''اے گھوڑے والے آگے بڑھو''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری یہ گھوڑی بوڑھی اور کمزور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوڑا اٹھایا جو آپ علیہ السلام کے پاس تھا اور اس گھوڑی کے مارا اور دعا کی کہ ''اے خدا اس کے لئے اس گھوڑی میں برکت دے''۔ تو میں نے دیکھا کہ میں اس کا سر روک نہیں سکتا تھا اور وہ سب سے آگے بڑھ گئی اور اس کے پیٹ سے جو بچے پیدا ہوئے ان کو میں نے بارہ ہزار میں فروخت کیا۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے بطریق حماد بن زید، ثابت سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن الناس، اجود الناس اور اشجع الناس تھے۔ ایک رات اہلِ مدینہ نے ڈراونی آواز سُنی۔ تو سرکار دو عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گھوڑی پر بغیر زین کے سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ جب لوگ باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے جا چکے ہیں۔ اور آپ علیہ السلام خبر کی تحقیق فرما چکے ہیں۔ اور آپ علیہ السلام فرما رہے تھے کہ ''ہرگز کوئی خوف نہ کرو''۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہم نے اس گھوڑے کو دریا پایا یا فرمایا یہ دریا ہے''۔ حماد نے کہا کہ مجھ سے ثابت نے حدیث بیان کی یا یہ کہا کہ ثابت سے دوسرے راوی کے ذریعہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے بعد اس گھوڑے سے آگے کوئی گھوڑا نہ بڑھا۔ باوجودیکہ وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا۔

ابن سعد نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لائے اور انہیں کے ہاں دوپہر کا قیلولہ فرمایا۔ جب دن ٹھنڈا ہو گیا تو وہ اپنا اعرابی گدھا لائے اور اس پر روئی کا گدا ڈالا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر سواری فرمائی پھر اسے واپس کر دیا۔ تو وہ سُبک خرام اور تیز رفتار ہو گیا۔ حالانکہ وہ پہلے سُست رفتاری سے چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا تھا۔

طبرانی نے عصمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک خطمی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے ملنے قباء تشریف لائے۔ جب آپ علیہ السلام نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم سُست رفتار دراز گوش لائے۔ حضور علیہ السلام اس پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ پھر آپ علیہ السلام نے ہمیں واپس کر دیا تو وہ فراخ قدم اور تیز رفتار ہو گیا۔

(7) حمار سے کلام فرمانا

ابن عساکر نے ابومنظور سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب خیبر کو فتح فرمایا تو آپ علیہ السلام کو ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حمار سے کلام فرمایا۔ اور حمار نے بھی آپ علیہ السلام سے کلام کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے پوچھا ''تیرا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا یزید بن شہاب، اللہ تعالیٰ نے میری جد کے نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کئے اور وہ سب کے سب ایسے ہوئے کہ نبی کے سوا کسی نے ان پر سواری نہیں کی۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ علیہ السلام مجھ پر سواری فرمائیں گے۔ میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی نہیں رہا اور نہ آپ علیہ السلام کے سوا نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے۔ آپؐ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ میں اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا۔ اور وہ یہودی میرے پیٹ کو تکلیف پہنچاتا اور میری کمر پر مارتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اب تیرا نام یعفور ہے''۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کو بلانے کے لئے کسی کے دروازے کی طرف بھیجتے تو وہ اسکے دروازے پر آ کر اپنے سر کو دروازے پر مارتا۔ اور جب گھر والا باہر نکل کے اس کے پاس آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اشارہ کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلا رہے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصال فرمایا تو ابوہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن تیہان کے کنوئیں پر آیا اور خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فراق میں اس کنوئیں میں گرا دیا۔

ابونعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس خیبر میں جب سیاہ گدھے کو لا کر کھڑا کیا گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا ''تو کون ہے؟'' اس نے کہا میں عمرو بن بن فلاں ہوں۔ ہم تین بھائی تھے۔ ہم میں سے ہر ایک پر انبیاء سوار ہوتے ہیں۔ میں ان میں سب سے چھوٹا ہوں۔ اور میں آپ علیہ السلام کے لئے تھا۔ جب یہودی شخص میرا مالک بنا تو جب بھی مجھے آپ علیہ السلام یاد آتے تو میں ٹھوکر کھا کر اسے گرا دیتا۔ وہ مجھے خوب مارتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اب تیرا نام یعفور ہے''

ابن سبع نے خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ضمن میں کہا کہ آپ علیہ السلام نے جس چوپائے پر بھی سواری کی ہے وہ اپنی اسی حالت پر رہا جس پر وہ تھا۔ اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا۔

(8) سوسمار کی شہادتِ رسالت

طبرانی نے اوسط اور الصغیر میں اور ابن عدی و حاکم نے المعجزات میں اور بیہقی و ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کی محفل میں جلوہ افروز تھے اچانک بنی سلیم کا ایک اعرابی آیا۔ اور اس نے گوہ (سوسمار) کا شکار کیا تھا۔ اس نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم

ہے میں اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ کی تصدیق نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے گوہ! میں کون ہوں؟'' اس گوہ نے ایسی واضح عربی زبان میں جسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکے ''لبیّک و سَعدیْک یَا رَسُول ربّ العٰلمین '' کہا حضور علیہ السلام نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے؟'' گوہ نے کہا میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی حکومت زمین میں ہے اور دریا میں اس کا راستہ ہے۔ اور جنّت میں اسکی رحمت ہے اور جہنّم میں اسکا عذاب ہے۔ فرمایا ''تو میں کون ہوں؟'' گوہ نے کہا آپ علیہ السلام رب العٰلمین کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔ وہ کامیاب ہے جس نے آپ علیہ السلام کی تصدیق کی اور وہ نامراد ہے جس نے آپ علیہ السلام کی تکذیب کی۔ پھر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی دوسری سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن ولید نہیں ہے اور اسے ابونعیم نے روایت کیا ہے نیز اس حدیث کی مانند حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے جسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

(9) شیر بے آزار ہو گیا

ابن سعد، ابویعلی، بزار، ابن مندہ، حاکم نے صحیح بتا کر، بیہقی اور ابونعیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے غلام سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ وہ دریا میں کشتی پر سوار تھے۔ کشتی ٹوٹ گئی تو وہ اسکے ایک تختے پر سوار ہو گئے۔ اس تختہ نے مجھے ایسے بیابان میں اُتارا جس میں شیر تھے۔ اچانک شیر روبرو آ گیا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا اے ابوالحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا غلام ہوں تو وہ سامنے آ کر اپنی دم ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ وہ میرے پہلو میں آ کے کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ میرے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے راستہ پر ڈال دیا۔ اس کے بعد ایک ساعت وہ غرّایا اور میں نے خیال کیا وہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔ اور بغوی و ابن عساکر نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے شیر ملا تو میں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا غلام سفینہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں کہا کہ اس نے اپنی دم زمین پر ماری اور وہ بیٹھ گیا۔

(10) نعلین مبارک (یعنی موزے)

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو دُور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپ علیہ السلام تشریف لے گئے تو میں حضور علیہ السلام کے ساتھ گیا۔ آپ علیہ السلام درخت کی آڑ میں بیٹھے اور اپنے دونوں موزے اُتار دیئے۔ پھر ان میں سے ایک موزہ پہنا تو ایک پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے کر اُڑ گیا۔ پھر فضائے آسمانی میں اسے جھاڑا تو اس میں سے سیاہ سانپ کینچلی اُترا ہوا گرا۔

ابو نعیم نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے موزے طلب فرمائے اوران میں سے ایک موزہ پہنا پھر کوا آیا اور دوسرا موزہ لے کر اُڑ گیا۔ اوراس نے اسے جھاڑا تو اس سے سانپ گرا۔ یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر جھاڑے اپنے موزے نہ پہنے''

خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے موزے اُتارے اوراس سے کالا سانپ بغیر کینچلی کے گرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہی وہ کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکرم فرمایا۔ اے خدا! میں تجھی سے پناہ مانگتا ہوں زمین پر اور ہر چلنے والے کے شر سے''

محدثین کرام رحمہما اللہ نے بطریق محمد بن زیاد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''آج رات جنّات میں سے ایک عفریت پر اللہ تعالیٰ نے مجھے قدرت دی اور میں نے اسے پکڑ لایا۔ اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے کسی ستون سے اُسے باندھ دوں۔ تا کہ صبح ہو تو لوگ اسے دیکھیں مگر اس وقت اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دُعا مجھے یاد آ گئی کہ ''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِی مُلْکاً لَّا یَنْبَغِی لِاَ حَدٍ مِّنْ بَعْدِی'' (اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو۔ سورۃ ص آیت 35) پھر میں نے اسے دُھتکار کر دُور کر دیا''

بیہقی، بزار، اور ابو نعیم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سمرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا حالانکہ آپ نماز میں ہی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ علیہ السلام سے پوچھا فرمایا ''شیطان میرے نزدیک ہوا اور وہ آگ کا شرارہ مجھ پر پھینکنا چاہتا تھا۔ مگر میں نے اسے پکڑنا چاہا اگر میں شیطان کو پکڑ لیتا تو وہ مجھ سے نہیں چھوٹ سکتا تھا۔ اور میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا۔ اور مدینہ کے بچے اُسے دیکھتے''

مسلم نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے۔ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا ''اَعُوْذُ بِاللہِ مَنْکَ'' پھر تین مرتبہ ''العنک بلعنتہ اللہ'' فرمایا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنا دستِ اقدس دراز فرمایا۔ گویا کہ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں۔ جب آپ علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس کی بابت استفسار کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''دشمنِ خدا ابلیس تھا۔ جو آگ کا شرارہ لایا اور چاہتا تھا کہ میرے اوپر ڈالے اور میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح اسے بندھا دیکھتے اور مدینہ طیبہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے''

ابو نعیم نے بطریق ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس شیطان آیا اور میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اسکا گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ اس کے زبان کی ٹھنڈک میرے انگوٹھے نے محسوس کی۔ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام پر رحم کرے۔ اگر ان کی وہ دعا نہ ہوتی تو تم اسے صبح کو بندھا دیکھتے''

طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی فرمایا ''میں گھر کے اندر گیا تو اچانک دروازے کے اوٹ میں شیطان کو دیکھا۔ میں نے اس کا گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر پائی۔ اگر اس عبد صالح کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو لوگ اُسے بندھا دیکھتے''

(11) اونٹ کا سجدہ وفریاد اور دیگر حیوانات

ابونعیم نے ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی مالک سے روایت کی انہوں نے کہا ایک آدمی نے بنی سلمہ سے ایسے اونٹ کو خریدا جس پر پانی لادا جا رہا تھا اور اس نے اپنے شتر خانے میں باندھ دیا۔ تا کہ اس پر بوجھ لادا جائے مگر اسے خارش ہوگئی۔ اور کوئی شخص اتنی ہمّت نہ رکھتا تھا کہ اونٹ کے پاس جائے جو بھی جاتا اسے وہ پاؤں سے کچلتا تھا وہ شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا اور آپ علیہ السلام سے اسُ کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اسے کھول دو''۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا اس کی جانب سے ہمیں آپ پر اندیشہ ہے؟ فرمایا ''اسے کھول دو'' تو انہوں نے اسے کھول دیا۔ اونٹ نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دیکھا تو وہ سجدے میں گر گیا۔ لوگوں نے سبحان اللہ کہا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم اس جانور سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ فرمایا ''اگر مخلوق میں کسی شخص کو جائز ہوتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو جائز ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''

طبرانی وابونعیم نے یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم باہر تشریف لے گئے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا۔ اور اس نے آپ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہم سجدہ کریں۔ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو یقیناً میں حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو ضرور سجدہ کرے۔ تم جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی ہے یہاں تک کہ جب بوڑھا ہو گیا تو اس کا چارہ کم کر دیا۔ اور اس کا کام بڑھا دیا۔ اور جب ان کے یہاں شادی کا اہتمام ہوا تو چھری لے کر اسے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا''۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے مالکوں کو بلایا اور ان سے اس کی فریاد بیان کی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خدا کی قسم اس نے سچ کہا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو''

ابونعیم نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارا اونٹ ہے جو گھر میں محبوس ہے۔ہم میں سے کوئی قدرت نہیں پاتا کہ اسکے قریب جائے اور اس کے نکیل ڈالے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے ساتھ فوراً کھڑے ہو گئے اور ہم بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ چل دیئے۔اور اس دروازے پر تشریف لاکر دروازہ کھولا جب اونٹ نے آپ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سجدہ کیا اور اپنے سرکو زمین پر رکھ دیا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے سر پر دستِ اقدس پھیرا پھر نکیل منگائی اور اسکے نکیل ڈال کر اسکے مالک کے حوالے کر دیا۔پھر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! اس نے آپ علیہ السلام کو پہچان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا ''کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔البتہ جنات اور انسان کفر کرتے ہیں''

ابونعیم نے بطریق ابوطلال حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری شخص کا ایک اونٹ تھا۔وہ اونٹ اس سے بھڑک گیا۔اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میرا ایک اونٹ ہے وہ مجھ سے بھڑک گیا ہے اور وہ میری زمین کے آخری کنارے میں ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا کہ میں اس کے قریب جاؤں۔خطرہ ہے کہ وہ مجھے پکڑ نہ لے۔تو حضور علیہ السلام اس کی طرف تشریف لے گئے۔جب اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف دیکھا تو وہ سامنے آکر بلبلانے لگا۔اور اس نے اپنی گردن ڈال دی اور رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روبرو بیٹھ گیا۔اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے فلاں! میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ اونٹ تیری شکایت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا برتاوا کر''۔پھر وہ رسی لایا اور حضور علیہ السلام نے اس کی گردن میں رسی ڈال دی اور امام احمد و بزار اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے حفص کی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی مانند روایت کی۔اس میں ہے کہ اونٹ آیا اور اس نے حضور علیہ السلام کے روبرو سجدہ کیا۔یہ دیکھ کر آپ علیہ السلام کے صحابہ نے عرض کیا یہ بے سمجھ جانور ہے۔ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں دو اونٹ دیکھے جو کڑک کی مانند چلا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان دونوں کے قریب گئے ان دونوں نے اپنی گردنیں زمین پر رکھ دیں۔اس شخص نے بتایا جو آپ ختم الرسل علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ دونوں نے آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سجدہ کیا۔

مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا آپ علیہ السلام مجھ سے اس حال میں ملے کہ میری سواری تھک گئی تھی اور وہ چل نہیں رہی

تھی۔آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا ''تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟'' میں نے عرض کیا بیمار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے تنبیہ فرمائی اور اسکے لئے دعا کی۔ اسکے بعد وہ اونٹ میرے آگے کے اونٹوں میں تیز رفتار ہو گیا۔ پھر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا ''اب تم اپنے اونٹ کو کیا خیال کرتے ہو؟'' میں نے عرض کیا بہت بہتر ہے۔ اور اسے آپ علیہ السلام کی برکت پہنچ گئی ہے۔

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک شخص کو کہیں بھیجا پھر وہ آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے وہ اُٹھتی ہی نہیں۔ تو حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس کے پاس آئے اور اسے ٹھوکر ماری۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے اس اُونٹنی کو دیکھا کہ وہ چلانے والے سے آگے جا رہی تھی۔

ابن حبان نے کتاب الصحابہ میں اور حسن بن سفیان اور بن ابی عاصم اور بغوی وطبرانی نے حکم بن ایوب سے جن کو ابن الحارث سلمی کہا جاتا ہے روایت کی کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھا اچانک میری اونٹنی ضد کرنے لگی۔ حضور نے اسے جھڑکا اور وہ سب سے آگے دوڑنے لگی۔

حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شکایت کی کہ لوگ میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ میں نے اونٹ چرایا ہے۔ اس لمحہ اونٹنی دروازے کے پیچھے سے بولی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو معجزات کے ساتھ مبعوث فرمایا یہ شخص میرا چور نہیں ہے۔ اور اس کے سوا میرا کوئی مالک نہیں ہے۔ حاکم نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس میں یحییٰ بن عبداللہ مصری ہیں جو عبدالرزّاق سے روایت کرتے ہیں۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں۔ چنانچہ طبرانی نے ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا اس اعرابی نے اس اُونٹ کو چُرایا ہے۔ اس وقت اونٹ نے ایک ساعت آواز دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اونٹ کی طرف کان لگائے سنتے رہے اس کے بعد فرمایا ''اے شخص تو اس الزام سے باز آجا۔ یہ اونٹ تیرے خلاف بیان دیتا ہے کہ تو جھوٹا ہے''۔ ابن شاہین اور ابن مندہ نے مطلب بن عبداللہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سواء کے بیٹوں سے کہا تمہارے والد وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ انہوں نے کہا ایسا نہ کہو بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو ایک اونٹنی عطا فرمائی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس میں برکت دے گا'' تو ہم جتنے اونٹوں کو ہانک رہے ہیں وہ سب اسی اونٹنی کی نسل سے ہیں۔

ابن سعد وبیہقی اور ابو نعیم وابن سکن نے نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث بن کلاہ سے روایت کی کہ وہ رسول

کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ چار سو مسلمانوں کے لشکر میں تھے۔آپ علیہ السلام نے ہمیں ایسی جگہ اُتارا۔ جہاں پانی نہ تھا۔لوگوں کو تشنگی نے بے چین کر دیا۔اچانک ایک بھیڑ سامنے آئی۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب پہنچی۔اس کے سینگ بڑے بڑے اور تیز تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے دوہا اور تمام لشکر اس سے سیراب ہو گیا۔پھر فرمایا ''اے نافع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!تم اس کے مالک بن جاؤ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے''۔تو میں نے ایک لکڑی لی اور اسے زمین میں گاڑا۔اور رسی لیکر اس بھیڑ کو اس سے مضبوط باندھ دیا۔رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے آرام فرمایا اور تمام لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے۔اور بھیڑ موجود نہیں ہے۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یہ حال عرض کیا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا میں نے تم سے نہ فرمایا تھا کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے۔کیونکہ جس نے اسے بھیجا تھا وہی اسے لے گیا ہے''

ابن عدی و بیہقی اور طبرانی و ابونعیم نے بطریق الحسن، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم سرور کائنات ختم المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور ہم نے ایک منزل پر قیام کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا ''اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! فلاں جگہ بھیڑ کو دُوہ لو''۔حالانکہ اس جگہ کوئی بھیڑ پہلے موجود نہ تھی۔مگر میں گیا دیکھا کہ وہاں دودھ سے بھری ہوئی بھیڑ موجود تھی تو میں نے اس کا دودھ دوہا اور میں نہیں جانتا کہ میں نے کتنا دُودھ دوہا۔ میں نے اس بھیڑ کو حفاظت سے باندھ لیا۔اور میں نے لوگوں سے اس کی حفاظت کی تاکید بھی کر دی مگر جب ہم کوچ کرنے کی تیاری میں مشغول ہوئے تو وہ بھیڑ غائب ہو گئی۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کی کہ وہ بھیڑ تو غائب ہو گئی۔ فرمایا ''اس کا ربّ اسے لے گیا''

طیالسی و ابن سعد اور بیہقی نے خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ارت (بن جندلہ بن سعد بن حزیمہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم المتوفی 37ھ کوفہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 33 احادیث مروی ہیں) کی بیٹی سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک بکری لائیں اور حضور علیہ السلام نے اس کے پاؤں باندھ کر اسے دوہا اور فرمایا ''تمہارے پاس بڑے سے بڑا برتن جو ہے اسے لے آؤ'' تو میں آٹے کا لگن آپ علیہ السلام کے پاس لے گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس میں دوہا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم بھی پیو اور اپنے ہمساؤں کو بھی پلاؤ'' چنانچہ ہم اس بکری کو حضور علیہ السلام کے پاس لے جایا کرتے اور ہمیں خوب فراخی ہو گئی۔ یہاں تک کہ میرے والد جب آئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اس کے پاؤں باندھے اور اسے دوہا تو دُودھ میں اپنی پہلی حالت پر وہ آ گئی۔اس پر میری والدہ نے کہا کہ تم نے ہم پر ہماری بکری کو خراب کر دیا انہوں نے پوچھا یہ کس طرح؟ انہوں نے کہا یہ بکری اتنا دودھ دیا کرتی تھی کہ یہ بڑا لگن دودھ سے بھر جایا کرتا تھا۔انہوں نے پوچھا کون

اس بکری کو دوہا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا رسول اللہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسے دوہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تم نے مجھے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برابر ٹھہرایا ہے؟ خدا کی قسم حضور علیہ السلام بڑی برکت والے ہیں۔

ابن ابی شیبہ اور احمد وطبرانی اور ابن سعد نے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ سرور کونین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانۂ اقدس میں میرے والد ایک سریا میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم سب کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمارے لئے ایک بکری کا دودھ دوہا۔ اور بڑے لگن میں دودھ دوہتے تھے اور وہ بھر جاتا تھا۔ جب حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے اور انہوں نے اسے دُوہا تو وہ بکری دودھ میں اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئی۔

ابونعیم نے ابوقر صافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے اسلام کا ابتدائی واقعہ یہ تھا کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے یہاں مقیم تھا اور میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھ سے کہا کرتی تھیں کہ اے بیٹے فلاں شخص کے قریب سے نہ گزرنا۔ اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات اقدس مراد لیتیں اور کہتیں وہ تمہیں اغوا کرلے گا۔ اور تمہیں گمراہ کردے گا۔ مگر میں اپنی بکریوں کو چراگاہ لے جاتا اور انہیں چرتا ہوا چھوڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ اور میں آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں رہتا اور آپ علیہ السلام کی باتیں سُنا کرتا۔ پھر شام کو میں اپنی بکریاں لے کر گھر جاتا تو ان کے تھن دودھ سے خشک ہوتے۔ مجھ سے میری خالہ نے کہا کیا بات ہے کہ تمہاری بکریوں کے تھن دودھ سے خشک ہیں۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد میں نے دوسرے دن بھی ایسا ہی کیا۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا۔ اور میں مسلمان ہو گیا۔ اور میں نے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اپنی خالہ کی شکایت کی اور اپنی بکریوں کا حال عرض کیا آپ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اپنی بکریاں میرے پاس لے آؤ'' تو میں ان کو حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے گیا۔ اور آپ علیہ السلام نے ان کے تھنوں پر اور ان کی پشتوں پر دست اقدس پھیرا اور ان میں برکت کی دعا کی تو وہ دودھ اور مکھّن سے بھر گئیں۔ جب میں اپنی خالہ کے پاس ان کو لے کر گیا تو انہوں نے کہا اے بیٹے انہیں ایسا ہی چرایا کرو۔ اس وقت میں نے انہیں سارا واقعہ بتایا پھر وہ اور میری والدہ مسلمان ہو گئیں۔

مسلم نے مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الاسود سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے دو رفیق قریب تھا کہ فاقہ کشی اور تنگدستی سے ہماری سماعت اور ہماری بصارت جاتی رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی قیام گاہ پر ہمیں پناہ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دودھ ہمارے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ جاگنے والا سنتا اور سونے والا بیدار نہ ہوتا۔ تو مجھ سے شیطان نے کہا کہ کاش تو یہ چند گھونٹ پی لے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس تو انصار تحفے لا کر پیش کرتے ہیں۔ تو میں اسی وسوسہ میں مبتلا رہا؛ حتّٰی کہ میں نے حضور نبی کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حصّہ کا دودھ پی لیا۔

جب میں نے پی لیا تو مجھے ندامت ہوئی اور میں نے دل میں کہا کہ یہ تو نے کیا کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائیں گے اور حصہ کا دودھ نہ پائیں گے تو تجھ پر بد دعا کریں گے اور تو ہلاک ہو جائے گا۔ اسی دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لے آئے جیسا کہ آپ علیہ السلام آیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز پڑھی جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر دودھ کے پیالہ کی طرف نظر فرمائی۔ مگر رسول رحمت علیہ السلام نے اس میں کچھ نہ دیکھا۔ اس وقت آپ علیہ السلام نے اپنا دست اقدس اٹھایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اب مجھ پر بد دعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر حضور نے یہ دعا کی ''اللّٰھم اطعم من اطعمنی و اسق من سقانی'' پھر میں پیالہ لے کر ان بکریوں کی طرف گیا کہ دیکھوں کون سی بکری موٹی اور فربہ ہے تاکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے اس سے غذا حاصل کروں۔ تو میں نے دیکھا کہ تمام بکریاں دودھ سے لبریز ہیں۔ اور میں نے اہلِ بیت نبوت کے دودھ کا پیالہ لے کر اس سے اتنا دودھ دوہا کہ اس پر جھاگ آ گئے۔

بیہقی نے ابو العالیہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ سرکار دو عالم سید المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے نو(9) گھروں کی طرف بھیجا اور کھانا طلب فرمایا۔ آپ علیہ السلام کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بکثرت صحابہ بیٹھے ہوئے تھے مگر کھانا کسی کے ہاں نہ ملا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے گھر میں بکری کا ایک بچہ دیکھا۔ جس نے ابھی تک بچہ جنا ہی نہ تھا آپ علیہ السلام نے اس کے تھنوں کی جگہ پر دست اقدس پھیرا راوی نے کہا کہ وہ تھن دودھ سے اتنے دراز ہو گئے کی اس کے پاؤں تک لٹک آئے۔ پھر آپ علیہ السلام نے قاب طلب فرمائی اور اس میں دوہ کر اپنے گھروں کی طرف ایک ایک قاب دودھ بھیجا۔ پھر دُوہا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اسے پیا۔

عبدالرزاق نے المصنف میں کہا کہ ہمیں محمد بن راشد نے خبر دی۔ انہوں نے کہا مجھ سے الوضین بن عطا نے حدیث بیان کی کہ ایک قصاب نے بکری کے گلہ کا دروازہ کھولا تاکہ بکری کو پکڑ کر ذبح کرے مگر بکری اس سے چھوٹ کر بھاگ پڑی اور سیدھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئی۔ اس کے پیچھے وہ قصاب بھی آیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر کھینچنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بکری سے فرمایا'' حکم الٰہی پر تو صبر کر اور اے قصاب! تم بکری کو اسکی طرف نرمی کے ساتھ لے کے جاؤ''

حیوانات سے متعلق معجزات کا بیان

(1) اونٹ کی تیز رفتاری

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد سفر میں آنحضور رسول کریم علیہ

السلام کے ساتھ شریک سفر تھا میرا اونٹ تھک کر چلنے سے ہار گیا۔ آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟'' میں نے کہا کہ تھک گیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے پلٹ کر اس اونٹ کو ہانکا اور دعا فرمائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ میرا اونٹ سب سے آگے رہا کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اونٹ کا حال پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کی برکت سے اچھا ہے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے چالیس درہم کے عوض وہ اونٹ مجھ سے خرید لیا۔

(2) گھوڑے کی سبک رفتاری

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات مدینہ طیبہ والوں کو دشمن کا اندیشہ ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ ''میں نے تو اس گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رفتار پایا''۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام کی برکت سے وہ اتنا تیز ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اور مدینہ طیبہ تک اس پر سوار ہو کر چلنے کی اجازت بھی مجھ کو دے دی۔ جب میں مدینہ منورہ پہنچ کر اونٹ دینے کے لیے حاضر ہوا تو وہ اونٹ مجھ کو واپس کر دیا اور اس کی قیمت کے چالیس درہم مجھ کو ہی دے دیئے۔

(3) اونٹ اور درخت کا سلام کرنا

شرح السنہ میں یعلیٰ بن مرۃ ثقفی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تین چیزیں دیکھیں اور آپ علیہ السلام کے تین معجزے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم آپ علیہ السلام کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ آپ رسول اللہ صلی علیہ وآلہٖ وسلّم کا گزر ایک پانی کھینچنے والے اونٹ پر ہوا۔ اونٹ آپ علیہ السلام کو دیکھ کر کچھ بولا۔ پھر گردن زمین پر رکھ دی۔ آپ علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے اور اونٹ کے مالک کو بلایا۔ آپ علیہ السلام نے مالک سے فرمایا کہ ''اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ بیچ دو''۔ اس نے کہا کہ ہم بلا قیمت آپ علیہ السلام کی نذر کرتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اونٹ جن لوگوں کا ہے ان کے گھر کی پوری روزی اسی سے حاصل کی جاتی ہے اور اسی کی کمائی پر ان کا دارومدار ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اگر یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں خریدوں گا۔ ہاں یہ بات یاد رکھو کہ اس اونٹ نے مجھ کو شکایت کی ہے کہ اس سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور کھانے کو کم دیا جاتا ہے تم اس کو اچھی طرح رکھو''۔ یہ معجزہ آپ علیہ السلام کا جانور سے متعلق ہوا۔ یعلیٰ کہتے ہیں کہ ہم آگے بڑھے ایک جگہ اتر کر آرام کرنے لگے۔ آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سو گئے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت زمین چیرتا ہوا آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ڈھانپ لیا پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیدار ہوئے اور میں نے اس درخت کا حال بیان کیا تو آپ علیہ السلام

نے فرمایا کہ "درخت اللہ سے اجازت لے کر مجھ کو سلام کرنے آیا تھا"۔ (یہ معجزہ نباتات سے متعلق ہے)۔

یعلیٰ کا بیان ہے کہ ہم آگے بڑھے اور ایک دریا کے پاس پہنچے وہاں ایک عورت اپنے پاگل لڑکے کو لائی۔ آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی ناک پکڑ کر فرمایا "نکل جا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں"۔ ہم لوگ وہاں سے آگے چلے۔ واپسی پر اس ندی کے پاس پھر عورت ملی اس سے پاگل لڑکے کا حال آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا تو اس نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا ہے اس دن سے میرا لڑکا بالکل اچھا ہے کوئی مرض نہیں رہا۔

(4) اُم معبد خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکری

شرح السنہ میں حبیش بن خالد اُم معبد (خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمیم بن عبدالعزیٰ خزاعی کی اہلیہ اور اس کی بنت عم عاتکہ بنت خالد بن خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن احرم بن خبیس بن حرام بن جیثیہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی) کے بھائی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے مدینے کو ہجرت کر کے جا رہے تھے آپ علیہ السلام کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی راستہ بتانے کے لئے ساتھ تھے۔ جب آپ علیہ السلام اُم معبد کے خیمے کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا ارادہ کیا لیکن اس کے پاس یہ چیزیں نہ ملیں کیونکہ ان دنوں وہاں قحط تھا۔ اُم معبد کے خیمہ میں ایک بکری آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی اور دریافت فرمایا "یہ کیسی بکری ہے؟" اس نے کہا یہ اتنی کمزور ہے کہ ریوڑ کے ساتھ چراگاہ تک بھی نہیں جا سکتی۔ اس لئے یہاں بندھی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "یہ کچھ دودھ بھی دیتی ہے"۔ اس نے کہا یہ کمزوری اور لاغری کے باعث اس قابل نہیں رہی کہ دودھ دے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "تم اجازت دو تو اس کا دودھ دوہ لوں"۔ اس نے کہا اگر اس کے دودھ ہو تو دوہ لیجئے۔ چنانچہ آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی اور پھر بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور بِسۡمِ اللہ پڑھ کر اس کے بارے میں دعا کی تو اس بکری نے اپنے پاؤں دوہنے کے لئے پھیلا دیئے۔ دودھ اس کے تھنوں میں بھر گیا۔ اس نے جگالی شروع کر دی۔ آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بڑا برتن منگوایا۔ آٹھ نو (9) آدمیوں کے سیراب ہونے کے لائق برتن لایا گیا۔ آپ علیہ السلام نے دودھ دوہ کر برتن دودھ سے بھر دیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے سب سے پہلے اُم معبد کو خوب سیر ہو کر پلایا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو خوب پلایا۔ سب سے بعد میں آپ علیہ السلام نے پیا۔ اس کے بعد وہ برتن دوبارہ دودھ دوہ کر بھر دیا اور اُم معبد کو دے دیا اسی وقت اُم معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمان ہو گئی اور آپ علیہ السلام روانہ ہو گئے۔

(5) طعام میں برکت

بیہقی نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالعزیٰ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے لئے ایک بکری ذبح کی۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان اتنا بڑا تھا کہ اگر ایک بکری بھی ذبح کرتے تو ایک آدمی کو ایک ہڈی یا ایک بوٹی سے زیادہ گوشت نہ ملتا تھا۔ اس بکری میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھایا اور باقی ماندہ گوشت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ڈول میں رکھ دیا اور دعائے برکت فرمائی۔ جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ڈول کے گوشت کو اپنے خاندان والوں میں آ کر نکالا تو پورے خاندان نے خوب آسودہ ہو کر کھایا پھر بھی گوشت بچ گیا۔

(6) امانت کی بکریاں واپس

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر چڑھائی کر کے گھیرے میں لے لیا تو لڑائی کے دوران ایک کافر آ کر مسلمان ہو گیا۔ یہ شخص خیبر والوں کی بکریاں چرا رہا تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بکریاں اب کیا کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ان کے منہ پر کنکریاں مار کر چھوڑ دے یہ اپنے اپنے مالکوں کے پاس پہنچ جائیں گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا بکریاں پہنچ گئیں اور امانت ادا ہو گئی۔

(7) بکریوں کا سجدہ کرنا

احمد اور بزار نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ایک انصاری ساتھ تھے۔ یہ چاروں ایک انصاری کے باغ میں گئے۔ وہاں کچھ بکریاں تھیں۔ انھوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم پر آپ کی تعظیم زیادہ فرض ہے اس لئے ہم بھی آپ علیہ السلام کو سجدہ کیا کریں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کرنا چاہیئے''

(8) اونٹ کا سجدہ کرنا

مسلم اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ اتنا شریر تھا کہ جو باغ میں جاتا اسے کاٹ لیتا۔ آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا تو وہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور حاضر ہو کر آپ کو سجدہ کیا اور پھر آپ علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس کی ناک میں نکیل ڈال کر فرمایا کہ ''آسمان وزمین کی تمام چیزیں سوائے نافرمان جنّ اور انس کے جانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں''۔ یہ حدیث طریق متعددہ سے مروی ہے۔ ابو نعیم، بیہقی، حاکم، امام احمد، دارمی اور بزار نے بھی روایت کی ہے۔

(9) کبوتر کا غار ثور پر گھونسلہ

طبرانی، بیہقی، ابونعیم بزار اور ابن سعد نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک

بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ قبیلہ خزرج المتوفی 68ھ کوفہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 90 احادیث مروی ہیں) اورمغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے موقعہ پر جس رات حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ غارِ ثور میں جا کر چھپے تھے اس رات اللہ کے حکم سے ایک درخت نے آ کر آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھپالیا اور اللہ کے حکم سے کبوتروں نے غار کے منہ پر گھونسلہ بنا کر انڈے دے دیئے اور مکڑی نے جالا تن دیا۔ جب کفارِ قریش غار کے منہ پر پہنچے تو غار کے منہ پر کبوتروں کے گھونسلے اور مکڑی کے جالے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہوتے تو کبوتر اور کبوتروں کا گھونسلہ اس کے دروازے پر نہ ہوتا اور مکڑی کا جالا بھی ایسا نہ ہوتا۔ کفار اتنے قریب پہنچ گئے تھے کہ آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتیں سنتے تھے اور اگر غور سے کفار دیکھتے تو آنحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو کبوتر اور مکڑی اور درخت کو بھیج کر دشمنوں کے شر سے بچالیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ آج کل حرم میں جو کبوتر ہیں یہ سب اسی جوڑے کی نسل سے ہیں جس نے غارِ ثور پر انڈے دیئے تھے۔

(10) قربانی کے اونٹ

حاکم، طبرانی، ابونعیم نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پانچ یا چھ یا سات اونٹ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کے لئے لائے گئے تو ان اونٹوں میں سے ہر ایک آپ علیہ السلام کی طرف پیش قدمی کرتا اور آواز دیتا تھا کہ پہلے مجھے ذبح کریں اور حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے پہلے میں ذبح کیا جاؤں۔

(11) ہرنی کی فریاد

طبرانی اور بیہقی نے اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگل میں تھے اچانک ایک ہرنی نے پکارا کہ اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ علیہ السلام نے پلٹ کر دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور اس کے قریب ہی ایک دیہاتی سویا ہوا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ہرنی سے پوچھا ''تو کیا کہنا چاہتی ہے؟'' اس نے کہا کہ اس دیہاتی نے مجھے شکار کرلیا ہے اور پہاڑی کے اندر میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ آپ علیہ السلام مجھے چھوڑ دیں میں ان کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''کیا واقعی تو واپس آ جائے گی؟'' اس نے کہا ہاں! چنانچہ آپ علیہ السلام نے اسے کھول دیا اور وہ بچوں کو دودھ پلا کر پھر آ گئی۔ آپ علیہ السلام نے باندھ دیا۔ اس کے بعد دیہاتی بیدار ہوا تو آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں دیکھ کر پوچھا کہ کیا آپ علیہ السلام کا کچھ ارشاد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تو اس ہرنی کو چھوڑ دے''۔ اس نے چھوڑ دیا۔ ہرنی وہاں سے یہ کہتی ہوئی چلی۔

''اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ''

ترجمہ:۔ ''میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں''
یہ روایت کئی صحیح سندوں سے مروی ہے۔ یہ ایک ہی واقعہ ہے یا مختلف اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(12) بکری کا دودھ

بیہقی اور ابن عدی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم چار سو آدمی سفر کر رہے تھے۔ہم سب ایک ایسے مقام پر اترے جہاں پانی نہ تھا۔لوگ گھبرا گئے۔آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو اچانک ایک چھوٹی سی سینگوں والی بکری آپ علیہ السلام کے سامنے دودھ دُہانے کے لئے آکر کھڑی ہوگئی۔آپ علیہ السلام نے اس کا دودھ دوہ کر خود بھی سیر ہو کر پیا اور ہم کو بھی خوب سیر کر کے پلایا اس کے بعد آپ علیہ السلام نے رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''اس بکری کو رات بھر روکے رکھو۔لیکن میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے روک سکو گے''۔چنانچہ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکری کو باندھ کر سو رہے۔آنکھ کھلی تو بکری غائب تھی۔آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا! ''جو خدا اسے یہاں لایا تھا وہی اس کو لے گیا''

(13) بکری کا دودھ

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن مسعود کے پاس سے گزرے۔اور پوچھا کہ تمہارے پاس دودھ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ دودھ تو ہے مگر میں اس کا امین ہوں۔یہ بکریاں دوسرے شخص کی امانت ہیں۔آنحضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اچھا ایسی بکری لاؤ جو گابھن نہ ہوئی ہو اور نہ اس نے اب تک دودھ دیا ہو'' یعنی کوئی پٹھ بکری لاؤ''۔چنانچہ عبداللہ بن مسعود ایک بکری لائے۔آپ علیہ السلام نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اللہ سے دعا کی۔چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بڑا پیالہ لائے۔آپ علیہ السلام نے اس میں دودھ دوہ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا۔پھر تھنوں سے کہا سمٹ جاؤ چنانچہ تھن جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے۔حضور کا یہ معجزہ دیکھ کر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور یہی معجزہ ان کے لئے اسلام لانے کا سبب ہوا۔

(14) بکریوں کی شکم سیری

ابویعلیٰ اور طبرانی نے ایک سند سے جو حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حلیمہ سعدیہ (بنت ابوذویب عبداللہ حارث اور حارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ کی اہلیہ۔قبیلہ سعد بن بکر جو قبیلہ

ہوازن کی ایک شاخ تھا) دودھ پلانے کے لئے اپنے گاؤں میں لے گئیں تو ان دنوں وہاں قحط کی وجہ سے گھاس وغیرہ کی کمی تھی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت تھی کہ جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکریاں چرنے جاتیں تو خوب پیٹ بھر کر آتیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوتا تھا لیکن دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال تھا کہ بھوکی واپس آتیں اور ان کے تھنوں میں دودھ بالکل نہ ہوتا تھا۔

(15) گھوڑوں کی تیز رفتاری

بیہقی نے جعیل اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کے ایک سفر میں جا رہا تھا اور میں ایک دبلی پتلی کمزور گھوڑی پر سوار تھا۔ کمزور گھوڑی کی وجہ سے میں سب سے پیچھے چل رہا تھا۔ آنحضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا حال پوچھا تو میں نے گھوڑی کا حال بتایا کہ بڑی کمزور ہے۔ آپ علیہ السلام نے آہستہ سے اپنا کوڑا مار کر فرمایا کہ ''اللہ تجھے اس گھوڑی میں برکت دے'' چنانچہ وہ اتنی تیز رفتار ہوگئی کہ روکے نہ رکتی تھی اور اس کا ایک بچہ بارہ ہزار میں میں نے فروخت کیا۔

(درندے)

(16) بھیڑیئے (درندے) کا حضور علیہ السلام کی خبر دینا

شرح السنہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیئے نے ایک چرواہے کے ریوڑ میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ چرواہے نے جھپٹ کر وہ بکری اس سے چھڑا لی اس کے بعد بھیڑیئے نے ایک ٹیلہ پر بیٹھ کر چرواہے کو پکار کر کہا کہ اللہ نے مجھے جو روزی دیا تھا تو نے اسے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا کہ تعجب ہے ایک بھیڑیا آدمیوں کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ایسی بات تو کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ان کھجوروں کے درختوں کے پیچھے پتھریلی زمین یعنی عرب میں ایک ایسا شخص ہے جو اگلی پچھلی باتوں کی خبر دیتا ہے اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ بیان کیا اور اسلام قبول کر لیا۔

(17) گوہ کی گواہی

طبرانی اور بیہقی نے عمران النواب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا اس کے ساتھ شکار کی ہوئی ایک پڑا گوہ بھی تھی۔ اس دیہاتی نے صحابہ سے آنحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ صاحب کون

ہیں؟ صحابہ نے کہا یہ اللہ کے رسول ہیں۔ دیہاتی نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ جب تک یہ گوہ تمہارے اوپر ایمان نہیں لائے گی اس وقت تک میں ایمان نہیں لاؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اس گوہ یعنی سوسمار کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈال دیا۔ آپ علیہ السلام نے اس گوہ کو آواز دی کہ ''اے گوہ!'' گوہ نے صاف صاف بیان دیا کہ میں حاضر ہوں اور آپ علیہ السلام کی تابعدار ہوں۔ ان لوگوں کی زینت جو قیامت کے دن جمع ہوں گے۔ سوسمار کی یہ بات سب نے سنی۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ''تو کس کی عبادت کرتی ہے؟'' اس نے کہا اللہ کی جس کا عرش آسمان پر ہے اور اس کا حکم زمین پر ہے جس نے دریا میں راستہ بنایا اور بہشت میں جس کی رحمت اور دوزخ میں جس کا عذاب ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور سب سے آخری نبی ہیں۔ جو آپ علیہ السلام کی تصدیق کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو جھٹلائے گا وہ نامراد ہوگا۔ یہ سُن کر وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نماز اور قرآن کی تلاوت اور سورہ اخلاص کی تعلیم فرمائی۔ اس دیہاتی نے جب یہ حال اپنی قوم میں جا کر بیان کیا تو وہ سب آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(18) شیر کا سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستہ بتانا

بیہقی نے سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سمندر میں جہاز پر سفر کر رہا تھا۔ اچانک جہاز ٹوٹ گیا اور میں ایک تختے پر بہتا بہتا نیستاں کے ایک جھاڑی میں پہنچا۔ وہاں ایک شیر ملا۔ وہ جب میری طرف بڑھا تو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ یہ سنتے ہی شیر نے میری طرف بڑھ کر اپنا کندھا میرے بدن سے ملا دیا اور میرے ساتھ ہو گیا۔ جب چلتے چلتے ایک راستے پر پہنچ گئے تو شیر نے مجھے ٹھہرا دیا اور باریک آواز سے کچھ کہنے لگا اور پھر میرے ہاتھ سے اپنی دُم چھوا دی۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب راستے تک پہنچا کر مجھے رخصت کر رہا ہے۔ سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے ان کا نام رومان یا مہران یا طہمان تھا۔ انہیں آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا۔ ایک سفر میں آنحضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر بہت سا سامان لدا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ تو تو سفینہ (کشتی) ہے۔ اسی دن سے ان کا لقب سفینہ پڑ گیا۔

کتب حوالہ جات

1۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)

3۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)

4۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 310ھ)

5۔ تفسیر ابراہیم بن معقل النسفی ۔علامہ ابراہیم بن معقل النسفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 295ھ)

6۔ تفسیر دیلمی۔ علامہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 305ھ)

7۔ تفسیر ابن ابی حاتم ۔علامہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 327ھ)

8۔ تفسیر ابن ابی حبان ۔علامہ ابن ابی حبان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 369ھ)

9۔ تفسیر بغوی۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 516ھ)

10۔ تفسیر امام ابن مردویہ۔علامہ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 410ھ)

11۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 638ھ)

12۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (168ھ۔230ھ)

13۔ بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194ھ۔256ھ)

14۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری (204ھ۔261ھ)

15۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (209ھ۔273ھ)

16۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (202ھ۔275ھ)

17۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)

18۔ سیرت ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)

19۔ سیرت حلبیہ۔ امام ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (975۔1044ھ)

20۔ شرح مواہب لدنیہ۔امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1172ھ)

21۔ کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)

22۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

23۔ جذب القلوب۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 855ھ)

24۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 458ھ)

خ

خوردنی اشیاء اور اجزائے حیوانیہ سے متعلق معجزات

(1) گھی میں برکت

صحیح مسلم میں حضرت جابر اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ اُم مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن میں گھی بھیجا کرتی تھیں۔اب اس برتن میں اتنی برکت ہوئی کہ جب ان کے بیٹے روٹی کے ساتھ کھانے لئے کوئی چیز طلب کرتے تو وہ اسی برتن سے گھی دے دیا کرتی تھیں۔گویا پورا گھر کا کھانا اور روٹی کے ساتھ کھانے کی اشیاء اسی برتن کے گھی سے پوری ہوجایا کرتی تھیں ایک دن اُم مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے برتن کو بالکل خالی کرلیا اور اس برتن کا تمام گھی صاف کرلیا۔جب آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برتن صاف کرنے اور پونچھنے کا حال معلوم ہوا اور آپ علیہ السلام کو بتایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم برتن نہ نچوڑتیں تو ہمیشہ تمہیں اس برتن سے گھی ملا کرتا۔

(2) طعام میں برکت

محدثین کرام رحمہما اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو میری ماں اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کچھ کھجوریں اور گھی اور پنیر جمع کر کے اس کا مالیدہ بنایا اور ایک پیالہ میں رکھا اور یہ کہہ کہ آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ آپ علیہ السلام سے عرض کرنا۔میری ماں نے یہ تھوڑی سی چیز بھیجی ہے اور سلام کہا ہے۔میں نے پیالہ لے جا کر ماں کے حکم کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں پیش کردیا۔آپ علیہ السلام نے پیالہ رکھ کر مجھے بھیجا کہ ''جاؤ فلاں فلاں اور فلاں فلاں کو بلا لاؤ''۔پہلے چند آدمیوں کا نام لے کر متعین کردیا اور پھر فرمایا کہ ''جو تمہیں ملے ان کے علاوہ اس کو بھی بلا لاؤ''۔میں گیا اور جو بھی ملا اس کو بلا لایا۔مدعوئین سے تمام احاطہ بھر گیا۔تقریباً تین سو آدمی ہوگئے۔اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آنحضور خاتم النبییّن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس پیالہ پر رکھ کر کچھ دعا فرمائی۔اس کے بعد دس دس آدمیوں کو بلا کر فرماتے کہ ''اللہ کا نام لے کر شروع کرو اور اپنے قریب اور اپنے آگے سے کھاؤ''۔اسی طرح دس دس آدمیوں کا گروہ یکے بعد دیگرے آتا رہا اور کھاتا رہا۔جب تمام لوگ خوب سیر ہوکر کھا چکے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''انس! پیالہ اٹھالو'' میں نے جب پیالہ اٹھایا تو

نہیں بیان کرسکتا کہ پیالہ رکھتے وقت زیادہ وزنی تھا یا اٹھاتے وقت یعنی آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ایک پیالہ میں تین سو آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا اور پھر بھی پیالہ میں کھانا اتنا ہی بچ گیا جتنا شروع میں تھا۔

3۔ دودھ میں برکت

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک دن میں بھوکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنے مکان پر ساتھ لے گئے۔ گھر پر ایک پیالہ کہیں سے دودھ کا ہدیۂ آیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جاؤ صُفّہ والوں کو بلالاؤ''۔ میں نے دل میں کہا کہ ایک پیالہ دودھ میں اتنے آدمیوں کو کیا پتہ چلے گا۔ اگر صرف مجھ ہی کو دے دیتے تو میں آسودہ ہوجاتا اور بدن کی کمزوری دور ہوجاتی۔ بہرحال میں آپ علیہ السلام کے حکم سے صُفّہ والوں کو بلایا۔ سب آگئے تو مجھ سے فرمایا کہ ''اب تم ان لوگوں کو دودھ پلاؤ'' میں نے اس طرح پلانا شروع کیا کہ ایک آدمی کو پیالہ دے دیتا جب وہ پیٹ بھر کر پی لیتا تو دوسرے کو دے دیتا۔ باری باری سب لوگ سیراب ہو گئے۔ پھر آپ علیہ السلام نے پیالہ ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ ''اب صرف ہم اور تم رہ گئے ہیں'' تم بیٹھ کر پیو۔ میں نے بیٹھ کر پیا اور خوب پیٹ بھر کر پیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اور پیو'' میں نے کہا کہ اب پیٹ میں گنجائش نہیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لے کر خدا کی تعریف کی اور بِسمِ اللہ پڑھ کر باقی دودھ پی لیا۔

خارق عادت واقعہ (حضرت ابوطالب نے سیر ہو کر پانی پیا)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک دفعہ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ بازار میں تھے یہ بازار ایام جاہلیت میں عرفہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ذی المجاز کے مقام پر لگتا تھا۔ اس دوران آپ علیہ السلام کے چچا کو پیاس لگ گئی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا: بھتیجے: مجھے پیاس لگی ہے تو آپ علیہ السلام نے کچھ کلمات کہہ کر زمین پر ایڑی ماری۔ ابوطالب کا بیان ہے کہ اچانک پانی نکل آیا کہ اس جیسا پانی میری نظر میں نہیں آیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''پی لیجئے'' تو میں نے سیر ہو کر پی لیا۔ آپ علیہ السلام نے دوبارہ ایڑی ماری تو وہ پانی غائب ہوگیا اور وہ جگہ پہلے کی طرح ہوگئی۔

غیر اللہ کے ذبیحہ سے حفاظت

ابونعیم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''زید بن عمرو بن نفیل غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے ہر جانور کو ناجائز اور برا سمجھتے تھے، وہ قریش سے کہتے، بکری کو اللہ نے پیدا کیا، اس کے لئے آسمان سے پانی اتارا اور زمین سے گھاس لگائی، پھر تم اسے غیر اللہ کی بھینٹ چڑھاتے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے بتوں کے لئے ذبح کیے جانے والے جانوروں کا

گوشت کبھی چکھا تک نہیں، یہاں تک کہ مجھے اللہ نے رسالت سے معزز فرمایا''

دراصل یہ آپ علیہ السلام کے اپنے عقیدہ کی تاکید تھی ورنہ اس ترک کا اصلی سبب تو ایام جاہلیت کی تمام آلائشوں اور گندگیوں سے خدائی حفاظت اور عصمت تھی۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بنی ہذیل کا حملہ اور ظہورِ معجزات

بخاری رحمۃ اللہ علیہ وبیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک چھوٹی سی جماعت کو صفر 3ھ میں دیکھ بھال کے لئے بھیجا اور اس جماعت پر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کیا، یہ جماعت پیشگی دیکھ بھال کی خدمت انجام دینے کے سلسلہ میں عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان تھی کہ بنی ہذیل کو معلوم ہوا اور ایک سو سے زیادہ افراد مسلح ہو کر مسلمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نشاناتِ قدم پر چلتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے جماعتِ مسلمین کو ہدہ کے مقام پر پالیا اور محاصرہ میں لے کر کہا:

''ہم وعدہ کرتے ہیں اگر تم خود کو ہمارے حوالے کر دو گے تو پھر ہم تم میں سے نہ کسی کو قتل کریں گے نہ کوئی ایذا دیں گے۔''

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن ثابت بن قیس ابی الاقلح بن عصمۃ بن نعمان بن مالک بن امتہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔ قبیلہ اوس) نے کہا: ''ہم کافروں کے عہد اور ذمہ داری میں آنا گوارا نہیں کر سکتے'' پھر دُعا کی کہ ''اے ہمارے پروردگار! اس صورتِ حال کی خبر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دے دے۔''

اس کے بعد کافروں نے تیراندازی شروع کر دی۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑتے رہے بالآخر سب شہید ہو گئے اور تین مسلمان جن میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک اور صحابی باقی رہ گئے۔ ان حضراتِ کرام سے کافروں نے قول وقرار کے بعد لڑائی بند کر دی۔ جب کافروں نے ان پر قابو پالیا تو کمانوں سے چلّوں کو اُتار کر باندھ دیا۔ ان مسلمانوں میں سے ایک نے کہا یہ ان کافروں کی پہلی خلاف ورزی اور دھوکہ ہے، انہوں نے دیگر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور حضرتِ خبیب وزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا۔ چونکہ غزوہ بدر میں خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث کو قتل کیا تھا۔ چند روز ابن حارث کی قید میں گزرے تھے ایک روز گھر کے کسی فرد سے،

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اُسترہ ضرورت کے لئے مانگا وہ اُن کو دے دیا گیا وہ اُسترہ کو دیکھ رہے تھے کہ اتفاقاً ایک چھوٹی بچی ان کے پاس چلی گئی۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہِ شفقت بچّی کو ران پر بٹھالیا۔ بچّی کی ماں نے دیکھا تو وہ لرز گئی۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس عورت کے اضطراب کو سمجھ گئے۔ اور انہوں نے کہا، ''اَے خاتون! تم کو اندیشہ ہے اور خوف ہے کہ میرے پاس اُسترہ ہے اور بچّی اتفاقاً میرے پاس پہنچ گئی ہے اب میں اس بچّی کو قتل کر دوں گا یہی بات ہے نا؟''

بچّی کی ماں کچھ نہ بولی، البتہ اُس کی نگاہیں رحم طلب اور لُطف کی مُلتجی تھیں۔ چنانچہ خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تاثر لینے کے بعد فرمایا:

''اَے اِس معصوم کی ماں! تو اطمینان رکھ، میں انشاءاللہ ہرگز ایسا نہیں کروں گا، مسلمان ایسا نہیں کرتے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بچّی بھی تمام عرب اور قبائل عرب کی طرح آیندہ چند برسوں میں مسلمان ہوگئی تھی اور کہا کرتی تھی ''میں نے ایسا عجیب اور اچھا قیدی کبھی نہ دیکھا اور میں نے ایسے زمانے میں کہ مکہ مکرمہ میں کسی طرح کا بھی کوئی پھل نہ تھا اور ہمارا قیدی آہنی زنجیروں سے بندھا ہوا، مگر اس کے باوجود ان کے پاس تازہ ترین انگوروں کے خوشے ہوتے وہ انہیں کھاتے اور کبھی میں سامنے آجاتی تو کچھ مجھے بھی دے دیتے'' راویِ حدیث نے فرمایا وہ جنّت کے انگور تھے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کی بھوک اور پیاس کو رَفع کرنے کے لئے عطا فرماتا تھا۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ابن حارث اور اس کے اہلِ خاندان حرم سے لے کر چلے تو انہوں نے فرمایا ''مجھے اتنا موقع دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں''۔ پھر انہوں نے نماز پڑھ کر اپنے رب سے دُعا کی ''اَے خدا! اِن نافرمانوں، حد سے متجاوز ہونے والوں اور اسلام کے دشمن ظالموں کو گھیر لے، اور پھر انہیں جُدا جُدا کر کے قتل کر دے اور اس درجہ سنگدل خاندان میں سے کسی ایک کو باقی نہ رکھ۔''

اسی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل دُعا کی تھی کہ اے پروردگار صورتِ حال کی خبر اپنے نبی علیہ السلام کو دے دے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور اس واقعہ کی خبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پہنچا دی۔

بنی ہذیل کے کچھ لوگ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش کو شناخت کرنے کیلئے ان کے قریب آنا چاہتے تھے، وجہ اِس کی یہ تھی کہ غزوۂ بدر کے دن آپ نے بہت سے سردارانِ قریش کو قتل کیا تھا اور ہذیل والے اس کارنامہ سے قریش کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مگر اللہ نے شہد کی مکھیوں سے مدافعت فرمائی اور وہ شناخت کے لئے آپ کی نعش کے نزدیک نہ پہنچ سکے۔

بیہقی نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی کہ ہذیل کے لوگوں نے جب حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن ثابت کو شہید کر دیا تو اُن کا ارادہ ہوا کہ آپ کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد قرشی مکّی کے ہاتھ فروخت کر دیں، کیونکہ سلافہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میں نے عاصم پر قابو پا کر اُس کو قتل کر دیا تو، میں اس کے کاسۂ سر میں شراب نوش کروں گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مقتول فی سبیل اللہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش کی حفاظت کے لئے شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا (حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر میں سلافہ کے کئی بیٹوں کو قتل کیا تھا)۔

بیہقی اور ابونعیم نے بریدہ بن سفیان اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عدی بن مالک بن عامر بن مجدعہ بن جحجی بن عوف بن کلفہ بن عوف بُن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔ قبیلہ اوس) کو جب خاندانِ حارث کے لوگ قتل کرنے کے لئے لے جا رہے تھے تو انہوں نے اپنے خدا سے عرض کیا ''اے رب کائنات! میں نہیں سمجھتا کہ کسے قاصد بناؤں؟ اور وہ میرا آخری سلام تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لے جائے''۔

''پس اے واحد و بے نیاز، الرحم الرّحمین معبود! تو ہی اِس کام کو کر دے'' خدا کی پیام رسانی دیکھئے، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صحابہ کرام کے جھرمٹ میں تھے کہ معًا فرماتے ہیں وَعَلَيْكُمُ السَّلامُ ۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کس کے سلام کا جواب مرحمت فرما رہے ہیں؟'' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سُوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

''تمہارے بھائی خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر قتل کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں، اور وہ ایک آخری سلام خلوص و محبت مجھے کر رہے ہیں''۔

پھر وہ دار کے تختے پر دُعا کیلئے قبلہ رُو ہوئے۔ ایک شاہد نے بعد میں بیان کیا کہ جب میں نے ان کو طلب دُعا کرتے دیکھا تو میں زمین پر لیٹ گیا، اس واقعہ کو ایک سال نہیں گزرا تھا کہ علاوہ ان لوگوں کے جو زمین پر لیٹ گئے تھے، وہ سب مشرکین ہلاک ہو گئے۔

ابنِ اسحاق نے مادیہ باندی سے روایت کی کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکّہ میں میرے گھر میں قید کئے گئے۔ میں ایک روز اُن کے پاس گئی تو میں نے ان کو ایک بڑے تر و تازہ اور عمدہ انگوروں کے خوشے کو کھاتے دیکھا حالانکہ اس زمانے میں انگور کا موسم تھا نہ بازاروں میں اُس کا کوئی دانہ۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح مبارک

نفیسہ بنت منبہ بیان کرتی ہیں کہ ''خدیجہ ایک عقلمند، بہادر اور شریف النفس خاتون تھیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت و فضیلت اور مال و دولت سے نواز رکھا تھا۔ وہ عالی نسبی، عزت و شرافت اور مال و ثروت کے لحاظ سے قریش میں

بلند مقام رکھتی تھیں، ساری قوم کے شرفاء ان سے نکاح کے خواہش مند تھے اور اگر ان کا بس چلتا تو اس کے لئے وہ اپنے اموال بھی خرچ کرنے سے دریغ نہ کرتے۔

سفر شام سے واپسی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خفیہ طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بھیجا، تاکہ آپ کی رائے عالی دریافت کروں۔ میں نے جا کر آپ سے عرض کیا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا ''میرے پاس سرمایہ نہیں جس سے شادی کا فریضہ ادا کرسکوں''۔ میں نے کہا: اگر اس کا بندوبست ہو جائے اور آپ کو حسن و جمال، شرف و کمال، مال و دولت اور ہم خاندان کے رشتے کی دعوت دی جائے تو کیا آپ اسے قبول نہیں فرمائیں گے؟ آپ علیہ السلام نے پوچھا ''وہ کون ہے؟'' میں نے کہا: ''خدیجہ'' تو فرمایا ''یہ کیسے ممکن ہے؟''

یہ جواب سن کر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی اور انہیں اس بات کی خبر دی تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بلا بھیجا کہ آپ فلاں وقت تشریف لے آئیں۔ حضرت خدیجہ نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو بھی بلا لیا، تاکہ وہ فریضہ نکاح میں کردار ادا کریں۔ ادھر رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے چچاؤں کے سامنے اس بات کا ذکر کیا۔

دراصل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے نکاح کی پیش کش کا سبب وہ واقعات ہیں جو میسرہ نے سفر شام کے دوران دیکھے اور ان کا تذکرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا۔ خود حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی ان خارق عادات و واقعات کا مشاہدہ کیا اور میسرہ نے جب ان واقعات کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے کیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار تھے تو اس نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: اے خدیجہ! اگر یہ باتیں سچ ہیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) بلاشبہ اس امت کے نبی ہیں، میں جانتا تھا، کہ آپ علیہ السلام اس امت کے نبی ہونے والے ہیں اور آپ علیہ السلام کا زمانہ ظہور قریب آچکا ہے۔

خصائص نبوی علیہ السلام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے آٹھ فضائل و خصائص خصوصی اہمیت کے حامل ہیں:۔

(1) ابی بن خلف جمحی ایک پرانے قبرستان سے ایک بوسیدہ ہڈی لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسے مسل کر کہنے لگا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آپ کا گمان ہے کہ جب ہم اور ہمارے آباء واجداد مر کر مٹی ہو جائیں گے جیسا کہ یہ بوسیدہ ہڈی ہے تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ آپ (علیہ السلام) نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے جو کسی اور سے سننے میں نہیں آیا بھلا ان ہڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد کون زندہ کرے گا؟ تو اللہ

تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زبان حق ترجمان پر برہان نبوت کو یوں جاری فرمایا۔
سورۃ یٰسین آیت 79

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔''

یہ جواب سن کر وہ مبہوت ہو گیا اور بغیر معارضہ کئے واپس چلا گیا۔

(2) اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زبان مبارک کو تضاد بیانی، تحریف کلام اور دراز گوئی سے محفوظ رکھا بچپن اور جوانی میں ہمیشہ صدق اور راست گوئی کے ساتھ مشہور تھے یہاں تک کہ صادق اور امین کے القابات سے پکارے جاتے تھے۔

(3) رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حکمت بالغہ سے نوازا گیا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بڑے بڑے علوم عطا کئے گئے، آپ علیہ السلام سے ان علوم کا ظہور ہوا جن سے عقلیں حیران اور انسانی فہم و ذکاء ششدر رہے۔

اسی علمی کمال کے باعث آپ علیہ السلام سے اقوال و افعال میں کبھی لغزش صادر نہیں ہوئی۔

(4) حضور سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ان تمام باتوں کا محفوظ رکھنا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مطلع فرمایا مثلاً انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے حالات پہلے زمانوں میں دنیا کی خبریں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کوئی چھوٹی بڑی چیز پوشیدہ نہ رہی۔

(5) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا کلام ہر عیب و اختلال سے محفوظ رہا۔ دلکشی اور رونق اس پر غالب رہی۔ زبانیں اس کی حلاوت اور مٹھاس سے لذت اندوز ہوتی رہیں یہاں تک کہ وہ دلوں میں نقش ہو گیا اور کتابوں کی زینت بنتا چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کلام کی تیزی اور زیادتی کو ناپسند فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ اور شاداب رکھتا ہے جو اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے اور بقدر حاجت گفتگو کرتا ہے''

(6) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی گفتگو تکلف اور بناوٹ کی قباحت سے پاک تھی۔ کبھی لگی لپٹی اور الجھی ہوئی بات نہیں کہتے تھے۔ آپ علیہ السلام کا سارا کلام شروط بلاغت کو جامع اور ہر طریق فصاحت کو نمایاں کرنے والا ہے،

(7) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور بلیغ حکمت سے نوازا گیا ہے'' یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے قلیل الفاظ سے کثیر حقائق کا پتہ دیا ہے اور اطالت کلام سے گریز کیا ہے اور پردہ اخفاء میں پڑی ہوئی باتوں کو بے نقاب کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔

۱۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَالِکُلِّ امْرِءٍ مَّانَوٰی

ترجمہ: ”بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی“۔

۲۔ اَلْحَلَالُ بَیِّن" وَالْحَرَامُ بَیِّن" وَ بَیْنَ ذٰلِکَ اُمُوْر" مُشْتَبِھَات وَ مَنْ یَحُمَ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِکُ اَنْ یَّقَعَ فِیْهِ.

ترجمہ:۔ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی، ہاں! ان کے درمیان بعض مشتبہ امور ہیں جو شخص چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے خطرہ ہے کہ وہ اس چراگاہ میں کسی روز داخل ہو جائے۔

۳۔ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَالَا یَعْنِیْهِ

ترجمہ:۔ ایک شخص کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ وہ غیر ضروری اور بے مقصد باتوں کو ترک کر دے۔

۴۔ دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یُرِیْبُکَ

ترجمہ:۔ جو بات شک وشبہ میں ڈال دے، اس کو چھوڑ دو اور اس بات کو اختیار کرلو جو شبہ میں نہ ڈالے۔

(8) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْ عِبَادَ اللهِ اِخْوَانًا

ترجمہ:۔ ”لوگو! باہم تعلقات منقطع نہ کرو، ایک دوسرے سے بے رخی نہ کرو۔ بغض وعداوت نہ رکھو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ“

فرمان اقدس کا مقصد یہ تھا کہ امت محمدیہ میں فضائل کی کثرت ہو، محاسن اخلاق کا دور دورہ ہو اور مستحسن آداب کا ان پر غلبہ ہو، وہ اچھائی کی طرف پروانہ وار بڑھیں اور برائی سے حد درجہ دور رہیں۔ یوں ان میں اس ارشاد ربانی کا کامل تحقق ہو۔ سورۃ آلِ عمران آیت 110

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ:۔ ”تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر“

اس حیران کن تربیت کا اثر یہ ہوا کہ امت محمدیہ کے افراد احکام خداوندی پر پابند ہو گئے اور ممنوعات شرعیہ اور نواہی سے انتہائی دور رہنے لگے جس کی وجہ سے ان کی دینی ودنیوی اصلاح اور بہتری اپنے نکتہ عروج کو پہنچ گئی۔

حضرت خضر علیہ السلام

ابن عدی اور بیہقی کے دلائل میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو اپنے دادا عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم مسجد میں تشریف فرماتھے۔ اچانک پیچھے سے آواز آئی، ایک کہنے والا کہہ رہا تھا "اے اللہ! مجھے ایسی چیز سے امداد فرما جو مجھے خوف دلانے والی چیز سے چھٹکارا دے" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ سن کر فرمایا "تم اسکے ساتھ وہ دعا کیوں شامل نہیں کرتے جو اس کی بہن ہے" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ "جا کر اس آدمی کو یہ دعا۔ ساتھ ملانے کی تلقین کرو" "اے اللہ! مجھے صالحین کا وہ شوق عطا فرما جس کی طرف تو نے انہیں رغبت دلائی ہے"۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا پیغام پہنچایا تو اس نے کہا: اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے نمائندہ ہیں؟ جواب دیا "ہاں" اس شخص نے کہا "جا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو کہئے کہ اللہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو سارے انبیاء پر اس طرح فضیلت دی ہے جس طرح اس نے رمضان شریف کو دیگر مہینوں پر، اور آپ علیہ السلام کی امت کو دیگر امتوں پر فضیلت عطا کی ہے جس طرح جمعہ کو سارے ایام پر" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آدمی پر نگاہ ڈالتے ہوئے چل دیئے۔ وہ آدمی دراصل حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اس روایت کو دارقطنی نے افراد میں، طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں ایک رات وضو کا پانی اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ نکلا، آپ علیہ السلام نے کسی کو کہتے ہوئے سنا "اے اللہ! مجھے کسی ایسی چیز کے ذریعے امداد فرما جو مجھے خوفزدہ کرنے والی بات سے نجات دے" آپ علیہ السلام نے فرمایا "پانی رکھ کر اس شخص کے پاس جاؤ اور گزارش کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے حق میں دعا کیجئے کہ اللہ ان کے مقصد بعثت کی تکمیل میں اعانت فرمائے نیز ان کی امت کے لئے دعا کیجئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے لائے ہوئے پیغام حق کو قبول کرلے" چنانچہ میں نے آکر اس شخص سے اس بات کی درخواست کی تو اس نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے قاصد کی تشریف آوری کا خیر مقدم کرتا ہوں، دراصل مجھے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے تھا۔ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیجئے اور کہئے خضر (علیہ السلام) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو سارے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت عطا کی ہے جیسے اس نے ماہ رمضان کو دیگر مہینوں پر برتری عطا کی ہے نیز اس نے آپ علیہ السلام کی امت کو دیگر امتوں پر اسی طرح فوقیت دی ہے جیسے اس نے ماہ رمضان کو دیگر مہینوں پر برتری عطا کی ہے نیز اس نے آپ علیہ السلام کی امت کو دیگر امتوں پر اسی طرح فوقیت دی ہے جیسے اس نے جمعہ کے دن کو دیگر تمام ایام پر فضیلت بخش دی ہے" پھر جب میں واپس ہوا تو میں نے حضرت خضر علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا، "الٰہی! مجھے اس امت مرحومہ کا ایک فرد بنا دے"۔

حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بارگاہِ نبوّت میں جمع ہونا

ابن عدی و بیہقی نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا

سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ علیہ السلام نے ایک جانب سے آواز سُنی وہ کہہ رہا تھا کہ ''اللّٰھم اعنی علی ماینجینی ماخوفتنی'' ''اے خدا جس چیز سے مجھے ڈرایا گیا ہے اس پر ایسی چیز سے میری مدد کر جس سے میری نجات ہو''۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس دعا کے ساتھ اس کے دوسرے حصّے کو کیوں نہیں ملاتے؟'' تو اس شخص نے کہا ''اللّٰھم ارزقنی شوق الصالحین الی ما شوقتھم الیہ''۔ ''اے خدا مجھے صالحین کا وہ شوق عطا فرما جس کی طرف صالحین شوق رکھتے ہیں'' اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''اس کہنے والے سے جا کر کہو کہ ''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) تم سے فرماتے ہیں کہ میرے لئے استغفار کریں'' تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور پیام پہنچایا۔ اس شخص نے کہا اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قاصد ہو جو انہوں نے فرمایا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ٹھیک ہے اس شخص نے کہا جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں پر آپ علیہ السلام کو ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جیسی فضیلت ماہِ رمضان کو سال کے تمام مہینوں پر بخشی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی امت کو تمام امتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان سے ملنے تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دیکھا کہ وہ خضر علیہ السلام ہیں۔

دارقطنی نے ''الافراد'' میں طبرانی نے ''الاوسط'' میں اور ابن عساکر نے تین سندوں کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ایک رات گیا میں آبدست کا پانی لئے ہوئے تھا اچانک کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ ''اللّٰھم اعنی علی ما ینجینی مما خوفتنی منہ'' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آبدست کا پانی رکھ دو اور اس جگہ جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے دعا کرو جس رسالت پر انہیں مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان کی اعانت فرمائے۔ اور ان کی امت کیلئے دعا کریں کہ جو حکمِ الٰہی ان کا نبی ان کے لئے لایا ہے وہ اسے قبول کر کے عمل کریں'' تو میں اس کے پاس گیا اور اس سے یہ کہا۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مرحبا۔ میں زیادہ حق رکھتا تھا کہ میں خود حاضر ہوتا۔ اب تم میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ خضر علیہ السلام آپ علیہ السلام کو سلام عرض کرتے ہیں اور وہ آپ علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو تمام نبیوں پر ایسی فضیلت دی جیسے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت ہے۔ اور آپ علیہ السلام کی امّت کو تمام اُمتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت ہے۔ جب واپس ہو کر چلا تو میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ ''اللّٰھم اجعلنی من ہذہ الامۃ امۃ المرحومۃ المتاب علیھا''۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ تھے کہ اچانک ہمیں سردی لگی۔ اور ہم نے ایک ہاتھ دیکھا۔ اس پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ سردی کیسی ہے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے۔ اور یہ ہاتھ کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم نے اسے دیکھا ہے''۔ ہم نے عرض کیا ہاں! فرمایا ''وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام عرض کیا ہے''۔ ابن عساکر نے اسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابن عساکر نے زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے رب سے استدعا کی کہ قوم عاد کے کسی آدمی کو دکھا دے تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ایسا شخص دکھایا جس کے دونوں پاؤں مدینہ منورہ میں تھے اور اس کا سر ذوالحلیفہ میں۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے صحیح بتا کر امیہ بن مخشی سے روایت کی کہ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اسے دیکھے جا رہے تھے۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ کھانے کا آخر وقت تھا کہ اس نے کہا ''بسم اللہ اولہ و اخرہ'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اس شخص کے ساتھ شیطان کھا رہا تھا جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس کے پیٹ میں کچھ نہ رہا'' مگر یہ کہ اس نے اس کی قے کر دی۔

خلافت اور فتوحات عہد خلافت کی پیشین گوئیاں

معجزہ 1: امام احمد ترمذی اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''خلافت تیس برس ہوگی اس کے بعد سخت گیر ملوکیت ہو جائے گی''۔ مطلب یہ ہے کہ عدل وانصاف کی حکومت تو خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے دور میں رہے گی اور اس کی مدت صرف تیس سال ہوگی اس کے بعد ملوکیت شروع ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دس سال۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہ سال، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھ سال خلافت رہی اور تیس سال کے بعد مروانیوں کا راج ہو گیا اور خلافت راشدہ کا دور ختم ہو گیا۔ بعض علماء نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ اُن ہی تیس سال میں لگائے ہیں کیوں کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کچھ ماہ کم رہی تھی اور پورے تیس سال امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھ ماہ کی مدت ملا کر ہو جاتے ہیں ہم نے اوپر جو تیس سال کا حساب بنایا ہے وہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے واللہ اعلم بالصواب.

معجزہ 2: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اس نبوت کو اٹھا لے گا پھر نبوت کے بعد خلافت نبوت کے طریقہ پر ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس خلافت کو بھی اٹھا لے گا پھر بادشاہی ہوگی جبر والی جب تک اللہ چاہے گا پھر اس جبر کی بادشاہی کو اٹھانے گا پھر ہوگی

خلافت نبوت کے طریقے پر'' اس کے بعد آپ علیہ السلام نے سکوت فرمایا'' اہل علم نے فرمایا اس پیشین گوئی سے مراد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (99ھ تا 101ھ) کی ذات گرامی ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کے راویوں میں سے حبیب نامی نے مطلب بیان فرمایا بلکہ اس حدیث کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیا اور لکھا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق آپ ہیں۔ خلافت راشدہ کے بعد چند بادشاہتوں کا ذکر ہے جو سخت گیر ہوں گی اس کے بعد پھر طریقۂ خلافت پر ہوگی۔ اس طریقہ پر خلافت سے مراد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت ہو گی۔ واللہ اعلم

معجزہ 3: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت ہے کہ'' اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر اس کی مشارق و مغارب کے کونے مجھ کو دکھا دیئے پس جہاں تک میں نے دیکھا وہاں تک میری اُمت کی بادشاہت پہنچ جائے گی''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں کی حکومت دور دور پہنچ گئی۔

چنانچہ یہ پیشین گوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر کسریٰ کا دارالحکومت فتح ہوا۔

معجزہ 4: صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''قریب ہے کہ تم زمین مصر کو فتح کر لو گے زمین مصر میں قیراط بولا جاتا ہے۔ جب تم مصر کو فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا اس واسطے کہ ان کو امان ہے اور ان سے قرابت ہے اور جب تم دیکھو کہ وہاں دو آدمی ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا کرتے ہیں تو ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہاں سے نکل آنا''۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے شرجیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا کرتے دیکھا تو میں زمین مصر سے نکل آیا۔ (قیراط ایک سکہ تھا جو پانچ جو سونے کے برابر ہوتا تھا۔ یہ سکہ چونکہ مصر میں رائج تھا۔ اس لئے اس سکے سے مصر کا تعارف فرمایا اور پتہ بتایا)۔ مصر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں فتح ہوا اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو آدمیوں کو جھگڑتے بھی دیکھا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مسیح الاسلام حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غفاری جندب بن جنادہ بن قیس بن عمرو بن ملیل بن صعیر بن حزام بن غفار بن ملیل بن حمزہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ غفاری المتوفی 31ھ ربذہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 281 احادیث مروی ہیں) کو نکل آنے کا حکم دیا شاید اہل مصر کے اس فتنے سے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچانا ہو جس کا ظہور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوا۔ ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑنا علامت ہے۔ خصومت، جنگ جوئی۔ اور فتنہ انگیزی کی۔ بادشاہ مصر و اسکندریہ جس کا نام مقوقس تھا اس نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم کے لئے بھیجی تھی۔ ماریہ قبطیہ سے آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہاں ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صاحبزادے بھی تولد ہوئے چونکہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اس لئے مصر کو امان دی گئی۔ حضرت اسماعیل

علیہ السلام کی والدہ حضرت حاجرہ مصر کی تھیں۔ عرب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور مصر کے لوگ عرب کی نھیال ہیں۔ بہر حال جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

معجزہ 5: صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد اللہ بن سعد بن حشرج بن امراؤ القیس بن عدی بن ربیعہ بن جرول بن ثعل بن عمرو بن یغوث بن طے بن ادو بن زید بن کہلان۔ عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور فیاض حاتم طائی کے بیٹے ہیں۔ المتوفی 67ھ کوفہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 66 احادیث مروی ہیں) سے فرمایا ''اگر تیری عمر بڑی ہوگی تو دیکھے گا ایک عورت تنہا اونٹنی پر سوار ہو کر حیرہ سے چلے گی اور کعبہ پہنچ کر طواف کرے گی۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کو کسی چور اور لٹیرے کا ڈر نہ ہوگا۔ اگر تیری عمر زیادہ ہوئی تو دیکھے گا کہ مسلمانوں کے لئے کسریٰ یعنی بادشاہ کے خزانے کھول دیئے جائیں گے اے عدی اگر تیری عمر زیادہ ہوئی تو دیکھے گا کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا اور چاندی خیرات کرنے کو نکلے گا اور قبول کرنے والے کو ڈھونڈتا پھرے گا مگر اس کو کوئی قبول کرنے والا نہ ملے گا اور کوئی اس سونے چاندی کی خیرات کو قبول نہ کرے گا''۔ اس پیشین گوئی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین باتیں فرمائیں (1) عرب میں امن ہو جائے گا یہاں تک کہ حیرہ جو کوفے کے پاس ہے وہاں سے ایک عورت تنہا سفر کر کے مکہ کا حج کرے گی اور اس کی جان و مال کو کوئی خطرہ نہ ہوگا (2) ملک فارس کا فتح ہونا اور اس کے خزانوں پر قبضہ ہونا۔ (3) غنا کی کثرت کہ کوئی صدقہ لینے والا نہ ملے۔ دو باتیں تو پوری ہو گئیں۔ تیسری کو بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت خلیفہ عمر رحمۃ اللہ علیہ بن عبدالعزیز (99ھ تا 101ھ) کے زمانے میں پوری ہو گئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی حضرت امام مہدی کے زمانے میں پوری ہوگی۔

معجزہ 6: بخاری اور مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مکہ میں حجتہ الوداع کے موقعہ پر بیمار ہو گیا۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے سعد سمجھتے تھے کہ وہ اس مرض میں مر جائیں گے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری وارث ایک بیٹی ہی ہوگی۔ میں اپنے مال کے دو حصے وصیت کر جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نہیں''۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنا نصف مال خیرات کے لئے وصیت کر جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر انکار فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا اچھا ایک تہائی کی وصیت کر دوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''شاید تم اس مرض میں نہ مرو اور جیتے رہو، یہاں تک کہ بہت سے لوگوں کو تم سے نفع پہنچے اور بہت لوگوں کو تم سے ایذا رسانی اور ضرر ہو''۔ چنانچہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مرض سے اچھے ہو گئے اور تقریباً پچاس برس اور زندہ رہے مسلمانوں کو ان سے عظیم نفع پہنچا اور مجوس کو ان کی ذات گرامی سے بہت ضرر پہنچا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسن تدبیر سے فارس کی جنگ میں کامیابی ہوئی رستم مارا گیا اور شہر مدہن (مدائن) جو مجوس کا دار السلطنت تھا وہ فتح ہو گیا اور نوشیروانیوں کی سلطنت قیامت تک کے لئے ختم کر دی گئی۔

معجزہ7: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں غزوۂ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''قیامت سے پہلے چھ باتوں کا دھیان رکھو اور چھ باتیں گنتے رہو(1) میرے وصال اور میرا اس دنیا سے رخصت ہو جانا(2) اس کے بعد بیت المقدس کا فتح ہونا۔(3) ایک وبا کا وقوع جس طرح بکریوں میں بیماری پھیلتی ہے۔اور ریوڑ کے ریوڑ مر جاتے ہیں اسی طرح تم پر وبا آئے گی (4) مال کی کثرت یہاں تک کہ ایک شخص کو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ سو دینار بھی خاطر میں نہ لائے گا(5) پھر ایک فتنہ جس سے عرب کا کوئی گھر محفوظ نہ رہے گا اور ہر شخص اس فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔(6) پھر ایک تمہارے اور نصاریٰ کے درمیان بڑے پیمانے پر صلح ہوگی، لیکن نصاریٰ بدعہدی کریں گے اور ایک بہت بڑا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے''

اس حدیث میں یہ چھ نشانیاں مذکور ہیں جس میں سے بعض پوری ہو چکیں اور بعض باقی ہیں۔مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف، دوسرے بیت المقدس کا فتح ہونا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں پورا ہو۔حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت ابوعبیدہ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن الحارث بن الفہر القرشی الفہری۔سلسلہ نسب پانچویں پشت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے المتوفی 18ھ جابیہ شام) لشکر کے سپہ سالار تھے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے باوجود قلعے کے بڑے راہب نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہماری کتابوں میں بیت المقدس فتح کرنے والے کا جو حلیہ لکھا ہوا ہے وہ تجھ سے نہیں ملتا۔جب وہ شخص آئے گا تو ہم خود بیت المقدس اور قلعے کی کنجیاں اس کے حوالے کر دیں گے چنانچہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور راہب نے ان کی شکل دیکھ کر کنجیاں حوالے کر دیں اور کہا جس شخص کا ذکر ہماری کتابوں میں لکھا ہے وہ یہی شکل ہے پھر اس کے بعد عام وبا پھیلی اور تین دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال بھی اسی وبا میں ہوا۔رہی کثرت اور بہتات مال کی تو یہ بھی خلفاء کے زمانے میں ہوگئی اور مال و دولت بہ کثرت مسلمانوں کے پاس آیا۔فتنے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہے جس سے تمام عرب متاثر ہوا اور کوئی گھر باقی نہ رہا۔جس میں اس فتنے کے اثرات نہ پہنچے ہوں۔نصاریٰ سے صلح اور نصاریٰ کی بدعہدی یہ شاید آخری زمانے میں ہوگا۔بہر حال جو علامتیں قیامت کی بیان فرمائی تھیں۔ان میں سے بیشتر کا ظہور ہو چکا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض پہلی کتابوں میں بیت المقدس کے سلسلے میں اس امت کے حلیے بھی بتائے گئے ہیں۔

معجزہ8: صحیح بخاری میں حضرت اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے مکان میں آرام فرما رہے تھے۔یکا یک خواب سے ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہنسنے کا سبب دریافت کیا، فرمایا''میں نے دیکھا کہ میری امت کے لوگ جہاز پر سوار ہو کر جہاد کرتے

ہیں جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ سو جو لشکر سب سے پہلے دریا کا سفر بغرض جہاد اختیار کریگا۔ اس پر جنت واجب ہوئی" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ان غازیوں میں شریک نہ ہوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تو ان میں داخل ہے"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آرام فرمایا۔ پھر ہنستے ہوئے خواب سے بیدار ہوئے۔ میں نے ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جو لشکر کہ اول بادشاہ قسطنطنیہ سے لڑے گا اس کے گناہ معاف ہوئے"۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی ان غازیوں میں سے ہوں گی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تو ان میں سے نہیں ہے تو پہلی قسم کے غازیوں میں سے ہے"

اس پیشین گوئی میں تین باتوں کا ذکر ہے۔ (1) سمندر میں جہاد کرنے کا (2) اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شریک ہونے کا۔ (3) بادشاہ روم کے دار السلطنت قسطنطنیہ پر جہاد کرنے کا۔ پہلی بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہتمام سے لشکر نے بحر شور کا سفر اختیار کیا اور مسلمان سمندری راہ سے جہاد کرنے گئے۔ دوسرے یہ کہ اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس سفر میں شریک سفر ہیں بلکہ اسی سفر میں گھوڑے پر سے گر کر ان کا انتقال ہوا۔ یہ اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ اور مشہور صحابیہ ہیں۔ تیسرے اسلامی لشکر نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا اور یہ تینوں باتیں پوری ہوئیں۔

خلق عظیم

یہ وصف ہیبت اور تعظیم کا باعث بنتا ہے اور تقدیم وتسلیم کی دعوت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبردست رعب تھا یہاں تک کہ شہنشاہ ایران کے ایلچی، جو شاہان فارس کی سطوت وصولت اور جابر حکمرانوں کی ہیبت وشوکت سے آشنا اور ان کے ظلم وستم کے عادی تھے، جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو ان پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ان کے دلوں پر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رعب چھا گیا اور ان کی آنکھوں میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبردست عظمت سما گئی حالانکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہری طور پر عظمت اور جاہ وجلال کا اظہار نہیں فرمایا نہ ہی شان وشوکت کی بے جا نمائش کی، بلکہ تواضع آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی وصف اور عجز وانکسار آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعار تھا۔

خندہ پیشانی، اخلاص ومحبت کا موجب اور خلوص ومودت کا سبب بنتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں ہر دلعزیز اور محبوب تھے۔ خندہ پیشانی اور ادائے دلنوازی نے آپ علیہ السلام کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں اس قدر مستحکم اور راسخ کر دیا تھا کہ آپ علیہ السلام کی بارگاہ کا حاضر باش کبھی ناراض ہوا نہ قرب حاصل کرنے والا کبھی دور ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک ان کے والدین اور ان کی اولاد سے زیادہ محبوب اور پیارے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان قبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس کا لوگوں کے دلوں پر قبضہ تھا، اسی لئے لوگوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصاحبت اور قرب کے جذبات موجزن اور مستحکم تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عناد و عداوت رکھنے والا بھی متنفر نہ ہوتا، نہ دور رہنے والا وحشت میں پڑتا، ہاں! جسے اس کے حسد نے شقاوت اور مخالفت نے حرماں نصیبی میں مبتلا کر دیا ہو اس کا معاملہ اور ہے۔

امام ماوردی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''اعلام نبوت'' میں فرماتے ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمان برکت نشان میں یا اس سے پہلے یا بعد کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات کی گرد تک نہ پہنچ سکا، نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق جمیل، خلق عظیم اور قول و فعل کے کمالات کی حد کو چھو سکا اسی حقیقت کا اظہار اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یوں فرمایا سورۃ القلم آیت 4 '' وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ''، ترجمہ:۔ اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔

لوگوں کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف مائل ہونا اور شدید تکالیف و مصائب کے باوجود آپ علیہ السلام کی موافقت پر ثابت قدم رہنا۔ آپ علیہ السلام کے کمال خلق کا شاندار مظہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہونے والا کوئی مخلص اور بارگاہ رسالت کا کوئی باریاب کبھی آپ علیہ السلام سے جدا نہ ہوا نہ دور ہونا پسند کیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فہمیدہ عقل، صحت فہم اور صدق فراست جس کے کمال پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصابت رائے، حسن تدبیر اور حسن انتظام دلالت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فریضہ کی منصوبہ بندی میں کبھی غفلت سے کام نہیں لیا، نہ کبھی کسی مشکل گھڑی میں درماندگی اور عجز کا اظہار کیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع ہی میں امور کے انجام پر گہری نظر ڈال لیتے، ان کی پوشیدہ گرہیں کھول لیتے اور مشکلات پر قابو پانے اور ان سے خلاصی کی تدبیر کر لیتے تھے،

مصائب اور سختیوں کے جاں گداز لمحوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیکر صبر بننا، مختلف تکالیف دہ احوال میں پریشانی اور اضطراب کا مظاہرہ نہ کرنا اور بڑے سے بڑے حادثے میں کمزوری اور بے بسی کا اظہار نہ کرنا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کا حیران کن کمال ہے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مشکل امر پر قابو پانے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے پر قدرت رکھتے تھے ان مصائب آلام کے مقابل آپ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت جانی اور صبر میں اضافہ ہی ہوتا تھا،

حماد بن سلمہ بطریق ثابت، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے لوگوں کو اللہ کے قہر و غضب سے ڈرایا مگر کسی کے دل میں خوف پیدا نہیں ہوتا۔ خدا کی قسم! مجھے راہ خدا میں اس قدر اذیت دی گئی ہے کہ اس جتنی کسی کو نہیں دی گئی۔ مجھ پر ایسا بھی وقت آیا ہے کہ ایک دفعہ تیس دن

تک میرے اور بلال کے لئے کھانا نہ تھا، سوائے اس کے جو بلال کی بغل کے نیچے چھپایا ہوا تھا"

حضرت عبدالرحمٰن بن زید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی دو دن مسلسل جو کی روٹی سے شکم سیر نہیں ہوئے۔ یہ سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک برقرار رہا۔

حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیش کش کی گئی کہ اگر آپ علیہ السلام چاہیں تو آپ علیہ السلام کو زمین کے وہ خزانے عطا کر دیئے جائیں جو نہ آپ علیہ السلام سے پہلے کسی کو نصیب ہوئے نہ آپ علیہ السلام کے بعد کسی کو ملنے کا امکان ہے اور آپ علیہ السلام کے اخروی اجر و ثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا، ان خزانوں کو میرے لئے آخرت کا ذخیرہ بنا دیا جائے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سورۃ الفرقان آیت 10،

تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ

اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُۙ وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ⑩

ترجمہ:۔ بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لئے بہت بہتر اس سے کر دے جنتیں جن کے نیچے نہریں بہیں اور کرے گا تمہارے لئے اونچے اونچے محل

ہلال بن ابی خباب بحوالہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، اس وقت حضور سرور کون ومکان نور مجسم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر تشریف فرما تھے اور چٹائی کے نشانات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر پڑے ہوئے تھے۔ یہ دلخراش منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بول پڑے، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ علیہ السلام نرم بستر استعمال فرمالیا کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" مجھے دنیا سے کیا تعلق؟ میرا دنیا سے کیا سروکار؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! دنیا کے ساتھ میرا بس اتنا سا وابستہ ہے جیسے ایک گھوڑ سوار مسافر کا راستے کے ساتھ جو گرم دوپہر کے وقت کسی درخت کے سائے میں آرام کرتا ہے اور کچھ دیر ستانے کے بعد اس ٹھنڈی چھاؤں کو چھوڑ کر چل دیتا ہے"

حمید بن بلال بن ابی بردہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمارے سامنے ایک پیوند لگا کھردرا کمبل اور ایک موٹی سی چادر نکالی اور فرمایا" نبی اکرم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو کپڑوں میں وصال فرمایا حالانکہ اس وقت آپ علیہ السلام حجاز مقدس کے آخری کنارے سے عراق کی آخری حد تک۔ یمن کی سرحد سے عمان کے گھنے جنگلات تک کے مالک ومختار تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا سے کنارہ کشی کا یہ عالم تھا کہ مال و دولت دنیا کمانے، اس کی ذخیرہ اندوزی کرنے اور مالی مفادات

سے جس قدر اعراض آپ علیہ السلام نے فرمایا: دنیا میں کوئی شخص اس ترک دنیا میں آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیچھے کوئی وراثت نہیں چھوڑی، نہ مال کی صورت میں نہ قرض کی شکل میں، نہر کھدوائی نہ محل تعمیر کروایا، نہ آپ علیہ السلام کے اہل واولاد میں سے کسی نے مال ومتاع کا ترکہ پایا۔ مقصود یہ تھا کہ اہل بیت اطہار بھی دنیا سے اسی طرح بے علاقہ رہیں جس طرح خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زہد اختیار کر کے ترک دنیا فرمایا تاکہ زہد و پارسائی میں وہ بھی آپ علیہ السلام کے نقش قدم پر گامزن ہوں اور دنیا سے کنارہ کش رہیں۔

تواضع نے آپ علیہ السلام کو نمایاں اور انکساری نے باوقار بنا دیا تھا۔ ایک دفعہ کوئی اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا تو آپ علیہ السلام کی ہیبت اور رعب سے تھرتھر کانپنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اطمینان رکھو، میں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو مکہ میں سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاہل اور گنوار بدوؤں کی شدید گستاخی اور بداخلاقی کی آزمائش سے دوچار ہونا پڑا مگر کبھی آپ علیہ السلام سے عجیب وغریب کلام یا غصے میں خفیف الحرکتی کا صدور نہیں ہوا جبکہ ایسے مواقع پر بڑے سے بڑا حلیم و بردبار لغزش کھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواہشات کے میلان اور ہر قسم کی لغزش بیجا کی وجہ سے طیش میں آنے سے معصوم ومحفوظ رکھا تاکہ اپنی امت پر رحیم وشفیق اور مخلوق پر مہربان رہیں۔ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طرح طرح کے ظلم وستم کیے مگر آپ علیہ السلام نے ہر زیادتی پر صبر کیا اور ان سے چشم پوشی فرمائی۔ کفار کے اس اذیت ناک طرز عمل میں صرف احمق اور کمینے لوگ ہی شامل نہ تھے، بلکہ ان کے بڑے بڑے عقلمند اور دانشور بھی جتھہ بند ہو کر آپ علیہ السلام کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے۔ وہ جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرتے آپ علیہ السلام اتنا ہی ان سے اعراض اور درگزر فرماتے یہاں تک کہ ان پر غلبہ اور قابو پانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا، فتح مکہ کے دن جب وہ مغلوب ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جمع تھے آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا ”تم مجھ سے کس قسم کی توقع رکھتے ہو“ جواب دیا آپ علیہ السلام کریم چچا کے مہربان فرزند ہیں اگر آپ علیہ السلام ہمیں معاف فرما دیں گے تو ہمارے گمان کے عین مطابق ہوگا اور اگر انتقام لیں گے تو قرین انصاف ہوگا کیونکہ ہم سے زیادتیاں صادر ہوئی ہیں۔ یہ سن کر حضور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”میں تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ (سورۃ یوسف آیت 92)۔

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ
الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ:۔ کہا آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔
اس کے بعد دعا فرمائی اِلٰهُ الْعَالَمِيْنَ! تو نے اس سے پہلے قریش کو عذاب کا مزہ چکھایا ہے، اب ان کے

پچھلے حصے کو انعامات و کرامات سے نواز دے"۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ عہد کی پاسداری اور حفاظت فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد نبھانے والوں کے ساتھ کبھی عہد شکنی نہیں کی، نہ کبھی وعدہ خلافی فرمائی۔ آپ علیہ السلام عہد شکنی اور وعدہ خلافی کے بارے میں انتہائی سخت رویہ رکھتے تھے اور وعدہ کی پاسداری میں انتہائی مشکل حالات سے گزر جاتے تھے اور ہر صورت میں وعدے پر قائم رہتے تھے، البتہ! جب معاہدہ کرنے والا خود عہد توڑنے کی ابتداء کر دیتا تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بہتر راستہ نکال دیتا جیسے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں نے معاہدہ کے بعد خود ہی خلاف ورزی کی یونہی قریش نے صلح حدیبیہ کے بعد عہد شکنی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عہد شکنی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں خوش آئند بنا دیا۔

کُتب حوالہ جات

1. تفسیر در منشور — امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)
2 تفسیر ابن کثیر — علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 774ھ)
3 تفسیر کبیر — علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 606ھ)
4 تفسیر طبری — علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 310ھ)
5 صحیح بخاری — امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)
6 صحیح مسلم شریف — امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 204ھ وفات 261ھ نیشاپور)
7 سنن ابوداؤد — امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث بجستانی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ہرات کے قریب بجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)
8 موطا امام مالک — ابوعبد اللہ مالک ابن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 103ھ (بعض کے مطابق 93ھ) وفات مدینہ منورہ 179ھ)
9 سنن ابن ماجہ — ابن ماجہ امام ابوعبد اللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)
10 فتح الباری — علامہ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 852ھ)
11 البدایہ والنہایہ — علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 774ھ)
12 روض الانف — علامہ عبد الرحمٰن السہیلی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 581ھ)

13	طبقات ابن سعد	علامہ محمد بن سعد رحمتہ اللہ علیہ (168ھ - 230ھ)
14	دلائل النبوۃ	حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت نیشاپور کے علاقہ بیہق 384ھ وفات نیشاپور 458ھ)
15	کتاب شفاء	قاضی عیاض مالکی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 544ھ)
16	دلائل النبوۃ	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 430ھ)
17	اعلام النبوۃ	قاضی ابوالحسن ماوردی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 450ھ)
18	خصائص الکبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)
19	شواہد النبوت	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی 898ھ)
20	مسند امام احمد	امام احمد بن حنبل ابن ادریس رحمتہ اللہ علیہ (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)
21	دارمی شریف	امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمی رحمتہ اللہ علیہ (ولادت سمر قند 181ھ وفات 250ھ)
22	فتوحات مکیہ	شیخ محی الدین عربی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 638ھ)
23	تاریخ الخلفا	جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)

خلق عظیم

ابن سعد اور ابن عساکر داؤد بن الحصین سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروت، حسن خلق، حسن معاشرت اور کمال ہمسائیگی میں سب سے افضل تھے۔ آپ علیہ السلام حلم وامانت میں سب سے بڑھ کر اور گفتگو میں سب سے زیادہ سچے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحش کلامی اور اذیت رسانی سے انتہائی دور رہتے تھے، کبھی کسی نے دیکھا نہیں کہ آپ علیہ السلام نے کسی کے ساتھ جھگڑا کیا ہو یا کسی کو لعن طعن کیا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امین کے نام سے پکارتی تھی۔

ابونعیم حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شراکت تھی جب میں مدینہ منورہ آیا تو پوچھا ''کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟'' میں نے عرض کیا، ہاں! آپ (علیہ السلام) کی میرے ساتھ شراکت تھی اور آپ (علیہ السلام) بہترین شراکت دار تھے نہ دھوکہ دیتے تھے نہ کبھی جھگڑا کرتے تھے۔

ابوداؤد میں عبداللہ بن ابی الحمساء کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے قبل میرا

آپ (علیہ السلام) کے ساتھ ایک سودا تھا جس کا کچھ مجھ پر بقایا آتا تھا تو میں نے آپ علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ میں ابھی لیکر اس جگہ آتا ہوں اور چلا گیا مگر یہ بات مجھے بھول گئی۔ تیسرے روز جب یاد آئی تو آپ علیہ السلام کے پاس آیا، دیکھا تو آپ علیہ السلام اسی جگہ موجود تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم نے مجھے بڑی مشقت میں ڈالا، میں تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں''۔

ابن سعد کہتے ہیں ظہور اسلام سے قبل ایام جاہلیت میں لوگ اپنے تنازعات کے فیصلوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف رجوع کرتے تھے۔

خواب نبوی علیہ السلام

ابونعیم حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حدیبیہ کے مقام پر دکھایا گیا کہ آپ علیہ السلام اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سمیت امن وسلامتی کے ساتھ سر منڈا کر مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں جانور قربان کئے تو صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کے خواب کی تعبیر کہاں گئی؟ تو اُس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورہ الفتح آیت 27

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بے شک تم ضرور مسجد الحرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن وامان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی''

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم لوٹ کر مدینہ شریف آ گئے پھر خیبر فتح کیا بعد ازاں سرکارِ دوعالم ختم الرسل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ عمرہ کیا یوں اگلے سال آپ علیہ السلام کے خواب کی صداقت ظاہر ہو گئی۔

موسیٰ بن عقبہ از ابن شہاب زہری و عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر کی صبح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر استراحت کے لئے لیٹے اور صحابہ کرام کو حکم دیا کہ ''میری اجازت کے بغیر جنگ شروع نہ کی جائے اسی اثناء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند آ گئی کچھ دیر کے بعد بیدار ہو گئے تو حالت خواب میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کی تعداد قلیل دکھائی گئی نیز مشرکین کی آنکھوں میں مسلمان تھوڑے دکھائے گئے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے کی شدید طمع کرنے لگے۔

امام نووی فرماتے ہیں:۔

"هٰذَا الْمَنَامُ مِثَالٌ" وَاضِح" لِمَا جَرٰى لِاَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ مَا فِىْ خِلَافَتِهِمَا وَ حُسْنِ سِيْرَتِهِمَا وَظُهُوْرِ اٰثَارِهِمَا وَانْتِفَاعِ النَّاسِ بِهِمَا وَ كُلُّ مَا خُوْذ" مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ بَرَكَتِهٖ وَاٰثَارِ صُحْبَتِهٖ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَاحِبُ الْاَمْرِ فَقَامَ بِهٖ اَكْمَلَ قِيَامٍ وَ قَدَّرَ قَوَاعِدَ الْاِسْلَامِ وَمَهَّدَ اُمُوْرَهٗ وَاَوْضَحَ اُصُوْلَهٗ وَفُرُوْعَهٗ وَ دَخَلَ النَّاسَ فِىْ دِيْنِ اللهِ اَفْوَاجًا"

ترجمہ:۔"یہ خواب حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور خلافت کے کارہائے نمایاں، ان کے حسن سیرت، ظہور آثار و برکات اور ان کے ساتھ لوگوں کے نفع پانے کی واضح تصویر ہے اور یہ تمام کمالات رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کا فیض، آپ علیہ السلام کی برکات کا ثمرہ اور صحبت کا اثر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود صاحب امر اور مرکز دین ہیں آپ علیہ السلام نے اقامت دین کا فریضہ کمال حسن وخوبی سے سرانجام دیا اسلام کے قواعد مقرر فرمائے، اس کے معاملات درست کئے اس کے اصول واصطلاع کو واضح کیا اور پھر لوگ دین خداوندی میں گروہ در گروہ داخل ہوئے"

پھر زمامِ اقتدار حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آئی۔ انہوں نے مرتدین سے جہاد کیا اور انہیں تہس نہس کر دیا، بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو ان کے زمانہ خلافت میں اسلام کی حدود وسیع ہو گئیں۔

بخاری شریف وصحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"میں سویا ہوا تھا کہ مجھے زمین کے خزانے عطا کئے گئے اور سونے کے دو کنگن میرے ہاتھوں میں رکھے گئے تو یہ بات مجھ پر گراں گزری۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ ان دونوں کنگنوں کو پھونک ڈالو چنانچہ میں نے ان دونوں کو پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ یہ نبوت کے دو جھوٹے دعویدار ہوں گے جو میری موجودگی میں ظاہر ہوں گے" ایک صنعاء کا باشندہ اسود عنسی جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات پاک کے آخری دنوں میں فیروز نے یمن کے مقام پر قتل کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے ایک دن پہلے جبریل امین علیہ السلام اس کے قتل کی خبر لیکر نازل ہوئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یمن سے بھی اس کے قتل کی خبر آ گئی۔ دوسرا مسیلمہ کذاب جو یمامہ کا رہنے والا تھا اسے خلافت صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں قتل کر دیا گیا۔

بخاری شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عنز بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن الجماہر بن الاشعر بن ادد بن زید بن یشجب المتوفی مکہ مکرمہ 44ھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 360 احادیث مروی ہیں) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں میرا خیال اس طرف گیا کہ یہ زمین یمامہ یا ہجر کی زمین ہے مگر یہ تو یثرب کی زمین نکلی''

امام بخاری و امام مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے ۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت تواضع کرتیں، وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن قیس بن اصرم بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج ۔ قبیلہ خزرج المتوفی 34ھ فلسطین بیت المقدس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 181 احادیث مروی ہیں) کی زوجہ تھیں ۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھانا پیش کیا اور پھر سر کو سہلانے لگیں جس سے آپ علیہ السلام کو نیند آ گئی ۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے ہوئے جاگ اٹھے ۔ انہوں نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا ''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں جو سمندر کی گہرائی میں جہاد کیلئے سفر کریں گے، وہ شان و شوکت میں سریر آراء بادشاہوں کی مانند نظر آ رہے تھے''۔ یہ سن کر اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا دعا فرمائیے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے انہی لوگوں میں سے کر دے ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں دعا کی، بعد ازاں آپ علیہ السلام پھر سر مبارک تکیہ پر رکھ کر محو استراحت ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے ۔ حضرت اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ مسکرانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا ''اب بھی مجھے اسی طرح کی لوگ دکھائے گئے ہیں'' تو انہوں نے عرض کی، میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمائے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم پہلی جماعت میں شامل ہو چکی ہو'' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ خلافت عثمانی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر قیادت مسلمان غازیوں کے ساتھ جن میں ان کے شوہر حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے، نکلیں ۔ ان مسلمان غازیوں نے سمندری سفر اختیار کیا جب واپسی کیلئے رخت سفر باندھا تو ان کی سواری ان کے پاس لائی گئی تا کہ اس پر سوار ہوں مگر وہ سواری سے گر کر شہید ہو گئیں ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے بنو کندہ کے ایک شخص یوسف نے اپنے بزرگوں کے حوالے سے بتایا کہ رسول کریم سرکار دوعالم کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ اہل مدونخل (کھجوروں والے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کریں گے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ مدینہ طیبہ آیا اور کہنے لگا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعد امر رسالت وحکومت میرے لئے مقرر فرما دیں تو میں آپ علیہ السلام کی پیروی کروں گا ۔ اسی اثناء میں رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ثابت بن قیس رضی

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ آپ علیہ السلام کے دست اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ آپ علیہ السلام نے مسیلمہ کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا ''اگر تو مجھ سے شاخ کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں دینے کیلئے تیار نہیں۔ یہ امر نبوت ہرگز تیری طرف منتقل نہیں ہوگا اور اگر تو میرے پیغام نبوت کو پس پشت ڈال کر چلا گیا تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا، بخدا! میں تجھے وہی سمجھ رہا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے یہ ثابت بن قیس ہیں جو تجھے میری طرف سے جواب دیں گے'' اس کے بعد آپ علیہ السلام واپس تشریف لے گئے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں نے عالم رؤیا میں دیکھا گویا میں عقبہ بن رافع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر میں ہوں، ہمارے پاس ابن طاب کی تر و تازہ کھجوریں لائی گئیں تو میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ دنیا میں ہم (مسلمانوں) کو ترقی ملے گی اور آخرت میں عاقبت بخیر ہوگی اور ہمارے دین کو پذیرائی ملے گی''

امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے خواب میں سیاہ فام عورت دیکھی جس کے پراگندہ بال تھے۔ وہ مدینہ طیبہ سے نکل کر مہیعہ یعنی جحفہ کے مقام پر جا ٹھہری میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ المنورہ سے وباء نکل کر جحفہ چلی گئی ہے''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے خواب میں دوبار دیکھا کہ ایک شخص نے تم کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھا رکھا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہے جب کپڑا ہٹایا گیا تو میں نے تمہارا دیدار کیا۔ اسی لئے کہتا ہوں کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو یہ بشارت پوری ہو کر رہے گی''۔

امام بخاری و امام مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک تلوار کو لہرایا تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا۔ یہ اُحد کی پسپائی کی طرف اشارہ تھا، پھر میں نے دوبارہ اس کو حرکت دی تو وہ ایک عمدہ تلوار ہوگئی اس میں آئندہ فتح و کامیابی اور مسلمانوں کی جمعیت کی تعبیر تھی، میں نے اسی خواب میں گائے کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھا، تو اس سے مراد غزوۂ اُحد میں بعض اہل ایمان کی شہادت تھی۔ اس کے بعد بھلائی دیکھی اور یہ وہ بھلائی ہے جو ہمیں غزوۂ اُحد میں زخم کھانے کے بعد حاصل ہوئی''

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم سرورکونین رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے حالت نیند میں دیکھا کہ میں بیئر قلیب پر تشریف فرما ہوں وہاں ایک لوٹا پڑا ہے، میں نے اس لوٹے کے ذریعے جتنا خدا نے چاہا، پانی نکالا، پھر ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے وہ لوٹا پکڑ لیا اور ایک یا دو لوٹے پانی کے کھینچے، ان کے کھینچنے میں ذرا کمزوری معلوم ہوتی تھی، اللہ ان

کی مغفرت فرمائے۔ ان کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک بڑا لوٹا لیا اور اتنی قوت اور تیزی سے پانی کھینچا کہ لوگوں میں سے کوئی ان کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا انہوں نے اس قدر پانی نکالا کہ لوگوں نے اونٹوں کیلئے حوضیاں لبالب بھرلیں"

مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے عالم رؤیا میں دیکھا گویا میں ایک محفوظ ذرہ میں ہوں نیز میں نے دیکھا کہ ایک گائے قربان کی جارہی ہے تو میں نے محفوظ درہ سے مدینہ شریف کی تعبیر لی اور بقرہ (گائے) سے بقر یعنی پھٹ جانا گویا غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو منتشر ہونے کی وجہ سے جو ہزیمت اٹھانی پڑی"

امام بیہقی مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے حالت خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک بکری اور ایک مینڈھا پیچھے سوار کر رکھا ہے اور میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی ہے، میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ سپہ سالار سردار قوم کو قتل کروں گا اور تلوار کی دھار کند ہونے سے یہ مراد ہے کہ میرے خاندان کا ایک آدمی شہید ہوگا چنانچہ حضرت حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہوئے اور سردار قوم سے مراد طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا جو صاحب علم تھا" بعض اصحاب علم تلوار کے کند ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے اقدس کے زخمی ہونے کی تعبیر لیتے ہیں۔

بیہقی نے بیان کیا ابن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھے روایت پہنچی ہے کہ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ آپ علیہ السلام نے بنوثقیف کا محاصر کر رکھا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا "میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ مجھے مکھن کا بھرا ہوا پیالہ پیش کیا گیا جس میں مرغ نے چونچ مار کر اسے گرا دیا ہے" حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ آپ علیہ السلام آج ان پر قابو نہ پاسکیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرا اندازہ بھی یہی ہے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ گویا پانی دو ریوڑوں کو پلایا جارہا ہے ایک کالا ریوڑ ہے اور دوسرا سفید خاکستری رنگ کا، اس کالے ریوڑ سے مراد اہل عرب ہیں اور سفید خاکستری رنگ والے تمہارے بھائی عجمی ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں "انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا گویا ابوجہل میرے پاس آکر میری بیعت کررہا ہے" پھر جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کو سچا کر دکھایا ہے اس کی تعبیر تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام سے ہوگئی ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ایک اور معاملہ بھی ضرور ظاہر ہوگا" چنانچہ جب عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن

ابو جہل نے اسلام قبول کیا تو اس سے رؤیائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ظاہر ہوگئی۔

بیہقی، عمرو بن شرجیل سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے آج رات خواب دیکھا کہ کالے رنگ کا ایک ریوڑ میرے پیچھے آرہا ہے اور اس کے پیچھے ایک سفید ریوڑ ہے یہاں تک کہ سیاہ ریوڑ اس میں گم ہو کر رہ گیا'' یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ اہل عرب ہیں جو آپ علیہ السلام کی پیروی کریں گے ان کے پیچھے عجمی ہوں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہاں صبح فرشتے نے یہی تعبیر بتائی تھی''

امام حاکم و بیہقی، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''آج ایک پاکباز شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہوئے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہوئے'' جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر آئے تو ہم نے کہا اس پاکباز بندے سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور ان کا ایک دوسرے سے وابستہ ہونے کی یہ تعبیر ہے کہ یہ سب اسی ترتیب سے اس دین کے والی و نائب بنیں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔

بیہقی بیان کرتے ہیں کہ ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا اور اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کرتے ہوئے فرمایا ''اے ابوبکر! میں نے خواب میں دیکھا گویا میرا تمہارا دوڑ کا مقابلہ ہے اور میں نے تم سے اڑھائی درجے آگے نکل گیا ہوں'' تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو اپنی رحمت و مغفرت میں لے جائے گا اور میں اڑھائی سال تک آپ علیہ السلام کے بعد زندہ رہوں گا۔

کتب حوالہ جات

1. تفسیر ابن کثیر علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)
2. تفسیر کبیر علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)
3. تفسیر در منثور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)
4. تفسیر طبری علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 310ھ)
5. صحیح بخاری شریف امام محمد اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194ھ تا 256ھ)
6. صحیح مسلم شریف امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (204ھ تا 261ھ)

7. سنن ابن داؤد امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث رحمۃ اللہ علیہ (202ھ تا 275ھ)
8. دلائل النبوت حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (384ھ تا 458ھ)
9. البدایہ والنہایہ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 774ھ)
10. خصائص الکبریٰ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 911ھ)

د

دعائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قبولیت

(1) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی اور حاکم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا مانگی۔

"اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ اَوْ اَبِی جَھْلٍ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یا ابوجہل کے ذریعے اپنے دین کو عزت عطا فرما"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں قبول فرمالی۔ اس طرح اسلام کی بنیاد اور غلبہ دین کی اساس ایمان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رکھی۔

ابن سعد حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی "اے اللہ! ان دو آدمیوں عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام میں سے جو تجھے محبوب ہے اسکے ذریعے اپنے دین کو سربلند فرما" چنانچہ اگلی صبح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر اسلام قبول کرلیا۔

طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جمعرات کے روز حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی اور اگلے روز جمعہ کو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مشرف باسلام ہوگئے۔

ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابویعلیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار حمائل کئے گھر سے نکلے، راستے میں بنوزہرہ کا ایک شخص ان سے ملا، اسنے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا۔ میں (نعوذ باللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کرنے چلا ہوں، اس نے کہا: پھر بنو ہاشم اور بنوزہرہ سے کیونکر محفوظ رہو گے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب نے کہا: معلوم ہوتا ہے تم بھی بے دین ہو چکے ہو اور اپنے دین کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ اس نے کہا کیا تمہیں اس سے زیادہ تعجب خیز بات نہ بتاؤں؟ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں تمہارا دین چھوڑ کر دین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اختیار کر چکے ہیں۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے گھر کی راہ لی وہ اس وقت سخت غصے میں تھے۔ ان کے دروازے پر پہنچے تو خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ارت، ان کے گھر میں ہی موجود تھے۔ جب خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہٹ سنی تو گھر میں چھپ گئے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر میں داخل ہوکر پوچھا: یہ کس قسم کی گنگناہٹ تمہاری طرف سے آرہی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کچھ نہیں ہم تو باہم باتوں میں مصروف تھے حالانکہ وہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: شاید تم اپنا دین

چھوڑ چکے ہو، ان کے چچازاد بھائی اور بہنوئی سعید بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی القرشی العددی المتوفی 51ھ مدینہ منورہ) جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے، نے کہا: اگر چہ حق تمہارے دین کے علاوہ دین میں ہو، یہ سن کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طیش آ گیا۔ وہ اچھل کر اپنے بہنوئی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور انہیں سخت زدوکوب کیا، ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی مارا پیٹا جس سے ان کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔ پشیمان ہوئے کہنے لگے اچھا وہ کتاب جو تم پڑھ رہے تھے، مجھے دو تا کہ میں اسے پڑھوں ان کی بہن نے کہا تم ناپاک ہو اور اسے سوائے پاک لوگوں کے چھونے کی اجازت نہیں پہلے اٹھ کر غسل کرو چنانچہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل کیا پھر اس کتاب کو ہاتھ میں پکڑ کر سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی جب سورۃ طٰہٰ آیت 14۔

إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ
أَنَا۠ فَٱعۡبُدۡنِي وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ ﴿١٤﴾

ترجمہ:۔ ”بے شک میں ہی ہوں اللہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو“

پر پہنچے تو کہا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے چلو، خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے یہ کلمات سنے تو باہر نکل آئے اور کہا: اے عمر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ بشارت ہو مجھے امید ہے کہ جو دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جمعرات کی رات مانگی تھی اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی بدولت تمہیں منتخب کر لیا ہے چنانچہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے نکلے اور بارگاہ رسالت میں باریاب ہو گئے۔

طبرانی، ابونعیم، بیہقی، بزار روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ میں سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مخالفت کرتا تھا ایک دن سخت گرم دوپہر کے وقت میں مکہ مکرمہ کے ایک راستے پر چل رہا تھا کہ ایک قریشی شخص سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے پوچھا: کدھر کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: اس شخص (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو قتل کرنے کے لئے۔ اس نے کہا: تعجب ہے تمہارے یہ منصوبے ہیں اور ادھر دین تمہارے گھر میں داخل ہو گیا ہے میں نے پوچھا: یہ کیسے؟ اس نے جواب دیا تمہاری بہن اسلام لا چکی ہے۔ میں یہ سن کر حالت غضب میں لوٹ آیا اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس ابتدائی زمانہ اسلام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معمول یہ تھا کہ جب ایک یا دو نادار شخص اسلام قبول کر لیتے تو آپ علیہ السلام اس شخص کو کسی خوشحال مسلمان کے ساتھ وابستہ کر دیتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے بہنوئی کے ساتھ بھی دو آدمی لگا دیئے تھے۔ میں نے جب دروازہ کھٹکھٹایا تو آواز آئی کون ہے؟ میں نے کہا عمر ہوں، تو وہ مجھ سے خوفزدہ ہو کر تیزی کے ساتھ ادھر ادھر ہو گئے حالانکہ قبل ازیں وہ اپنے سامنے پڑے ہوئے صحیفہ میں سے تلاوت کر رہے تھے، وہ حالت

خوف میں صحیفہ چھوڑ گئے یا بھول گئے میری بہن نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو میں نے برہم ہو کر کہا اے دشمن جاں! تو بے دین ہوگئی ہے پھر میں نے اسے مار کٹائی کی جس سے اس کا سر لہولہان ہوگیا جب اس نے خون دیکھا تو رو پڑی اور کہا: اے خطاب کے بیٹے! ہاں میں نے پہلا دین چھوڑ دیا ہے جو کرنا ہے کر لے، میں اندر داخل ہو کر مسہری پر بیٹھ گیا میری نظر گھر کے وسط میں پڑے ہوئے صحیفہ پر پڑی تو میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ مجھے دو، میری بہن نے کہا تم اس قابل نہیں ہو، تم غسل جنابت نہیں کرتے اور یہ ایسی کتاب ہے جسے صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں میں برابر اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے مجھے یہ صحیفہ تھما دیا، میں نے اسے کھول کر دیکھا اس میں لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، پھر جب میں اللہ کے اسماء پر نظر ڈالتا تو کانپ اٹھتا اور صحیفہ رکھ دیتا، پھر طبیعت بحال ہوئی تو پکڑ کر پڑھنے لگا، اس میں یہ آیت کریمہ نظر پڑی۔ سورۃ الحدید آیت 1

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

ترجمہ:۔ ''اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔''

جب اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی پڑھا تو لرزہ براندام ہوگیا پھر جب جان میں جان آئی تو پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ) (الحدید آیت 7) پر پہنچا تو میں نے کہا: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یہ سن کر وہ چھپے ہوئے لوگ فوراً باہر آئے اور نعرہ تکبیر بلند کیا، انہوں نے کہا اے عمر بن خطاب! رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں بشارت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے اپنے پسندیدہ شخص کے ذریعے دین اسلام کو عزت عطا فرما۔ ہمارا خیال ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اس دعا کا ثمرہ تم ہو۔

امام احمد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا میں ایک بار اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے نکلا، میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد الحرام میں پہنچ چکے ہیں چنانچہ میں بھی جا کر ان کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ انہوں نے سورۂ حاقہ شروع کی تو مجھے قرآن حکیم کے حسن تالیف سے بڑا تعجب ہوا میں نے کہا: بخدا! یہ تو شاعر معلوم ہوئے ہیں جیسا کہ قریش کہتے ہیں اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تلاوت فرمائی۔ سورۃ الحاقہ آیت 40، 41۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۟ۙ

وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۟ۙ

ترجمہ:۔ بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے باتیں ہیں کسی شاعر کا قول نہیں، تم کم ہی ایمان لانے والے ہو۔

میں نے کہا: یہ تو کاہن ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا۔ سورۃ الحاقہ آیت 42۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ

ترجمہ:۔ ''نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے بہت کم نصیحت پکڑتے ہو''۔

یہ سورت کریمہ سن کر میرے دل میں اسلام کی عظمت پیدا ہوگئی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا میری بہن ایک رات دردزہ میں مبتلا تھی تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف میں آ گیا اسی دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور نماز پڑھی تو میں نے ان سے ایسا کلام سنا کہ میرے کان اس جیسے کلام سے آشنا نہ تھے اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ چلے تو میں بھی آپ علیہ السلام کے پیچھے چل پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمر! تم دن رات میرا پیچھا نہیں چھوڑتے، آپ علیہ السلام کے اس ارشاد سے مجھے خوف پیدا ہو گیا کہ آپ علیہ السلام مجھے کہیں بددعا نہ دیں اسکے بعد میں نے پڑھ لیا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اِنَّكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

طبرانی اوسط میں اور حاکم مسند صحیح حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینہ پر تین بار دست اقدس مار کر فرمایا:

اے اللہ! عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سینہ سے کینہ نکال دے اور اسے ایمان سے بھر دے۔

(2) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد نے بیان کیا کہ واقدی اپنے اساتذہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ خندق میں عمرو بن عبدود للکار کر مبارزہ کرنے لگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اسے اس کے مبارزہ کا جواب دیتا ہوں، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تلوار عطا فرمائی، انکی عمامہ پوشی کی پھر دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنْهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: ''اے اللہ! علی کی عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں مدد فرما''۔

اس کے بعد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکل کر سامنے آئے اور دونوں بہادر ایک دوسرے کے قریب ہوئے، پھر دونوں ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کے ایک وار سے اسے ڈھیر کر دیا تو اس کے ساتھی شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے۔

امام سید احمد دحلان مکی کی سیرت النبی میں ہے کہ ''جب مشرکین کے متحدہ لشکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفاع مدینہ کیلئے اپنے صحابہ کرام رضی

اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ایک خندق کھودی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے صحابہ سمیت خندق کے اندرونی حصہ میں تھے جبکہ مشرکین خندق کے باہر، اسی دوران مشرکین کی ایک جماعت نے خندق کے تنگ مقام پر سے اندر گھسنے کی کوشش کی، وہ گھوڑوں پر سوار تھے ان میں عرب کا ایک بہادر شہسوار عمرو بن عبدود بھی تھا۔ اس نے مبارزت طلب کرتے ہوئے کہا ہے کوئی جو میرے مقابلہ میں آئے؟ اس کی دعوت مبارزت سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''بیٹھ جایئے یہ عمرو ہے۔'' اس نے بار بار دعوت مبارزت دی اور لوگوں کو عار دلائی کہ کہاں ہے وہ تمہاری جنت جس میں تم شہادت کے بعد داخل ہو گے؟

اب میرے مقابلہ میں کسی شخص کو کیوں نہیں بھیجتے؟ یہ سن کر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں اس کا مقابلہ کروں گا، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''بیٹھ جایئے، یہ عمرو ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، عمرو ہے تو ہوتا رہے، اس بے مثال جذبہ شجاعت کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انہیں اجازت عطا فرمائی اور تلوار ''ذوالفقار'' دے کر آہنی زرہ زیب تن کی اور اپنا عمامہ شریف ان کے فرق اقدس پر باندھ کر دعا مانگی۔

''اے اللہ! عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد کر'' ''یہ میرا چچازاد بھائی ہے''۔

فلا تذرنی فردًا و انت خیر الوارثین ''تو مجھے اکیلا نہ کر تو بہترین وارث ہے''

ایک اور روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا عمامہ پاک آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا'' اے اللہ! تو نے مجھ سے عبیدہ لے لیا، حمزہ لے لیا یہ میرا چچازاد بھائی علی ہے مجھے اسکے ساتھ سے محروم نہ کر۔''

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقابلہ کیلئے چلے، اللہ جل شانہٗ نے ان کی مدد فرمائی اور انہوں نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا۔

امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کے بعد دریافت فرمایا ''تم نے اپنے آپ کو عمرو کے مقابلہ میں کیسا پایا'' عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اگر سارے اہل مدینہ ایک طرف ہوتے اور میں تنہا دوسری جانب تو بھی ان پر غالب رہتا۔

طبرانی و بیہقی میں حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت گرمی میں موٹی اونی قباء پہن لیتے تو انہیں گرمی نہ لگتی سخت سردیوں میں باریک لباس زیب تن کر لیتے تو سردی کا اثر نہ ہوتا، ان سے اس کا راز پوچھا گیا تو فرمایا: غزوہ خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''میں یہ جھنڈا کل ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے محبت رکھتا ہے، اللہ اس کے ہاتھوں پر خیبر فتح کرائے گا'' چنانچہ سرکار دوعالم نور مجسّم کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے بلا کر جھنڈا مجھے عطا فرمایا: اور یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِہِ الْحَرَّ وَ الْبَرْدَ

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! اسے گرمی سردی سے بچا''

اس کے بعد مجھے کبھی گرمی محسوس ہوئی نہ سردی،

ابونعیم شبرمہ بن طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذی قارن میں دیکھا، آپ تہبند اور ایک چادر میں ملبوس تھے اور آپ ایک سرد دن میں اونٹ پر قطران مل رہے تھے اس وقت آپ کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔

طبرانی میں سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اس وقت شدید سردی میں آپ نے دو کپڑے پہن رکھے تھے ہم نے عرض کیا ہمارا علاقہ سخت ٹھنڈا ہے آپ کے علاقے کی مانند نہیں ہے لہٰذا اس غلط فہمی میں نہ رہنا، فرمایا: مجھے بہت سردی محسوس ہوتی تھی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے قلعہ خیبر کی طرف بھیجا تو میں نے آنکھوں کی خرابی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میری آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اس کے بعد مجھے کبھی گرمی کا احساس ہوا ہے نہ سردی کا، نیز میری آنکھیں بھی کبھی خراب نہیں ہوئیں۔

ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام مجھے یمن بھیج رہے ہیں تا کہ وہاں قاضی کے فرائض سرانجام دوں حالانکہ میں نوجوان ہوں اور مجھے قضا کی ذمہ داریوں کا علم نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے سینہ پر دست اقدس مار کر دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ

ترجمہ:۔ اے اللہ! علی کے دل کو ہدایت دے اور اسکی زبان کو پختگی عطا کر۔

فرماتے ہیں اس ذات کی قسم! جو دانے کو پھاڑتا ہے کہ اسکے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ میں بھی کبھی شک وتردد نہیں ہوا۔

حاکم، بیہقی، ابونعیم بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ میں بیمار ہو گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میری عیادت کے لئے تشریف لائے، میں اس وقت کہہ رہا تھا اے اللہ! اگر میری موت قریب ہے تو مجھے راحت عطا کر اور اگر موت میں تاخیر ہے تو جلد شفایاب کر اور اگر یہ آزمائش ہے تو صبر کی توفیق دے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ سن کر دعا کی ''اے اللہ! اسے صحت عطا فرما اور اس کی بیماری دور کر دے''۔ پھر مجھ سے فرمایا ''علی اٹھو تو میں اٹھ کھڑا ہوا''۔ خُدا کی قسم اسکے بعد وہ درد مجھے دوبارہ کبھی نہیں ہوا۔

دعائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

(1) غزوۂ بدر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا

ابن سعد و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم طالوت کی طرح 313 مجاہدین کے ہمراہ غزوۂ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو آپ علیہ السلام نے روانگی کے وقت دعا مانگی ''الٰہی! یہ سرفروش برہنہ پا ہیں انہیں سواری عطا کر، یہ بلا پوشاک ہیں انہیں لباس عطا کر، یہ بھوکے ہیں انہیں شکم سیر فرما'' چنانچہ اللہ نے ان مجاہدین کو فتح و کامرانی سے ہمکنار فرمایا: وہ غزوہ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک یا دو اونٹ تھے انہیں لباس بھی مل گیا اور وہ شکم سیر بھی ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ''میں نے اس شدت اور زور کے ساتھ کسی کو اپنے حق کا واسطہ دیتے ہوئے نہیں سنا، جس زور سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واسطہ دے کر دعا فرمائی۔ آپ علیہ السلام بار بار فرماتے رہے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُکَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدْ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! میں تجھے اس عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ کیا، اے اللہ! اگر تو اس گروہ کو ہلاک کر دے گا تو پھر تیری عبادت نہیں ہو گی''

اس دعا کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رخ انور پھیرا، تو ماہتاب کی مانند چمک رہا تھا، پھر فرمایا ''مجھے کفار کے مقتل نظر آ رہے ہیں جہاں وہ کل گریں گے''

بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے قبہ میں تشریف فرما تھے اور یہ دعا مانگ رہے تھے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُکَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَد بَعْدَا الْیَوْمِ اَبَدًا''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! میں تجھے تیرے وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اگر تیری مشیت یہی ہے تو پھر قیامت تک تیری عبادت نہیں کی جائے گی''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گداز حالت میں دست اقدس تھام کر عرض کیا، حضور! یہ کافی ہے، اب بس کیجئے آپ علیہ السلام نے تو زاری کی انتہا کر دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت زرہ پوش تھے، باہر تشریف لائے تو زبان پر یہ الفاظ تھے۔

''سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ''

ترجمہ:۔ ''عنقریب یہ لشکر ہزیمت سے دوچار ہوگا اور پیٹھ دے کر بھاگ جائے گا''

مسلم اور بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا، غزوہ بدر کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مشرکین کی طرف نگاہ اٹھائی تو ان کی تعداد ایک ہزار تھی جبکہ آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تین سو تیرہ (313) تھے، (بعض نے تعداد میں معمولی فرق سے 315 اور 319 بھی بتائی لیکن اجماع 313 پر ہی ہے)۔

اس واضح فرق کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رخ انور قبلہ کی طرف کیا اور اپنے ہاتھ پھیلا کر بارگاہ ربوبیت میں زاری شروع کی، یہاں تک کہ عالم محویت میں ردائے مبارک شانوں سے گرگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ردائے مبارک تھام کر عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بارگاہ صمدیت میں استغاثہ کی انتہا کر دی ہے۔ پھر چادر کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شانوں پر ڈال کر آپ علیہ السلام کو اپنے سینہ سے لگالیا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

سورۃ الانفال آیت 9

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾

ترجمہ:۔ ''یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہزاروں فرشتوں کی قطار سے'' (اس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مدد فرمائی)

(2) حالت سجدہ میں یاحیُّ یاقیُّوم

حاکم، بیہقی، نسائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں غزوۂ بدر کے روز تھوڑی دیر جنگ میں مشغول رہنے کے بعد میں بھاگتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا تاکہ دیکھوں کہ کیا کر رہے ہیں، میں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام حالت سجدہ میں یا حی یا قیوم فرما رہے ہیں، میں لوٹ کر دوبارہ قتال میں شامل ہو گیا کچھ دیر کے بعد پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ علیہ السلام اس وقت بھی سجدہ میں وہی الفاظ دہرا رہے تھے، پھر تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا جب میں چوتھی بار آیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح و کامرانی عطا فرمائی۔

(3) غزوۂ بدر میں دعا کا ثمرہ

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں، کہ غزوۂ بدر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہاتھ اٹھائے اور اللہ سے فتح و نصرت کی التجا کی جس کا اس نے وعدہ دے

رکھا تھا اور فرمایا ''اے اللہ! اگر کفار اس چھوٹے سے گروہ پر غالب آ گئے تو شرک کا غلبہ ہو جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں رہے گا'' اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے تھے اللہ کی قسم! اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ضرور فتح دے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا چہرہ روشن کرے گا، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک ہزار فرشتے قطار اندر قطار نازل فرمائے جنہوں نے کفار کو محاصرے میں لے لیا۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے صدیق! مبارک ہو، یہ جبریل امین زرد عمامہ پہنے، گھوڑے کی لگام تھامے آسمان و زمین کے درمیان کھڑے ہیں'' بعد ازاں جب وہ نیچے اترے تو ایک لمحہ کیلئے اوجھل ہو گئے پھر ظاہر ہوئے تو ان کے قدم گرد آلود تھے اور کہہ رہے تھے ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اللہ کو پکارا تو اس کی مدد آپ (علیہ السلام) کے پاس پہنچ گئی ہے''۔

(4) غزوۂ خیبر

ابن ھشام، ابن اسحاق، ابوبکر بن حزم کے حوالے سے ایک اسلمی کا بیان نقل کرتے ہیں کہ بنواسلم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا بخدا! ہم نے بہت محنت کی مگر ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آیا، یہ سن کر سرکار دوعالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا مانگی ''اے اللہ! تو ان کا حال جانتا ہے ان میں کوئی زور نہیں ادھر میرے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں کہ انہیں عطا کروں، اس لئے تو ان کے ہاتھوں وہ قلعہ فتح فرما جس میں زیادہ دولت اور زیادہ غلہ ہو'' چنانچہ صبح کے وقت یہ لوگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے صعب بن معاذ کا قلعہ فتح فرمایا۔ خیبر میں کوئی قلعہ ایسا نہ تھا جو اس سے زیادہ غلہ اور مال و متاع رکھتا ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ غزوۂ خیبر میں مسلمانوں کو سامان خورد و نوش کی کمی کا سامنا کرنا پڑا اور یہ صورت حال قلعوں کی فتح سے پہلے کی تھی۔ اس سلسلہ میں بنواسلم نے اسماء بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کی بیوی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بنواسلم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ بھوک نے ہمیں مار ڈالا ہے'' ایک شخص نے انہیں اس بات پر ملامت کی کہ عربوں میں سے صرف تم اس بات کی شکایت کر رہے ہو۔ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ہند بن حارثہ نے اس طعن کا جواب دیتے ہوئے کہا، بخدا! مجھے امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں اس غرض کے لئے وفد کا جانا بھلائی کی کلید ہے چنانچہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بنواسلم کا پیغام پہنچایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔ ''اے اللہ! تو ان کا حال جانتا ہے ان میں کوئی زور نہیں، اسوقت میرے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں کہ انہیں عطا کروں تو ان کے لئے ایسا قلعہ مسخر فرما جو سب قلعوں سے زیادہ خوراک اور مال و اسباب رکھتا ہو''

پھر علم حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اور لوگوں میں اس بات کی صدا دی پس اللہ تعالیٰ نے

اپنے رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا قبول فرمائی اور صعب کا قلعہ اس دن سورج غروب ہونے سے پہلے فتح فرمایا حالانکہ اس سے پہلے انہوں نے دو دن تک قلعہ کا محاصرہ کیا تھا، یہ قلعہ دیگر تمام قلعوں سے زیادہ غلہ اور مال ومتاع رکھتا تھا۔

(5) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری شریف، صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا مانگی۔

''بَارَکَ اللہُ لَکَ''

ترجمہ:۔ ''اللہ تمہیں برکت دے''۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ''اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ میں اگر پتھر اٹھاؤں تو مجھے امید ہے کہ اس کے نیچے سے مجھے سونا چاندی ملے گا''

اللہ تعالیٰ نے ان پر خیرات و برکات کے دروازے کھول دیئے، وہ جب مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو نادار تھے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی جنہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دیں تا کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے شادی کر لیں نیز اپنا مال تقسیم کر کے کچھ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں۔حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عوف بن عبد جوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ القرشی الزہری المتوفی 31ھ مدینہ منورہ) نے فرمایا: میرے بھائی! مجھے اہل و مال کی ضرورت نہیں۔اللہ آپ کے اہل و مال میں برکت دے پھر کہا: مجھے بازار کا راستہ بتا دیجئے۔چنانچہ وہ تجارت میں لگ گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کی برکت سے بہ کثرت مال عطا فرمایا یہاں تک کہ جب 31 یا 32 ہجری میں ان کا وصال مدینہ شریف میں ہوا تو کدال سے ان کے ترکے کا سونا کھودا گیا جس کی وجہ سے ہاتھ زخمی ہو گئے اور ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک نے آٹھویں حصہ میں سے چوتھائی حصہ اسی ہزر دینار لئے۔ایک اور روایت کے مطابق ہر ایک بیوی کا حصہ ایک لاکھ دینار ہوا ان میں سے ایک نے تو اسی ہزار دینار سے زیادہ پر مصالحت کر لی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دینار راہ خدا میں دینے کی وصیت کی۔انہوں نے یہ بھی وصیت کی کہ ان کا ایک باغ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے ہو گا جس کو چار لاکھ میں فروخت کیا گیا، مزید برآں انہوں نے تمام باقی ماندہ بدریوں میں سے جن کی تعداد ایک سوتھی ہر ایک کو چار سو دینار دینے کا حکم دیا اور ان سب بدریوں نے یہ عطیات وصول کئے ان لینے والوں میں حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے یہ سب مال ومتاع ان صدقات کے علاوہ ہے جو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں کیئے۔انہوں نے ایک دن میں تیس غلام آزاد کیئے۔ایک باران کا تجارتی قافلہ جو کہ سات سواونٹوں پر مشتمل تھا،آیا جسے انہوں نے تجارت کے لئے بھیجا تھا تو انہوں نے وہ اونٹ سامان خورد ونوش سمیت راہ خدا میں صدقہ کر دیئے۔ایک روایت میں آیا ہے کہ انہوں نے ایک بار اپنے مال کا ایک حصہ تصدق کیا جو چار ہزار تھا پھر صدقہ کیا جو چالیس ہزار درہم تھا،اسکے بعد انہوں نے چالیس ہزار دینار خرچ کیئے پھر پانچ سو گھوڑے راہ خدا میں دیئے بعدازاں پانچ صد اونٹ فی سبیل اللہ صدقہ کیئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صدقہ کی ترغیب دی تو وہ چار ہزار درہم لے آئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے جن میں سے چار ہزار اپنے پروردگار کو قرض دیئے ہیں اور چار ہزار اپنے اہل وعیاں کے لئے رکھے ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تمہارے دیئے ہوئے اور بچائے ہوئے مال میں برکت دے'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں بڑی برکت دی۔

(6) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسند حاکم اور ترمذی شریف میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن مالک ابی وقاص بن وہب بن عبد مناف بن زہری بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن نضر بن کنانہ القرشی الزہری۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ننھیال زہری خاندان میں تھی اس لئے حضرت سعد رشتہ میں آپ علیہ السلام کے ماموں تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 55ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا مانگی ''اے اللہ! سعد کی دعا قبول کرنا جب وہ دعا مانگے'' یہی وجہ ہے کہ ان کی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔

اسی طرح کی روایت طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ''اے اللہ! سعد کا تیر نشانے پر لگا،ان کی دعا قبول فرما اور انہیں محبوب بنا دے'' چنانچہ اس کے بعد اللہ نے ان کی ہر دعا قبول فرمائی۔وہ محبوب ہو گئے اور ان کا تیر کبھی خطا نہ ہوتا تھا۔

(7) حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں،بیان کرتی ہیں کہ مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کے لئے جنت البقیع میں گئے وہاں بیٹھے تھے کہ ایک چوہے نے اپنے سوراخ سے ایک دینار باہر نکالا،پھر وہ مسلسل دینار نکالتا رہا یہاں تک کہ دیناروں کی تعداد

سترہ (17) ہوگئی۔ وہ ان دیناروں کو اٹھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''کیا تم نے سوراخ میں میں ہاتھ ڈالا'' عرض کیا نہیں، فرمایا ''یہ اللہ کی عطا ہے اللہ اس میں تمہیں برکت عطا فرمائے'' ضباعہ کہتی ہیں پھر وہ دینار ختم نہ ہوئے حتّٰی کہ میں نے مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں چاندی کے بورے دیکھے۔

(8) ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ

امام بخاری، ابونعیم، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب نماز عشاء ادا فرماتے تو آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھتے اور یہ دعا فرماتے ''اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات عطا فرما، سلمہ بن ہشام کو نجات دے اور عیاش بن ربیعہ کو بچالے، اے اللہ کمزور مسلمانوں کو نجات عطا کر اور بنو مضر پر سختی فرما ان پر اسی طرح قحط سالی طاری کر جس طرح تو نے قوم یوسف (علیہ السلام) پر طاری فرمائی یہاں تک کہ وہ دکھ اور مصیبت اٹھائیں'' پھر مدد چاہنے والوں کے لئے پیہم دعا کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں کفار کے شکنجے سے نجات دی بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بددعا کرنی چھوڑ دی۔

(9) حکیم بن حذام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد مدینہ طیبہ کے ایک بزرگ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حکیم بن حذام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ایک دینار دے کر بھیجا کہ قربانی کا ایک جانور خرید لائیں۔ انہوں نے ایک جانور خریدا پھر اسے دو دیناروں میں بیچ دیا بعدازاں ایک دینار کا جانور خرید لائے اور دینار بھی واپس لے آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ ''اللہ تعالیٰ انہیں تجارت میں برکت دے''۔ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ تجارت میں بڑے خوش نصیب ہیں، جو چیز بیچتے ہیں اس میں منافع حاصل کرتے ہیں۔

(10) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری شریف میں حضرت جعید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 94 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس وقت بھی وہ تنومند تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کا صدقہ ہے۔

(11) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام سیوطی تحفۃ الابد میں لکھتے ہیں۔ ''قزوینی نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے روایت کی کہ آغاز بعثت میں ابوجہل نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تھپڑ مارا، تو انہوں نے اس بات کی شکایت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''بیٹی ابوسفیان کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ'' چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوسفیان کے پاس تشریف لائیں اور سارا ماجرا سنایا۔ ابوسفیان ان کا ہاتھ پکڑ کر ابوجہل کے پاس لے گئے اور کہا: اسے اسی طرح تھپڑ مارو جس طرح اس نے تمہیں تھپڑ مارا ہے۔ پس انہوں نے ابوجہل کو ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ بعدازاں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ واقعہ بتایا تو آپ علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ ''اے اللہ! ابوسفیان کو اپنی رحمت کا حقدار ٹھہرانا۔'' ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ذرا شک نہیں کہ ابوسفیان کے ایمان لانے کا باعث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہی دعا ہے۔

(12) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے لئے دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما''۔ ابونعیم کی روایت میں ''علمہ التاویل'' کا اضافہ ہے یعنی ''اسے تاویل کا علم دے'' اسی دعا کا ثمرہ ہے کہ آپ اس امت کے بزرگ عالم ہوئے بالخصوص علم تفسیر میں۔ امام احمد اور ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: کہ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کر مجھے حکمت کی دعا دی۔ چنانچہ آپ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی یہ دعا خطا نہ گئی۔

(13) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے دعا

بیہقی، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس سے گزرے، وہ اس وقت کوئی چیز بیچ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسکے لئے دعا فرمائی ''اے اللہ! اسکی تجارت میں برکت عطا کر'' تو اسکے بعد انہیں بہت نفع حاصل ہوتا تھا۔

(14) حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

البدایہ والنہایہ میں ابن اسحاق، ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شام میں غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ تھا کہ اسی اثناء میں کسی یہودی کی بکریاں قلعہ کی طرف آ رہی تھیں۔ ہم نے اس وقت قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ان بکریوں میں سے ہمیں کون لا کر کھلائے گا'' ابوالیسر کا بیان ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں حاضر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ٹھیک ہے یہ کام تم سرانجام دو'' چنانچہ میں شتر مرغ کی طرح بھاگتا ہوا گیا۔ اس

وقت ریوڑ کا اگلا حصہ قلعہ میں داخل ہو رہا تھا میں نے ریوڑ کے آخری حصہ سے دو بکریاں بغل میں دبائیں اور اتنی تیزی سے بھاگا گویا میرے پاس کچھ تھا ہی نہیں اور لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے انہیں پیش کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انہیں ذبح کیا اور تناول فرمایا: جب میں واپس آ رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر دعا فرمائی۔

"اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِهٖ"!

ترجمہ: "ہمیں کعب کی زندگانی سے فائدہ اٹھانے دے۔"

ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابہ میں سے آخر میں وصال پانے والے صحابی تھے وہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو رو پڑتے تھے، پھر فرماتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہماری زندگی سے فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ میں موت کے لحاظ سے سب میں آخر ہوں۔

(15) طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ مکرمہ آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ ہی میں تشریف فرماتے تھے طفیل ایک شاعر اور معزز آدمی تھے۔ اکابرین قریش ان کے پاس آ کر کہنے لگے آپ ہمارے شہر اور علاقے میں آئے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جس نے ہماری جماعت کے اندر انتشار پیدا کر دیا ہے اور ہمارے دین کو درہم برہم کر دیا ہے اس کا کلام ایسا ہے جیسے جادوگر کا کلام ہوتا ہے وہ باپ کو بیٹے سے، بھائی کو بھائی سے اور میاں کو بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تم کو اور تمہاری قوم کو اسی مصیبت میں نہ ڈال دے جس میں ہمیں ڈال رکھا ہے لہٰذا اس کے ساتھ کلام نہ کرنا نہ اس کی بات سننا۔ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! وہ مجھ پر مسلسل زور دیتے رہے حتیٰ کہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بات نہ سنوں گا نہ ہی ان سے گفتگو کروں گا۔ چنانچہ میں جب مسجد میں جاتا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا کہ کہیں ان کی کوئی بات میرے کان میں نہ پڑ جائے۔

ایک دن میں مسجد میں گیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آپ علیہ السلام کے قریب ہی کھڑا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ علیہ السلام کا کچھ کلام سنائی دیا۔ وہ بہت عمدہ کلام تھا میں نے دل ہی دل میں کہا کہ میں ایک عقل مند شاعر ہوں، مجھ پر کلام کا حسن و نقص پوشیدہ نہیں۔ آخر رکاوٹ کیا ہے کہ میں اس شخص کا کلام سن لوں اگر کلام عمدہ ہوا تو قبول کر لوں گا اور اگر عمدہ نہ ہوا تو چھوڑ دوں گا پس میں وہاں ٹھہرا رہا، بعد ازاں آپ علیہ السلام جب گھر تشریف لے گئے تو میں آپ علیہ السلام کے پیچھے چل دیا، میں نے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم نے ایسی ایسی گفتگو کی ہے۔ آپ علیہ السلام اپنا نکتہ نگاہ پیش فرمایئے

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی، واللہ! اس سے بہتر کلام میں نے کبھی نہیں سنا، نہ اس سے زیادہ اعتدال پسندانہ پیغام سننے میں آیا ہے۔ پس میں نے اسلام قبول کرلیا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں ایسا شخص ہوں کہ میری قوم کے لوگ میری بات مانتے ہیں اب میں ان کی جانب لوٹ کر جانے والا ہوں اور انہیں اسلام کی جانب دعوت دوں گا، پس اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے جو اس دعوت میں میری مدد کرے۔ فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَل لَہٗ اٰیَۃً"

ترجمہ:۔ "یااللہ! اسکے لئے کوئی نشانی مقرر فرمادے۔"

پھر میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ میں کداء گھاٹی کے مقام پر تھا تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک چراغ کی مانند روشنی پیدا ہوگئی، میں نے کہا: اے اللہ! میرے چہرے کے سوا کسی دوسری چیز میں اسے ظاہر فرما، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری قوم کے لوگ اسے نشان نہ سمجھ لیں چنانچہ وہ روشنی وہاں سے ہٹ کر میرے کوڑے کے سرے پر نمودار ہوگئی۔ جیسے لٹکی ہوئی قندیل ہو۔ وہاں پہنچ کر میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسے قبول کرنے میں پس و پیش کی، بعد ازاں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! قبیلہ دوس کے لوگ میرے تبلیغی کام پر غالب آگئے ہیں آپ علیہ السلام ان کے لئے بددعا فرمایئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا ارجع الیٰ قومِکَ وَارْفِقْ بِھِمْ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے، اے طفیل! اپنی قوم کی طرف لوٹ جایئے اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آیئے۔"

میں دوس کی سرزمین ہی میں انہیں دعوت اسلام دیتا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی، اسکے بعد میں اپنی قوم کے ان لوگوں کے ہمراہ، جنہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا، (غزوہ) خیبر کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ بنی دوس کے کوئی ستر اسی (80) گھرانے تھے۔

(16) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر میرے پاس لے آؤ" میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وہ کھانا کھا رہے ہیں، پھر دوسری بار فرمایا اور تیسری بار آپ علیہ السلام نے فرمایا "اللہ اس کو شکم سیر نہ کرے" اس کا اثر یہ ہوا کہ

اسکے بعد وہ کبھی شکم سیر نہ ہوئے۔

امام بخاری تاریخ میں وحشی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پیچھے سوار تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے لئے دعا مانگی ''اے اللہ! اسے علم وحلم سے بھر دے'' چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت امیر معاویہ کو جو وسعت علم وحلم بخشی گئی وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں،

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔

''اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کتاب کا علم دے، انہیں شاہی عطا کر اور انہیں عذاب سے بچا۔''

پس سب سے پہلے انہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عامل بنایا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، یوں انہوں نے شام پر بیس سال بطور امیر (عامل) حکومت کی پھر وہ بیس سال خلیفہ رہے، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت سے کنارہ کشی کے بعد اُن کی خلافت پر اجماع ہو گیا اور لوگوں نے ان کی بیعت کر لی۔

(17) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی والدہ

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ روئے زمین کا ہر مومن مرد اور زن مجھ سے محبت کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: آپ کو اس کا کیا پتہ ہے؟ فرمایا: میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا، مگر وہ مانتی نہ تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ میری ماں کو توفیق ہدایت دے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے لئے دعا فرمائی، میں لوٹ کر گھر آیا تو میری ماں نے توحید و رسالت کی شہادت دی، میں واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آیا اور اس وقت خوشی سے آبدیدہ تھا جس طرح کہ پہلے غم سے روتا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دعا قبول فرمالی ہے اور ابو ہریرہ کی ماں کو اسلام کی طرف ہدایت دیدی ہے۔ اب دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری ماں کو اپنے بندوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور اللہ کے بندوں کی محبت ہمارے دل میں ڈال دے، پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا فرمائی۔

''اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَکَ ھٰذا وَ اُمَّهٗ اِلٰی عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ حَبِّبْھُمْ اِلَیْھِمَا''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! اپنے اس بندے ابو ہریرہ کو اور اس کی ماں کو اپنے مومن بندوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور ان دونوں کے دل میں اہل ایمان کی محبت پیدا فرما''

لہٰذا اس دعا کی برکت سے میں کسی ایسے مومن کو نہیں جانتا جو مجھ سے محبت نہ کرتا ہو اور میں اس سے محبت نہ کرتا ہوں۔

(18) عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ غزوہ خیبر کو چلے، رات کا وقت تھا ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: آپ ہمیں اپنی حدی نہیں سنائیں گے عامر شاعر تھے۔ وہ سواری سے اتر پڑے اور حدی خوانی کرنے لگے۔

اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا　　وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

ترجمہ:۔ اے اللہ! اگر تیری ذات رحم نہ فرماتی تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَکَ مَا اقْتَفَیْنَا　　وَ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّا قَیْنَا

ترجمہ:۔ ہمیں بخش، تجھ پر قربان اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''یہ حدی خوان کون ہے'' لوگوں نے عرض کیا عامر ہے'' فرمایا'' اللہ اس پر رحم فرمائے'' راوی کہتے ہیں کہ جس شخص کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایسے کلمات فرمائے وہ ضرور شہید ہوا اس دعا کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ علیہ السلام نے ہمیں عامر سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا؟

(19) خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علامہ مکی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں لکھتے ہیں۔ ''حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہیں جنہیں مشرکین نے اوائل اسلام میں شدید اذیتوں سے دوچار کیا، وہ اپنے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھ پر تکلیف کا ایسا موقع آیا کہ مشرکوں نے آگ جلا کر میری پیٹھ پر انگارے رکھ دیئے جنہوں نے میری پیٹھ کی چربی پگھلا دی۔

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آہن گری کا کام کرتے تھے انہیں ایام جاہلیت میں قیدی بنایا گیا تھا اور ایک عورت اُم انمار نے انہیں خرید لیا جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان کی مالکہ انہیں سخت اذیت دیتی، وہ لوہا گرم کر کے ان کے سر پر رکھ دیتی جس کی وجہ سے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی ''اے اللہ! خباب کی مدد فرما'' چنانچہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مالکہ کو سر میں تکلیف ہوئی تو وہ کتے کی طرح بھونکتی تھی اسے کہا گیا کہ سر کو داغ لگوا لے، تو اس نے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوہا گرم کر کے اسکے سر کو داغ ڈالا۔

(20) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری شریف میں حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے خادم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمایئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَا لَہٗ وَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا اٰتَیْتَہٗ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! انس کو کثرت سے مال واولاد عطا کر اور جو کچھ تو نے اس کو دیا ہے اس میں برکت دے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 93ھ) فرماتے ہیں، اللہ کی قسم! میرے پاس اب کثرت کے ساتھ مال ہے اور اب میرے بیٹوں، پوتوں کی تعداد سو سے بڑھ گئی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ کسی اور کو اتنی خوشحالی نصیب ہوئی ہے جتنی مجھے ملی ہے میں نے اپنے ہاتھوں سو بیٹے دفن کئے ہیں میں نہیں کہتا کہ وہ ساقط بچے ہیں یا پوتے ہیں۔ روایت میں آیا ہے کہ طاعون جارف میں ان کے ستر (70) بیٹے فوت ہوئے۔

ابن سعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے لئے دعا فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَطِلْ عُمْرَہٗ وَاغْفِرْ لَہٗ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! انس کے مال اولاد کو بڑھا ان کی عمر دراز کر اور انہیں بخش دے۔"

وہ فرماتے ہیں، بخدا! میں نے اپنی صلبی اولاد کو اپنے ہاتھوں دفن کیا ہے اور میرا پھل سال میں دو بار ہوتا ہے، میں اس قدر جیا ہوں کہ اب زندگی سے تھک گیا ہوں، رہی چوتھی دعا کی قبولیت تو اس کی بھی مجھے امید ہے۔ بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ننانوے (99) برس عمر پائی۔ اکثر اہل سیر نے عمر 103 سال بیان کی ہے ترمذی اور بیہقی حضرت ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس کا ایک باغ تھا جو سال میں دو بار پھل دیتا تھا اس باغ میں ریحان کا پھول تھا جو کستوری کی خوشبو دیتا تھا۔

(21) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شب غزوۂ احزاب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے، رات انتہائی ٹھنڈی تھی تیز آندھی چل رہی تھی، اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "کون ہے جو مجھے دشمن کی فوج کی خبر لا دے؟ اسے میرے ساتھ جنت میں رفاقت کی بشارت ہے" مگر ہم میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دوسری بار پھر تیسری بار یہی ارشاد فرمایا: پھر فرمایا "حذیفہ اٹھو اور جا کر دشمن کی خبر لاؤ" پس میں اٹھ کر چل دیا یوں معلوم ہوتا تھا گویا موت کے مراحل طے کر رہا ہوں پھر واپس آیا تو

یہی حالت تھی جب اپنے فریضہ سے فارغ ہوا تو مجھے شدید سردی لاحق ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن الیمان حسیل بن جابر بن عمرو بن ربیعہ بن فرودہ بن حارث بن مازن بن قطیعہ بن عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان۔ قبیلہ غطفان التوفی 36ھ مدائن دارالحکومت کسریٰ فارس۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 100 سے زیادہ احادیث مروی ہیں) کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ علیہ السلام! میں تو صرف آپ علیہ السلام کی پاس خاطر کے لئے اٹھا ہوں ورنہ ٹھنڈ بہت سخت ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا "چلو، دشمن کی فوج میں ایک زبردست واقعہ رونما ہونے والا ہے جا کر خبر لے آؤ آپ کو سردی گرمی کا کوئی اثر نہیں ہوگا" ۔ وہ فرماتے ہیں میں انتہائی ڈرپوک اور سردی محسوس کرنے والا شخص ہوں جب میں روانہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی "اے اللہ! حذیفہ کو آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اوپر سے نیچے سے محفوظ رکھ" فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اللہ نے میرے سینے سے خوف اور بدن سے سردی کا اثر زائل کر دیا، اسکے بعد میں دشمن کی فوج میں گھس گیا۔ لوگ اس وقت کہہ رہے تھے کوچ کرو، کوچ کرو، اب یہاں ٹھہرنے کی کوئی صورت نہیں اس وقت ان کے لشکر میں تیز آندھی پورے عروج پر تھی جو ایک بالشت بھران کے لشکر سے تجاوز نہ کر رہی تھی، بخدا میں ان کے پڑاؤ میں پتھروں کے گرنے کی آوازیں سن رہا تھا اور تیز ہوا انہیں سخت نقصان پہنچا رہی تھی، پھر میں لوٹ آیا جب آدھا راستہ طے ہوا تو مجھے بیس عمامہ پوش سوار ملے اور کہا: کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کی خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست فاش دے دی ہے۔ چنانچہ میں واپس آ گیا، ساتھ ہی مجھے ٹھنڈک لگنے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا اور میں تھر تھر کانپنے لگا ۔ اللہ تعالیٰ نے اسی واقعہ کے ضمن میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ الاحزاب آیت 9۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
بَصِيرًا ﴿٩﴾

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے"۔

بیہقی نے جو روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ سخت آندھی نے کفار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ان کے ساز و سامان کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ خبر لیکر ایک گھوڑا سوار دستے کے پاس سے گزرے تو اس دستے میں سے دو گھڑ سواروں نے آگے بڑھ کر کہا، جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیبی لشکروں اور ہوا کے ذریعے کفایت فرما کر کفار کو شکست دی ہے۔

(22) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی دلائل میں لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے

دعا فرمائی ''اللہ تمہارے چہرے کو فلاح و کامرانی سے ہمکنار کرے اور بالوں اور جسم میں برکت عطا کرے'' چنانچہ جب ستر (70) سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا تو تروتازگی اور قوت میں پندرہ سال کے لگتے تھے نہ ان کا بدن متغیر ہوا تھا نہ بالوں میں سفیدی آئی تھی۔

(23) محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن اسحاق، حاکم و بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ مرحب خیبر کے قلعے سے نکلا اور مبارزت کرتے ہوئے کہنے لگا کون ہے جو مقابلے میں آئے؟ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر کہا میں ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اٹھ کر مقابلہ کرو'' پھر دعا مانگی ''اے اللہ! محمد بن مسلمہ کی مرحب کے مقابلہ میں مدد فرما'' چنانچہ انہوں نے نکل کر مرحب کو قتل کر دیا۔

(24) ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی و ابو یعلیٰ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک غزوہ کے لئے تیار ہوئے تو میں نے آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میرے لئے شہادت کی دعا فرمایئے تو آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔

''اَللّٰھُمَّ سَلِّمْھُمْ وَ غَنِّمْھُمْ''

ترجمہ:۔ اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا کر۔

چنانچہ ہم نے غزوہ میں شمولیت اختیار کی تو اس میں سلامت رہے اور غنیمت بھی حاصل کی۔

(25) عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابونعیم واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم غزوہ تبوک کی طرف نکلے تو میں نے عرض کیا میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے اللہ! میں عبداللہ کا خون کفار پر حرام ٹھہراتا ہوں۔'' پھر فرمایا ''تم جب راہ خدا میں نکلو گے، تو تمہیں بخار ہو جائے گا اور اسی بخار سے تمہاری شہادت ہو گی'' چنانچہ جب وہ تبوک پہنچے اور کئی روز وہاں اقامت گزیں رہے تو بخار کے باعث عبداللہ کا وصال ہو گیا۔

(26) ثابت بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی و ابن مندہ حضرت ابن عائذ سے مروی ہیں کہ ثابت بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میرے پاؤں میں لنگ ہے زمین پر نہیں لگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی جس سے میرا لنگ جاتا رہا یہاں تک کہ دوسرے پاؤں کے برابر ہو گیا۔

(27) ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی میں سلیمان بن صرو سے روایت ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس دو آدمیوں کو لائے جن کے درمیان قرأت قرآن کا اختلاف تھا ان میں سے ہر ایک کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قرآن پڑھایا ہے آپ علیہ السلام نے سن کر فرمایا ''تم دونوں صحیح کہتے ہو۔'' ابی کہتے ہیں کہ میرے دل میں اتنا زیادہ شک پیدا ہوا کہ اتنا ایام جاہلیت میں بھی نہ ہوا تھا، یہ حالت دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے سینہ پر اپنا دست اقدس مارا اور دعا مانگی۔

''اے اللہ! اس کے سینہ سے شیطان دور فرما۔''

اس سے میں پسینے میں شرابور ہو گیا، یوں معلوم ہوتا تھا گویا خوف کی وجہ سے میری نگاہیں تجلیات ربانی پر جمی ہیں۔

(28) ثعلبہ بن حاطب

ماوردی، ابن شاہین، ابن سکن اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال اولاد سے نوازے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے ثعلبہ! تم پر افسوس! تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کرسکو اس بکثرت مال سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا کرنے سے قاصر رہو'' مگر وہ نہ مانا اور دعا کے لئے اصرار کرتا رہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم پر افسوس، ثعلبہ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم میری طرح مال و دولت سے بے نیاز رہو۔ میں اگر چاہتا تو میرا پروردگار ان پہاڑوں کو سونا بنا کر میرے ساتھ چلاتا'' مگر اس نے وہی رٹ لگائی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے مال و اولاد عطا کرے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ علیہ السلام کو برحق نبی مبعوث فرمایا! اگر اللہ نے مجھے مال و دولت سے نوازا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ادا کروں گا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسکے لئے دعا فرمائی اس نے چند بکریاں خریدیں جن میں اتنی برکت ہوئی کہ وہ کیڑوں مکوڑوں کی طرح پھیلیں یہاں تک کہ مدینہ منورہ کی فضا ان کے لئے تنگ ہو گئی پھر وہ ریوڑ لے کر شہر سے باہر چلا گیا، شروع شروع میں دن کی نماز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں پڑھتا، رات کو آنہ سکتا تھا، پھر دن، رات غیر حاضر رہنے لگا۔ صرف جمعہ کی نماز نصیب ہوتی، پھر ریوڑ میں اضافہ ہو گیا تو اور دور چلا گیا اب نہ جمعہ کے لئے حاضر ہوتا نہ عید کی نماز میں شامل ہو سکتا، یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ثعلبہ بن حاطب کی بربادی'' پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو صدقات وصول کرنے کا حکم دیا تو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دو عامل وصولی کے لئے بھیجے جنہیں اونٹوں اور بکریوں کے نصاب کی تحریری دستاویز دی نیز انہیں حکم دیا کہ وہ ثعلبہ کے پاس بھی جائیں۔ چنانچہ وہ دونوں عامل روانہ ہوئے اور ثعلبہ کے پاس پہنچ کر اس سے صدقہ طلب کیا، اس نے کہا: یہ دستاویز دکھایئے پھر اس دستاویز میں دیکھ کر کہنے لگا یہ تو جزیہ ہے آپ دونوں چلے جائیں فارغ ہونے کے بعد آنا، بعدازاں جب دونوں عامل فارغ ہو کر اسکے پاس آئے تو اس نے کہا: یہ تو جزیہ ہے مجھے سوچنے کا موقع دیجئے پس وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ مدینہ شریف آ گئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر ان پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل اس کے کہ وہ کچھ بیان کریں، فرمایا:

ویح ثعلبه بن حاطب ''ثعلبہ بن حاطب ہلاک ہو گیا''۔

اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ تین آیات نازل فرمائیں۔ سورۃ توبہ آیات 75، 76، 77

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ
اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝
فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝
فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا
اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ ''اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اسکے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔''

ثعلبہ کو جب ان آیات کے نزول کی خبر ملی تو صدقہ لیکر حاضر خدمت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے'' یہ ارشاد سن کر وہ رونے لگا اور سر پر خاک ڈالنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' یہ تمہاری اپنی کارستانی ہے۔ میں نے تم کو حکم دیا مگر تم نے نہیں مانا'' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے صدقہ قبول نہ فرمایا نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس کا صدقہ قبول فرمایا یہاں تک کہ وہ عہد عثمانی میں ہلاک ہو گیا۔

(29) حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی کے دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ام ولد بیان کرتی ہیں میں نے اپنے آقا عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کونسی بات یاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں پانچ یا چھ سال کا بچہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی گود میں بٹھا کر مجھے اور میری اولاد

کے لئے برکت کی دعا دی، وہ ام ولد کہتی ہیں کہ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس برکت کی وجہ سے ہم پر بڑھاپا نہیں آتا۔

(30) حضرت مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

ابن عساکر حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ ان کے اسی (80) نرینہ بچے پیدا ہوئے۔

(31) حضرت بشر بن معاویہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ

البدایہ والنہایہ میں حضرت عامر بکائی کہتے ہیں کہ سن نو (9) ہجری کو بنو بکاء کا ایک وفد جو معاویہ بن ثور، ان کے بیٹے بشر، نجیع بن عبداللہ اور ایک غلام عمرو پر مشتمل تھا، بارگاہ رسالت علیہ السلام میں آیا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

"یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی اَتَبَرَّکُ بِمُسِّکَ فَامْسَحْ وَجْہَ اِبْنِی بَشْرٍ"

ترجمہ:۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آپ (علیہ السلام) کے مس کرنے سے برکت حاصل کرتا ہوں، از راہ کرم میرے بیٹے بشر کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیر دیجئے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بشر کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور انہیں خاکستری رنگ کی بکریاں عطا فرمائیں اور ان بکریوں پر دعائے برکت فرمائی، راوی بیان کرتے ہیں کہ بنی بکاء پر اکثر قحط سالی آتی تھی مگر بشر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھرانا اس مصیبت سے محفوظ رہتا تھا محمد بن بشر بن معاویہ نے اس سلسلہ میں یہ اشعار کہے۔

وَاَبِیْ الَّذِیْ مَسَحَ الرَّسُوْلَ بِرَاْسِہٖ
ودعالَہٗ بِالْخَیْرِ وَالْبَرَکَاتِ
اَعْطَاہُ اَحْمَدَ اِذْ اَتَاہُ اَعْنُزًا
عَفَرًا نَوَاجِلَ لَسْنَ بِاللَّجْبَاتِ
یَمْلَانِ وَفْدَالْحَیِّ کُنْ عَشِیَّۃٍ
وَیَعُوْدُ ذَاکَ الْمَلِیُّ بِالْغَدَوَاتِ
بُوْرِکْنَ مِنْ مَّنَحٍ وَبُوْرِکَ
مَانِحًا وَعَلَیْہِ مِنِّیْ مَا حَیِّیْتُ صَلَاتِیْ

ترجمہ:۔ میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دست مبارک پھیرا اور اسے خیر و برکات کی دعا دی جب وہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا تو آپ علیہ السلام نے اسے خاکستری بکریاں عطا فرمائیں،

عمدہ نسل کی جن کا دودھ کم نہ تھا ہر شام قبیلے میں آنے والے وفد کو برتن بھر کر دودھ دیتی تھیں یونہی صبح کے وقت برتن لبا لب بھر دیتیں وہ بابرکت عطیہ ہے اور دینے والا بھی بابرکت ہے جب تک میں زندہ رہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات پر میرا درود وسلام ہو۔

(32) حضرت عروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو نعیم و بیہقی حضرت عروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے لئے کاروبار میں برکت کی دعا کی، اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو انہیں اس میں نفع ہوتا۔ ایک اور روایت میں ہے وہ کہتے ہیں کہ میں کناسہ (بصرہ کا ایک مقام) میں کھڑا ہوتا تو چالیس ہزار لیکر گھر لوٹتا۔

(33) حضرت ضمرہ بن ثعلبہ بہزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طبرانی ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میرے لئے شہادت کی دعا فرمایئے، تو آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے اللہ! میں ابن ثعلبہ کا خون کفار پر حرام قرار دیتا ہوں'' چنانچہ اسکے بعد وہ ایک زمانہ زندہ رہے، وہ دشمن پر حملہ کرتے اور ان کی صفیں چیر کر واپس آجاتے تھے۔

(34) حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری شریف میں ابوعقیل سے روایت ہے کہ وہ اپنے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اشیائے خورد ونوش خریدنے کے لئے بازار جاتے تھے راستے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملتے تو فرماتے ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کرلو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی ہے چنانچہ وہ انہیں اپنے ساتھ شریک کر لیتے بعض اوقات انہیں اتنا منافع ملتا کہ وہ بارشتر جو وہ بازار میں لے کر جاتے سارے کا سارا منافع کی صورت میں گھر بھیجتے۔

(35) حضرت ابوبسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو نعیم، عبدالبر، طبرانی حضرت بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ بارگاہ رسالت میں آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی، اسی دعا کی برکت ہے کہ ان کی ساری اولاد آج تک شان وشرف کے ساتھ رہ رہی ہے۔ امام سیوطی کی خصائص الکبریٰ میں اسی طرح ہے جبکہ امام اثیر کی اسد الغابہ میں ہے کہ ابوبسرہ یزید بن مالک جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

نے پوچھا "تمہارے بیٹے کتنے ہیں" عرض کیا حارث بسرہ اور عبدالعزیٰ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبدالعزیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھا پھر یزید اور اس کے تمام بیٹوں کے لئے دعا فرمائی۔

(36) حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہجرت کے سفر میں کفار مکہ ہماری تلاش میں نکلے مگر ان میں سے کوئی ہم تک نہ پہنچ سکا سوائے سراقہ بن مالک کے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ تلاش کرنے والے تو آ پہنچے ہیں۔ فرمایا "فکر نہ کریں خدا ہمارے ساتھ ہے۔" جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی" اے اللہ! تو ہماری طرف سے اس کی کفایت فرما جیسے تیری مرضی ہو" پس سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مجھے پتہ ہے کہ یہ آپ (علیہ السلام) کا عمل ہے، دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے۔ بخدا! میں پیچھے آنے والوں کو آپ (علیہ السلام) کے بارے میں اندھیرے میں رکھوں گا تو رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی جس سے اس کی مصیبت ٹل گئی اور وہ لوٹ کر واپس چلا گیا۔

ابن سعد اور بیہقی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوٹ کر دیکھا تو ایک گھوڑا سوار ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک شہسوار ہم تک پہنچا چکا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا مانگی "اے اللہ! اسے گھوڑے پر سے پچھاڑ دے، پس وہ گھوڑے سے گر گیا اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! جو چاہیں آپ علیہ السلام مجھے حکم دیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا "تم یہاں ٹھہر و کسی کو ہم تک آنے نہ دو"۔ خدا کی شان سراقہ صبح کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابلہ میں کوشاں تھا اور شام کے وقت آپ علیہ السلام کے دفاع میں ہتھیار بند، علامہ سید زینی دحلان مکی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں لکھتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سفر ہجرت پر نکلے تو راستہ میں سراقہ بن مالک نے ان سے تعرض کیا، بعدازاں سراقہ نے اسلام قبول کر لیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس تعرض کا سبب وہ ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں کفار قریش کے پیام برآئے اور بتایا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے یا گرفتار کر کے لانے کا انعام مقرر کیا ہے جو کہ دیت یعنی سو اونٹ کے برابر ہوگا میں اپنی قوم بنی مدلج کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص ہمارے پاس آکر کہنے لگا اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل کے راستہ پر چند آدمی دیکھے ہیں میرا گمان ہے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلّم) اوران کے ساتھی ہیں، میں سمجھ گیا کہ وہ آدمی فی الواقع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اوران کے ساتھی ہی ہیں مگر میں نے کہا: کہ وہ نہیں ہیں بلکہ وہ فلاں فلاں آدمی ہیں جو ابھی ابھی ہماری نظروں کے سامنے گزرے ہیں کچھ دیر میں نے توقف کیا پھر اٹھ کر گھر چلا گیا اور اپنی کنیز کو حکم دیا کہ میرا گھوڑا باہر ٹیلے کے پیچھے لے جائے اور میرا انتظار کرے، میں نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کے پچھواڑے سے باہر آیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سراقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ہمارا تعاقب کیا اس وقت ہم ایک سخت زمین میں تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارا تعاقب کرنیوالا ہمارے نزدیک آ گیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ''غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار پیچھے دیکھ رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سراقہ اور قریب آ گیا اور ہمارے اور اسکے درمیان دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تعاقب کرنے والا بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''پھر اشکبار ہونے کی کیا وجہ ہے'' میں نے عرض کیا رب ذوالجلال کی قسم! میں اپنے لئے نہیں رو رہا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیلئے آنسو نکل آئے ہیں، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زبان اقدس سے یہ دعا نکلی۔

''اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ بِمَا شِئْتَ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! جس طرح تیری مرضی ہو ہمیں اس کے شر سے محفوظ رکھ۔''

بس اسی وقت گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے حتّٰی کہ گھوڑا گھٹنوں تک بلکہ ایک روایت کے مطابق پیٹ تک زمین میں دھنس گیا تو سراقہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے امان طلب کی۔ بعض تفاسیر میں یہ منقول ہے کہ سراقہ نے سات بار اللہ سے عہد کیا مگر ہر بار عہد شکنی کی وہ جب بھی عہد توڑتا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس جاتے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سراقہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب آیا تو چلا کر کہنے لگا، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) آج آپ (علیہ السلام) کو مجھ سے کون بچائے گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھے وہی بچائے گا جو جبار واحد قہار ہے۔'' اسی اثناء میں جبریل امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زمین پر اتر آئے اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے زمین آپ (علیہ السلام) کے تابع فرمان کر دی ہے جو جی چاہے اس کو حکم دیجئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے زمین! سراقہ کو پکڑ لے'' چنانچہ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے قدم گھٹنوں تک پکڑ لئے۔ اس نے گھوڑے کو چلانے کی کوشش کی مگر اس نے ذرا حرکت نہ کی۔ یہ حالت دیکھ کر سراقہ نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میں آپ علیہ السلام سے امان طلب کرتا ہوں اگر آپ علیہ السلام نے مجھے بچا لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معاون ہوں گا، آپ علیہ السلام کے خلاف نہ

ہوں گا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے زمین کو حکم دیا "اے زمین اسے چھوڑ دے" تو اس نے اسی وقت اسکے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ پھر جب سراقہ مایوس ہو گیا اور اس معجزے کا مشاہدہ کر لیا تو کہا میں سراقہ ہوں مجھے بات کرنے کا موقع عطا فرمایئے، بخدا! میری طرف سے آپ علیہ السلام کو کوئی گزند نہ پہنچے گی میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ علیہ السلام نے مجھے بد دعا دی ہے للہ! اب میرے لئے دعا فرمایئے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں لوگوں کو آپ علیہ السلام کے تعاقب سے پھیر دوں گا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ سراقہ نے کہا: میں آپ علیہ السلام کے لئے نفع مند ثابت ہوں گا نقصان دہ نہیں، شاید میرے قبیلے کے لوگ میرے سوار ہو کر آنے سے پریشان ہوں لہٰذا میں ان کی طرف لوٹ کر جاتا ہوں اور انہیں واپس پھیرتا ہوں، میری اس درخواست پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھہر گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے لئے دعا فرمائی، پھر میں گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں کے پاس آیا اور جس حالت میں میں گرفتار ہوا اس سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا دین ضرور غالب ہوگا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کفار کے منصوبے اور انعام کے لالچ کے بارے میں آگاہ کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سراقہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے وعدہ کیا کہ وہ آپ علیہ السلام سے جنگ نہیں کرے گا نہ آپ علیہ السلام کے بارے میں کفار کو آگاہ کرے گا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معاملہ صیغہ راز میں رکھے گا۔

سراقہ کا بیان ہے کہ میں نے زادِ راہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا مگر آپ علیہ السلام نے یہ پیشکش قبول نہ کی، میں نے عرض کیا یہ میرا ترکش ہے اس سے کچھ تیر لے لیجئے۔ آپ علیہ السلام میرے ریوڑ اور اونٹوں کے پاس سے گزریں گے تو اُن سے حسبِ ضرورت لے لینا، آپ علیہ السلام نے فرمایا "نہیں ہمیں آپ کے اونٹ کی ضرورت نہیں"

ایک روایت میں ہے کہ سراقہ نے زادِ راہ اور مال و متاع پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "سراقہ جب تمہیں اسلام کی رغبت نہیں تو مجھے تمہارے اونٹ اور مویشیوں کی ضرورت نہیں" سراقہ نے کہا: میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ علیہ السلام کا دین جہان بھر میں غالب ہوگا اور آپ علیہ السلام لوگوں کی گردنوں کے مالک بنیں گے پس مجھے پیمان دیجئے کہ جب میں آپ علیہ السلام کے زمانہ اقتدار میں حاضر ہوں تو آپ علیہ السلام میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو اس نے ایک نوازش نامہ لکھ دیا۔

بعد ازاں جب سراقہ لوٹ کر مکہ مکرمہ آیا تو لوگ اسکے پاس جمع ہو گئے اس نے بتایا کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو نہیں دیکھا، مگر ابو جہل کے بار بار اصرار پر اس نے اعتراف کیا اور سارا ماجرا بیان کر دیا جس کی وجہ

سے ابوجہل نے سراقہ کو لعن طعن کی، اسی بارے میں سراقہ نے یہ اشعار پڑھے۔

اَبَا حَکَم وَاللّاتِ لَوْ کُنْتَ شٰھِدًا.

لِاَمْرٍ، جَوَادِیْ اِذْ تَسِیْخُ قَوَائِمُہٗ

عَلِمْتَ وَمْ تُشَکِّکُ بِاَنَّ مُحَمَّدًا

رَسُوْل بِبُرْھَانٍ فَمَنْ ذَائِیقَا وِمُہٗ

عَلَیْکَ فَکُفِّ الْقَوْمَ عَنْہُ فَاِنَّنِیْ

اَرَیٰ اَمْر.ہ یَوْمًا سَتَبْدُوْا مَعَالِمُہٗ

ترجمہ:۔ اے ابوجہل! لات کی قسم! اگر تو میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنسنے کا واقعہ دیکھتا تو تجھے یقین ہو جاتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ کے رسول ہیں جن کے پاس برہان ہے پس کون انکا مقابلہ کرسکتا ہے؟ تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنی قوم کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مخالفت سے باز رکھے، میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن ان کے دین کے جھنڈے بلند ہوں گے۔

(37) حضرت بکیر (بکر) بن شداخ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

البدایہ والنہایہ میں حضرت عبدالملک بن یعلی لیثی سے منقول ہے کہ بکر بن شداخ بچپن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خدمت گزار تھے جب بالغ ہو گئے تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں آپ علیہ السلام کے کاشانہ اقدس میں جایا کرتا تھا اب میں بالغ ہوگیا ہوں یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''اے اللہ! بکر کی بات سچ ثابت فرما اور اسے کامیابی نصیب فرما'' بعدازاں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد حکومت آیا تو ایک دن بکر حاضر خدمت ہوئے۔ اسی دن ایک یہودی قتل ہوگیا تھا یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت گراں گزرا، پریشان ہوکر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: لوگو! اللہ نے مجھے حکومت وخلافت اس لئے نہیں عطا فرمائی کہ لوگ قتل ہوں میں اللہ کا خوف دلا کر کہتا ہوں کہ کسی شخص کو اس کے قاتل کا علم ہو تو وہ مجھے بتادے، تو بکر بن شداخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر کہا اے امیر المومنین! میں نے اس یہودی کو قتل کیا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ اکبر! اس کا خون بہا ادا کیا جائے اب چھٹکارے کی یہی تدبیر ہے۔
بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا امیر المومنین ایک شخص غزوہ میں شمولیت کے لئے نکلا اور اپنے اہل وعیال کی نگرانی مجھے سونپ گیا، چنانچہ میں اس کے گھر کے دروازے پر پہنچا تو یہ یہودی اسکے گھر کے اندر موجود تھا اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

وَاَشْعَثَ غَرَّۃُ الْاِسْلَامِ

حَتّٰی خَلَوْتُ بِعِرْسِہٖ لَیْلَ التَّمَامِ

اَبِیْتَ عَلٰی تَرائِبِھَا وَیُمْسِیْ
عَلٰی قَوْدِ الْاَعِنَّۃِ وَالْحَزَام

ترجمہ:۔ وہ پراگندہ حال شخص جسے اسلام نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے میں نے ساری رات اس کی بیوی کے ساتھ شب باشی کی، میں اسکی بیوی کے سینے پر رات بسر کرتا ہوں جبکہ وہ دن بھر گھوڑے کی لگام اور تنگ پر سوار رہتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اس بات کو سچا سمجھا اور یہودی کا خون رائیگاں ٹھہرا دیا، یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کا نتیجہ تھا۔

(38) قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت مخرمتہ

قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت مخرمتہ بیان کرتی ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس وقت اکڑوں بیٹھے تھے۔ میں نے آپ علیہ السلام کے بیٹھنے کا یہ انداز دیکھا تو لرزہ براندام ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ایک ہم نشین نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بے چاری کانپنے لگی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے بن دیکھے فرمایا (میں پشت مبارک کی طرف تھی)۔

"یَا مِسْکِیْنَۃُ عَلَیْکَ السَّکِیْنَۃَ" "اے مسکینہ! تجھ پر سکینت اترے"

جب آپ علیہ السلام کی زبان اقدس سے یہ کلمات نکلے تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل کا سارا خوف زائل فرمادیا۔

(39) اُم قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بخاری ادب میں اور امام نسائی سنن میں حضرت اُم قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں، کہ میرا بیٹا فوت ہوگیا تو میں جزع فزع کرنے لگی میں نے غسل دینے والے کو کہا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا، ٹھنڈے پانی سے تو وہ مرجائے گا۔ عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسکرا پڑے پھر فرمایا "اللہ اُم قیس کی عمر دراز کرے" چنانچہ اُم قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی لمبی عمر پائی کہ کسی عورت کو ان کی عمر کا اندازہ نہ تھا۔

(40) حضرت نابغتہ کے لئے دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

ابونعیم اور بیہقی حضرت یعلی بن اشدق سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نابغہ بن جعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہوئے سنا "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شعر سنایا تو آپ علیہ السلام کو بہت پسند آیا، پھر دعا فرمائی "اللہ تمہارے منہ کو سلامت رکھے" یعلی کا بیان ہے کہ میں نے نابغہ کو سو سال سے زیادہ عمر کا دیکھا مگر ان کا ایک دانت بھی نہ

ٹوٹا تھا۔اس نے ایک سو بیس یا ایک سو چالیس سال عمر پائی۔

(41) حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قاضی عیاض نے شفاء شریف میں ذکر فرمایا: کہ رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کی عمر اور صحت میں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ اسّی سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی مگر ان پر بڑھاپے کے اثرات نہ تھے۔

(42) ذی قار کی جنگ میں اہل فارس

حافظ جلال الدین سیوطی خصائص الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ آمدی کی شرح دیوان اعشیٰ میں یہ واقعہ تحریر ہے کہ ذی قار کی جنگ بعثت نبوی علیہ السلام کے بعد ہوئی اور بنو بکر کی اہل فارس کے ساتھ لڑائی کا منظر جبریل امین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو دکھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا مانگی ''اے اللہ! بکر بن وائل کی امداد فرما''، یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دو بار مانگی، تیسری بار یہ دعا کرنا چاہتے تھے کہ اللہ کی نصرت و مدد ہمیشہ ان کے شامل حال رہے تو جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی ہے جب آپ علیہ السلام ان کے لئے دائمی نصرت کی دعا کریں گے تو وہ دعا ان کے ساتھ قائم نہ رہے گی جس کا ایک سبب ظاہر ہوگا پس جب اہل فارس نے شکست کھائی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خوشی سے مسکرا پڑے اور فرمایا ''یہ پہلا دن ہے کہ اہل عرب نے عجمیوں سے بدلا لیا ہے اور انہیں یہ نصرت و کامرانی میری ذات کے تصدق میں ملی ہے۔''

(43) مدینہ طیبہ سے وباء، بخار اور طاعون کا دفعیہ

بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے یہ شہر بیماریوں اور وباؤں کا مرکز تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی ''اے اللہ! مدینہ شریف کو ہمارے لئے اسطرح محبوب بنادے جس طرح مکہ مکرمہ ہمارے لئے محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب نیز اس کی آب وہوا درست کردے۔ اے اللہ! اسکے پیمانوں میں برکت دے اور اسکے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کردے''

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ہشام بن عروہ سے بیان کیا ہے کہ ایام جاہلیت میں مدینہ منورہ کی وباء بڑی مشہور و معروف تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی ''اے اللہ! اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کردے'' چنانچہ جحفہ میں جو بچہ پیدا ہوتا وہ بالغ ہونے سے پہلے اس بخار کا ضرور شکار ہوتا تھا۔

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

نے فرمایا ''بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم ٹھہرایا تو میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں میں نے اس کے مد وصاع میں برکت کی دعا کی ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے کی تھی''

بخاری تاریخ میں عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے اللہ! میں تجھ سے اہل مدینہ کے لئے وہی بھلائیاں طلب کرتا ہوں جو مکہ والوں کو عطا کی ہیں'' حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کا مد اور صاع جو کام کرتا ہے وہی مکہ مکرمہ کا مد وصاع کرتا ہے۔

(44) کتیبہ کے لئے دعا

ابن سعد حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد خلافت (99ھ تا 101ھ) میں میری طرف لکھا کہ کتیبہ کے بارے میں تحقیق کر کے بھیجو آیا یہ خمس میں سے تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے مخصوص تھا چنانچہ میں نے عمرو بنت عبدالرحمٰن سے اس کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بنی حقیق کے ساتھ مصالحت فرمائی تو قلعہ نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کئے، کتیبہ بھی اسی کا ایک جز تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان پر قرعہ اندازی فرمائی اور دعا مانگی، اے اللہ! اپنا حصہ کتیبہ کو ٹھہرا، چنانچہ پہلا حصہ جو نکلا اس پر لکھا تھا۔

للہ علی الکتیبہ ''کتیبہ سہم خداوندی ہے''۔

پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خمس ہوا، دوسرے دو سہم بے علامت رکھے گئے جنہیں مسلمانوں کے لئے اٹھارہ حصوں میں بانٹ دیا گیا۔ ابوبکر بن محمد کہتے ہیں، میں نے یہ بات تحقیق کر کے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ بھیجی۔

(45) قریش کا اوّل اور آخری حصہ

امام بخاری حضرت ابن ابی اسامہ، ابویعلی اور ابونعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی ''اے اللہ! جس طرح تو نے قریش کے اول حصے کو نکال (سزا) کا ذائقہ چکھایا اسی طرح اس کے آخری حصے کو جود وعطا کی لذت نصیب فرما''

یہ بات بہت واضح وظاہر ہے کہ اس کے بعد قریش نے جود وعطا کا بہت لطف اٹھایا اور ان کے ہاتھ پر بے شمار فتوحات ہوئیں۔

(46) اہل طائف

ابونعیم وبیہقی حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول رحمت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلّم نے طائف کا محاصرہ فرمایا تو ہمیں جنگ کی اجازت نہ عطا فرمائی، نہ ہمیں اس کی فتح یابی کا گمان تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کے خلاف اللہ کی بارگاہ میں دعا کیوں نہیں کرتے اور انکی طرف کیوں نہیں بڑھتے، شاید اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' ہمیں ان کے ساتھ ابھی جنگ کی اجازت نہیں ملی'' بعدازاں آپ علیہ السلام محاصرہ اٹھا کر واپس تشریف لے آئے۔ بوقت روانگی یہ دعا مانگی ''الٰہی انہیں ہدایت دے اور ہمیں ان کی ذمہ داری پوری کرنے کی توفیق دے'' چنانچہ رمضان شریف میں ان کا ایک وفد بارگاہ رسالت علیہ السلام میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرلیا۔

(47) تجیبی غلام

ابن سعد نے بیان کیا کہ بنو تجیب کا ایک وفد سن نو (9) ہجری کو بارگاہ رسالت میں باریاب ہوا، ان کے ساتھ ایک غلام بھی تھا، اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا ایک کام کر دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا'' کون سا کام'' عرض کیا میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے غنائے قلبی نصیب فرمائے'' پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی۔

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ واجعل غناہُ فِیْ قلْبِہٖ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! اسکو بخش دے اس پر رحم فرما اور اسے غنائے قلبی عطا فرما۔''

اس کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے اور اگلے سال منیٰ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ دوبارہ ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے اس غلام کے بارے میں پوچھا: تو انہوں نے عرض کیا ہم نے اس جیسا قناعت پسند شخص نہیں دیکھا۔

(48) متفرق امور

سیرت نگار رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار ثور میں داخل ہوئے اور مشرکین تعاقب میں تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی'' اے اللہ! ان کو قوت بصارت سے محروم کر تا کہ ہمیں نہ دیکھ سکیں'' چنانچہ وہ غار کے اندر جھانک کر نہ دیکھ سکے اور اسکے دائیں بائیں گھومنے لگے۔

بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی۔

''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّد قُوْتًا''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روزی بقدر گزران عطا کر''

بیہقی کہتے ہیں کہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو بقدر گزارہ ہی روزی دی گئی جس پر وہ صابر شاکر رہے۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک شخص کو مہمان ٹھہرایا اور ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کے پاس کھانے کا پیغام بھیجا مگر کسی کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی یہ حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا مانگی۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ فَاِنَّهٗ لَا یَمْلُکُھا اِلَّا اَنْتَ"
ترجمہ:۔ "اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا طلبگار رہوں کیونکہ تو ہی اس کا مالک ہے۔"

اسی اثناء میں کسی نے بھنی ہوئی بکری بطور ہدیہ بھیج دی، آپ علیہ السلام نے فرمایا "یہ ہے اللہ کا فضل، اب ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں"۔ حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ سب نے اس بھنی ہوئی بکری کو سیر ہو کر کھایا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "ہم نے اللہ سے اس کے فضل اور رحمت کا سوال کیا تھا، تو اس کا فضل تو مل گیا، رہی رحمت تو اس نے اسے اپنے پاس ذخیرہ کر لیا ہے"۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے بیٹھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو چھینک آئی تو اس یہودی نے کہا: یَرْحَمُکَ اللہ آپ علیہ السلام نے جواباً یہ دعا فرمائی۔ "ھَدَاکَ اللہ" "اللہ تمہیں ہدایت دے" پس وہ یہودی اس دعا کی برکت سے مسلمان ہو گیا۔

(49) پاکیزہ زندگی

احمد رحمۃ اللہ علیہ و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نوجوان شخص نے بارگاہ رسالت علیہ السلام میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے؟ اس کی اس جسارت پر لوگوں نے اسے لعن طعن کیا مگر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا: "میرے قریب آجاؤ" چنانچہ وہ قریب آگیا آپ علیہ السلام نے فرمایا "بیٹھ جاؤ" تو وہ بیٹھ گیا۔
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسکے سینہ پر دست اقدس رکھ کر دعا کی۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَھِّرْ قَلْبَهٗ وَاحْصِنْ فَرْجَهٗ"

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! اس کا گناہ معاف فرما، اس کے دل کو پاک کر دے اور اسکی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔''
راوی بیان کرتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اس نوجوان نے کبھی کسی کی طرف نگاہ بھر کر نہیں دیکھا۔
ابونعیم اور ابویعلیٰ کی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے پوچھا ''کیا تو اپنے شوہر سے بغض رکھتی ہے؟'' اس نے عرض کیا، ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرمایا ''تم دونوں اپنے سر میرے سامنے کرو''۔ پھر اس عورت کی پیشانی اس کے شوہر کی پیشانی پر رکھی اور دعا فرمائی ''اے اللہ! ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کر دے اور انہیں ایک دوسرے کا محبوب بنا دے'' بعدازاں وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا ''تمہارا اور تمہارے شوہر کا کیا حال ہے؟'' اس نے عرض کیا اب کوئی نیا پرانا مال اور کوئی اولاد مجھے اپنے شوہر سے زیادہ محبوب نہیں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں'' اس ارشاد پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے! ''میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں۔''

(50) ستر پوشی

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر چاہو تو صبر کرو۔ اس کا صلہ جنت ہے اور اگر چاہو تو میں تمہاری صحت یابی کی دعا کر دیتا ہوں'' کہنے لگی۔ میں صبر کرلوں گی۔ البتہ دوران مرگی میرا جسم برہنہ ہو جاتا ہے۔ بس یہ دعا فرما دیجئے کہ میرا ستر نہ کھلے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کیلئے ستر نہ کھلنے کی دعا فرمائی۔

(51) محدث کا شاداب چہرہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس شخص کا چہرہ تروتازہ رکھے جس نے میرا کلام سنا پھر اسے یاد کر کے اسی طرح آگے پہنچا دیا جس طرح سنا تھا'' علمائے کرام فرماتے ہیں، ہر محدث کا چہرہ اس دعا کی برکت سے شگفتہ وشاداب رہتا ہے۔

(52) عتیبہ بن ابی لہب

بیہقی اور ابونعیم بطریق ابونوفل بن ابوعقرب نقل کرتے ہیں کہ ابولہب کے بیٹے عتیبہ نے آ کر رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سب وشتم کیا۔تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ سلِّط عَلَیْہِ کَلْبًا"

ترجمہ: "اے اللہ اس پر ایک کتا مسلط فرما"

ابولہب شام سے اونی کپڑا لایا کرتا تھا اور اپنے بیٹے کو اپنے غلاموں اور کاروباری نمائندوں کے ہمراہ بھیجتا تھا وہ ان سے کہتا مجھے اپنے بیٹے کے خلاف محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی بد دعا کا خوف ہے۔تم اس کی خوب حفاظت کرو۔چنانچہ وہ جب کسی مقام پر پڑاؤ کرتے تو اسے دیوار کیساتھ لٹاتے اور اسے کپڑوں اور مال ومتاع سے ڈھک کر محفوظ کر دیتے۔ایک عرصہ تک یہی سلسلہ چلتا رہا،آخر کار ایک درندے نے اسے قتل کر دیا جب اس کے قتل کی خبر ابولہب کو پہنچی تو اس نے کہا: میں تم سے نہیں کہتا تھا،کہ مجھے اس کے خلاف محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی دعا کا خوف ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ عتیبہ بن ابی لہب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے گستاخی کی تو سرکار دوعالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس ظالم پر ایک درندہ مسلط کر دے" چنانچہ وہ قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ سفر شام پر روانہ ہوا۔یہاں تک کہ اہل قافلہ شام کے ایک مقام زرقاء پر اترے۔رات کے وقت ایک شیر آیا۔تو عتیبہ اسے دیکھ کر چلانے لگا۔ہائے بربادی! یہ تو وہی ہے یہ مجھے نگل جائے گا۔جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے مجھے بد دعا کی تھی۔مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے قتل کر ڈالا ہے۔حالانکہ وہ مکہ میں ہیں اور میں شام میں ہوں۔پورے قافلے میں سے شیر نے صرف اسی پر حملہ کیا اور اس کے سر کو چبا کر اسے قتل کر ڈالا۔

حبار بن اسود کی روایت میں ہے کہ ابولہب اور اس کے بیٹے عتیبہ نے شام کیلئے رخت سفر باندھا۔میں بھی ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوا۔عتیبہ کہنے لگا میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے پاس جا کر ضرور انہیں ان کے رب کے بارے میں اذیت دوں گا۔چنانچہ وہ بد بخت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آ کر کہنے لگا۔اے محمد!

"ھُو یکفُرُ بالَّذِیْ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدنٰی."

ترجمہ:۔ "وہ اس ذات کا انکار کرتا ہے جو قریب ہوا پھر اس کی تجلی نیچے آئی یہاں تک کہ دو قوسوں کے برابر یا اس سے زیادہ قریب ہو گیا۔"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زبان اقدس پر بد دعا کے یہ کلمات آئے۔

"اَللّٰھُمَّ ابْعَثْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِنْ کِلاَبِکَ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! اس پر اپنا کوئی کتا بھیج۔"

وہ لوٹ کر آیا تو اسکے باپ نے اس سے پوچھا: تو نے کیا کہا اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے اس کا کیا جواب دیا۔تو اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا سن کر ابولہب نے کہا: بیٹا بخدا! مجھے تم پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی

بددعا کا اندیشہ ہے۔

ابن اسود کا بیان ہے کہ ہم روانہ ہوئے تا آنکہ مقام شرات میں اترے، یہ مقام شیروں کی آماجگاہ ہے۔ ابولہب نے ہم سے کہا: تم میری عمر رسیدگی اور حق کو جانتے ہو اور یہ بھی تمہیں پتہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے بیٹے کو بددعا دی ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے دھڑکا لگا ہوا ہے تم اپنا سارا مال ومتاع اس عبادت گاہ کے پاس جمع کرو اور میرے بیٹے کے لئے بچھا دو پھر آس پاس اپنے بستر لگا لو۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا رات کے وقت ایک شیر آیا جس نے ہمارے منہ سونگھے۔ جب اپنا مقصود ہاتھ نہ آیا تو اچھل کر سامان کے اوپر آ گیا۔ پھر عتیبہ کا منہ سونگھ کر اسے چیر پھاڑ ڈالا اور چلا گیا۔ ابولہب کہنے لگا بخدا! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بددعا ٹلتی نہیں ہے۔

اس روایت کو ابن اسحاق اور ابونعیم نے دوسرے طریق سے محمد بن کعب قرظی وغیرہ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اس میں اضافہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل اشعار اسی واقعہ کے متعلق ہیں۔

سائل بنی اَشْقَر اِنْ جئْتَهُمْ
ماکَانَ اَنْبَاءُ اَبِیْ وَاسِع"
لا وَسَعَ اللهُ لَهُ قَبْرَهُ
بلْ ضَیِّقِ اللهُ عَلیٰ الْقَاطِع"
رَحِمِ بنیُ اجْدَادُهُ ثَابت
یدْعُوْ اِلیٰ نُوْرِ لَّهُ ساطِع"
اسْبلَ بِالْحَجر لتکْذِیْبِهٖ
دُوْن قُرَیْشِ نهزةُ الْفادعِ
فَاسْتَوْجبُ الدَّعْوة منْهُ بِمَا
بَیّن للنّاظر والسَّامعِ
اِذْسَلَّطُ اللهُ بِمَا کلْبَهُ
یمشِیُ الْهُوَیْنا مَشْیَّةُ الْخادِعِ
حتّٰی اَتَاهُ وَسْط اصْحابِهٖ
وَ قَد عَلَتهُمْ سُنَّة الْهَاجِعِ
فَالْتقَم الرّاسَ بیا فوّخه
وَالنحرَ منه فَغرة الْجَائع

ترجمہ:۔ "اگر تو بنی اشقر کے پاس آئے تو ان سے پوچھنا کہ ابی واسع کے بارے میں کیا خبریں ہیں اللہ تعالیٰ اسکی

قبر کو کشادہ نہ کرے بلکہ اسکی قبر تنگ کر دے کیونکہ وہ قاطع رحم ہے اپنے رشتہ داروں کا اور اس نبی کا جو اپنے بلند نور کی طرف دعوت دیتا ہے مقام حجر میں اس نے نبی کی تکذیب کرتے ہوئے زبان درازی کی پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایسی دعا ضروری تھی جو دیکھنے سننے والے کے لئے روشن دلیل بنے اللہ تعالیٰ نے ایک درندہ اس پر مسلط کر دیا جو اسکی طرف ایک حیلہ جو کی طرح نرم خرامی سے چل رہا تھا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس اس کے ساتھیوں کے درمیان آیا۔ اس وقت ان پر نیند کا شدید غلبہ تھا پس اس درندے نے اس کا سارا سر گلے سمیت چبالیا، بھوکے کا یہ انداز غفلت عجیب ہے"۔

(53) نوفل بن خویلد

امام زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے غزوۂ بدر کے دن دعا مانگی "اے اللہ! میری طرف سے نوفل بن خویلد کو کافی ہو" پھر فرمایا "نوفل کی خبر کس کے پاس ہے" حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نعرہ تکبیر بلند کیا پھر فرمایا "سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے میری دعا قبول فرمائی۔"

ایک اور روایت میں ہے جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو نوفل نے بلند آواز میں صدا دی۔ اے معشر قریش! آج ہماری عظمت و سربلندی کا دن ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کی۔ "اے اللہ! تو میری طرف سے اس کو کافی ہو جا۔"

(54) ابن قمیہ اور عتبہ بن ابی وقاص

علامہ دحلان کی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں ہے۔

"جب غزوہ اُحد کا کارزار گرم ہوا تو عبداللہ بن قمیہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف تیر پھینک کر کہا: لو یہ تیر! میں عبداللہ بن قمیہ ہوں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے چہرہ انور سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا:

"اَقْمَاکَ اللہ" ترجمہ:۔ "اللہ تجھے ذلیل کرے"

چنانچہ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی بیل مسلط کر دیا جس نے اسکے ساتھ سر ٹکرا ٹکرا کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے یہ اس کی ذلت و رسوائی کی انتہا تھی۔

عبدالرزاق بحوالہ مقسم روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عتبہ بن ابی وقاص کو بددعا دی جس وقت اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دانت شہید کئے اور چہرہ انور زخمی کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اے اللہ! اس پر سال گزرنے نہ پائے کہ یہ حالت کفر میں مرجائے" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک سال کے اندر اندر وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔

(55) غزوہ بنی انمار (غزوۂ ذات الرقاع)

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ہم غزوہ بنی انمار میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ تھے۔ آپ علیہ السلام نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا ''اس کا کیا حال ہے اللہ تعالیٰ اس کی گردن مارے'' یہ بات اس شخص نے سن لی، لہٰذا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم راہ خدا میں میری گردن ماری جائے، فرمایا: ''ہاں'' راہ خدا میں'' چنانچہ وہ شخص راہ خدا ہی میں مارا گیا۔ اس شخص کی شہادت غزوہ بنی انمار، جسے غزوہ ذات الرقاع بھی کہتے ہیں، میں ہوئی۔

(56) غزوہ خندق (غزوۂ احزاب)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کفار کے متحدہ لشکروں کے خلاف بددعا کی۔

''اَللّٰھُمَّ مُنزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اَھْزِمْھُمْ وَ زَلْزِلْھُمْ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے! ان لشکروں کو شکست دے، اے اللہ! انہیں ہزیمت سے دوچار کر اور ان کو ہلا کر رکھ دے۔''

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی۔

''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَعَزَّ جُنْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ''

ترجمہ:۔ ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں وہ تنہا ہے اسنے اپنی فوج کو عزت عطا کی اپنے بندے کی حمایت و نصرت کی اور تنہا متحدہ افواج کو شکست دی اسکے بعد کوئی چیز نہیں۔''

ابن سعد حضرت ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غزوہ احزاب میں پندرہ روز تک محصور ہونے کی وجہ سے بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زبان اقدس پر یہ دعائیہ کلمات آگئے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُکَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ تَشَاءْ لَا تُعْبَدْ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد و پیمان کی قسم دیتا ہوں اگر تیری یہی منشاء ہے کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے تو پھر تیری روئے زمین پر عبادت نہ کی جائے گی''۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مسجد احزاب میں دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہار شنبہ کے دن دعا فرمائی۔ پس چہار شنبہ کو ظہر اور عصر کی نماز کے

دوران آپ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔

''سیرت النبی'' میں منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دعا بھی فرمائی

''یَا صریخَ الْمَکْرُوْبِیْن یَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِیْنَ اکْشِفْ هَمِّیْ وَغَمِّیْ وَکُرْبِیْ فَاِنَّکَ تریٰ مَانَزَلَ بِیْ وَبِاَصْحَابِیْ''

ترجمہ:۔ ''اے مصیبت زدوں کے فریادرس! اے مجبوروں کی دعا قبول کرنے والے! میری پریشانی غم اور تکلیف کا ازالہ کر، تو مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر نازل ہونے والی مصیبت کو دیکھتا ہے''

مسلمانوں نے اس موقع پر عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا ہم بھی کچھ عرض کریں، اب تو جان گلے تک آگئی ہے کیونکہ مشرکین کی تعداد کہیں زیادہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں! کہو ''اے اللہ! ہماری کوتاہیوں پر پردہ ڈال دے اور ہمیں خطرات سے محفوظ فرما''

اسی اثناء میں جبریل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاس تشریف لائے اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ کفار کے مقابلے میں تیز آندھی اور غیبی لشکر بھیجنے والا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس بات کی اطلاع کی اور ہاتھ اٹھا کر کہا ''اے اللہ تیرا شکر ہے'' پس اللہ تعالیٰ نے کفار کے متحدہ لشکروں پر تیز آندھی اور فرشتوں کی فوج بھیجی اور بلا قتال ہی کفار کو شکست فاش دی جس کا اثر یہ ہوا کہ عمرو بن العاص اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام قبول کر لیا مگر وہ دونوں اس خوف سے مشرکین کے دوسو سپاہیوں کے درمیان کھڑے رہے کہ کہیں انہیں تلاش نہ کیا جائے اور جو ہوا ان پر چلی وہ ''ریح الصبا'' تھی جس نے میخیں زمین سے اکھیڑ ڈالیں آگیں بجھا دیں اور ہانڈیاں الٹ دیں، اس آندھی نے خیمے گرا دیئے۔ ریت کے ٹیلوں کو اڑا کر ان پر ڈال لیا نیز ان پر کنکریوں کی بارش ہوگئی۔ مزید برآں انہیں اپنی فوجی پڑاؤ کی مختلف اطراف سے نعرہ تکبیر کی صدائیں اور تلواروں کے ٹکرانے کی آوازیں آنے لگیں جس کی وجہ سے وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنا مال و متاع پیچھے چھوڑ گئے جسے مسلمانوں نے مال غنیمت بنالیا، اسی بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ سورۃ الاحزاب آیت 9

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۟

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے''

سورۃ الاحزاب آیت 25 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا ؕ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ۟

ترجمہ:۔ ''اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرما دی اور اللہ زبردست، عزت والا ہے''۔

(57) عامر بن طفیل

ابن اسحاق، عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عامر بن طفیل کے لئے تیس دن تک صبح کے وقت بددعا فرمائی۔

''اَللّٰھُمَّ اکْفِنِی عَامِرَ بْنَ الطُّفَیْلِ بِمَا شِئْتَ وَابْعَثْ عَلَیْهِ دَاءً یَّقْتُلُهٗ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! میری طرف سے عامر بن طُفَیل کا بندوبست کر اور اس پر ایسی بیماری بھیج جو اسے قتل کر دے''

پس اللہ تعالیٰ نے اسے طاعون کے مرض میں مبتلا کر دیا جس نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔

ابو نعیم نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں بنی عامر کا ایک وفد آیا، اس وفد میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر شامل تھے یہ لوگ اپنی قوم کے سردار اور شریر لوگ تھے۔ عامر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس عذر اور دھوکہ بازی کے لئے آیا اس نے اربد کو کہا: کہ جب ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے پاس آئیں تو میں انہیں باتوں میں لگاؤں گا۔ تم تلوار کا وار کر دینا چنانچہ عامر نے آکر کہا مجھے تنہائی میں کچھ وقت دیجئے، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''پہلے اللہ وحدہٗ کی ذات پر ایمان لاؤ'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انکار کر دیا تو عامر کہنے لگا بخدا! میں (آپ علیہ السلام) کے مقابلہ میں گھڑ سوار اور پیادہ لشکر لے کر آؤں گا پھر جب لوٹ کر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

''اَللّٰھُمَّ الْعَنْ عَامِرَ ابْنَ طُفَیْلٍ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! عامر پر لعنت بھیج''

جاتے ہوئے عامر نے اربد سے کہا: تم نے میرے منصوبے پر عمل کیوں نہیں کیا؟ اس نے جواب دیا؟ بخدا! میں نے ارادہ کیا ہی تھا کہ تم میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے درمیان آ گئے تو کیا میں تم پر وار کر دیتا؟ بعد ازاں واپسی کے اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے عامر بن طفیل کے گلے میں طاعون کا مرض پیدا کر دیا اور وہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ اس کے ساتھی جب بنی عامر کے علاقے میں پہنچے تو قبیلے کے لوگوں نے پوچھا: اربد! اپنے پیچھے کیا خبر چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) نے ہمیں ایک ایسی ہستی کی عبادت کی طرف دعوت دی ہے کہ میں نے دل میں کہا، کاش! وہ ہستی میرے قریب ہو تو میں اپنے نیزے کے ساتھ اس پر حملہ آور ہو جاؤں، اس بے ہودہ گفتگو کے ایک یا دو دن بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے ے لئے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اسکے اونٹ پر بجلی گرا دی اور دونوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ مودد بن جمیل سے روایت کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے

پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا: ''اسلام قبول کرلے'' اس نے کہا: میں اس شرط پر اسلام قبول کروں گا کہ شہری علاقوں میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی حکومت ہو اور دیہات میں میری، آپ علیہ السلام نے فرمایا ''نہیں ایسا نہیں ہوسکتا'' یہ سن کر وہ لوٹ گیا اور یہ دھمکی دی۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! بخدا! میں آپ (علیہ السلام) کے مقابلے میں گھڑ سواروں اور پیادوں کی اتنی بڑی فوج لے کر آؤں گا کہ ہر کھجور کے درخت کے ساتھ ایک گھوڑا بندھا ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا مانگی۔ ''اے اللہ! عامر کا بندوبست کر اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔''

چنانچہ وہ نکل کر مدینہ شریف کے بالائی علاقے میں آیا اور ایک سلولی عورت کے گھر ٹھہرا، وہاں اسکے گلے میں ایک گلٹی پیدا ہوگئی تو فوراً نیزہ لے کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور یہ کہتے ہوئے گھوڑا بھگانے لگا۔ طاعون، طاعون، سلولی عورت کے گھر میں موت، یہی کہتے کہتے گھوڑے سے گرا اور مر گیا۔

(58) قحط

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب قریش نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سخت مخالفت اور نافرمانی کی اور اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی تو آپ علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ! ان قریش کے مقابلے میں میری مدد فرما اور ان پر سات برس کا قحط نازل فرما جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانے میں نازل فرمایا تھا۔ چنانچہ ایسا سخت قحط آیا کہ قریش مردار کھانے پر مجبور ہوگئے۔ بھوک کی وجہ سے انہیں آسمان وزمین کے درمیان دھواں سا نظر آتا تھا، بعد ازاں انہوں نے دعا کی۔ (سورۃ الدخان آیت 12)

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ

ترجمہ:۔ ''اے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور کردے ہم ایمان لاتے ہیں''۔

بارگاہ خداوندی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ارشاد ہوا اگر ہم ان سے عذاب دور کردیں تو یہ پھر سرکشی پر آمادہ ہوجائیں گے۔ چنانچہ اس پیش گوئی کے مطابق جب ان سے عذاب ہٹایا گیا تو وہ دوبارہ کفر کا ارتکاب کرنے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے دن ان سے انتقام لیا۔ ان آیات میں اسی حقیقت کا اظہار ہے۔ سورۃ الدخان آیات 10 تا 16

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ
بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ رَّبَّنَا اكْشِفْ
عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ
رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿١٤﴾ إِنَّا
كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ
الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿١٦﴾

ترجمہ:۔ ''تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ہے دردناک عذاب۔ اس دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں کہاں سے ہوا نہیں نصیحت ماننا۔ حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔ ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں تم پھر وہی کرو گے۔ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں''

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دوبارہ لوگوں کی سرکشی دیکھی تو دعا فرمائی۔ ''خدایا! ان کو سات سال تک قحط میں مبتلا رکھ جس طرح تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط نازل فرمایا تھا'' چنانچہ ان پر ایسا سخت قحط پڑا کہ لوگوں نے بھوک کے مارے مردار ہڈیاں اور چمڑے کھائے۔ یہ حالت دیکھ کر ابوسفیان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) آپ (علیہ السلام) اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قوم تباہ ہو رہی ہے۔ اسکے لئے اللہ سے دعا کریں، چنانچہ آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی جس کی وجہ سے بارش ہوئی اور سات سالہ قحط سالی دور ہو گئی۔ اس بارش کا سلسلہ اتنا دراز ہوا کہ لوگوں نے کثرت باراں کی شکایت کی۔ آپ علیہ السلام نے دعا مانگی۔

''اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَ لَا عَلَیْنَا''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش عطا کر، ہمارے اوپر نہ کر''

چنانچہ مکہ شریف کی فضا سے بادل ہٹ گئے اور اردگرد بارش ہوتی رہی۔

امام نسائی، حاکم اور بیہقی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)! میں آپ علیہ السلام کو اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اب ہم مردار اور غلاظت کھانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ المومنون آیت 76

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾

ترجمہ:۔ ''اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور جھکے نہ گڑ گڑاتے ہیں۔''

پس رسول اللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ابوسفیان کی اس درخواست پر دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اس مصیبت کو دور فرما دیا۔

امام زینی دحلان مکی سیرت النبی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

ہم ایک دن حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ حرم پاک میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھ رہے تھے حرم کے قریب ہی لوگوں نے (کچھ عرصہ پہلے) اونٹ ذبح کئے تھے اوران کے اوجھ پڑے تھے ابوجہل نے کہا: کون ایسا ہے جو یہ اوجھ اور غلاظت اٹھا کر لے آئے اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سجدہ میں جائیں تو ان کی گردن اور پشت پر ڈال دے۔

بدبخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور یہ اوجھ اور گندگی اٹھا کر لے آیا جب حضور علیہ السلام سجدہ ریز ہوئے تو اس نے یہ گندگی پشت اقدس پر ڈال دی، کفار یہ منظر دیکھ کر قہقہے لگانے لگے اور ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں یہ سارا منظر آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اگر میرا بس چلتا تو میں اس اوجھ کو آپ علیہ السلام کی پشت اقدس سے اتار دیتا اتنے میں کسی نے اس بات کی خبر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دی، وہ تشریف لے آئیں آپ علیہ السلام اس وقت بھی حالت سجدہ میں تھے تو انہوں نے آپ علیہ السلام کی پشت اقدس سے اوجھ اتاری اور ان کفار کو برا بھلا کہنے لگیں۔

اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ سے اٹھے تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے ''اے اللہ! مضر پر اپنا سخت عذاب نازل فرما، اور ان پر ایسا قحط اتار جس طرح یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اترا تھا یا اللہ ابوجہل بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عقبہ بن ابی معیط، عمارہ بن ولید، امیہ بن خلف کو اپنی گرفت میں لے لے''

ایک اور روایت میں ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور انہیں بددعا دی آپ علیہ السلام کا معمول یہ تھا کہ جب آپ علیہ السلام دعا فرماتے تو دعا کے الفاظ تین بار دہراتے آپ علیہ السلام نے دعا مانگی۔

''اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ''

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! قریش کی گرفت فرما''

جب کفار نے یہ بددعا سنی تو ان کے لبوں سے مسکراہٹ چھن گئی اور انتہائی خوفزدہ ہوگئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بخدا! میں نے ان تمام کفار کو جن کا نام لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بددعا فرمائی، غزوۂ بدر کے دن مقتول دیکھا پھر انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔
(بخاری و مسلم میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے)

امام زینی دحلان فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے ان میں سے اکثر کو بدر کے کنویں میں پھینکا گیا، ورنہ عمارہ بن ولید تو حبشہ میں کفر کی حالت میں فوت ہوا اور عقبہ بن ابی معیط غزوۂ بدر میں قیدی بنا اور عرق ظبیہ کے مقام پر قتل ہوا جبکہ امیہ غزوۂ بدر ہی میں قتل ہوا مگر اسے بیئر قلیب میں نہیں ڈالا گیا بلکہ اس کی لاش متعفن ہونے کی وجہ سے اس پر مٹی ڈال دی گئی۔

حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ کے مقام پر اس درخت کے نیچے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے جس درخت کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اسکی شاخیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت پر پڑ رہی تھیں۔ سہیل بن عمرو اس وقت آپ علیہ السلام کے سامنے موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ لکھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ سہیل نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا، ہم رحمٰن جانتے ہیں نہ رحیم۔ وہ لکھئے جس سے ہم آگاہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی! لکھو: بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ: چنانچہ آپ نے بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ لکھنے کے بعد یہ الفاظ تحریر کئے۔

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَھْلَ مَکَّةَ

یعنی "یہ معاہدہ کی وہ شقیں ہیں جن پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اہل مکہ کے ساتھ مصالحت کی"، تو سہیل نے دوبارہ ہاتھ تھام لیا اور کہا "اگر آپ (علیہ السلام) اللہ کے رسول ہوں تو اس صورت میں ہم ظالم ٹھہریں گے۔ اس قضیہ میں وہ بات لکھئے جس کو ہم جانتے ہوں" یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی! لکھو

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ

اسی اثناء میں تیس مسلح نوجوان اچانک ہمارے سامنے آگئے اور شور وغوغا کرنے لگے۔ رسول اللہ ختم الرسل احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بددعا دی جس کی وجہ سے اللہ نے انہیں بہرہ کر دیا۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ انہیں اندھا کر دیا۔ پس ہم نے اٹھ کر انہیں گرفتار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا "کیا تم کسی کے عہد وضمانت میں آئے ہو یا کسی نے تمہیں امان دی ہے؟" انہوں نے جواب دیا "نہیں" چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ سورۃ الفتح آیت 24

وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۲۴﴾

ترجمہ:۔ "اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادئ مکہ میں بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔"

(59) کسریٰ فارس

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہ فارس کی طرف گرامی نامہ بھیجا تو اس نے اس گرامی نامہ کو پڑھنے کے بعد پھاڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے اہل فارس (ایران) کو بددعا دی کہ ''وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں'' تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

(60) ایک بددعا کا اثر

ابونعیم بحوالہ واقدی لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی حارثہ بن عمرو بن قرہ کی طرف دعوت اسلام کا خط لکھا تو انہوں نے اسے دھو کر ڈول کے ساتھ پیوند لگا لیا۔ ان کی اس حرکت پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ نے ان کی عقلیں سلب کر لی ہیں۔ یہ کتنے جھگڑالو، عجلت باز، احمق اور مختلط کلام (اختلاط یعنی گڈمڈ کرنے والے) لوگ ہیں''

واقدی کہتے ہیں، میں نے اس قبیلے کے بعض لوگ ایسے دیکھے ہیں جن کی زبان میں لکنت تھی اور وہ واضح اور صاف بات نہ کہہ سکتے تھے۔

(61) معاویہ بن حیدہ

بیہقیؒ حضرت معاویہ بن حیدہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ ''وہ تمہارے خلاف قاطع تلواروں سے میری مدد فرمائے اور ایسا رعب عطا کرے جس سے تمہارے دلوں پر دہشت طاری ہو جائے'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ ساری باتیں صحیح، درست اور حق ثابت ہو چکی ہیں۔ میں نے ایسی ایسی قسمیں کھائی تھیں کہ میں آپ علیہ السلام پر ایمان نہیں لاؤں گا نہ آپ علیہ السلام کی اتباع کروں گا مگر مسلسل ایک رعب میرے دل پر چھایا رہا جس کی وجہ سے میں آج آپ علیہ السلام کی خدمت میں کھڑا ہوں۔

(62) محلم بن جثامہ

دلائل میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محلم بن جثامہ کنانی لیثی کو بددعا دی، جس کی وجہ سے وہ سات دن بعد فوت ہو گیا جب لوگوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے اسے نکال کر باہر پھینک دیا۔ انہوں نے اسے پھر دفن کیا مگر زمین نے اسے دوبارہ بھی قبول نہ کیا۔ اس طرح کئی بار کیا گیا، آخر کار اسے ایک گھاٹی میں ڈال کر اوپر پتھر جوڑ دیئے گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بددعا کا سبب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک فوجی دستے کے ہمراہ بھیجا جس کی کمان عامر بن اضبط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ تھی جب وادی کے دامن پہنچے تو محلم نے ایک پرانی دشمنی کے باعث عامر کو دھوکے سے قتل کر دیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بددعا دی اور بعدازاں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے تو فرمایا ''زمین تو

اس سے زیادہ برے لوگوں کو قبول کر لیتی ہے اسے قبول نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو تمہارے لئے باعث عبرت بنانا چاہتا ہے''۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن حارثہ بن شرجیل بن کعب بن عبدالعزیٰ بن زید امراؤالقیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ کلبی المتوفی 54ھ مدینہ منورہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 128 احادیث مروی ہیں) سے روایت ہے کہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک شخص کو کہیں بھیجا تو اس نے وہاں جا کر غلط بیانی سے کام لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کو بددعا دی بعدازاں وہ اس بُری حالت میں مرا کہ اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور زمین اس کو قبول نہ کرتی تھی۔

(63) حکم بن ابی العاص

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حکم کے پاس سے گزرے تو وہ ازراہ مذاق آنکھ سے اشارے کرنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے دیکھا تو فرمایا ''اے اللہ! اس پر رعشہ طاری کر دے۔'' پس وہ اسی وقت کانپنے لگا

بیہقی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم بن ابی العاص کو بددعا دی کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مذاق کرتے ہوئے منہ، بھنوؤں اور ہونٹوں کو حرکت دیتا تھا پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بددعا کی ''کُنْ کَذَالِکَ'' ''اسی طرح ہو جا''

اس بددعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ مرنے تک رعشہ کی بیماری میں مبتلا رہا۔

(64) مال غنیمت میں سرتابی

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ، عطیہ ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بنوہوازن کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی تھی، اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام سے بات کی تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قیدی لوٹا دیئے۔ سوائے ایک شخص کے جس نے قیدی چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بددعا فرمائی، ''اے اللہ! اس شخص کا حصہ کھوٹا کر دے'' پس وہ کنواری لڑکی اور غلام کے پاس سے گزر کر ایک بوڑھی عورت کے پاس آیا اور کہا میں تو یہ بوڑھی عورت لوں گا کیونکہ یہ قبیلے کی ماں ہے اور قبیلے والے مقدور بھر اس کا فدیہ دیں گے۔ عطیہ نے یہ بات سنی تو صدائے تکبیر بلند کی اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ تو بوڑھی ہے، بدشکل، بے اولاد، جس کا کوئی نہیں، جب اس شخص نے دیکھا کہ اسکی رہائی کی کوئی پیش کش کرنے والا نہیں تو خود ہی اسے آزاد کر دیا یوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا پوری ہوگئی۔

(65) اپاہج شخص

ابوداؤد و بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ تبوک میں ٹھہرے تو ان کی نظر ایک اپاہج شخص پر پڑی۔ پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں فروکش ہوئے تو کھجور کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ اسی دوران میں ان کے سامنے سے گزرا تو فرمایا: ''اللہ اس کا پیچھا قطع کرے جس نے ہماری نماز کو قطع کیا'' بس اس دن کے بعد آج تک میں اٹھ نہیں سکا۔

ابن ابی شیبہ ''المصنف'' میں یزید بن نمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک معذور شخص کو دیکھا۔ اس نے بتایا میں گدھے پر سوار ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے سے گزرا آپ علیہ السلام اس وقت حالت نماز میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا مانگی ''اے اللہ اس کا پیچھا کاٹ دے'' چنانچہ میں اس کے بعد اٹھ کر چل نہیں سکا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''خصائص الکبریٰ'' میں فرماتے ہیں۔ ابن فتحون نے طبری سے روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حارث بن ابی حارثہ کو اس کی بیٹی کے رشتے کا پیغام دیا تو اس نے کہا کہ ''اس کو تو بیماری لاحق ہے'' حالانکہ اسے کوئی بیماری نہ تھی۔ پس جب وہ لوٹ کر آیا تو اس کی بیٹی کو برص کا مرض پیدا ہو چکا تھا۔

(66) بایاں ہاتھ

صحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے از راہ تکبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ''۔ اس نے جواب دیا۔ میں ایسا کر نہیں سکتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ کرے تمہیں اس بات کی قدرت نہ ہو'' اسکے بعد وہ کبھی اپنا ہاتھ اٹھا کر منہ تک نہ لا سکا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سعیہ اسلمیہ کو دیکھا وہ بائیں ہاتھ سے کھا رہی تھی، آپ علیہ السلام نے بد دعا فرمائی اللہ کرے اسے غزہ کی بیماری لگے چنانچہ وہ غزہ سے گزری تو طاعون کے مرض میں مبتلا ہو گئی جس نے اسکا کام تمام کر دیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت فروخ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ آپ کا فلاں غلام کھانے کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس نے مسلمانوں سے اشیائے خورد و نوش روک کر ذخیرہ اندوزی کی تو اللہ اس پر جذام کی بیماری یا افلاس مسلط کر دے گا'' ان کے اس غلام نے کہا: ہم اپنے مالوں کے ساتھ خرید و فروخت کرتے ہیں ابو یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اس غلام کو مجذوم دیکھا۔

(67) ابوثروان

ابونعیم ابوثروان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹ چرایا کرتا تھا، ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قریش سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے اس کے اونٹوں میں تشریف لے گئے۔ ابوثروان نے دیکھ کر پوچھا: تم کون ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا" ایک شخص ہوں تمہارے اونٹوں سے انس حاصل کرنا چاہتا ہوں" اس نے کہا میرا خیال ہے تم وہی شخص ہو جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ اسنے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: "ہاں" اس نے کہا: اونٹوں سے نکل جایئے آپ علیہ السلام کا ان اونٹوں میں رہنا مناسب نہیں، آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی "اے اللہ! اس شخص کی عمر اور بدبختی میں اضافہ فرما"

اس حدیث کے راوی حضرت ہارون کہتے ہیں میں نے اس شخص کو بڑھاپے کے عالم میں دیکھا کہ موت کی تمنا کرتا تھا تو لوگ اس سے کہتے تیری بربادی کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بددعا ہے۔ وہ کہتا "نہیں" میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں غلبہ اسلام کے بعد حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے حق میں دعائے استغفار فرمائی مگر بددعا دعا سے آگے نکل گئی۔

(68) لیلیٰ بنت خطیم

ابن عساکر، ابن سعد اور مدارج النبوت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا گیا کہ لیلیٰ بنت خطیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آئی آپ علیہ السلام اس وقت دھوپ کی طرف پشت اقدس کئے تشریف فرما تھے اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے شانے پر ہاتھ مارا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا" یہ "درندوں کی خوراک کون ہے" اس نے جواب دیا میں مطعم الطیر یعنی پرندوں کو کھلانے والے مباری الریح یعنی ہواؤں سے ٹکرانے والے کی بیٹی ہوں، میں اسلئے آئی ہوں کہ میں اپنے آپ کو آپ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں اور آپ علیہ السلام مجھ سے شادی کریں، فرمایا "اچھا مجھے قبول ہے" پھر وہ جب لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گئی اور کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے نکاح کرلیا ہے تو انہوں نے اس سے کہا تو نے بہت برا کیا تو بہت غیرت مند عورت ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بہت سی بیویاں ہیں تو جب غیرت سے جلے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو غصہ آئے گا اور تجھے بددعا دیں گے لہٰذا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے تنسیخ نکاح کرالے۔ چنانچہ اس نے آکر کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! مجھ سے تنسیخ نکاح کیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "میں نے نکاح فسخ کیا" بعد ازاں اس نے مسعود بن اوس سے شادی کرلی۔ ایک دن وہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں نہارہی تھی کہ بھیڑیئے نے اس پر حملہ کردیا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔

ابوالفرج اصفہانی اغانی میں از بحوالہ ابراہیم بن مہدی اشعب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ سن نو (9) ہجری

کو پیدا ہوئے، ان کی ماں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچاتی تھی اوران میں فساد پیدا کردیتی جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے بددعا دی تو اس کی موت واقع ہوگئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوروہ اپنے باپ حصین سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: کہو:

"اَللّٰھُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ وَاعْزِمْ لِیْ عَلٰی رُشْدِیْ"

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! مجھے میرے نفس کی شرارت سے بچا اور میری رشد وہدایت کا ارادہ فرما''۔

وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے پھر جب اسلام قبول کیا تو خدمت اقدس میں حاضر ہوکر کہنے لگے یارسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ علیہ السلام نے مجھے کچھ دعائیہ کلمات کہنے کا حکم دیا تھا وہ میں نے کہے تو اب مسلمان ہوگیا ہوں۔

(69) فراوانی رزق

خطیب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دنیا پیٹھ دے کر پھر گئی ہے یعنی غربت اور محتاجی چھا گئی ہے فرمایا ''تو نے فرشتوں کی دعا اور مخلوق کی تسبیح کیوں نہیں پڑھی جس کی برکت سے مخلوق کو روزی ملتی ہے، طلوع فجر کے وقت سو بار پڑھو۔

"سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللہَ "

دنیا تمہارے پاس ذلیل ہوکر آئے گی'' وہ شخص یہ کلمات سن کر چلا گیا بعدازاں کچھ عرصہ کے بعد آیا اور عرض کرنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے پاس مال ومتاع دنیا کی فراوانی ہوگئی ہے اب سمجھ نہیں آتی کہ اسے کہاں رکھوں؟

(70) سانپ کاٹے کا علاج

بخاری شریف وصحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن الجبر بن عوف بن حارث بن خزرج المتوفی 74ھ۔ مدینہ منورہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 1170 احادیث مروی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہم رکاب تھے، وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے جس میں ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر جھاڑ پھونک کی تو وہ شفایاب ہوگیا۔

(71) جنّوں کا اثر

بیہقی حضرت خارجہ بن صلت تمیمی اور وہ اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے

جنہوں نے ایک پاگل کو زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا، ان میں سے ایک شخص نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس سے تم اس پاگل کی دوا کر سکو کیونکہ تمہارے پیغمبر ایک عمدہ کلام لائے ہیں۔ میرے چچا نے تین روز تک روزانہ دوبار ''الحمد شریف'' اس پر پڑھی تو وہ تندرست ہو گیا اس نے اس خوشی میں سو بکریاں میرے چچا کو دیں انہوں نے آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

كُلُ فَمَنْ اَكَلَ بِرَقِيَةٍ بَاطِلٍ فَقَدْ اَكَلْتَ بِرَقِيَةٍ حَقٍّ ـ

ترجمہ:۔ ''کھاؤ، کچھ لوگ تو باطل جھاڑ پھونک کا معاوضہ کھاتے ہیں تم نے تو حق جھاڑ پھونک کا معاوضہ لیا ہے''

(72) سرقہ سے حفاظت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے (ارشاد باری تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل یعنی اسراء آیت 110)

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو۔ جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔''

اس آیت کے بارے میں فرمایا: ''یہ آیت چوری سے امان دیتی ہے''۔ ایک صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسے پڑھ کر سوتے تھے ایک رات ایک چور ان کے گھر میں گھس آیا اور گھر کا سارا مال و متاع اکٹھا کر کے چل دیا وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت جاگ رہے تھے چور دروازے پر پہنچا تو اسے بند پایا اس نے مسروقہ مال رکھ دیا تو دروازہ کھل گیا اس نے تین بار ایسا کیا کہ سامان اٹھاتا تو دروازہ بند ہو جاتا اور جب رکھ دیتا تو کھل جاتا یہ منظر دیکھ کر صاحب خانہ ہنس پڑے اور فرمایا: میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر رکھا ہے۔

(73) سانپ یا بچھو کا کاٹنا

بنو اسلم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اگر وہ شام کے وقت یہ کلمات کہہ لیتا تو اسے وہ بچھو ضرر نہ دیتا''

''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ خَلَقَ''

ترجمہ:۔ ''میں مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے تام و مکمل کلمات کی پناہ طلب کرتا ہوں۔''

اس حدیث کے راوی ابو صالح کہتے ہیں کہ میرے خاندان کی ایک عورت کو سانپ نے ڈس لیا، اس نے یہ

کلمات پڑھ کر دم کیا تو اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا۔

(74) نیند کی دعا

عبدالرحمٰن بن سابط کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کم خوابی کی شکایت تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان سے فرمایا ''کیا تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جب تو انکو پڑھے تو تمہیں نیند آجائے تم یہ دعا پڑھا کرو۔

''اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَا اضَلَّتْ كُنْ جَارِىْ مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ اَحَد'' مِّنْهُمْ او اَنْ يَطْغٰى عَزَّ جَارُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.''

ترجمہ:۔ ''اے ساتوں آسمانوں کے رب! اور جن چیزوں پر انہوں نے سایہ ڈال رکھا ہے اور اے زمینوں کے پروردگار! اور جن چیزوں کو انہوں نے اٹھا رکھا ہے اور شیطانوں کے رب اور ان کی گمراہیوں کے، تو اپنی ساری مخلوق کے شر سے میری جائے پناہ بن جا کہ کہیں ان میں سے کوئی مجھ پر ظلم یا سرکشی کرے، تیری حفاظت بڑی مضبوط اور تیرا نام بڑا بابرکت ہے''

دعائے حفظ وامان

ظلم وجبر سے حفاظت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابان بن ابی عیاش کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حجاج کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ حجاج نے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خادم اور امیر المومنین عبدالملک کا خط آپ کے بارے میں نہ ہوتا تو میں آپ سے سمجھ لیتا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا جب میں جوان ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے ایسے کلمات سکھائے جن کی موجودگی میں مجھے کسی ظالم جابر کی زیادتی نقصان نہیں دے سکتی، نہ کبھی کسی مشکل میں پھنسا ہوں۔

حجاج نے کہا: وہ کلمات مجھے سکھا دیجئے، فرمایا: تو ان پاکیزہ کلمات کا اہل نہیں حجاج نے بطور حیلہ ومکر دو لاکھ درہم اپنے بیٹوں کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور اپنے بیٹوں سے کہا: کہ اس بزرگ کے ساتھ لطف ومہربانی سے پیش آنا شاید تم وہ ''کلمات'' حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ مگر وہ اس داد ودہش کے باوجود کلمات حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

بعدازاں اپنے وصال سے تین دن پہلے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: یہ کلمات سیکھ لو اور انہیں کسی نا اہل کے سپرد نہ کرنا، ابان کہتے ہیں کہ ان کلمات کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی وہی کچھ عطا کیا جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تھا وہ کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَر ، بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِی وَ دِیْنِی بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِی وَمَالِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ شَیٍٔ اَعْطَانِیْ رَبِّیْ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَ رَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ دَاءٌ بِسْمِ اللّٰہِ افْتَتَحْتُ وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ لَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا اَسْئَلُکَ اَللّٰھُمَّ بِخَیْرِکَ مِنْ خَیْرِکَ الَّذِیْ لَا یُعْطِیْہِ

غَیْرُکَ عَزَّ جَارُکَ وَ جَلَّ ثَنَاؤُکَ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اجْعَلْنِی فِی عِیَاذِکَ وَجِوَارِکَ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ وَّ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَجِیْرُکَ مِنْ جَمِیْعِ کُلِّ شَیٍٔ خَلَقْتَ وَاَحْتَرِسُ بِکَ مِنْھُنَّ وَاُقَدِّمُ بَیْنَ یَدَیَّ.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

مِنْ خَلْفِیْ وَمِنْ اَمَامِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِی وَمِنْ فَوْقِیْ وَمِنْ تَحْتِی

(تشریح: اس میں سورہ اخلاص چھ بار پڑھی جائے)

دعائے نجات قرض

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ان کے باپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے، تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی دعا سنی ہے کہ اگر کسی پر پہاڑ کے برابر سونا بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض پورا کر دے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔

"اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ"

ترجمہ: "اے اللہ! فکر کے دور کرنے والے، رنج کے زائل کرنے والے مجبوروں کی پکار سننے والے اے دنیا اور آخرت میں سب سے بڑے مہربان! اور رحم کرنے والے! تو مجھ پر ایسی رحمت فرما کہ تیرے سوا مجھے کسی دوسرے کی مہربانی کی ضرورت نہ رہے"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ پر کسی کا قرض تھا جو میرے لئے ناگواری اور پریشانی

کا باعث تھا (میں نے یہ دعا مانگی تو) تھوڑی دیر کے بعد اللہ نے مجھے مال عطا کیا جس سے اللہ نے میرا قرض اتارنے کا سبب پیدا فرمادیا۔

بیہقی نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا میرے اوپر قرض تھا، میں جب اسے دیکھتی تو مجھے شرم دامن گیر ہوجاتی، میں نے اس دعا کے کلمات کہے تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ نے مجھے ایسا رزق عطا فرمایا جو نہ وراثت سے تعلق رکھتا تھا نہ صدقہ سے تو میں نے اس رزق سے اپنا قرض ادا کیا"

دعائے حفاظت

جنات سے حفاظت

ابن سعد اور بیہقی ابوالعالیہ ریاحی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سیف اللہ خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم مخزومی المتوفی 22ھ مدینہ منورہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 18 احادیث مروی ہیں) نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مکار جن مجھ سے دھوکا کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو

"قُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بِرّ" وَلَا فَاجِر" مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ وَ مِنْ شَرِّمَا یُخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ شَرِّ مَا یَعْرُجُ فِی السَّمَاءِ وَمَا یَنْزِلُ فِیْهَا وَمِنْ كُلِّ طَارِقَةٍ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ یَارَحْمٰن"

ترجمہ:۔ "میں اللہ تعالیٰ کے ان تام و مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں جن سے کوئی نیکوکار یا بدکار آگے نہیں نکل سکتا، اس شر سے جو زمین میں پھیلا ہے جو زمین سے نکلتا ہے وہ شر جو آسمان کی طرف اٹھتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور ہر اس مصیبت سے جو رات کے وقت آتی ہے بجز اسکے جو بھلائی کے ساتھ آتی ہے، اے رحمٰن!"

دعائیہ کلمات

بخار کا علاج اور دم

بیہقی "دلائل النبوۃ" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عائشہ کو بخار تھا اور بخار کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسے گالی گلوچ نہ کرو کیونکہ اسے تو حکم دیا گیا ہے، ہاں! اگر تم

چاہو تو تمہیں ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں کہ جب تم یہ کلمات کہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے یہ بخار دور کر دے گا'' انہوں نے عرض کیا مجھے سکھایئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو

''اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡ جِلۡدِیَ الرَّقِیۡقَ وَ عَظۡمِی الدَّقِیۡقَ مِنۡ شِدَّ ۃ الۡحَرِیۡقِ یَا اُمَّ مَلۡدَمٍ اِنۡ کُنۡتِ اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ فَلَا تَصۡدَعِی الرَّاسَ وَلَا تَنۡتَنِی الۡفَمَ وَلَا تَاۡکُلِی اللَّحۡمَ وَلَا تَشۡرَبِی الدَّمَ وَ تَحَوَّلِیۡ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ''

ترجمہ:۔ اے اللہ! میری پتلی جلد پر رحم فرما اور باریک وکمزور ہڈی پر بخار کی سختی سے اے ام ملدم! (بخار) اگر تو اللہ العظیم پر ایمان رکھتی ہے تو سر کو تکلیف نہ دے منہ کو بدبودار نہ کر اور گوشت نہ کھا، خون نہ پی اور شرک کرنے والوں کی طرف چلی جا۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ کلمات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھے تو ان کا بخار جاتا رہا۔

ماخذ کتب

1۔ تفسیر درمنثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)
2۔ تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 606ھ)
3۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی (المتوفی 774ھ)
4۔ تفسیر طبری۔ علامہ جعفر محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5۔ تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔ علامہ ابراھیم بن معقل النسفی (المتوفی 295ھ)
6۔ تفسیر دیلمی۔ علامہ دیلمی (المتوفی 305ھ)
7۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ علامہ ابن ابی حاتم (المتوفی 327ھ)
8۔ تفسیر ابن ابی حبان۔ علامہ ابن ابی حبان (المتوفی 369ھ)
9۔ تفسیر بغوی۔ علامہ بغوی (المتوفی 516ھ)
10۔ تفسیر امام ابن مردویہ۔ علامہ ابن مردویہ (المتوفی 410ھ)
11۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ محیی الدین ابن عربی (المتوفی 638ھ)
12۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد (168ھ۔230ھ)
13۔ بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (194ھ۔256ھ)
14۔ صحیح مسلم شریف۔ امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری (204ھ۔261ھ)

15۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ (209ھ۔273ھ)
16۔ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث بجستانی (202ھ۔275ھ)
17۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (التوفی 774ھ)
18۔ سیرت ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (التوفی 774ھ)
19۔ سیرت حلبیہ۔ امام ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (975۔1044ھ)
20۔ شرح مواہب لدنیہ۔ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی (التوفی 1172ھ)
21۔ کتاب شفاء قاضی عیاض مالکی (التوفی 544ھ)
22۔ خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (التوفی 911ھ)
23۔ جذب القلوب۔ علامہ بدرالدین عینی (التوفی 855ھ)
24۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (التوفی 458ھ)
25۔ الوفا باحوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علامہ عبداللہ ابن جوزی (التوفی 597ھ)

د

دُعائیں اور کلمات جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفع اِمراض کے لئے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سکھائیں

(1) دفع بخار اور ادائے قرض کی دُعا

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو وہ بخار میں تھیں اور بخار کو بُرا کہہ رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بخار کو بُرا نہ کہو وہ تو حکمِ خدا کا پابند ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جب تم انہیں کہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے اسے دور کردے گا''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کلمات مجھے سکھائے اور فرمایا کہ یہ پڑھو''اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ جِلْدِی الْوَ ۡلُجِلْدِی الرَّقِیْقَ وَ عَظْمِی الدَّقِیْقَ مِنْ شِدَّۃِ الْحَرِیْقِ، یَا اُمَّ مَلْدَمِ اِنْ کُنْتِ آمَنْتُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ فَلَا تَصْدَعِی الرَّاْسَ وَلَا تَنْتَنِی الْفَمَ وَ لَاتَاْکُلِی اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِی الدَّمَ وَ تَحَوَّلِی عَنِّی اِلیٰ مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخَرَ ۔'' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کلمات کو پڑھا اور اس سے بخار جاتا رہا۔

بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ایک دعا ایسی سُنی ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرادے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔ ''اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الغَمِّ مُجِیبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِیْنَ، رَحْمٰنَ الدُّنیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَھَا، اَنْتَ تَرْحَمُنِی فَارْحَمْنِی بِرَحْمَةٍ تُغْنِینِی بِھَا عَنْ رَحْمَةٍ مِّنْ سِوَاکَ'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ پر کثیر قرض تھا حالانکہ میں قرض کو ناگوار سمجھتا تھا تو زیادہ عرصہ نہ گزرا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فائدہ دیا اور اس نے جو مجھ پر قرض تھا ادا کرادیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھ پر حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا قرض تھا جب بھی میں انہیں دیکھتی تھی شرمسار ہو جاتی تھی تو میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔ زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر میراث اور بغیر صدقہ کے اتنا مال عطا فرمایا دیا کہ میں نے وہ قرض ادا کر دیا۔

(2) جن کا اُتار

ابن سعد و بیہقی نے ابوالعالیہ رباحی سے روایت کی کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک مکار جن میرے ساتھ مکر کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔
''تم یہ پڑھو ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّامَّاتِ الَّتِی لَا یُجَاوِزُ ھُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِر'' مِنْ شَرِّمَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمِنْ شَرِّمَا یَعْرُجُ فِی السَّمَاءِ وَ مَایَنْزِلُ فِیْھَا وَمِنْ شَرِّ کُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ'' حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس جن کو دور کر دیا۔

ابن سعد نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے۔ جب وہ واپس جانے لگے تو عرض کیا میں کیا پڑھا کروں۔ فرمایا ''یہ پڑھا کرو ''اَللّٰھُمَّ قِنِی شَرَّ نَفْسِیْ وَ اعْزِمْ لِیْ عَلٰی رُشْدِیْ'' وہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوئے تو آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ! آپ علیہ السلام نے مجھے یہ پڑھنے کے لئے فرمایا تھا۔ اب میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔

(3) بچھو کے کاٹے کی دُعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق سہیل بن ابو صالح ان کے والد سے انہوں نے ایک اسمی شخص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مارا۔ جب اس کی اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پہنچی تو فرمایا ''اگر وہ رات ہونے تک یہ دعا پڑھ لیتا تو تکلیف نہ اٹھاتا۔ وہ دعا یہ ہے'' اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّامَّةِ مِنْ

شَرِّ مَا خَلَقَ '' راوی نے کہا میرے اہل خانہ کی ایک عورت نے اسے پڑھا اسے سانپ نے ڈسا تھا تو اسکے زہر نے کچھ ضرر نہ پہنچایا۔

(4) سانپ کے کاٹے کی دُعا

ابن سعد نے ابوبکر بن محمد سے روایت کی کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل کو حریات الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''انہیں عمارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن حزم کے پاس لے جاؤ وہ اس پر دعا پڑھ دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وہ تو اتنی دیر تک مرجائیں گے۔ فرمایا ''انہیں عمارہ کے پاس لے جاؤ''۔ تو عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر دعا پڑھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دی۔

ابن سعد نے سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی حثمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ایک شخص کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو اس کے لئے عمرو بن حزم کو بلایا گیا تا کہ وہ دعا پڑھیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے دعا پڑھنے کی اجازت چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا وہ دعا پڑھ کر مجھے سناؤ تو انہوں نے سُنایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو وہ دعا پڑھنے کی اجازت دے دی۔ حرۃ الافاعی منزل ابواء کے نزدیک ایک مقام ہے۔

(5) دفع فقر کی دُعا

خطیب نے ''رواۃ مالک'' میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور اس نے رُوگردانی کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے فرمایا ''تم صلوۃ ملائکہ اور تسبیح خلائق کیوں نہیں پڑھتے۔ وہ اسی کے وجہ سے رزق پاتی ہے۔ تم طلوع فجر کے وقت ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھا کرو۔ ''سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ الله'' دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو کر آئے گی''۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ پھر کچھ دن بعد آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس دنیا اس قدر آئی ہے کہ اب میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔

(6) دنیاوی امور میں کامیابی

رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام جب کسی کام کے لئے تشریف لے جاتے تو اس میں کامیاب لوٹتے۔ حاکم صحیح کے ساتھ کندیر بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد کا بیان ہے کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں حج کیا، میں نے دیکھا ایک آدمی دوران طواف کہہ رہا ہے۔

رَدِّ اِلَیَّ رَاکِبِیْ مُحَمَّدًا

یَا رَبِّ رَدِّ وَاصْطَنِعْ عِنْدِیْ یَداً

ترجمہ:۔ ''اے پروردگار! محمد مجھے لوٹا دے اور مجھ پر احسان فرما''۔

میں نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ عبدالمطلب ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو اونٹوں کی تلاش میں بھیجا ہے، وہ جب بھی اسے کسی غرض کے لئے بھیجتے ہیں تو وہ کامیاب واپس آتا ہے مگر اس بار اس نے دیر کر دی ہے۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ لے کر پہنچ گئے۔

(7) دودھ میں برکت

حاکم، بیہقی رحمتہ اللہ علیہ ابن سکن ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ، ابونعیم دلائل النبوۃ میں حزام بن ہشام بن جیش اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن اریقط مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے لئے روانہ ہوئے، ان کا گزر اُم معبد خزاعیہ کے خیموں پر ہوا، وہ ایک سن رسیدہ باوقار عورت تھی جو خیمہ کے باہر بیٹھی رہتی اور مسافروں کی کھانے پینے سے خاطر تواضع کرتی، ان مقدس حضرات نے اس سے دریافت کیا کہ کیا اس کے پاس بیچنے کیلئے گوشت اور کھجوریں ہیں مگر اس کے ہاں سے کوئی چیز نہ ملی کیونکہ وہ علاقہ ایک عرصہ سے خشک سالی کا شکار تھا۔ سیّد المرسلین نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر ایک بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایک کونے میں تھی۔ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''یہ بکری کیسی ہے؟'' اس نے عرض کیا، یہ بکری کمزوری اور لاغری کی وجہ سے نہیں جا سکی، دریافت فرمایا ''کیا یہ شیر دار ہے'' اس نے جواب دیا یہ تو اتنی لاغر ہے کہ دودھ دینے سے قاصر ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اسے دوہ لوں'' اس نے کہا میرے ماں باپ فدا، اگر اس کے تھنوں میں کچھ دودھ ہے تو بخوشی دوہ لیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا نام لیکر اور دعا مانگ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، اس نے فوراً ٹانگیں پھیلا دیں اور اس کے تھنوں میں دودھ اتر آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن منگایا جس سے ایک جماعت سیراب ہو سکے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ دوہنا شروع کیا تو دھاروں کی وجہ سے جھاگ اٹھنے لگی۔ دودھ دوہ لینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم معبد کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئی۔ پھر اپنے رفقاء کو پلایا۔ ان کے خوب سیر ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نوش فرمایا۔ بعد ازاں آپ علیہ السلام نے دوبارہ بکری کا دودھ دوہا اور اسے اُم معبد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس چھوڑا، اس کے بعد اس کو بیعت فرمایا اور روانہ ہو گئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اُم معبد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا شوہر ابو معبد آ گیا تا کہ لاغر بکریوں کو ہانک کر لے جائے جب اس کی نظر دودھ پر پڑی تو تعجب سے پوچھنے لگا، اُم معبد یہ دودھ کہاں سے آ گیا؟ گھر میں تو کوئی شیر دار جانور نہیں تھا۔ اس نے کہا بخدا!! اور تو کچھ نہیں صرف یہ بات ہوئی ہے کہ ایک مبارک آدمی کا ہمارے پاس سے گزر ہوا۔ یہ اسی

کے دم قدم کی برکت ہے ابو معبد نے کہا اس شخص کے اوصاف بیان کرو تو اُم معبد نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسب ذیل تصویر کشی کی۔

رَاَیْتُ رَجُلاً ظَاهِرَ الْوَضَاَۃِ	میں نے ایک شخص دیکھا جس کا حسن نمایاں
اَبْلَجَ الْوَجْهِ حَسَنَ الْخَلْقِ	چہرہ حسین، ڈیل ڈول خوبصورت
لَمْ تُعِبْهُ ثَجْلَة" وَّلَمْ	نہ بڑے پیٹ کا عیب، نہ چھوٹے سر کا نقص
تَزْرُبِهٖ صَعْلَة" وَسِيْم"	انتہائی خوبصورت، خوبرو
قَسِيْم" فِیْ عَيْنَيْهِ دَعْج"	آنکھیں، سیاہ اور بڑی، پلکیں دراز
وَفِیْ اَشْفَارِهٖ وَطْف"	شیریں اور گونج دار آواز
وَفِیْ صَوْتِهٖ صَهْل" وَ	گردن بلند
فِیْ عُنُقِهٖ سَطْع" وَ	ریش مبارک گھنی
فِیْ لِحْيَتِهٖ كَثَاثَه"	ابرو خمیدہ اور درمیان سے پیوستہ
اَزَجَّ اَقْرَنَ اِنْ	خاموش رہے تو باوقار
صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ	لب کشا ہو تو چہرے پر بہار اور وقار
وَاِنْ تَكَلَّمَ سَمَاهُ وَ	سب سے بڑھ کر باجمال
عَلاهُ الْبَهَاءُ اَجْمَلُ	دور و نزدیک سے
النَّاسِ وَ اَبْهَاهُ مِنْ بَعِيْدٍ	حسین وجمیل
وَاَحْسَنَهٗ وَ اَجْمَلَهٗ مِنْ قَرِيْبٍ	شیریں زباں، گفتگو صاف اور
حُلْوَّ الْمَنْطِقِ فَصْلاً لاَ نَزَرَ	واضح، نہ بے فائدہ نہ بے ہودہ
وَلاَ هَذَرَ كَاَنَّ مَنْطِقَهٗ خَرَزَاتُ	دہان سخن وا کرے تو موتی جھڑیں
نَظْمٍ يَتَحَدَّرْنَ رَبْعَةً لاَ تَشْنَبَهُ	میانہ قد، نہ لمبا تڑنگا کہ دراز قامتی
مِنْ طُوْلٍ وَلاَ تَقْتَحِمَهُ عَيْن"	بری لگے، نہ پست کہ آنکھوں میں حقارت
مِنْ قِصَرٍ ، غُصْنًا بَيْنَ غُصْنَيْنِ	پیدا ہو، دو سرسبز و شاداب شاخوں
فَهُوَ اَنْضَرُ الثَّلاَثَةِ مَنْظَرًا	کے درمیان لچکتی ہوئی شاخ، جو حسین
وَاَحْسَنُهُمْ قَدْرًا لَّهٗ رُفَقَاءُ	منظر اور عالی قدر ہو۔ اس کے خدام و رفقاء
يَحُفُّوْنَ بِهٖ اِنْ قَالَ	حلقہ بستہ، اگر لب کشا ہوں تو وہ
اَنْصِتُوْا لِقَوْلِهٖ وَاِنْ اَمَرَ	غور سے سنیں اور اگر حکم دے تو تعمیل کے
تَبَادَرُوْا اِلٰى اَمْرِهٖ مَحْفُوْد" مَحْشُوْد" لاَ عَابِس" وَلاَ مُعْتَد	لئے دوڑیں، نہ زیادتی کرنے والا۔

یہ اوصاف سن کر ابو معبد بے ساختہ بول پڑا۔ خدا کی قسم! تم نے جس شخص کے اوصاف بیان کئے ہیں یہ تو وہی قریشی ہے جس کا چرچا ہو رہا ہے۔ ادھر مکہ مکرمہ میں کسی نے بلند آواز سے یہ اشعار پڑھے جس کی آواز آتی تھی مگر یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ کون ہے؟

1. جَزَى اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهٖ رَفِيْقَيْنِ حَلاَ خَيْمَتِي اُمِّ مَعْبَدِ

ترجمہ:۔ پروردگار! ان دو ساتھیوں کا بھلا کرے جو اُم معبد کے خیمے میں آ کر رونق افروز ہوئے۔

2۔ وہ ہدایت لے کر تشریف فرما ہوئے اور ام معبد کو ان کے طفیل ہدایت نصیب ہوئی جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھی ہو گیا، وہ یقیناً کامیاب ہوا۔

3۔ قبیلہ قصی پر انتہائی افسوس کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کر جانے کی وجہ سے ان کی سرداری اور کارہائے نمایاں پر پانی پھیر دیا۔

4۔ بنی کعب کو اپنے خاندان کی یہ عورت اور اس کا مسلمانوں کے انتظار میں بیٹھنا مبارک ہو۔

5۔ اپنی بہن سے بکری اور اس کے دودھ کے برتن کے بارے میں دریافت کرو بلکہ اگر تم اس بکری ہی سے پوچھ لو تو وہ بھی اس حیران کن واقعہ کی تصدیق کرے گی۔

6۔ آپ علیہ السلام نے ایک بے دودھ بکری منگائی تو فوراً اس کے تھن دودھ سے لبریز ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کو اُم معبد کے گھر چھوڑا تا کہ دودھ دوہنے والا ہمیشہ اس بکری کا دودھ دوھتا رہے۔

ابن سعد اور ابو نعیم از طریق واقدی اُم معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ جس بکری کے تھنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مس کیا تھا وہ ہمارے پاس عہد فاروقی کے زمانہ خلافت کے آخر تک رہی اور ہم اس سے صبح و شام دودھ حاصل کرتے تھے جبکہ قحط سالی کی وجہ سے زمین پر خاک اڑتی تھی۔

(8) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ بعض اوقات میں بھوک کی شدت سے زمین پر پیٹ لگا کر لیٹ جاتا تھا اور کبھی پیٹ کے ساتھ پتھر باندھ لیتا تھا، ایک دن بھوک سے بیتاب ہو کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے راستہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا تو ان سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی، مقصد یہ تھا کہ اپنی حالت زار کی طرف توجہ دلاؤں وہ گزر گئے اور کچھ توجہ نہ کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے، ان سے بھی اسی غرض سے ایک آیت پوچھی کہ مجھے ساتھ لے جا کر کھانا کھلائیں مگر انہوں نے بھی بے التفاتی کی اور چلے گئے، بعد ازاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر وہاں سے ہوا، میری حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے

ارادے سے آگاہ ہو گئے اور مسکرا کر فرمایا ''ابو ہریرہ!'' میں نے عرض کیا ''لبیک یا رسول اللہ'' فرمایا ''میرے ساتھ چلو'' تو میں ساتھ ہو لیا آپ علیہ السلام کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تو میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ علیہ السلام نے اذن باریابی عطا فرمایا۔ پھر ایک دودھ کے پیالے پر نظر پڑی۔ دریافت فرمایا ''یہ کہاں سے آیا ہے'' تو اہل خانہ نے بتایا فلاں آدمی یا فلاں عورت نے بطور ہدیہ پیش کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے ابا ہریرہ''! میں نے عرض کیا ''لبیک یا رسول اللہ'' حکم دیا۔ ''اہل صفہ کو بلا لاؤ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ ان کے رہنے کی جگہ تھی نہ کھانے کا ٹھکانا، بس مسجد میں پڑے رہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صدقہ کا مال آتا تو ان کے پاس بھجوا دیتے خود نہ لیتے تھے مگر جب کوئی ہدیہ آتا تو اس میں سے کچھ خود رکھ لیتے کچھ انہیں بھیج دیتے، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل صفہ کو بلانے سے دل پر گرانی سی محسوس ہوئی، دل میں کہا کہ اہل صفہ کو یہ تھوڑا سا دودھ کیا کفایت کرے گا۔ میں ہی پی لیتا تو گزارا ہو جاتا اور کچھ طاقت سی آ جاتی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ اہل صفہ کو بلا لیا۔ وہ آئے تو حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے ابا ہریرہ! ان لوگوں کو دودھ پلاؤ'' پس میں نے سب کو باری باری پلایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے، فرمایا ''اب صرف ہم اور تم باقی ہیں آؤ بیٹھو اور پینا شروع کرو'' پس میں نے سیر ہو کر پیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار اصرار فرماتے رہے ''پیو پیو'' میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اب قطعاً کوئی گنجائش نہیں، پھر پیالہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دیا تو آپ علیہ السلام نے اللہ کا شکر بجالاتے ہوئے اسے نوش فرما لیا۔

(9) دودھ جاری ہو گیا

بیہقی، ابو نعیم، طبرانی و حاکم حضرت قیس بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفیہ طور پر سفر ہجرت پر نکلے تو راستے میں ان کا گزر ایک غلام پر ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا، انہوں نے اس سے دودھ طلب کیا۔ اس نے کہا میرے پاس شیر دار بکری تو کوئی نہیں، البتہ! ایک بکری ایسی ہے جو جاڑوں کے شروع میں گابھن ہوئی مگر اس نے گابھ ڈال دیا اور اس کا دودھ بھی باقی نہ رہا۔ سرکارِ دو عالم نورِ مجسم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اچھا اسی کو لے آؤ'' وہ لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ٹانگوں کو باندھ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ڈھال لے آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نکال کر پہلے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا پھر نکال کر چرواہے کو دیا۔ پھر دوہ کر خود نوش فرمایا، چرواہے نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا بخدا! بتایئے آپ (علیہ السلام) کون

صاحب ہیں؟ میں نے آپ (علیہ السلام) جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ فرمایا ''میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں'' چرواہے نے کہا اچھا آپ (علیہ السلام) وہی ہیں جنہیں قریشی ''صابی'' کہتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا ''ہاں، وہ تو یہی کہتے ہیں'' اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام سچے نبی ہیں اور جو پیغام آپ علیہ السلام لائے ہیں وہ حق ہے کیونکہ ایسا کام کوئی آدمی سوائے نبی کے سرانجام نہیں دے سکتا۔

(10) دودھ اتر آیا

بیہقی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا، ہم ایک عرب قبیلے میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دور ایک ڈیرہ دیکھا اور اس کا قصد فرمایا جب ہم اترے تو معلوم ہوا کہ وہاں اکیلی عورت موجود ہے اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے! میں ایک عورت ہوں میرے ساتھ اور کوئی نہیں، اگر آپ ضیافت چاہتے ہیں تو سردار قبیلہ کے پاس چلے جایئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو کوئی جواب نہ دیا، شام کا وقت تھا اسی اثناء میں اس کا بیٹا بکریاں ہانک کر آ گیا اس نے کہا بیٹا یہ بکری اور چھری، ان دو آدمیوں کے پاس لے جاؤ اور کہو میری ماں کہہ رہی ہے کہ اس کو ذبح کر کے کھا لیجئے، جب وہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''چھری لے جاؤ اور برتن لے آؤ''۔ اس وقت بکری کا دودھ اتر آیا تھا۔ وہ لڑکا برتن لے آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کے تھنوں پر دست اقدس پھیر کر اسے دوہا تو برتن لبریز ہو گیا، فرمایا ''اسے اپنی ماں کے پاس لے جا'' چنانچہ اس نے سیر ہو کر پیا۔ بعد ازاں وہ برتن لے آیا تو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اسے لے جا اور دوسرا برتن لے آ'' پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نوش فرمایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے وہاں رات بسر کی اور اگلی صبح روانہ ہو گئے، وہ عورت حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''مبارک'' کے نام سے یاد کرتی کیونکہ اس کے ریوڑ میں اتنی برکت ہوئی کہ وہ بڑھ کر مدینہ تک پھیل گیا، بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ وہاں سے گزرے تو اس بچے نے پہچان کر کہا ماں! یہ تو وہی آدمی ہے جو ''مبارک آدمی'' کے ہمراہ تھا اس نے اٹھ کر پوچھا اے اللہ کے بندے! آپ کے ساتھ وہ ''مبارک آدمی'' کون تھا؟ انہوں نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ وہ کون ہیں؟ وہ تو اللہ کے نبی ہیں، اس نے عرض کیا، مجھے ان کے پاس لے جایئے چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے تو اس نے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پنیر اور کچھ اشیاء بطور ہدیہ پیش کیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسے چادر اوڑھائی اور کچھ عطا فرمایا۔

طبرانی۔ ابونعیم۔ بیہقی۔ ابن سعد، ابن عدی، نافع بن حارث بن کلدہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم کوئی چار

سو کے قریب آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کیا جہاں پانی نہ تھا اور لوگوں کو سخت پیاس بھی تھی، اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بکری رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چل کر آ رہی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دودھ نکالا جس سے آپ علیہ السلام نے سارے لشکر کو سیراب کیا اور خود بھی سیر ہو کر پیا۔ بعد ازاں فرمایا ''نافع تم اس بکری کو لے لو مگر نظر نہیں آتا کہ یہ تمہارے پاس رہے گی'' چنانچہ میں نے ایک لکڑی لی اور اسے زمین میں گاڑا اور پھر ایک رسی کے ساتھ اس بکری کو اچھی طرح باندھ دیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے دوسرے لوگ بھی سو گئے اور میری بھی آنکھ لگ گئی جب بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بکری موجود نہیں رہے۔ میں نے جا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی اطلاع کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ یہ بکری تمہارے پاس نہیں رہے گی اس بکری کو وہی ذات لے گئی ہے جو اسے لے آئی تھی''۔

طبرانی۔ ابونعیم۔ بیہقی رحمہما اللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم سعد سے ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے، ایک مقام پر اترے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سعد! اس بکری کا دودھ نکال کر لے آؤ'' سعد کہتے ہیں میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس جگہ پر کوئی بکری نہ تھی، جب میں وہاں گیا تو دودھ سے بھرپور تھنوں والی بکری کو موجود پایا، پس میں نے کئی بار اسے دوہا اور اس کی خوب حفاظت کی، نیز دوسروں کو بھی اس کی نگرانی کی تاکید کی مگر جب اونٹوں وغیرہ کے معاملات میں مشغول ہوئے تو بکری کھو گئی۔ میں نے جا کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ بکری گم ہوگئی ہے۔ فرمایا ''اس کا مالک اسے لے گیا ہے''

(11) خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری کا دودھ

طبرانی۔ سعد۔ بیہقی رحمہما اللہ مروی ہیں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بکری لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے باندھ کر اس کا دودھ دوہا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اپنا سب سے بڑا برتن میرے پاس لے آؤ'' میں آٹے والا دیگچہ لے آئی۔ آپ علیہ السلام نے اس میں دودھ نکالا تو وہ لبریز ہو گیا، فرمایا ''اب خود بھی پیو اور ہمسائیوں کو بھی پلاؤ'' بعد ازاں ہم اسے لیکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے جاتے رہے، اسی دوران اس کا دودھ خشک ہو گیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میرے والد نے آ کر اسے دوہا تو اس کا اصلی دودھ نکلا، میری ماں نے کہا تم نے تو خرابی پیدا کر دی ہے اور بکری کا دودھ خشک کر دیا ہے میرے والد نے کہا وہ کیسے؟ ماں کہنے لگی، اس بکری کے دودھ سے بڑا دیگچہ بھر جاتا تھا، پوچھا اس وقت دودھ کون نکالتا تھا؟ جواب دیا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کہنے لگے کیا تم نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر سمجھ لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خدا کی قسم! سب سے زیادہ برکت والے ہیں۔

احمد، طبرانی، ابن سعد میں ایک اور روایت میں بنت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میرے باپ ایک غزوہ میں شمولیت کے لئے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر کی نگرانی فرمایا کرتے تھے، آپ علیہ السلام ہماری بکری کا دودھ دوہتے جس سے ایک بڑا دیگچہ لبریز ہو جاتا جب میرے والد واپس آئے اور بکری کا دودھ دوہا تو وہ پہلی حالت پر آ گیا۔

ابو نعیم، نے ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میرے اسلام لانے کا واقعہ یوں ہے میں یتیم تھا اور اپنی ماں اور خالہ کا اکلوتا تھا اور اپنی چھوٹی بکریاں چرایا کرتا تھا، میری خالہ مجھ سے کہتی، بیٹا اس شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب نہ آنا وہ تمہیں بھٹکا دے گا۔ مگر میں چراگاہ کی طرف نکلتا تو اپنی بکریاں چھوڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ جاتا اور آپ علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر سنا کرتا، پھر شام کے وقت اپنی بکریاں خالی پیٹ واپس لے جاتا، جن کے تھن خشک ہوتے، میری خالہ نے مجھ سے کہا تمہارے ریوڑ کو کیا ہے؟ ان کے تھن خشک ہو گئے ہیں میں نے جواب دیا مجھے پتہ نہیں'' بعد ازاں ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا، نیز اپنی خالہ کے طرزِ عمل اور ریوڑ کا معاملہ ذکر کیا، فرمایا ''اپنی بکریاں میرے پاس لے آنا'' تو میں انہیں لے آیا۔ آپ علیہ السلام نے ان کے پٹھوں اور تھنوں پر دستِ مبارک پھیرا اور برکت کی دعا کی جس کی وجہ سے وہ موٹی تازی ہو گئیں اور ان کا دودھ اتر آیا پھر جب میں انہیں اپنی خالہ کے پاس لایا تو کہنے لگی، اسی طرح چرایا کرو، تو میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا یہ سن کر میری خالہ اور ماں نے اسلام قبول کر لیا۔

(12) حجرۂ اقدس میں بکریوں کا دودھ

صحیح مسلم شریف میں حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی ایسے فقر و فاقہ کی حالت میں آئے کہ ہماری قوت بصارت و سماعت زائل ہو چکی تھی، ہم نے اپنے آپ کو اصحاب رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے پیش کیا مگر کسی نے ہمارا بار اٹھانا منظور نہ کیا ہم رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے تو آپ علیہ السلام ہمیں اپنے کاشانہ اقدس میں لے گئے، دیکھا تو گھر میں تین بکریاں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ان بکریوں کا دودھ نکال کر سب کے درمیان تقسیم کر لیا کرو'' پس ہمارا معمول یہ تھا کہ ہم ان بکریوں کا دودھ نکالتے اور ہم میں سے ہر شخص اپنا حصہ نوش کرتا۔ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ رکھ دیتے۔ رات کے وقت آپ علیہ السلام جب کبھی تشریف لاتے تو دھیمے لہجے میں سلام کرتے جسے جاگنے والا سن لیتا مگر اس آواز سے سوتا شخص بیدار نہ ہوتا۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز پڑھتے۔ بعد ازاں آ کر دودھ نوش فرماتے۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ میں اپنا حصہ پی چکا تھا، شیطان نے مجھے بہکایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں اور وہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں کچھ نہ کچھ پیش کرتے ہی

ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تناول بھی فرمالیتے ہیں بھلا اس گھونٹ بھر دودھ کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا ضرورت ہے، یہ سوچ کر میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ بھی پی لیا جب پیٹ بھر گیا اور مزید گنجائش نہ رہی تو اب شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہا ارے کم بخت تو نے یہ کیا حرکت کی کہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ بھی پی لیا ہے جب آپ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور اپنا حصہ نہ پائیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے حق میں بددعا فرمائیں اور تیری دنیا وآخرت دونوں برباد ہو جائیں، میں نے ایک چھوٹی سی چادر اوڑھ رکھی تھی جس سے پیر ڈھانکتا تو سر کھل جاتا اور سر ڈھانکتا تو پیر کھل جاتے۔ اسی پریشانی میں مجھے نہ نیند آتی تھی۔ میرے دونوں ساتھی آرام سے سو رہے تھے کیونکہ انہوں نے وہ حرکت نہ کی تھی جو مجھ سے سرزد ہوئی تھی، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حسب عادت سلام کیا۔ پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اس کے بعد آکر برتن دیکھا تو اس میں کچھ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا، میں نے سمجھا کہ اب آپ علیہ السلام نے میرے اوپر بددعا کی اور میں برباد ہوا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی ''خدایا! جو مجھ کو کھلائے تو اس کو کھلا اور جو مجھ کو پلائے تو اس کو پلا'' یہ دعا سن کر میں نے اپنی چادر سنبھالی اور چھری ہاتھ میں لے کر بکریوں کی طرف بڑھا کہ ان میں جو فربہ ہو اسے ذبح کروں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سب کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے ایک بڑا برتن اٹھالیا جس کے متعلق آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ گمان تک نہ تھا کہ کبھی اتنا بڑا برتن دودھ سے بھرے گا لیکن میں نے اس میں دوہا تو وہ لب ریز ہو گیا میں اسے لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا تم لوگوں نے اپنا حصہ پی لیا ہے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نوش فرمالیجئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نوش فرما کر بقیہ مجھے عنایت کیا۔ میں نے عرض کیا کچھ اور نوش فرمائیے آپ علیہ السلام نے اور پیا اور باقی میرے حوالے کیا جب میں سمجھ گیا کہ آپ علیہ السلام خوب شکم سیر ہو گئے ہیں اور آپ علیہ السلام کی دعا قبول ہو گئی ہے تو میں ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا'' مقداد! یہ کیا ناشائستہ حرکت ہے'' تو میں نے سارا ماجرا عرض کر دیا، فرمایا ''یہ تو سب اللہ کی طرف سے رحمت و برکت ہے تم نے مجھے پہلے کیوں نہ اس کی خبر کی کہ تمہارے دونوں ساتھیوں کو بھی جگا لیتے اور وہ بھی اس برکت میں شریک ہو جاتے'' میں نے عرض کیا، اس ذات کی قسم! جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جب وہ برکت آپ علیہ السلام کو اور مجھے ہو گئی ہے تو مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ کسی اور کو وہ پہنچی ہے یا نہیں۔

(13) دودھ میں برکت

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکری کا قصہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن میں عقبہ بن ابی معیط کا ریوڑ چرایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا ''کیا تمہارے پاس دودھ ہے'' انہوں نے عرض کیا، ہاں! مگر یہ میرے پاس امانت ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے پاس وہ بکری لے آؤ جس کا بکرے کے ساتھ ملاپ نہیں ہوا'' پس میں ایک جوان بکری حضور علیہ السلام کے پاس لے آیا، آپ علیہ السلام نے اسے پکڑ کر اس کے تھنوں پر دست اقدس پھیرا اور دعا کی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک برتن اٹھا لائے تو آپ علیہ السلام نے اس میں دودھ نکالا۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''پی لو'' بعدازاں بکری کے تھنوں سے فرمایا سمٹ جا تو وہ پہلی حالت پر آ گئے۔ یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنا، اس واقعہ کو امام احمد نے جید اسناد کے ساتھ نقل کیا نیز امام طبرانی نے ''معجم صغیر'' میں روایت کیا اس میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد میں یہ اضافہ ہے کہ جب میں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھے بھی کسی نشان سے معزز فرمایئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے بے شک تم ایک نشان زدہ غلام ہو''

کتب حوالہ جات

1. تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی (المتوفی 606ھ)
2. تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (المتوفی 774ھ)
3. تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)
4. تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5. تفسیر ابن ابی حاتم۔ ابن ابی حاتم (المتوفی 327ھ)
6. دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (المتوفی 430ھ)
7. صحیح بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)
8. دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (384ھ تا 458ھ)
9. خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)
10. مسند امام احمد۔ امام احمد بن حنبل ابن ادریس (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)
11. کتاب فقہ اکبر۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ابن زوتی (پیدائش کوفہ 80ھ وفات بغداد 150ھ)
12. جذب القلوب۔ علامہ بدر الدین عینی (المتوفی 855ھ)
13. موطا امام مالک۔ امام ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

14. سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)

15. سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)

16. مسلم شریف۔ ابوالحسین مسلم ابن حجاج قشیری نیشاپوری (ولادت 204ھ وفات 273ھ)

17. اعلام النبوت۔ قاضی ابوالحسن ماوردی (المتوفی 450ھ)

18. فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (متوفی 638ھ)

19. سیرت الکبریٰ۔ امام محمد بن محمد بن سید الناس (المتوفی 734ھ)

20. معارج النبوۃ۔ ملا معین واعظ الکاشفی الہروی (المتوفی 907ھ)

21. سیرۃ ابن ھشام ہشام عبدالملک بن ہشام (المتوفی 213ھ)

22. طبقات ابن سعد۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد العصری (168ھ تا 230ھ)

23. شواہد النبوت۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی (متوفی 878ھ)

ر

روشن ہونا عصا، چابک اور اُنگلیوں کا

حاکم وبیہقی اور ابونعیم نے ابوعبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جبیر سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر وہ بنی حارثہ کی طرف پلٹ کے جاتے تھے وہ ایک اندھیری رات بارش میں واپس جا رہے تھے تو ان کے لئے ان کی لاٹھی روشن ہوگئی۔ یہاں تک کہ وہ بنی حارثہ کے گھر میں داخل ہوگئے۔

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے دو صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے ایک اندھیری رات میں نکلے ان دونوں کی لکڑیاں دو مشعلوں کی مانند روشن تھیں۔ جب ان کے راستے مختلف ہوئے تو ایک ایک مشعل دونوں کے ساتھ رہی۔ یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

ابن سعد اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن بشر (بن وقش بن زغبہ بن زعورا ابن عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔ انصار کے قبیلہ عبدالاشہل سے تھے شہادت جنگ یمامہ 11ھ دو احادیث مروی ہیں) اور اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن سماک بن عتیک بن رافع بن امراء القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔ قبیلہ اوس کے خاندان اشہل سے تھے المتوفی 16ھ

سقیفہ بنی ساعدہ میں عظیم خدمات سرانجام دیں) دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں کسی ضرورت سے تھے۔ پھروہ کچھ رات گزرنے کے بعد واپس ہوئے۔ وہ رات سخت اندھیری تھی۔ یہ دونوں باہر نکلے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ تو ان دونوں کے لئے ان میں سے ایک لاٹھی روشن ہوگئی اور وہ دونوں اسکی روشنی میں چلتے رہے۔ جب دونوں کے راستے پھٹے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

ابونعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تھے۔ اور یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے گفتگو کررہے تھے۔ یہاں تک کہ رات آگئی۔ پھر دونوں نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں کے ساتھ ہوگئے۔ اندھیری رات تھی اور دونوں کے ساتھ لاٹھی تھی۔ تو وہ دونوں لاٹھیاں روشن ہوگئیں۔ اور ان دونوں پر اس کی روشنی پڑنے لگی یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے۔

(1) حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُنگلیاں روشن ہوگئیں

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے اور ابونعیم نے حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ اور ہم اندھیری رات میں آپس میں متفرق ہوگئے۔ تو میری اُنگلیاں روشن ہوگئیں یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان اپنی سواریوں پر جمع کیا۔ اور لادلیا۔ کوئی چیز ہم سے گُم نہ ہوئی اور حال یہ کہ میری انگلیں برابر روشنی دے رہی تھیں۔

ابونعیم نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا بارش والی ایک رات تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عشاء کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو ایک بجلی چمکی۔ آپ علیہ السلام نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نعمان کو دیکھ کر فرمایا ''اے قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب تم نماز پڑھ لو تو ٹھہر جانا۔ میں تمہیں حکم دوں گا''۔ تو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو ایک شاخ عنایت کرکے فرمایا ''اسے لے لو۔ یہ تمہارے لئے دس قدم سامنے اور دس قدم پیچھے روشنی دے گا''

(2) کاشانۂ نبوّت جگمگا اُٹھا

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے پہلو میں شب بسر فرمائی جب میں بیدار ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے قریب نہ پاکر پریشان ہوئی۔ پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آواز سُنی کہ آپ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں تو میں بھی اُٹھی اور وضو کرکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیچھے نماز پڑھنے لگی۔ پھر حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رات کے وقت دُعا مانگی جو خدا نے چاہا۔ تو ایک نور آیا جس سے سارا گھر روشن ہوگیا۔ اور وہ نور اتنی دیر موجود رہا

جب تک خدا نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دعا کرتے رہے۔ پھر دوبارہ نور آیا جو روشنی میں پہلے سے زیادہ تھا۔ یہاں تک کہ میں گھر میں رائی کے دانہ کو چُننا چاہتی تو ایک ایک کر کے دانہ چُن لیتی۔ پھر وہ چلا گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ کیسا نور تھا جسے میں نے دیکھا ہے؟ فرمایا ''اے عائشہ! کیا تم نے نور دیکھا ہے؟'' میں نے کہا ہاں۔ فرمایا ''میں نے اپنے رب سے اپنی امت کو مانگا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا فرمادی۔ اس پر میں نے خدا کی حمد کی اور اس کا شکر بجالایا۔ پھر میں نے اس سے بقیہ کا سوال کیا تو اس نے دوسری تہائی امت مجھے عطا فرمادی۔ پھر میں نے تیسری تہائی امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے وہ بھی عطا کردی۔ میں نے اس کا حمد وشکر کیا''

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی وابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ علیہ السلام سجدہ کرتے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُچھل کر آپ علیہ السلام کی کمر پر بیٹھ جاتے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سجدہ سے سر اُٹھاتے تو ان کو پکڑ کر نرمی کے ساتھ اُتار دیتے۔ جب دوسرا سجدہ کرتے تو وہ دونوں ایسا ہی کرتے اور جب نماز میں کھڑے ہوجاتے تو ایک اِدھر دوسرا اُدھر ہو جاتا۔ پھر میں قریب آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ پہنچادوں۔ فرمایا ''نہیں''۔ پھر ایک نور چمکا اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے صاحبزادو! تم دونوں اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ''۔ تو وہ دونوں اس نور کی روشنی میں جارہے تھے یہاں تک کہ دونوں گھر میں داخل ہوگئے۔

ابونعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندھیری رات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان سے بہت زیادہ محبّت فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تم اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جاؤ''۔ اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔ فرمایا ''نہیں'' پھر آسمان سے ایک نُور چمکا اور وہ اسکی روشنی میں چل دیئے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

(3) رجعتِ شمس

ابن مندہ، ابن شاہین اور طبرانی نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمیس (بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ۔ قبیلہ خثعم سے تھیں المتوفی 40ھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے 60 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف وحی نازل ہورہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عصر

پڑھی نہ تھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا کی کہ ''اے خدا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت میں تھے تو ان پر آفتاب کو واپس کر دے''۔ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا تھا۔ پھر میں نے غروب ہونے کے بعد اسے واپس ہوتے دیکھا ہے۔ طبرانی کی روایت اس طرح ہے کہ آفتاب ان پر طلوع ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر وضو کیا اور نمازِ عصر پڑھی۔ اس کے بعد آفتاب غائب ہو گیا۔ یہ واقعہ منزلِ ''صہبا'' کا ہے جو خیبر اور مدینہ کے درمیان ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں اپنا سرِ مبارک رکھ کر محوِ خواب ہو گئے اور انہوں نے اس وقت تک نمازِ عصر نہ پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے لئے دعا کی اور ان کے لئے سورج واپس آ گیا۔ اور انہوں نے نماز پڑھی پھر وہ دوبارہ غروب ہوا۔

طبرانی نے بسند حسن حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آفتاب کو حکم دیا اور دن ایک گھڑی تک ٹھہرا رہا۔

(4) دستِ اقدس کے مَس سے تصویر نابود ہو گئی

بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے پاس تشریف لائے تو میں ایسا کپڑا اوڑھے ہوئے تھی جس پر جاندار کی تصویر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے پھاڑ ڈالا۔ پھر فرمایا ''قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ شدید عذاب ہو گا جو اللہ کی کسی مخلوق کی تصویر کشی کریں''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے پاس ایک ڈھال لے کر آئے جس میں عقاب کی تصویر کندہ تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور اللہ نے اسے نابود کر دیا۔

ابن سعد و ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر نے مکحول سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کی تصویر کندہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس تصویر کی موجودگی کو مکروہ جانا۔ جب صبح ہوئی اور دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے تصویر کو دُور کر دیا تھا۔

(5) رومال کا نہ جلنا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباد بن عبد الصمد سے بیان کیا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے اپنی خادمہ سے فرمایا: دستر خوان لگاؤ ہم کھانا کھانا چاہتے ہیں وہ لے آئی تو فرمایا: اب رومال لے آؤ۔ پس وہ ایک میلا رومال لے آئی، پھر فرمایا: تنور گرم کر کے یہ رومال اس میں ڈال دو، چنانچہ رومال اس تنور میں ڈال دیا گیا، پھر جب اسے نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح صاف وسفید تھا۔ ہم نے حیرانی سے پوچھا یہ کیا؟ فرمایا ''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا رومال ہے آپ علیہ السلام اس سے چہرۂ اقدس پونچھتے تھے جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسی طرح اس کو صاف کرتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آگ اس چیز کو نہیں جلاتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بدن اطہر کو چھو جاتی ہے''۔

ز

زمین نے قبول نہ کیا

ابونعیم و بیہقی حضرت قبیصہ بن ذویب سے مروی ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں سے ایک شخص نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مشرکین کے ایک دستے پر حملہ کیا اور انہیں بھگا دیا۔ ایک مسلمان نے ایک مشرک کو بھاگتے ہوئے قابو کر لیا اور اسے قتل کرنے کے لئے تلوار لہرائی تو اس مشرک نے فوراً لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الله پڑھ لیا، اس کے باوجود مسلمان نے اسے نہ چھوڑا، بلکہ قتل کر دیا۔ بعد ازاں اسے قتل کرنے کی وجہ سے اس مسلمان کو ندامت ہوئی تو سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''تو نے اس کے ایمان کی حقیقت سے آگاہ ہونے کیلئے اس کا سینہ چیر کر کیوں نہ دیکھا'' پھر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا، اسے دفن کیا گیا تو صبح کے وقت اس کی لاش قبر سے باہر پڑی تھی۔ اس کے گھر والے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اسے دفن کر دو'' تو انہوں نے اسے تین بارہ دفن کیا مگر زمین اسے پھر باہر پھینک دیتی، یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''زمین اسے قبول کرنے سے انکار کر رہی ہے۔'' اس کے بعد انہوں نے اس لاش کو ایک غار میں دھکیل دیا۔

طبرانی اور بیہقی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (21ھ-110ھ) سے یہ روایت نقل کرنے کے بعد اس میں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''زمین تو اس شخص سے زیادہ برے آدمی کو قبول کر لیتی ہے مگر منشائے خداوندی یہ تھا کہ اس شخص کو تمہارے لئے باعث عبرت بنا دے تاکہ تم میں سے کوئی شخص لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الله کی شہادت دینے والے یا مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے شخص کے قتل پر اقدام نہ کرے، جاؤ، اسے فلاں گھاٹی میں لے جا کر دفن کر دو۔ اب اسے زمین قبول کر لے گی'' چنانچہ انہوں نے اسے اس گھاٹی میں دفن کر دیا۔ کہتے ہیں اس قاتل کا نام محلم بن جثامہ تھا، اس روایت کی تخریج احمد، بیہقی اور ابونعیم نے کی ہے۔

امام زرقانی ''شرح مواہب'' میں فرماتے ہیں ''جب اصحاب رسول میں سے ستّر (70) آدمی بیئر معونہ

کے مقام پر شہید کر دیئے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مرض بخار کو رعل ذکوان اور عصبہ کی طرف جانے کا حکم دیا، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نافرمانی کی تھی، چنانچہ اس بخار نے ان کے سات سو آدمیوں کو ہلاک کر دیا، یعنی ہر صحابی کے بدلے میں دس آدمی۔

زبانوں کا علم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہر شخص کے ساتھ اسکی زبان میں اختلاف لغات، تراکیب الفاظ اور اسالیب کلام کے باوجود کلام فرمایا کرتے تھے کوئی شخص اس سلسلہ میں آپ علیہ السلام سے آگے نہیں نکل سکتا تھا حالانکہ اہل عرب اگر دوسرے کی زبان سنتے تو انہیں ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی عجمی گفتگو کر رہا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ کمال قدرت الٰہیہ اور عطیہ ربانیہ کا آئینہ دار ہے کیونکہ آپ علیہ السلام تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیئے گئے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام زبانوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ ابراہیم آیت 4

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

ترجمہ:۔ ''اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے''

چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، لہٰذا آپ علیہ السلام کو تمام زبانوں سے آگاہ کیا ہے تاکہ آپ علیہ السلام اپنی امت کے تمام گروہوں سے انہیں کی زبانوں میں گفتگو کر سکیں۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ایک عظیم معجزہ ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہر زبان میں گفتگو اہل زبان کی گفتگو سے زیادہ فصیح ہوتی اور یہ آپ علیہ السلام کے شایان شان بھی تھا کیونکہ آپ علیہ السلام کو تمام انسانوں کے مقابلہ میں جمیع بشری قویٰ میں فضیلت اور برتری عطا کی گئی ہے جو حدود قیاس وادراک سے باہر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بعض حبشیوں سے ان کی زبان میں اور کچھ فارسیوں کے ساتھ ان کی زبان میں گفتگو فرمائی جیسا کہ کتب سنت واحادیث میں ثابت ہے۔

شفاء شریف کی ''شرح خفاجی'' میں ہے۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے وقت ایک وفد آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، جب اہل وفد مسجد الحرام میں آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو نہ پہچان سکے، وہ عربی زبان بھی نہیں جانتے تھے، پس ایک شخص نے اپنی زبان میں پکار کر کہا'' من ابون اسران ''یعنی تم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کون ہیں؟ حاضرین میں سے کوئی آدمی ان کی بات نہ سمجھ سکا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جواب دیا'' اشکد اور ''یعنی آگے آیئے کیونکہ ''اشکد'' کا معنی ہے آگے بڑھیئے'' اور'' کا معنی ہے ''یہاں'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسے اسی کی زبان میں جواب دینے لگے مگر حاضرین میں سے کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ بعدازاں اس شخص نے اسلام قبول کیا اور بیعت کر کے اپنے وفد کے ہمراہ لوٹ گیا، ان کے جانے کے بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کی آمد کا مقصد اور ان کی زبان کے بارے میں آگاہ کیا۔

فَسُبْحَانَ مَنْ عَلَّمَهُ ذٰلِکَ اِنَّهُ الْمُنْعِمُ الْکَرِیْم

ترجمہ:۔ (پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے محبوب کو ان زبانوں کا علم دیا بے شک وہ بہت زیادہ عطا کرنے والا کریم ہے۔)

جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بلیغ گفتگو، مشہور فصاحت، جامعیت کلام اور حکمت و دانش کا تعلق ہے، علمائے دین نے اس بارے میں مدلّل و مفصّل کتابیں تحریر فرمائی ہیں اور فصاحت و جامعیت پر حاوی الفاظ و معانی کو کتابوں میں جمع کیا ہے۔ اس لحاظ سے نہ تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی فصاحت کا مقابلہ ممکن ہے نہ بلاغت کا جواب ہوسکتا ہے، لہٰذا اس موضوع پر طویل بحث کی ضرورت نہیں، مواہب الدنیہ، شفا شریف اور شرح شفاء میں اس پر بہت روشنی ڈالی گئی ہے۔

س

سرایا و دیگر دلائل

ابن سعد بطریق واقدی لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے قطبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس سواروں کی جمعیت میں قبالہ کی جانب بنو خشعم کی طرف بھیجا اور ان پر حملہ آور ہونے کا حکم فرمایا، چنانچہ انہوں نے نکل کر بنو خشعم پر حملہ کیا اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا، بعد ازاں ان کے ریوڑ اور عورتیں ہنکا کر مدینہ شریف لے آئے۔ اسی دوران ایک زبردست سیلاب آیا جو قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے درمیان حائل ہو گیا جس کی وجہ سے وہ قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہ پاسکے۔

سفر شام

اسی قسم کا ایک حیران کن واقعہ سفر شام کا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میسرہ نامی غلام کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تجارتی مال شام لے کر گئے تو نسطورا راہب نے آپ علیہ السلام کے متعلق بشارت دی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عمر شریف 25 برس ہوئی تو آپ علیہ السلام کے چچا ابو طالب نے آپ علیہ السلام سے کہا: میں قلاش آدمی ہوں، زمانے نے ہم پر سختی کی ہے اور برے دن آ گئے ہیں۔ ہمارے پاس نہ دولت ہے نہ سامان تجارت، قوم قریش کا ایک تجارتی کاروان شام جانے والا ہے، خدیجہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی قوم کے کچھ مردوں کو اپنے مال کے ساتھ تجارت کی غرض سے بھیجتی ہے اور وہ منافع حاصل کرتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ اگر آپ علیہ السلام بھی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جائیں تو وہ آپ علیہ السلام کو دوسروں پر ترجیح دے گی، کیونکہ اسے آپ علیہ السلام کی طہارت نفس کی اطلاع ہے اگرچہ میں پسند نہیں کرتا کہ آپ علیہ السلام شام جائیں، کیونکہ مجھے آپ علیہ السلام کے بارے میں یہودیوں سے خوف محسوس ہوتا ہے مگر اسکے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "شاید خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود ہی مجھے بلا بھیجے"، ابو طالب نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ کسی اور کو اس کام کی ذمہ داری نہ سونپ دے پھر آپ ایک علیہ السلام ایسی چیز کو طلب کریں گے جو پیٹھ پھیر چکی ہوگی۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابو طالب کی اپنے بھتیجے کے ساتھ گفتگو کی خبر پہنچی۔ انہیں پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی راست گوئی، امانت و دیانت اور محاسن اخلاق کا علم ہو چکا تھا تو کہا: مجھے معلوم نہ تھا، کہ آپ علیہ السلام اس کام کی خواہش رکھتے ہیں، اس لئے فوراً آپ علیہ السلام کو بلا بھیجا اور کہا: میں یہ ذمہ داری اس لئے آپ علیہ السلام کے سپرد کر رہی ہوں کہ میں نے آپ علیہ السلام کی راست گفتاری، دیانتداری اور خلق کریم کے بارے میں سنا ہے اگر آپ علیہ السلام تیار ہوں تو میں آپ علیہ السلام کو دوسروں کی نسبت دگنا معاوضہ دوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس بات کا ذکر اپنے چچا سے کیا تو انہوں نے کہا: یہ رزق اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ اقدس سے آپ (علیہ السلام) کی طرف بھیجا ہے۔

پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ تجارتی مال لے کر نکلے، جاتے ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میسرہ کو یہ تاکیدی حکم دیا کہ

"لَا تَعْصِ لَهُ اَمْرًا وَّ لَا تُخَالِفْ لَهُ رَأْيًا"

ترجمہ:۔ "ہرگز محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی حکم عدولی نہ کرنا اور نہ ہی ان کی کسی رائے سے مخالفت کرنا"

ادھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چچا بھی اہل کارواں کو آپ علیہ السلام کے بارے میں وصیتیں کرنے لگے۔ روانگی کے وقت سے ہی آپ علیہ السلام کی اعجاز شان یہ ظاہر ہوئی کہ ایک بادل آپ علیہ السلام کے اوپر سایہ کناں رہا۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تجارتی مال لے کر چلتے رہے یہاں تک کہ بصریٰ (بصرہ) کے بازار میں پہنچے، وہاں آپ علیہ السلام نے نسطورا راہب کے صومعہ کے قریب درخت کے سایہ میں پڑاؤ ڈالا۔ نسطورا راہب نے جو کہ میسرہ سے واقف تھا، میسرہ کی طرف جھانک کر دیکھا اور پوچھا: میسرہ! یہ کون ہے جو درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ میسرہ نے جواب دیا یہ حرم کا رہنے والا ایک قریشی مرد ہے، تو اس راہب نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے اور کوئی بیٹھ نہیں سکتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ راہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب آ گیا، اس نے گزشتہ قدیم کتابوں میں مذکور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت کی علامتیں پہچان لیں

مثلاً آنکھوں کے سرخ ڈورے تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سراقدس اور آپ علیہ السلام کے پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا:

''میں آپ علیہ السلام پر ایمان لے آیا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام وہی ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے تورات میں کیا ہے، پس جب اس نے مہر نبوت کو دیکھا تو اسے چوم لیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، آپ علیہ السلام وہی امی نبی ہیں جن کی آمد کی خوش خبری عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس درخت کے نیچے کوئی نہ اترے گا سوائے اس پیغمبر کے جو امی ہاشمی ہے، مکہ کا رہنے والا، حوض کوثر، شفاعت اور لوائے حمد کا مالک''۔

عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد ہمایوں تک اس درخت کا باقی رہنا بھی معجزہ کا احتمال رکھتا ہے یا یہ ہے کہ وہ زیتون کا درخت ہو جو تین ہزار سال تک قائم ودائم رہ سکتا ہے اور اس بات میں بھی کوئی چیز مانع نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نزول اجلال تک مخلوق کو اس درخت کے نیچے بیٹھنے سے باز رکھا ہو یا پھر یہ مراد ہے کہ اس درخت کے نیچے تو لوگ بیٹھے ہوں مگر اس کا سایہ بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کسی کی طرف مائل نہ ہوا ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نسطورا نے میسرہ سے پوچھا: کیا اس شخص کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے جواب دیا ہاں! یہ سرخی دائمی ہے جو کبھی آپ (علیہ السلام) سے جدا نہیں ہوتی۔ نسطورا نے یہ سن کر کہا: یہ تو وہی ہے یعنی آخر الانبیاء، اے کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب انہیں اعلان نبوت کا حکم ہو، میسرہ نے یہ بات ذہن نشین کر لی۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بازار بصریٰ میں تشریف لائے اور سامان تجارت وہاں بیچا، اس سودے کے دوران آپ علیہ السلام کا ایک شخص کے ساتھ اختلاف ہوا تو اس شخص نے کہا: آپ علیہ السلام لات وعزیٰ کی قسم اٹھائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے کبھی لات وعزیٰ کی قسم نہیں کھائی تو اس شخص نے کہا: چلو آپ علیہ السلام کی بات مان لیتے ہیں اور پھر میسرہ کو تنہائی میں لے جا کر کہا: ''یہ نبی ہیں'' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری زندگی ہے! یہ تو وہی نبی ہیں جن کے اوصاف ہمارے علماء اپنی کتابوں میں پاتے ہیں، میسرہ نے اس بات کو بھی اپنے ذہن میں رکھ لیا۔

ابو نعیم کہتے ہیں اس کے بعد تجارتی کارواں نے واپسی کے لئے رخت سفر باندھا، راستے میں میسرہ اس بات کا مشاہدہ کرتا رہا کہ دھوپ میں دو فرشتے آپ علیہ السلام کے سر اقدس پر سایہ کناں رہے، جب اہل قافلہ دوپہر کے وقت مکہ شریف پہنچے تو اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بالا خانے پر بیٹھی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آپ علیہ السلام پر سایہ کناں ہوئے ہیں۔ دوسرے علماء نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ انہوں نے یہ منظر دیگر عورتوں کو بھی دکھایا تو وہ بہت حیران ہوئیں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلّم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور کاروبار میں منافع کی نوید سنائی تو وہ بہت خوش ہوئیں۔اس کے بعد میسرہ آئے تو انہوں نے ان مشاہدات ومعجزات کا تذکرہ کیا جو انہوں نے دوران سفر دیکھے تھے اور بتایا کہ سفر پر روانگی کے وقت سے میں نے یہ خوارق ومعجزات دیکھنے شروع کئے ہیں اور پھر نسطورا کی بشارت کا ذکر بھی کیا اور اس شخص کا بھی جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اختلاف ہوا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب سامان تجارت کا حساب لگایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کئی گنا زیادہ منافع ہوا، ایک روایت میں ہے کہ اتنا پہلے کبھی منافع نہ ہوا تھا یہاں تک کہ میسرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)! ہم چالیس بار خدیجہ کا سامان تجارت لے کر گئے ہیں، مگر اس بار کے منافع سے زیادہ منافع کبھی نہ دیکھا۔

بصریٰ پہنچنے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو اونٹ تھک گئے اور میسرہ ان دونوں اونٹوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے، جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کارواں کے آگے آگے تھے، میسرہ کو اپنی جان اور اونٹوں کے بارے میں خوف پیدا ہوا تو بھاگ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس پہنچے اور آپ علیہ السلام کو اس کی اطلاع کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے لوٹ کر ان اونٹوں کو تھپکی دی اور کلمات استعاذہ پڑھے تو وہ شور کرتے ہوئے قافلے کے اگلے حصے میں آ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے میسرہ کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ایسی محبت ڈال دی، گویا وہ آپ علیہ السلام کے بے دام کے غلام ہیں جب اہل کارواں ''مرالظہر ان'' کے مقام پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میسرہ کو آگے بھیج دیا، تا کہ وہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو سامان تجارت میں بے پناہ منافع کی بشارت دیں۔

سفرِ یمن

ایک روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یمن کی طرف سفر کیا، اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر دس سال سے زائد تھی، اس سفر میں آپ علیہ السلام کے چچا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ وہ ایک وادی سے گزرے جس میں ایک اونٹ گزرنے سے روکتا تھا، جب اس اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا تو بیٹھ گیا اور زمین پر سینہ رگڑنے لگا، رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اونٹ سے اتر کر اس اونٹ پر سوار ہوئے یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا، پھر آپ علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا جب سفر سے لوٹے تو اس وادی میں سیلاب آیا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''تم میرے پیچھے چلو'' پھر آپ علیہ السلام اس پانی میں گھس گئے اور لوگ آپ علیہ السلام کے پیچھے چلے تو اللہ نے اس پانی کو فوراً خشک کر دیا جب وہ لوگ مکہ شریف پہنچے تو اس بات کا تذکرہ کرنے لگے، یہ سن کر اہل مکہ نے کہا اس بچے کی بڑی شان ہے۔

سکون

طبرانی اور ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ روانہ ہوئے، جب ایک مقام پر پہنچے تو حضور ختم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رونے کی آواز سنی۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا ''میرے بچوں کو کیا ہوا ہے'' عرض کیا ''پیاسے ہیں'' یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آواز دی ''لوگو! کیا کسی کے پاس کچھ پانی ہے'' مگر کسی سے ایک قطرہ تک فراہم نہ ہوسکا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''بیٹی! میرے ایک بیٹے کو میرے حوالے کرو'' تو انہوں نے اوڑھنی کے نیچے سے ایک بیٹا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حوالے کیا آپ علیہ السلام نے لے کر اسے سینے سے لگایا اور اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں دی تو اس نے اسے چوسنا شروع کیا جس کی وجہ سے بچے کو آرام آگیا اور پھر اس کے رونے کی آواز سنائی نہ دی مگر دوسرے بچے کے رونے کی آواز اب تک آرہی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اب دوسرا بچہ مجھے دیجئے'' تو انہوں نے دوسرا بچہ بھی آپ علیہ السلام کے ہاتھوں میں دیا، آپ علیہ السلام نے اس کے ساتھ بھی وہی طرز عمل اختیار کیا تو وہ بھی خاموش ہوگیا، اسکے بعد دونوں کے رونے کی آواز نہ آئی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرض

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے قصہ میں یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انہیں مرغی کے انڈے کے برابر سونا عطا فرمایا اور کہا ''اس سے اپنا قرض چکا دو'' ان پر یہودیوں کے چالیس اوقیہ قرض تھے۔ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ سونا کہاں کہاں پورا ہوگا؟ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے پکڑ کر اپنی زبان اقدس پر رکھا اور الٹ پلٹ کر ان کے حوالے کیا اور فرمایا ''اسے لے لو اس سے اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کردے گا۔'' حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چالیس اوقیہ سونا قرض ادا کیا اور اتنا ہی میرے پاس بچ رہا۔

سورج کا پلٹنا

سورج کا معجزانہ طور پر پلٹنا رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے ثابت ہے، اسے ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

جہاں تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے سورج کے لوٹنے کا تعلق ہے، تو اس بارے میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر وحی اتر رہی تھی اس وقت آپ

کا سراقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا۔ انہوں نے اس وقت تک عصر کی نماز نہ پڑھی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے ان سے دریافت فرمایا ''علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا تم نے عصر کی نماز پڑھی تھی؟'' انہوں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے دعا مانگی ''اے اللہ! علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیری اور تیرے رسول کی طاعت وخدمت میں تھا، لہٰذا اس کے لئے سورج کو واپس لوٹا تاکہ وہ نماز عصر ادا کر سکے''۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا، کہ ڈوبا ہوا سورج، پھر طلوع کر آیا اور اسکی روشنی پہاڑوں اور زمین پڑنے لگی۔ یہ واقعہ خیبر کے مقام صہباء پر پیش آیا۔ اس روایت کو امام طحاوی نے نقل فرمایا:۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ احمد بن صالح کہا کرتے تھے، کہ جس شخص کو علم دین سے تعلق ہے وہ حدیث حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یاد کرنے سے پیچھے نہ رہے، کیونکہ یہ نبوت کی علامت اور دلیل ہے۔

اس حدیث کو امام طحاوی اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا۔ ابن مندہ اور ابن شاہین نے حدیث حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی تخریج کی اور ابن مردویہ نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے اسے سند حسن کے ساتھ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا۔ طبرانی کے الفاظ یہ ہیں۔

''حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے مقام صہباء میں ظہر کی نماز پڑھی، بعدازاں نماز عصر کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا (انہوں نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی) جب وہ تشریف لائے، تو آپ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے ان کی گود میں اپنا سراقدس رکھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ علیہ السلام کو جنبش دینا مناسب نہ سمجھا یہاں تک سورج غروب ہوگیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آنکھ کھلی، تو آپ علیہ السلام نے دیکھا، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر کا وقت جاتا رہا، تو آپ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے دعا فرمائی ''اے اللہ! تیرا بندہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم) کی خدمت میں تھا اور اس کی نماز قضا ہوگئی ہے تو سورج کو مشرق کی طرف لوٹا دے''۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سورج لوٹ کر اتنا اٹھ آیا، کہ اس کی دھوپ پہاڑوں پر اور زمین پر پڑنے لگی۔ اسکے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور وضو فرما کر عصر کی نماز ادا فرمائی، پھر سورج غروب ہو گیا۔ یہ واقعہ مقام صہباء کا ہے۔

امام طبرانی اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے سورج کو حکم دیا، تو وہ کچھ دیر کیلئے ٹھہر گیا۔

یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ نے زیادت مغازی میں ابن اسحاق سے روایت کی۔ جسے قاضی عیاض نے نقل کیا، کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کو معراج کرائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے اپنی قوم کو تجارتی قافلے کی خبر دی اور انہیں اونٹوں کی نشانی بتائی، تو انہوں نے پوچھا۔ یہ اہل قافلہ کب پہنچیں گے؟ فرمایا ''بدھ کے روز'' پس

جب بدھ کا دن آیا، تو قریش اس قافلے کا شدت سے انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ دن جانے لگا مگر قافلہ ابھی تک نہ پہنچا تھا تو (حالت اضطراب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے دعا کی، تو سورج آپ علیہ السلام کے لئے روک دیا گیا اور دن میں اضافہ کر دیا گیا۔

یونہی ہمارے رسول، اللہ کے حبیب سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے لئے غزوہ خندق میں سورج کے ٹھہرنے کی روایت ہے جب آپ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم جنگ کی وجہ سے نماز عصر نہ پڑھ سکے۔ اس طرح سورج کا ٹھہرنا ہمارے رسول کریم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم اور یوشع علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے ذکر فرمایا اور ان سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ مغلطائی نے نقل کر کے مقرر رکھا ہے۔

ماخذ کتب

1۔ کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی۔
2۔ فتح الباری۔ علامہ ابن حجر عسقلانی۔
3۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن سعد۔
4۔ البدایہ والنہایہ۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر۔
5۔ تاریخ طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری

سیرت عظمیٰ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت عظمیٰ کو نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ہم نے امام ترمذی اور ابن قانع وغیرہما ائمہ محدثین سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں بھی آپ علیہ السلام کی زیارت کیلئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال جہاں آراء دیکھا تو یقین ہو گیا کہ ایسا نورانی چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔

ابو رمثہ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا، میرا بیٹا میرے ہمراہ تھا تاکہ اسے بھی حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کراؤں جب میں دولت دیدار سے مشرف ہوا تو پکار اٹھا۔

هٰذَا نَبِی اللہ

ترجمہ:۔ ''یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں''۔

امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب ضماد وفد لیکر بارگاہ رسالت علیہ السلام میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''

ترجمہ:۔ ''تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدائیت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

یہ سن کر ضماد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا، ازراہ کرم ان کلمات کو دہرا دیجئے کیونکہ ان کے اندر بحر معانی موجزن ہے۔لائیے دست اقدس بڑھائیے، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرلوں۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصال کمال ایسے ہیں جن میں کسب کو قطعاً دخل نہیں ہے، بلکہ پیدائشی طور پر آپ علیہ السلام کو ودیعت ہوئے ہیں اور یہ محاسن و کمالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات قدسیہ میں اس طرح جمع کر دیئے گئے کہ کوئی کمال اس کے احاطے سے باہر نہیں رہا تھا اور جن اخبار واحادیث میں اس حسن و جمال کا تذکرہ ہے ان کی صحت میں کوئی اختلاف نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال اور تناسب اعضاء میں آثار صحیح شہرت اور کثرت کے ساتھ آئے ہیں ایسی احادیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حصرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اُم معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حصرت معرض بن معیقب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حصرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عداء بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حزیم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں ان احادیث کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

''اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ اَدْعَجَ اَنْجَلَ اَشْكَلَ اَهْدَبَ الْاَشْفَارِ اَبْلَجَ اَزَجَّ اَقْنٰى اَفْلَجَ مُدَوَّرَ الْوَجْهِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ كَثَّ اللِّحْيَةِ تَمْلَاُ صَدْرَهٗ سَوَاءَ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ وَاسِعَ الصَّدْرِ عَظِيْمَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمَ الْعِظَامِ عَبْلَ الْعَضُدَيْنِ وَالذِّرَاعَيْنِ وَالْاَسَافِلِ رَحْبَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلَ الْاَطْرَافِ اَنْوَرَ الْمُتَجَرَّدِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ رَبْعَةَ الْقَدِّ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا الْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَ مَعَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَكُنْ يُمَاشِيْهِ اَحَدٌ'' يُنْسَبُ اِلَى الطُّوْلِ اِلَّا طَالَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلَ الشَّعْرِ

اِذَا افْتَرَّ ضَا حِكًا افْتَرَّ عَنْ مِّثْلِ سِنَا الْبَرْقِ وَ عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَّا مِ اِذَا تَكَلَّمَ رِئَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ ثَنَا يَاهُ اَحْسَنَ النَّاسِ عُنُقًا لَيْسَ بِمُطَهَّمٍ وَلاَ مُكَلْثَمٍ مُتَمَاسِكَ الْبَدْنِ ضَرْبَ اللَّحْمِ ''

ترجمہ:۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ اجلا، آنکھین سیاہ گہری اور قدرے سرخی مائل تھیں، پلکیں دراز، بینی باریک وبلند، دانتوں میں مناسب کشادگی، چہرہ اقدس گول، پیشانی کشادہ، ریش مبارک گھنی جوسینہ اقدس کو ڈھانپ لیتی تھی، سینہ اور شکم مبارک متناسب اور برابر، سینہ مبارک چوڑا، جوڑ بڑے، بازو نہایت سفید، کلائیاں بڑی اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور قدم نرم پر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں مناسب حد تک لمبی تھیں کپڑا اتارنے کی حالت میں بدن مبارک پر نورانیت نظر آتی، سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی، قامت اقدس معتدل تھی، نہ زیادہ لمبے تھے نہ پست قامت، جب کسی کے ہمراہ خرام ناز فرماتے تو آپ علیہ السلام ہی بلند نظر آتے۔ آپ علیہ السلام کے موئے مبارک قدرے خم دار تھے جب تبسم ریزی کے لئے منہ مبارک کھولتے تو ایک بجلی سی چمک اٹھتی اور راولوں کی مانند سفید دانت دکھائی دیتے جب گفتگو فرماتے تو سامنے کے دانتوں سے نور ظاہر ہوتا، گردن انتہائی حسین تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھاری بھرکم بدن کے نہ تھے نہ چہرہ زیادہ گول تھا، بلکہ بدن انتہائی گٹھا ہوا اور چست تھا آپ علیہ السلام پُر گوشت نہ تھے۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں،

مَارَاَيْتُ مِنْ ذِی لِمَّةٍ فِی حُلَّةٍ حَمْرَاءُ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ترجمہ:۔''میں نے سرخ جبہ میں ملبوس دراز زلفوں والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَارَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیُ فِی وَجْهِهٖ اِذَا ضَحِکَ يَتَلاَ لاَ فِی الْجُدُرِ

ترجمہ:۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسین تر کسی کو نہیں دیکھا، یوں معلوم ہوتا تھا گویا آپ علیہ السلام کے چہرہ اقدس میں آفتاب روشن ہو جب تبسم ریز ہوتے تو دیواریں جگمگا اٹھتیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ کسی شخص نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ انور تلوار کی مانند تھا؟ جواب دیا نہیں، بلکہ آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن اور گول تھا۔

حضرت اُم معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور و نزدیک سے انتہائی حسین وجمیل اور پیارے نظر آتے تھے۔

ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور چودھویں رات

کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کا تذکرہ فرماتے ہوئے آخر میں کہتے ہیں ''جو شخص اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتا تو وہ مرعوب ہو جاتا اور ملنے جلنے والا آپ علیہ السلام کا گرویدہ ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے والا یہ کہے بغیر نہ رہ سکتا کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا حسین وجمیل نہ آپ علیہ السلام سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں آپ علیہ السلام کی مثل نظر آیا''۔

شاہ عمان جلندی کے متعلق مشہور ہے کہ جب اسے رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اسلام کے بارے میں خبر ملی تو اس نے کہا ''خدا کی قسم! مجھے اس امی نبی کی صدق رسالت کی دلالت اس سے ملی ہے کہ جب وہ کسی بھلائی کا حکم دیتے ہی تو سب سے پہلے خود اس کام کو کرتے ہیں اور جب کسی چیز سے روکتے ہیں تو پہلے خود اجتناب کرتے ہیں جب غالب آتے ہیں تو اتراتے نہیں اور جب مغلوب ہوتے ہیں تو گھبراتے نہیں، وعدہ پورا کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام سچے نبی ہیں''۔

لَوْلَمْ تَکُنْ فِیْہِ اٰیات'' مُبِیْنَة''

لَکَانَ مَنْظَرُہٗ یُنْبِیْکَ بِالْخَبَرِ

ترجمہ:۔ ''اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسالت کی تائید میں دیگر معجزات نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال جہاں آراء ہی رسالت محمدیہ کی گواہی دیتا''۔

امام ابن تیمیہ اپنی کتاب ''الجواب الصحیح،، میں لکھتے ہیں۔ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مطہرہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاق، اقوال، افعال، شریعت آپ علیہ السلام کی امت اور اس کا علم و دین اور امت محمدیہ کے صالحین کی کرامات، سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور صحت نبوت کے چمکتے ہوئے نشان اور روشن دلائل ہیں۔ بیان اس کا یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی صداقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے بعثت اور بعثت سے وصال تک کی سیرت میں غور وتدبر کرنے سے ظاہر ہوتی ہے، آپ علیہ السلام کا نسب، آپ علیہ السلام کا شہر، آپ علیہ السلام کی اصل اور ذاتی فضیلت سب اسی حقیقت پر شاہد عادل ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل زمین کے سب سے اعلیٰ نسب یعنی نسل ابراہیمی سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت اور کتاب کا وارث بنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی آیا وہ آپ علیہ السلام کی نسل سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام عطا فرمائے اور تورات میں دونوں کا تذکرہ فرمایا اور تورات میں اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ظاہر ہونے والے ایک عظیم الشان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اولاد اسماعیل

(علیہ السلام) میں سے کسی اور شخص نے کبھی دعویٰ رسالت نہیں کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد اسماعیل (علیہ السلام) کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں میں سے اپنا ایک عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی رشد وہدایت کیلئے مبعوث فرمائے جو اولاد ابراہیم علیہ السلام کے خلاصہ قریش اور قریش کے انتخاب آل ہاشم میں سے مکہ ام القریٰ اور شہر کعبہ جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھی، کے مقام پر ظہور فرمائے، نیز انہوں نے لوگوں کو کعبہ شریف کے حج کی دعوت دی، اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ عہد ابراہیم علیہ السلام سے آج تک بیت اللہ شریف کا حج کیا جاتا ہے جس کا ذکر کتب انبیاء علیہم السلام میں بڑے اہتمام سے موجود ہے۔

رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش ونگار اور شکل وشمائل تمام محاسن کے جامع اور آرائش و زیبائش میں اپنے کمال پر تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وکمال پر دلالت کرتے تھے، آپ علیہ السلام ناخواندہ قوم کے ''امی'' فرد تھے اور اپنی قوم کی طرح تورات وانجیل کی تعلیم سے مطلقاً ناواقف تھے جیسا کہ اہل کتاب کو ان کتب سے آگاہی تھی۔ آپ علیہ السلام نے دیگر انسانی علوم میں سے بھی کچھ نہیں پڑھا نہ علماء کی صحبت اختیار کی نہ چالیس سال کی عمر تک کبھی دعویٰ نبوت کیا، پھر اچانک ایک حیران کن اور عظیم الشان کلام پیش کیا جس کی نظیر نہ پہلوں کے سننے میں آئی نہ بعد والوں کے کان اس سے آشنا ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے امر کی خبر دی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پہلے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد آپ علیہ السلام کے ملک میں یا قوم میں کوئی فرد مشہور نہ ہوا نہ کسی شہر یا کسی زمانے میں کوئی آپ علیہ السلام جیسا کلام لایا نہ کسی کو اس قدر غلبہ نصیب ہوا نہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مانند عجائبات وآیات اور معجزات پیش کئے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت سے زیادہ کامل شریعت کی کسی نے دعوت دی نہ کسی کا دین ومذہب تمام ادیان پر علم وحجت اور طاقت وقوت کے ذریعے غالب ہوا جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا۔

ان کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکاروں کو طرح طرح کی اذیتیں دیں مگر وہ اجر وثواب کی امید پر ان مصائب کو برداشت کرتے رہے وہ کسی صورت میں اپنے دین کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے کیونکہ ایمان ومعرفت کی حلاوت ان کے دلوں میں رچ بس گئی تھی۔

اہل عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے مکہ شریف کا حج کرتے تھے۔ ایام حج میں عرب کے قبیلے جمع ہوتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ رسالت کے لئے ان کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے۔ آپ علیہ السلام اس تمام عرصے میں ان کی تکذیب، ظلم وستم اور بے رخی کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ ایام حج میں اہل یثرب کے ایک وفد سے ملاقات ہوئی۔ وہ لوگ یہودیوں کے ہمسائے تھے اور یہودیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات واوصاف سن کر آپ علیہ السلام کو بخوبی جانتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دعوت دی تو وہ فوراً پہچان گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ ''نبی منتظر'' ہیں جن

کی یہودی خبر دیا کرتے ہیں، اس طرح وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبہ سے آگاہ تھے۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب رسالت اگلے دس بارہ سالوں میں پھیل کر جزیرۃ العرب پر چھا گیا

جب اصحاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتحانہ شان سے شام آئے تو وہاں کے عیسائی انہیں دیکھ کر کہنے لگے بخدا! عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی صورت افضل نہ تھے صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین) کے علمی اور عملی آثار جمیلہ کرۂ ارض پر نقش ہیں اور دوسری اقوام کے آثار و اعلام بھی موجود ہیں، اہل دانش ان آثار کے درمیان واضح فرق دیکھ سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر ہر وقت ایسے عجائب آیات اور طرح طرح کے معجزات کا ظہور ہوتا رہا جن کا احاطہ ممکن نہیں، آپ علیہ السلام لوگوں کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن کی خبریں دیتے، بھلائی کا حکم دیتے، برائی سے منع کرتے، پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتے، خبیث اور گندی اشیاء حرام ٹھہراتے اور بتدریج شریعت کا نفاذ فرماتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے دین کو کامل فرما دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کامل ترین شریعت بن گئی اور کوئی ایسی بھلائی نہ رہی جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم نہ دیا ہو جسے انسانی عقل مستحسن سمجھتی ہو، نہ ہی کوئی برائی رہی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہ کیا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کا حکم نہیں دیا جس کے بعد کہا جاتا، کاش! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا حکم نہ دیتے۔ نہ کسی بات سے منع کیا کہ کوئی کہتا۔ کاش! حضور علیہ السلام اس سے منع نہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پاکیزہ اشیاء کو حلال ٹھہرایا اور ان پاکیزہ اشیاء میں سے کسی شے کو حرام قرار نہیں دیا جیسا کہ دیگر شریعتوں میں بعض پاکیزہ اشیاء کو حرام قرار دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے گندی اور خبیث اشیاء کو حرام فرمایا اور دیگر شریعتوں کی طرح ان میں سے کسی چیز کو حلال نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گزشتہ تمام امتوں کے محاسن اور کمالات کا احاطہ فرما لیا۔ تورات، انجیل اور زبور میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، فرشتوں اور یوم آخرت کے بارے میں کوئی خبر آئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے زیادہ کامل صورت میں اس کی خبر دی، بلکہ ایسی باتوں کی اطلاع فرمائی جو ان کتابوں میں نہیں آئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہر فضیلت میں تمام امتوں سے زیادہ کامل ہے اگر دنیا کی تمام قوموں کے علم کا ان کے علم سے موازنہ کیا جائے تو ان کے علم کی برتری ثابت ہوگی اگر ان کے دین وعبادت اور طاعت الٰہی کا ان کے دین وعبادت اور طاعت سے مقابلہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ وہ دوسری سے زیادہ دیندار ہیں۔ اگر راہ خدا میں ان کی شجاعت اور جانبازی اور ذات خداوندی کے بارے میں صبر واستقامت کا مشاہدہ کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ وہ سب سے بڑے مجاہد اور بہادر لوگ ہیں۔ اگر سخاوت وفیاضی اور بلند حوصلگی کو دیکھا جائے تو جود وسخا میں وہ سب سے بڑھ کر نظر آئیں گے یہ تمام فضائل ومکارم اخلاق انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ملے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی انہیں ان فضائل وکمالات سے متصف ہونے کا حکم دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے علاوہ کسی بات کو شریعت کا مقام دینا ناجائز سمجھتی ہے، وہ دین میں کسی نئی بات کو جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہ فرمائی، داخل نہیں کرتے نہ دین میں ایسی تشریح کرتے ہیں جس کی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہیں دی، اہل سنت و جماعت کے پیروکار قیامت تک غالب رہیں گے، یہ وہ مبارک جماعت ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی:۔

''لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ'' مِنْ اُمَّتِی ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّ هُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ وَلَا مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ''

ترجمہ:۔''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، ان کے مخالفین اور انہیں چھوڑ جانے والے قیامت تک ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے''۔

(1) راہ حق

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین حق کی طرف میلان رکھنے والوں کیلئے ترغیب اور سرکشوں کیلئے ترہیب کا انداز دعوت اختیار فرمایا یہاں تک کہ دونوں فریق راہ حق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت واعانت پر متفق ہو گئے اور اقامت دین کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے،

(2) شریعت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت معتدل شریعت ہے۔ دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور ضابطہ ہے۔

خَیْرُ الاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا ''بہترین امور وہی ہیں جو افراط وتفریط سے خالی ہوں''۔

کیونکہ جو کام راہ اعتدال سے متجاوز ہو جائے تو اس میں بھلائی اور درستی کا کوئی حصہ نہیں رہتا۔

امام ابو حامد غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''احیاء علوم الدین'' میں تحریر فرماتے ہیں۔''جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال کا مشاہدہ کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اخبار وروایات کی طرف توجہ کرے جو آپ علیہ السلام کے اخلاق، افعال، احوال عادات، خصائل، اصناف واقسام خلق کی سیاست، ان کے نظم وضبط کی طرف رہنمائی اور پوری مخلوق کو اطاعت وفرماں برداری پر آمادہ کرنے کے متعلق ہیں نیز دقیق مسائل کے حیران کن جوابات، مصالح خلق کی انوکھی تدابیر اور ظاہر شرع کی تفصیل میں عمدہ اشارات کی حکایات جن کی باریکیوں تک رسائل کیلئے فقہاء وعلماء کی عقلیں عمر بھر ورطہ حیرت میں رہتی ہیں، کو بہ نظر غائر دیکھے تو اس کو ذرا برابر شک و شبہ نہ رہے گا کہ یہ امور قوت بشری پر مبنی حیلہ وتدبیر سے حاصل نہیں ہو سکتے، بلکہ بغیر آسمانی تائید اور ربانی قوت کے ان

کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا اور کسی جھوٹے فریب کار سے تو ان امور کا صدور قطعاً محال ہے جبکہ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل واحوال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق نبوت اور صحت رسالت کے قطعی دلائل ہیں، ایک خالص عرب آپ علیہ السلام کو دیکھ کر پکار اٹھتا۔ واللہ! یہ پرنور چہرہ کسی کذاب کا نہیں ہو سکتا، یعنی صرف شکل و شمائل کو دیکھ کر ہی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق نبوت کی شہادت دے دیتا تو جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا گواہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام حالات سے بخوبی آگاہ ہو وہ کیسے آپ علیہ السلام کی حقانیت کی گواہی نہ دے گا؟''

وہ آدمی بڑا با توفیق اور خوش نصیب ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر ایمان لائے۔ صدق دل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرے اور ہر معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری اور غلامی اختیار کرے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے لطف وکرم سے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، افعال، احوال اور اقوال میں آپ علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین۔ ثم آمین)

امام قسطلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ''مواہب لدنیہ'' میں فرماتے ہیں۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان علم، محاسن آداب وعادات، مواعظ، حکم، دلائل عقلیہ کی طرف رہنمائی، دلائل وبراہین کے ساتھ گمراہ امتوں کی تردید، ایسے علوم وفنون کی طرف اشارت جن میں ماہرین علوم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو قائد ورہنما تسلیم کیا مثلاً لغت، معانی، بیان، عربیت، قوانین احکام شرعیہ، سیاسیات عقلیہ، معارف حقائق قلبیہ وغیرہا کے علوم اور مصالح امت کے فنون، طب، تعبیر رویاء اور حساب وغیرہ جن کی کوئی حد ہے نہ شمار، ان میں بنظر غائر تامل کرو گے تو بے ساختہ کہہ اٹھو گے کہ کمالات محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ میدان اتنا وسیع ہے کہ کوئی اس کی وسعتوں کی انتہا پا نہیں سکتا''۔

(3) جہاد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ وقت دشمنان دین کے خلاف مصروف جہاد رہے حالانکہ انہوں نے آپ علیہ السلام کو ہر طرف سے گھیر رکھا تھا اور پوری طرح نرغے میں لے رکھا تھا، آپ علیہ السلام اس وقت انتہائی بے سروسامان اور بے یار ومددگار تھے صرف گنتی کے چند آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے جو آپ علیہ السلام کی برکت سے بڑھتے گئے اور ذلت کے بعد عزت پاتے گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمن کی قوت کو کچل کر انہیں محفوظ کر دیا اور رعب کے ساتھ آپ علیہ السلام کی نصرت کی گئی۔

(4) شجاعت

شجاعت اور دشمن کے مقابل پامردی کا مظاہرہ رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی کمال ہے آپ علیہ السلام نے جس لڑائی میں شرکت فرمائی، اس میں بہادری کے جوہر دکھائے یہاں تک کہ کامیابی نے آپ

علیہ السلام کے قدم چومے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہترین دفاع کیا اور اپنے مقام پر ڈٹ کر مقابلہ کیا کسی صورت پسپائی اختیار نہیں کی نہ مرعوب ہو کر کبھی حیران وششدر ہوئے۔

(5) بحر سخاوت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاس موجود ہر چیز دوسروں کو عطا فرما دیتے اور اپنی پسندیدہ ومرغوب چیز کیلئے دوسروں کو ترجیح دیتے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت آپ علیہ السلام کی زرہ چند صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے ہاں رہن پڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بحر سخاوت موجزن تھا اور بڑی بڑی جماعتیں اس جودوکرم سے فیض یاب ہو رہی تھیں جبکہ خود فاقوں کی تلخیوں سے لذت اندوز ہو رہے تھے اور پراگندہ حالی پر صابر وقانع تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہوازن کی بے اندازہ دولت آپ علیہ السلام کے دست تصرف میں موجود تھی اس مال ودولت کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔	قیدی	چھ ہزار نفوس (6000)
2۔	اونٹ	چوبیس ہزار (24000)
3۔	بکریاں	چالیس ہزار (40000)
4۔	چاندی	چار ہزار اوقیہ (4000)

یہ سارا مال غنیمت تقسیم فرما کر خالی ہاتھ کاشانہ اقدس کی طرف لوٹ گئے، کیا عالم وجود میں اس جودوکرم کی کوئی مثال ہے؟

یہ ہیں فضائل وکمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ آبدار موتی جن کا کوئی شمار نہیں نہ اس بحر بیکراں کا کوئی ساحل ہے۔

ہر منافق ومعاند اور ہر مشرک وملحد نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ آپ علیہ السلام کے کسی قول وفعل میں کوئی نقص نکال سکے، یا شعوری یا غیر شعوری لغزش تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکے مگر اسے اس طرف کوئی راستہ نہ ملا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

خَيْرُ كُمْ مَنْ اَخَذَ مِنْ هٰذِهٖ وَ هٰذِهٖ

ترجمہ:۔ ”تم میں بہتر وہ ہے جو اس دنیا سے حصہ لے اور آخرت میں سے بھی“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شریعت کے ایسے اصول وضوابط مقرر فرمائے جو ان واقعات وحوادث پر دلالت کرتے ہیں جن سے اہل جہاں بے خبر تھے اور ان سے ایسے احکام مستنبط کئے جو علل واسباب پر مبنی تھے۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اصول وضوابط کی روشنی میں اور رفع شکوک وشبہات کے بعد لوگوں کو نص یعنی چھان بین سے بے نیاز کر دیا۔ اب کسی نئی شریعت یا رسالت کی ضرورت مطلقاً نہیں رہی۔

سیرتِ عظمٰی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت عظمٰی دین اسلام کے اجراء واستحکام میں حسن سیاست، اور بہترین منصوبہ جس کی بدولت دین اسلام کو دوام نصیب ہوا اور وہ آج تک جاری ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے تا ابدالآباد جاری رہے گا۔ اس دین کے لئے سرکار دوعالم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے شریعت کے جوضابطے قیامت تک کے لئے نافذ فرمائے ان کے صحت وحقانیت کی اتنی دلیل ہی کافی ہے کہ وہ سلف سے خلف تک مقبول ومتداول رہے۔ ان کی حلاوت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور ان کے حسن پر روز نئی بہار ہے، اہل علم ودانش دین مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام زمانوں کیلئے نظامِ حیات تسلیم کرتے ہیں حالانکہ ہر زمانے کے حالات اور انداز میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔

ش

شاخ جگمگا اٹھی

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اقتداء میں عشاء کی نماز پڑھی۔ رات ابر آلود اور اندھیری تھی۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاتے وقت ایک شاخ خرما عطا کر کے فرمایا ''اسے ساتھ لے جایئے۔ یہ تمہارے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی جب تم گھر میں قدم رکھو تو ایک سیاہی نما چیز دیکھو گے۔ پس اسے مارنا یہاں تک کہ گھر سے نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہوگا'' پس حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے تو شاخ خرما جگمگا اٹھی، جب گھر آئے تو ایک سیاہی سی نظر آئی جسے آپ نے مار کر گھر سے نکال دیا جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی خبر دی تھی۔

ابونعیم کی روایت میں ہے کہ رات ابر آلود تھی جب رسول اللہ رحمۃ اللعالمین ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نماز عشاء کے لئے باہر تشریف لائے تو ایک روشنی سی نظر آئی۔ آپ علیہ السلام کو قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دکھائی دیئے۔ فرمایا ''قتادہ! جب نماز ادا کر چکو تو میرے حکم تک انتظار کرنا'' چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سلام پھیرا تو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: کہ ''یہ شاخ تمہارے سامنے دس ہاتھ اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی۔''

شراب نوشی سے نفرت

ابونعیم اور ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کبھی بت کی پوجا کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''ہرگز نہیں'' پوچھا گیا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کبھی شراب پی ہے؟ فرمایا ''قطعاً نہیں، میں ہمیشہ سے یہ جانتا تھا، کہ یہ اہل عرب حالت کفر پر ہیں، حالانکہ اس وقت مجھے قرآن اور ایمان کی دعوت کی خبر تک نہ تھی''

احمد بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک ہمسائے نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا ''اللہ کی قسم! میں ہرگز لات کی پوجا نہیں کروں گا۔ بخدا میں عزیٰ کی کبھی عبادت نہ کروں گا''

شفائے امراض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مختلف مقامات ومواقع پر کثرت کے ساتھ روایات آئی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دست مبارک کے چھونے، لعاب دہن لگانے دعا کرنے اور دیگر طریقوں کے ساتھ گوناں گوں قسم کے امراض سے شفا عطا فرمائی ہے جن کے استیعاب اور احاطے کی طرف کوئی راستہ نہیں۔ شفائے امراض کے یہ واقعات ان معجزات سے الگ ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ادویہ کے خواص میں ظاہر ہوئے اور وہ علم طب کے موافق نکلے۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اور علمائے اسلام نے ان کے بارے میں جداگانہ مخصوص کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور انہیں ''طب نبوی'' کا نام دیا ہے۔ مثلاً امام ابن قیم، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ کی تصنیفات ہیں۔ یہ شعبہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دلائل نبوت اور آیات رسالت میں سے ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم امی نبی تھے۔ آپ علیہ السلام نے نہ پڑھا نہ لکھا نہ کسی سے علم طب یا کسی اور علم وفن کا کچھ حصہ سیکھا۔ مزید برآں آپ علیہ السلام ایک ایسی امت میں پروان چڑھے جو بالکل ناخواندہ اوران پڑھ تھی، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سلسلہ میں جو کچھ ظاہر فرمایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے معجزات میں سے ہے جو آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ النجم آیات 3،4

سورۃ النجم آیت 3،4۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝٤

ترجمہ:۔ ''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔''

نبوت محمد یہ کی دلیل ان طرح طرح کے امراض وعلل کا علاج ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دست اقدس پر آیات قرآنیہ اوراذکار وادعیہ (دعاؤں) کے ذریعے ظاہر ہوا۔ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عظیم معجزات میں سے ہے اس قسم کے شفائے امراض کے واقعات بھی بہت کثرت کے ساتھ ہوئے ہیں۔

ان میں سے عجیب تر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معجزہ وہ طب روحانی ہے جس پر طب جسمانی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔اس روحانی علاج سے حاصل ہونے والی شفا جسمانی شفاء سے کہیں زیادہ کامل وافضل اور انفع (زیادہ نفع والا) وارفع (عالی مرتبہ) ہے، میری مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وہ شفا بخشی ہے جو ایمان لانے والوں کو دوائے اسلام کے ذریعے مرض کفر سے نصیب ہوئی ہے، اور یہ صحت کی بہترین قسم ہے جیسا کہ مرض کفر بدترین بیماری ہے۔آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان لانے کی برکت سے ظلمات جہالت میں ڈوبے ہوئے بدوؤں کی حالت بدل جاتی ہے۔ان کے دل نور علم سے منور ہوجاتے ہیں ان کی زبانوں پر حکمت کے چشمے رواں ہوجاتے ہیں، پھر وہ ترقی کر کے علمی میدان میں عظیم مقام حاصل کر لیتے ہیں ان کا ذکر صفحہ دہر پر نقش ہوکر لازوال ہوجاتا ہے۔ ساری امت بلکہ تمام امتیں علم وحکمت میں ان کی خوشہ چیں ہوجاتی ہیں، پھر اس روحانی شفاء سے بڑھ کر کونسی شفا ہے؟ اور مرض کفر سے بڑی کونسی بیماری ہے؟

ان گنت واقعات میں سے ظاہری شفاء کے چند واقعات تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

1۔ امام احمد اور طبرانی وازع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں اوراشج ایک قافلہ کے ہمراہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی تھا جسے جن پڑنے کی شکایت تھی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میرے ساتھ میرے ماموں ہیں جو بیمار ہیں۔فرمایا ''اسے میرے پاس لے آؤ'' تو میں اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے آیا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی چادر کا ایک حصہ پکڑ کر اٹھایا یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی پشت پر ضرب لگا کر فرمایا'' اے دشمن خدا! نکل جا'' تو وہ میری طرف صحیح نظر سے دیکھنے لگا، پھر آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے سامنے بٹھا کر دعا دی اور اسکے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ بعدازاں وفد کا ہر فرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کے بعد اسکو انتہائی عزت واکرام کی نظر سے دیکھتا تھا۔

2۔ امام بخاری حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابورافع کو قتل کیا، تو اس کے گھر کی سیڑھی سے اترتے ہوئے زمین پر گر پڑے جس سے ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی، وہ بیان کرتے ہیں میں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اپنی ٹانگ آگے کرو'' تو میں نے اپنی ٹانگ آگے کی طرف کردی، پھر آپ علیہ السلام نے اس پر اپنا دست اقدس پھیرا، تو ایسا ہوا کہ گویا مجھے کبھی اس کی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

3۔ امام بخاری یزید بن ابی عبید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا، تو میں نے پوچھا یہ کیا نشان زخم ہے؟ فرمایا: غزوۂ خیبر میں یہ زخم لگا تھا۔

لوگوں نے کہا: کہ سلمہ کو زخم آ لگا ہے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر تین بار دم کیا، پھر مجھے آج تک اس کی تکلیف نہیں ہوئی۔

4۔ حاکم ابونعیم اور ابن عساکر حشرج عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وہ بیان کرتے ہیں، کہ غزوۂ حنین میں میری پیشانی پر تیر لگا اس سے خون بہ کر میرے چہرے اور سینے پر آ گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس خون کو صاف فرمایا اور میرے لئے دعا فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست مبارک کا نشان ایسا تھا جیسا کہ گھوڑے کی پیشانی پر پھیلی ہوئی سفیدی ہوتی ہے۔

5۔ بیہقی اور ابونعیم عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہٗ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس بات کی شکایت کی کہ قرآن حکیم میرے سینے سے نکل جاتا ہے۔ یعنی یاد نہیں رہتا تو آپ صلی اللہٗ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا ''اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا'' اس کے بعد کوئی چیز مجھے بھولی نہیں۔ ابونعیم کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہٗ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوئے حفظ کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہٗ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''یہ شیطان کی شرارت ہے جسے خزب کہتے ہیں۔ اے عثمان! میرے نزدیک ہو جاؤ'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے دونوں شانوں کے درمیان پائی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے شیطان! تو عثمان کے سینے سے نکل جا'' اسکے بعد کوئی چیز مجھے بھولی نہیں۔ ابونعیم کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوئے حفظ کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''یہ شیطان کی شرارت ہے'' اس کے بعد میں نے جو بات بھی سنی مجھے بھولی نہیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے طائف کی طرف بھیجا، تو مجھے حالت نماز میں ایسی چیز پیش آتی کہ پتہ ہی نہ چلتا کہ کیا پڑھ رہا ہوں میں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اسکی خبر کی۔ فرمایا ''یہ شیطان ہے۔ میرے قریب آ جاؤ''۔ میں قریب آیا۔ تو فرمایا ''منہ کھولو'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا ''اے دشمن خدا! نکل۔'' آپ علیہ السلام نے ایسا تین بار کیا، پھر فرمایا ''جاؤ اپنا کام کرو۔'' عثمان کہتے ہیں کہ اس کے بعد شیطان نے کبھی تعرض نہ کیا۔ اسی سے ملتی جلتی ایک روایت امام مسلم نے نقل کی ہے۔

6۔ ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ ابوبسرہ یزید بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول کریم ختم الرسل صلی اللہٗ علیہ

وآلہ وسلّم کے پاس وفد لیکر گیا، اس کے دو بیٹے بسرہ اور عزیر اس کے ساتھ تھے۔ ابو بسرہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ہاتھ پر پھوڑا ہے جس کی وجہ سے میں اپنی سواری کی نکیل تک نہیں پکڑ سکتا۔ پس آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک پیالہ منگوایا اور پھر اسکے ساتھ پھوڑے کو مارنے لگے اور اس پر پھیرنے لگے تا آنکہ وہ پھوڑا ختم ہو گیا۔

7۔ بیہقی محمد ابن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت اقدس میں ایک شخص لایا گیا جس کے پاؤں پر پھوڑا تھا اور طبیب اسکے علاج سے عاجز آ چکے تھے۔ آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے چھنگلی پر لعاب دہن لگایا اور پھر اسے زمین پر رکھ کر اسکے پھوڑے پر رکھا اور یہ دعا ارشاد فرمائی۔

''بِاسمِکَ اَللّٰھُمَّ رِیقُ بَعضُنَا بِتُربَۃِ اَرضِنَا لِیَشفِیَ سَقِیمَنَا بِاِذنِ رَبِّنَا''

تاریخ بخاری میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے۔ محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری ماں اُم جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا کہ میں تجھے سرزمین حبشہ سے لیکر آئی یہاں تک کہ ایک رات مدینہ شریف میں میں نے ہانڈی پکائی۔ لکڑیاں ختم ہو گئیں تو میں لینے کیلئے نکلی، تو تو نے ہانڈی کو ہاتھ لگایا جس سے وہ تیرے بازوؤں پر الٹ پڑی، تو میں تجھے رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تیرے بازوؤں پر لعاب دہن لگانے لگے اور یہ کلمات ارشاد فرمانے لگے۔

''اَذھِبِ البَأسَ رَبَّ النَّاسِ اِشفِ اَنتَ الشَّافِیُ لَاشِفَاءُ کَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سُقمًا''

پس میں ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس سے اٹھی بھی نہ تھی کہ تیرے ہاتھ اچھے ہو گئے۔

8۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ جریر البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ''کیا تم اس ذی الخلصہ بت کدہ کو تہس نہس کر کے مجھے راحت نہیں پہنچا سکتے'' میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں گھوڑے پر جم کر سوار نہیں ہو سکتا۔ تو آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے میرے سینے پر دست مبارک کی ایک ضرب لگائی اور دعا دی ''اے اللہ! جریر کو گھوڑے پر جم کر سوار ہونے کی قوت عطا فرما اور اسے ہادی و مہدی بنا دے'' پھر میں قبیلہ حمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ہمراہ ذی الخلصہ کی طرف گیا اور اسے جلا کر راکھ کر دیا۔

9۔ سنان بن طلق یمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو حنیفہ میں سے سب سے پہلے وفد کی صورت میں وہ رسول کریم صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ علیہ السلام اپنا سر اقدس دھو رہے تھے۔ آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے یمامی بھائی! بیٹھو اپنا سر دھولو'' پس میں نے رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا، پھر اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے ایک تحریر دی میں

نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے اپنی قمیض کا ایک ٹکڑا بھی عطا فرما دیجئے تا کہ میں اس سے انس حاصل کروں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے ٹکڑا اعنایت فرما دیا۔ محمد بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ٹکڑا میرے والد کے پاس تھا وہ اسے مریضوں کو حصول شفاء کے لئے دھو کر پلاتے تھے۔

10۔ بیہقی اور ابونعیم حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ مجھے اس وقت اتنا شدید درد تھا کہ میری جان نکلتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اپنا دایاں ہاتھ سات بار پھیر کر کہو بِاسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَ قُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ ۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا، تو اللہ نے اس درد کو ختم کر دیا گویا کبھی تھا ہی نہیں، پھر میں ہمیشہ اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو یہ عمل کرنے کی نصیحت کرتا رہا۔

11۔ ابو یعلیٰ بطریق عبدالرحمٰن بن حارث نقل کرتے ہیں کہ غزوہ اُحد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ زخمی ہوگئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس میں لعاب دہن لگایا جس کی وجہ سے وہ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح ہوگئی۔

12۔ ابن اسحاق اور بیہقی، حبیب بن عبدالرحمٰن سے نقل کرتے ہیں کہ میرے دادا حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور ان کا ایک پہلو لٹک آیا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر لعاب دہن لگا کر اسے اس کی جگہ پر جوڑ دیا، تو وہ جڑ گیا۔

13۔ ابن ابی شیبہ، ابن سکن بغوی، طبرانی اور ابونعیم حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں لے کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نکلے۔ ان کی دونوں آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں اور انہیں ان آنکھوں سے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا ''تمہیں کیا ہوا؟'' انہوں نے عرض کیا میرا پاؤں سانپ کے انڈے پر پڑ گیا تھا تو میری نظر جاتی رہی۔ پس رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا تو ان کی بصارت لوٹ آئی۔ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے انہیں اسی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگا ڈالتے ہوئے دیکھا جبکہ ان کی دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

14۔ ابن عدی، ابو یعلیٰ اور بیہقی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر میں ان کی آنکھ زخمی ہوگئی۔ اور اسکا ڈھیلہ ہٹ کر رخسار پر آ گیا لوگوں نے چاہا کہ اسے کاٹ کر الگ کر دیں انہوں نے اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''نہیں ایسا نہ کرو'' پھر آپ علیہ السلام نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر اپنی ہتھیلی سے ان کی آنکھ کا

ڈھیلا اس کی جگہ پر دبا دیا، تو انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ ان کی کونسی آنکھ میں زخم آیا تھا۔
امام بیہقی ایک اور روایت میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی یہ دعا بھی نقل کرتے ہیں۔
''اَللّٰھُمَّ اِکْسِہٗ جَمَالاً'' ''اے اللہ! قتادہ کو خوبصورتی اور جمال عطا فرما''

ابن سعد کی روایت میں ہے۔
''فَکَانَتْ اَصَحَّ عَیْنَیْہِ'' ''قتادہ کی وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح ہوگئی''۔
بیہقی، ابونعیم اور طبرانی دیگر طریق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ غزوۂ اُحد میں زخمی ہوگئی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے واپس اٹھا کر رکھ دیا۔
فَکَانَتْ اَحْسَنُ عَیْنَیْہِ ''تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت ہوگئی۔
ایک اور روایت میں طبرانی اور بیہقی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں روز غزوۂ اُحد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے کھڑا ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا تیروں سے دفاع کر رہا تھا کہ ایک تیر میری آنکھ میں آلگا جس سے میری آنکھ کا حلقہ باہر آپڑا۔ میں اسے ہاتھ میں لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف بھاگا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے میری ہتھیلی پر دیکھا، تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا مانگی ''اے اللہ! قتادہ کو بچا جس طرح اس نے تیرے رسول کے چہرے کا دفاع کیا۔ اسکی آنکھ کو زیادہ خوبصورت اور تیز فرما'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دعا کا یہ اثر ہوا ہے، کہ وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور تیز ہوگئی۔

15۔ بیہقی از طریق ابن اسحاق تحریر کرتے ہیں کہ حارث بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرنے والوں میں شامل تھے۔ انہیں کسی کی تلوار کا وار پڑ گیا جس سے ان کے سر اور پاؤں پر زخم آگیا۔ ان کے ساتھی انہیں اٹھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے زخم پر لعاب دہن لگایا جس سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

16۔ زبیر بن بکار اور ابن عساکر سعید بن عبید ثقفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قرشی اموی المتوفی 34ھ) کو طائف کے ابن یعلی کے باغ میں بیٹھے ہوئے کھجوریں کھاتے دیکھا، تو میں نے ان کی طرف تیر پھینکا جو ان کی آنکھ میں لگا، وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میری یہ آنکھ راہ خدا میں زخمی ہوگئی۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو دعا کے ذریعے تمہاری آنکھ لوٹا دوں یا یہ پسند کرو کہ اس آنکھ کے بدلے میں تمہیں جنت مل جائے'' عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے جنت پسند ہے۔

17۔ امام بخاری و مسلم حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا: ''کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا جب صبح ہوئی پوچھا ''علی کہاں ہیں؟'' لوگوں نے عرض کیا، ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ فرمایا ''انہیں بلالاؤ'' چنانچہ انہیں لایا گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور دعا دی، پس ان کی آنکھیں اس طرح اچھی ہوگئیں کہ گویا انہیں کوئی درد تھا ہی نہیں۔

18۔ ابن ابی شیبہ، حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ معاذ بن رفاعہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے بیان کیا، کہ غزوۂ بدر کے روز ایک تیر ان کی طرف پھینکا گیا جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس میں تھوک کر دعا دی، پھر ان کو کچھ تکلیف نہ ہوئی۔

19۔ بزاز، طبرانی اور ابونعیم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہ غزوۂ ذات الرقاع میں نکلے جب حرہ واقم کے مقام پر پہنچے، تو ایک بدو عورت اپنا بچہ لے کر حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میرے اس بچے پر جن کا غلبہ ہے پس رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کا منہ کھول کر اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور تین بار فرمایا '' اے دشمن خدا! دور ہو میں اللہ کا رسول ہوں'' پھر فرمایا ''اپنے بچے کو لے جاؤ اب وہ جن دوبارہ نہیں آئے گا'' جب ہم غزوۂ سے لوٹے، تو وہ عورت حاضر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس عورت سے اس کے بچے کے متعلق دریافت فرمایا تو اسنے کہا: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لعاب دہن لگانے کے بعد وہ جن دوبارہ نہیں آیا۔

20۔ واقدی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں غزوہ خیبر روانہ ہوا اور میرے ہمراہ میری بیوی بھی تھی۔ وہ حاملہ تھی، راستہ میں انہیں نفاس آ گیا، میں نے اس چیز کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے تذکرہ کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا'' پانی میں کھجوریں بھگودو۔ جب وہ اچھی طرح بھیگ جائیں تو وہ ان کو پلا دیں'' چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، تو میری بیوی نے کوئی ناگوار چیز نہیں دیکھی۔

21۔ بیہقی اور ابونعیم، سند عروہ سے وسند موسیٰ بن عقبہ سے ابن شہاب زہری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس سواروں کے ہمراہ بشر بن زارم یہودی کی طرف بھیجا۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس میں شامل تھے۔ بشر یہودی نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہوگئے، پھر رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے زخم پر لعاب دہن لگایا جس سے زخم اچھا ہوگیا اور انہیں وصال تک تکلیف نہ ہوئی۔

22۔ بیہقی بہ طریق عاصم الاحول ابوعثمان نہدی اور ابوقلابہ نقل کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خیبر تشریف لائے تھے ابھی کھجوریں پکی نہ تھیں مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے کھانے میں تیزی کی جس کی وجہ سے انہیں بخار ہوگیا، تو انہوں نے اس بات کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے شکایت کی آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مشکوں میں پانی ٹھنڈا کرلو اور صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان اسے اپنے اوپر ڈال لو اور پانی ڈالتے وقت اللہ کا نام لو'' پس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسا ہی کیا، تو ان کی بیماری جاتی رہی۔

ابونعیم نے معرفت میں یہ روایت عبدالرحمٰن بن موقع سے بیان کی کہ جس وقت خیبر فتح ہوا، تو وہاں کی سرزمین میوہ جات سے سرسبز تھی لوگوں نے جی بھر کر میوے کھائے جس سے انہیں بخار آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ''بخار کے لئے مشکوں میں پانی ٹھنڈا کرو اور دو نمازوں کے درمیان یہ پانی اپنے اوپر ڈال لو'' چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسا ہی کیا، تو ان سے بخار کی شکایت جاتی رہی۔

23۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے غزوۂ بنی قرد میں مجھے پایا تو میری طرف دیکھا اور دعا فرمائی ''اے اللہ! ان کے بالوں اور چہرے میں برکت عطا فرما'' پھر فرمایا ''اللہ تمہارے چہرے کو تروتازہ رکھے تم نے مسعدہ کو قتل کر دیا'' میں نے عرض کیا، ہاں یارسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم! فرمایا ''یہ تمہارے چہرے پر کیا نشان ہے'' میں نے عرض کیا، یہ تیر کا زخم ہے۔ فرمایا ''میرے قریب ہوجاؤ'' تو میں آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب آ گیا آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے اسکے اوپر لعاب دہن لگایا تو کوئی نشان باقی نہ رہا۔ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستّر (70) سال کی عمر میں وفات پائی، مگر دعائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت سے پندرہ سال کے لگتے تھے۔

24۔ احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، طبرانی اور ابونعیم از طریق سلیمان بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ ان کی ماں اُم جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم کو جمرہ عقبہ کے قریب کنکریاں پھینکتے دیکھا، دوسرے لوگ بھی کنکریاں پھینک رہے تھے، پھر آپ علیہ السلام واپس تشریف لائے، تو ایک عورت آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کا ایک بیٹا آسیب زدہ بھی اس کے ہمراہ تھا اسنے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے اس بیٹے کے ساتھ بلاء ہے یہ کلام نہیں کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے حکم دیا کہ ''ایک تور یعنی پتھر کا بڑا پیالہ لے آئے'' چنانچہ وہ تور لے آئی جس میں پانی تھا آپ صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلّم نے اس تور کو پکڑ کر اس میں کلی فرمائی اور فرمایا ''یہ پانی اس بچے کو پلاؤ نیز اسے اس کے ساتھ نہلاؤ'' اُم جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں اسکے پیچھے ہولی اور اس سے کہا: کہ مجھے بھی

اس پانی میں سے کچھ دے دو۔ اس نے کہا لے لو، چنانچہ میں نے تھوڑا سا پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا تو وہ جتنا اللہ نے چاہا صحت مند رہا، پھر میری ملاقات اس عورت سے ہوئی، تو اس نے بتایا کہ اس کا وہ بیٹا صحت یاب ہوگیا اور کوئی بچہ اس جیسا صحت مند نہ تھا۔

25۔ ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن اہر سے نقل کیا، کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ حنین میں زخمی ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگا دیا، تو وہ اچھے ہو گئے۔

26۔ نسائی، ترمذی، حاکم اور بیہقی میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے، کہ اندھے شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کی، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی لوٹا دے۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: جاؤ وضو کر کے دو رکعتیں نماز ادا کرو، پھر کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ یَّکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ .

ترجمہ:۔ الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وسیلے سے جو نبی رحمت ہیں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ میں اس حاجت کے لئے توجہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے۔ الٰہی! اپنے محبوب کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

ابھی وہ مجلس برخاست نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص اس حالت میں واپس آیا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے لوگوں کو اس دعا کی تعلیم دیتے تھے، کہ وہ قضائے حاجات میں تنگی کے وقت یہ دعا کیا کریں تا کہ ان کی حاجات پوری ہوں، اس حدیث کو برہان حلبی نے کئی طریقوں سے روایت کیا ہے۔ قاضی شہاب خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ باقی نہیں۔

27۔ حاکم بروایت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے، کہ ایک دیہاتی نے آ کر عرض کی۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) میرا بھائی شدید درد میں مبتلا ہے۔ دریافت کیا ''اسے کیا تکلیف ہے'' اس نے جواب دیا وہ آسیب زدہ ہے۔ فرمایا: ''اسے میرے پاس لے آؤ'' پس اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس لایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کے سامنے دست مبارک رکھ کر مندرہ ذیل آیات سے دم فرمایا۔

سورۂ فاتحہ، سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات، سورہ بقرہ آیت 163 وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ'' وَّاحِدٌ '' اور آیات آیۃ الکرسی سورہ بقرہ کی آخری تین آیات آل عمران کی ایک آیت 18 شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

سورہ اعراف کی ایک آیت 54 اِنَّ رَبَّکُمُ (الی آخرہ) سورۃ مومنون کی؟ آخری آیات 116 تا 118 فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ سورہ جن کی آیت 3 وَ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا سورہ صافات کی پہلی دس آیات، سورہ حشر کی آخری تین آیات، سورہ اخلاص اور معوذتین تو وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا، گویا اسے کبھی یہ شکایت ہی نہ ہوئی تھی۔

اس روایت کوعبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں سندحسن نقل سے کیا ہے۔

28۔ امام مسلم، ابوداوٗد، نسائی اور ابن ماجہ رحہما اللہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا، کہ انہوں نے ایک دھاری دار طیالسی جبہ نکالا اور فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے، ہم اسے دھوکر اس کے ذریعے شفا حاصل کرتے ہیں۔

29۔ بغوی معجم میں اور ابن سکن اور ابونعیم معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہم رکاب تھے میرے بھائی علی بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھوڑے کو خندق پر سے چھلانگ لگوائی، مگر وہ کود نہ سکا، تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی چھل گئی۔ ہم ان کو گھوڑے پر اٹھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کی پنڈلی پر اپنا دست مبارک پھیرا، تو وہ گھوڑے سے اترنے سے پہلے ہی اچھے ہو گئے معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو اپنے قصیدے میں یوں بیان کیا ہے۔

وَ اتزَّاھَا عَلِیّ'' وَھِیَ تَھْوِیْ

ھُوِّیَ الدَّلْوَ مُترِ عَۃً بِسِدْلٍ

سُفُوْفُ الْخَنْدَقَیْنِ فَاَرْھَقَتْہُ

ھَوِیَّۃ'' مُظْلِمُ الْحَالَیْنِ عَبَل

فَعَصَبُ رِجْلِہٖ فَسَمَّا عَلَیْھَا

سُمُوّۃ الصَّقْر صَادِف'' یَوْمَ ظِل

فَقَالَ مُحَمَّد'' صَلّٰی عَلَیْہِ

مَلِیْکُ النَّاسِ ھٰذَا خَیْرُ فِعْل

فَعَالَکَ فَاسْتَمِرْ بِھَا سَوِیًّا

وَ کَانَتْ بَعْدَ ذَاکَ اَصَحَّ رِجْل

ترجمہ:۔ علی نے گھوڑے کو کدایا تو وہ اس طرح گرا جیسے بھرا ہوا ڈول گرتا ہے اسنے گھوڑے کو دو خندقوں پر کدایا جس نے انہیں ظلمتوں میں لپٹے ہوئے گڑھے میں خون آلود کردیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

نے اسکے پاؤں کو پٹی باندھی، تو وہ گھوڑے پر یوں چڑھا جیسے ابر آلود دن میں باز بلندی کی طرف اٹھتا ہے اس پر نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم جو کہ لوگوں کے تاجدار ہیں نے فرمایا یہ تو بہت اچھا فعل ہے تم اپنے اس حسن عمل پر کار بندر ہو

30۔ بیہقی، طبرانی، ابن السکن اور ابن مندہ رحمہما اللہ حضرت شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آیا میری ہتھیلی پر پھوڑا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، اس پھوڑے نے مجھے شدید اذیت سے دوچار کر رکھا ہے یہ تو میرے اور میری تلوار کے قبضہ کے درمیان رکاوٹ بن گیا ہے۔ میں تلوار کو پکڑ بھی نہیں سکتا یونہی گھوڑے کی باگ بھی۔ پس رسول کریم صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میری ہتھیلی میں دم کیا اور اپنی مبارک ہتھیلی میرے پھوڑے پر رکھی اور اسے مسلسل دباتے رہے، جب اسے اوپر اٹھایا تو مجھے پھوڑے کا کوئی اثر معلوم نہ ہوا

31۔ بخاری و مسلم رحمہما اللہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی سلمہ میں میری عیادت کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے اس حالت میں پایا کہ مجھ پر غشی طاری تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پانی منگوا کر وضو فرمایا، پھر وضو کے پانی سے میرے منہ پر چھینٹے دیئے جس سے مجھ کو افاقہ ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں اپنے مال کے متعلق کیا کروں؟ تو آیت کریمہ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ (سورۃ النساء آیت 11) نازل ہوئی۔

32۔ ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ ابیض بن جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے چہرے پر داد کا داغ تھا جو چہرے کو کھا رہا تھا۔ دوسری روایات میں ہے، کہ ناک کو نگل رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انہیں بلا کر ان کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ جس سے اس کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔

33۔ امام احمد، بخاری، ابن سعد، ابو یعلی بغوی، حسن بن سفیان، طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت حنظلہ بن خدیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے دست اقدس کو ان کے سر پر پھیرا اور دعا کی "اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے"۔ ذیال کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ورم زدہ تھنوں والی بکری ان کے پاس لائی جاتی۔ اونٹ اور انسان ورم زدہ لائے جاتے، تو وہ اپنے ہاتھ میں تھوک کر اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے اور کہتے،

بِاسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اِثْرِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

پھر ورم زدہ مقام پر ہاتھ پھیرتے، تو ورم ختم ہو جاتا۔

34۔ بیہقی میں خبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ انہوں نے بتایا۔ میں ایک غزوہ میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ تھا۔ میرے کاندھے پر ایک وار پڑ گیا جس سے میرا ہاتھ لٹک گیا، تو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آیا۔ آپ علیہ السلام نے اس پر لعاب دہن لگا کر اسے جوڑ دیا، تو وہ مل گیا اور ٹھیک ہو گیا، پھر میں نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے مجھ پر وار کیا تھا۔

35۔ ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ عامر بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو استسقاء کی بیماری لگ گئی، تو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دعا کا سوال کرے اور اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی برکت سے اسے شفا عطا کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے دست مبارک سے مشت خاک اٹھائی۔ اس میں تھوکا اور پھر اس قاصد کے حوالے کر دی۔ اس نے حیران ہو کر وہ مٹی لے لی یہ گمان کرتے ہوئے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کے ساتھ مذاق کیا ہے وہ اس مٹی کو لے کر عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ قریب المرگ تھا۔ عامر نے اس مٹی کو پانی میں گھول کر پیا تو اللہ تعالیٰ نے برکت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے باعث اسے شفا عطا فرمائی۔

36۔ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی 91ھ) اپنے باپ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے کئی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے جن میں ابو اسید ابو حمید اور میرے باپ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک بھی شامل ہیں۔ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بضاعہ کے کنوئیں پر آئے اور ایک ڈول میں وضو فرما کر کنوئیں میں ڈال دیا۔ دوسری بار ڈول میں کلی فرمائی اور لعاب دہن ڈالا اور اس میں سے پانی پیا۔ آپ علیہ السلام کے عہد مبارک میں جب کوئی بیمار ہوتا، تو فرماتے کہ ''اس کو بضاعہ کے پانی سے غسل دے دو'' پس اسے غسل دیا جاتا تو یوں معلوم ہوتا گویا اس کو کبھی کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔

37۔ ابویعلیٰ اور بیہقی نے ایسی سند کے ساتھ جسے ابن حجر نے حسن قرار دیا، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ حج ادا کیا، جب ہم بطن روحاء میں آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نظر ایک غمگین عورت پر پڑی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی سواری روک لی جب اس عورت کے قریب تشریف فرما ہوئے، تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میرے اس بچے کو پیدائش کے دن سے آج تک افاقہ نہیں ہوا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس بچے کو اس کی ماں سے لے کر اپنے سینہ اقدس کے سامنے اور کجاوے کے وسط میں بٹھایا، پھر اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا ''اے اللہ کے دشمن! نکل جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں'' پھر اسے اس کی ماں کے حوالے کیا اور فرمایا ''اب اسے کوئی مرض نہیں،'' اسامہؓ فرماتے ہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حج ادا کرنے کے بعد لوٹے اور بطن روحاء میں اترے، تو وہ عورت بھونی ہوئی بکری لے کر

حاضر خدمت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نے فرمایا ''مجھے اس کی دستی دے دو'' تو اس عورت نے ایک ذراع (دستی) پیش کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نے پھر طلب فرمائی، تو اس نے دوسری حاضر کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تیسری بار مانگی، تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! ایک بکری کی دو ہی، تو دستیاں (ذراع) ہوتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دونوں ذراع (دستیاں) دے چکی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تو خاموش رہتی، تو جب تک میں طلب کرتا رہتا، تو مجھے پیش کرتی رہتی'' پھر فرمایا ''جا کر دیکھو کوئی کھجور کا درخت یا کوئی پتھر نظر آتا ہے'' میں نے عرض کیا میں نے کھجوروں کا ایک جھنڈ دیکھا ہے، اور چٹانیں بھی ہیں فرمایا ''جا کر ان کھجوروں سے کہو کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم آپس میں مل جاؤ تا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) رفع حاجت کر لیں اور پتھروں سے بھی یہی کہو'' تو میں نے ان سے جا کر کہا اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری نظروں کے سامنے کھجوروں کے درخت زمین کو چیرتے ہوئے اکٹھے ہوئے یونہی چٹانیں لڑھکتی ہوئی کھجوروں کے پیچھے تہ بہ تہ اکٹھی ہو گئیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم رفع حاجت سے فارغ ہوئے اور واپس تشریف لائے، تو مجھے حکم دیا کہ ''کھجوروں اور پتھروں کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) تمہیں واپس اپنی اپنی جگہ پر جانے کا حکم دیتے ہیں''

شفائے امراض اور ازالہ آفات سے متعلق باب معجزات بہت وسیع ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں۔ تبرک کے طور پر چند واقعات تحریر کر دئے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

ماخذِ کُتب

1۔ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم
2۔ اعلام النبوۃ
3۔ خصائص الکبریٰ
4۔ بخاری شریف
5۔ صحیح مسلم شریف
6۔ السیرۃ النبویہ۔ ابن کثیر
7۔ شرح السنۃ۔ علامہ بغوی
8۔ سنن ابن ماجہ

9۔ طبقات ابن سعد
10۔ البدایہ والنہایہ
11۔ فتوحات مکیہ
12۔ تاریخ طبری
13۔ تفسیر ابن کثیر
14۔ تفسیر کبیر
15۔ کتاب الشفاء
16۔ السیرۃ النبی الکامل
17۔ دلائل النبوۃ۔ امام احمد بن حسین بیہقی
18۔ مشکوٰۃ المصابیح
19۔ الوفا باحوال مصطفٰے۔ امام جوزی
20۔ شواہد النبوت۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی

شق القمر (چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا)

معجزۂ شق القمر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا عظیم الشان معجزہ، آپ کی نبوّت و رسالت کی روشن نشانی اور زبردست دلیل و حجت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ سورۃ القمر آیات 1، 2

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ②

ترجمہ:۔ ''پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا''

اللہ تعالیٰ نے چاند کے شق ہونے کی خبر صیغہ ماضی سے دی ہے، اور بتایا ہے، کہ کافر اس قسم کے معجزات سے اعراض و انکار کرتے ہیں حالانکہ تمام مفسرین اور اہلسنّت کا اس کے وقوع پر اتفاق ہے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بیان کیا ہے۔ انہوں نے بخاری شریف تک اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد مبارک میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے نیچے نظر آتا تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تھا ''لوگو! گواہ رہنا''

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں:۔

''حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِشْهَدُوْا.''

ترجمہ:۔ ''صدقہ، ابن عیینہ، ابن ابی نجیح، مجاھد، ابومعمر، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں چاند شق ہوا یعنی درمیان سے اس کے دو ٹکڑے ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے (کافروں سے) فرمایا کہ ''گواہ رہو''۔

تفسیر خطیب رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ ابوالضحٰی نے بطریق مسروق حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد اقدس میں چاند پھٹ گیا، تو قریش نے کہا: ''ابن ابی کبشہ نے تم پر جادو کردیا ہے'' لہٰذا باہر سے سفر کر کے آنے والوں سے دریافت کرو کہ کیا تم نے بھی یہ منظر دیکھا ہے؟ پس انہوں نے پوچھا، تو باہر سے آنے والے قافلوں نے تصدیق کی کہ ہم نے چاند کے پھٹنے کا نظارہ کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ القمر کی آیت کریمہ اول نازل فرمائی۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ O

ترجمہ:۔ ''پاس آئی قیامت اور شق ہوگیا چاند'' (سورۃ القمر آیت 1)

صحیح روایات میں آیا ہے، کہ معجزۂ شق القمر دوبار پیش آیا۔

امام مقاتل کہتے ہیں، چاند شق ہوا اس کے بعد دوبارہ جڑ گیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ انہوں نے مدائن (دارالحکومت کسریٰ فارس) میں خطبہ دیا، پھر فرمایا: قیامت قریب آگئی ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ چاند تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد اقدس میں دو ٹکڑے ہوگیا تھا۔

مواہب لدنیہ میں ارشاد فرمایا ''چاند ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ کسی پیغمبر کے لئے شق نہیں ہوا، یہ آپ علیہ السلام کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ تمام مفسرین اور اہلسنّت کا اس کے وقوع پر اجماع ہے، کیونکہ قریش نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تکذیب کی اور آپ علیہ السلام کی رسالت کا انکار کیا، تو انہوں نے آپ علیہ السلام کے دعویٰ نبوت ورسالت کی صداقت پر نشانی طلب کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو یہ عظیم نشانی عطا فرمائی جس کے ظاہر کرنے پر کسی فرد و بشر کو قدرت حاصل نہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دعویٰ توحید باری تعالیٰ کی صداقت کی عظیم دلیل ہے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت میں منفرد ہے۔

امام خطابی فرماتے ہیں ''شق قمر ایک عظیم نشانی ہے انبیائے کرام علیہم السلام کا کوئی معجزہ اس معجزے کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ وجہ اس کی یہ ہے اس کا ظہور ملکوت آسمانی میں ہوا ہے، اور ملکوت آسمانی ان تمام طبائع سے خارج ہے جو اس عالم مرکب کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور کسی حیلہ وتدبیر سے وہاں تک پہنچنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا یہ معجزہ

نبوت محمدیہ کی عظیم دلیل و برہان بن گیا ہے۔

امام ابن عبدالبر کا ارشاد گرامی ہے ''حدیث انشقاق قمر کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک کثیر جماعت نے روایت کیا ہے، اسی طرح ان سے تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بڑی تعداد نے نقل کیا ہے، پھر تابعین سے ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے یہاں تک کہ ہم تک ان گنت سلسلوں سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ نیز آیت کریمہ بھی اسکی تائید و توثیق کرتی ہے۔''

امام علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ شرح ابن حاجب میں لکھتے ہیں ''میرے نزدیک معجزہ شق القمر متواتر ہے، قرآن میں منصوص ہے، صحیحین وغیرہ کتب حدیث میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے، اور اسکے اتنے طرق ہیں کہ اس کے متواتر ہونے میں کوئی شبہ نہیں''

چاند شق ہونے کی حدیثیں صحیح روایت کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک جماعت سے مروی ہیں جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
2۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
3۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
4۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
5۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
6۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
7۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

صحیحین میں حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کا مطالبہ کیا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کوئی نشانی دکھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ''کوہ حرا'' کو ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھ لیا۔

ترمذی میں سورۃ القمر کی آیت کریمہ ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ'' کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت رسول کریم ختم الرسل نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں چاند شق ہوا یہاں تک کہ اس کا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا اس پہاڑ پر نظر آنے لگا۔ اس پر مشرکوں نے کہا: کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم پر جادو کر دیا ہے، پھر کسی شخص نے کہا: اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا تو ساری دنیا پر تو نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ اقدس میں چاند شق ہو گیا، تو کفار قریش نے کہا: کہ یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے، پھر کہا دیکھو! باہر سے قافلے والے کیا خبر لاتے ہیں، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سب لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جب اہل قافلہ آئے، تو انہوں نے بھی شق قمر کی خبر دی۔

اس روایت کو ابوداؤد طیالسی نے روایت کیا یہی مفہوم بیہقی کی روایت میں آیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ہم منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا جسے سب لوگوں نے صاف صاف دیکھا ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور دوسرا دوسرے پہاڑ پر چلا گیا"۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا "لوگو دیکھو اور گواہ رہنا"۔

بخاری شریف کی اس روایت میں منیٰ کا لفظ نہیں ہے لیکن ترمذی شریف کی حدیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ واقعہ منیٰ میں ہوا تھا۔ بعض روایات کے مطابق واقع شق القمر جبل ابی قبیس پر ہوا تھا جبکہ بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ کوہ صفا پر رونما ہوا تھا۔

ابونعیم کی دلائل نبوت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مشرکین کا ایک گروہ جن میں ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، نضر بن حارث اور ان کے اہل نظر شامل تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس جمع ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا: اگر آپ (علیہ السلام) اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر دیجئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ سے اس کی التجا کی، تو چاند شق ہو گیا۔

بخاری شریف میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارد ہے، کہ معجزہ شق قمر کے وقت ہم منیٰ میں تھے۔ ابو اسحاق زجاج معانی القرآن میں فرماتے ہیں۔

"بعض مبتدعین نے معجزہ شق القمر کا انکار کیا ہے حالانکہ عقل کو بھی اس کے انکار کی گنجائش نہیں، کیونکہ چاند اللہ کی مخلوق ہے اللہ جس طرح چاہے اس میں تصرف فرمائے جیسا کہ وہ قیامت کے روز اس کو لپیٹ کر فنا کر دے گا"

شفائے قاضی عیاض میں ہے۔

اگر کوئی بد بخت یہ اعتراض کرے کہ چاند شق ہوتا، تو اہل زمین پر یہ حقیقت پوشیدہ نہ رہتی تو اسکے اس اعتراض کی طرف التفات نہ کیا جائے گا، کیونکہ یہ بات سب کے لئے واضح اور بدیہی ہے، کہ تمام اہل زمین کے بارے میں منقول نہیں کہ انہوں نے اس رات رصد (گھات) لگا رکھی تھی اور انہیں شق ہونا نظر نہ آیا اگر ہم تک یہ تواتر کے ساتھ نقل ہوتا تب بھی ہم پر حجت قائم نہ ہوتی، کیونکہ چاند تمام روئے زمین پر بیک وقت نظر نہیں آتا۔ یہ ایک علاقے میں نظر آتا ہے تو دوسرے علاقہ کے لوگوں پر طلوع نہیں کرتا۔ یا بعض مقامات پر بادل یا پہاڑ رکاوٹ بن جاتے

ہیں اسی لئے چاند گرہن بعض علاقوں میں ہمیں نظر آتا ہے، اور بعض میں نہیں کہیں کہیں جزوی طور پر ہوتا ہے، اور کہیں مکمل چاند گرہن، اس حقیقت کو صرف ماہرین فلکیات ہی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ سورۃ الانعام آیت 96 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾

ترجمہ: ''تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا اور اس نے رات کو چین بنایا اور سورج اور چاند کو حساب یہ حکم ہے زبردست علم والے کا''

مزید برآں معجزۂ شق قمر رات کے وقت وقوع پذیر ہوا۔ اس وقت لوگوں کی عادت ہوتی ہے، کہ وہ دروازے بند کر کے، کام چھوڑ کر، آرام وسکون سے سوتے ہیں، لہٰذا اس وقت آسمانی معاملات سے وہی آگاہ ہوسکتا ہے جس نے آسمان پر رصد لگا رکھی ہو اور وہ پوری توجہ کے ساتھ اس کی طرف دیکھ رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے علاقوں میں چاند گرہن ہوتا ہے مگر اکثر لوگ اس کے متعلق نہیں جانتے یہاں تک کہ ثقہ لوگ انہیں بتاتے ہیں کہ انہوں نے آسمان پر روشنیوں، بڑے ستاروں کے طلوع کے عجیب وغریب مشاہدے کئے ہیں یہ ستارے کبھی کبھار آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں مگر عام لوگوں کو ان کا علم نہیں ہوتا۔

امام ابن حجر کی شرح ہمزیہ میں ہے، کہ معجزۂ شق قمر کا واقعہ ہجرت سے پانچ سال پہلے کا ہے۔

معجزہ شق القمر معجزات نبوی میں سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے جسے مقتدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے مروی احادیث میں تمام آئمہ اور محدثین نے مفصل بیان کیا ہے۔ جس معجزہ مبارکہ نے آپ علیہ السلام کی نورانی کرنیں دنیا کے گوشے گوشے خصوصاً ہندوستان اور چین تک فوری طور پر پہنچا دیں جس سے ہندوستان کے خوش بخت و خوش نصیب انسان فیضیاب ہوئے اور درجۂ صحابیت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوئے۔

جب کفار مکہ کے اس معجزہ کو طلب کرنے پر آپ علیہ السلام نے انگلی کے اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے فرما دیا تو چاند کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے ایک طرف تھا اور دوسرا دوسری طرف۔ یہ معجزہ شق القمر نہ صرف سرزمین عرب میں ہی دیکھا گیا بلکہ دنیا کے دیگر حصوں خصوصاً ہندوستان اور چین میں چاند کو دو ٹکڑے دیکھا گیا۔ کفارانِ مکہ نے جب اعتراض کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کا یہ امر جادو ہے معجزہ نہیں تو فیصلہ کیا گیا کہ بیرون مکہ مکرمہ سے آنے والے تجارتی قافلوں سے اس کی تصدیق کی جائے کہ انہوں نے بھی اس وقت شق القمر کا ملاحظہ کیا ہے۔ تو تمام آنے والے قافلوں اور سیاحوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا ہے۔ چنانچہ یہ اہم واقعہ یعنی معجزہ نہ صرف ملکی بلکہ غیر ملکی کتب اور کتبات میں بھی تحریر کیا گیا۔ جن میں مدارج النبوۃ، مذاہب عالم اور اللسان العربیہ اور چینی زبان میں چین میں واقع کتبہ بھی شامل ہے۔

حیات القلوب از آغا محمد باقر مجلسی (مرتبہ 1087ھ بمطابق 1676ء) کے حوالہ سے منتخب التواریخ (مصنفہ عبدالقادر بدایونی 1590ء) کے انگریزی مترجم جارج رینکنگ نے اپنے ترجمہ میں اضافی بیان تحریر کیا ہے جس میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اس معجزہ مبارکہ کی تاریخ (ہجرت سے پانچ سال قبل) 14 ذی الحجہ تحریر کی ہے۔

اللسان العرب میں تحریر کیا گیا ہے کہ اس کے مؤلف نے چین میں ایک قدیم عمارت دیکھی ہے اس پر ایک پرانا کتبہ کندہ ہے جس میں تحریر کیا گیا ہے کہ یہ کتبہ اس سال تحریر کیا گیا جس سال آسمان پر چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا گیا۔ جب کتاب کے مؤلف نے چینی محررہ تاریخوں کے حوالہ سے زمانہ تحریر کا تعین کیا تو صحیح طور پر وہی سال تھا جس سال شق القمر کا واقعہ پیش آیا۔

''مذاہب عالم'' میں تحریر کیا گیا ہے کہ مالابار (جنوبی ہند) کے پلاوا سلسلہ شاہی کے حکمران راجہ زمورن چکرورتی سماری نے 617 عیسوی میں اپنی آنکھوں سے چاند کو دو ٹکڑے (شق القمر) دیکھا۔ حقائق معلوم کئے تو نبی آخر الزماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بعثت کا معلوم ہوا۔ اس کے اندر اسلام کی روشنی کی چمک پیدا ہوئی جس پر اپنی بادشاہت اپنے جانشین کے سپرد کی خود بحری جہاز کے ذریعے مکّہ مکرمہ روانہ ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر کے صحابیت کے درجے پر فائز ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے اسلامی نام عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے سرفراز فرمایا۔ آپ علیہ السلام کی اجازت سے اُس نے واپسی کا سفر شروع کیا۔ واپسی کے سفر کے دوران راجہ عبدالرحمٰن کا یمن کی بندرگاہ ضفار (موجودہ اومان کی بندرگاہ ضفار یعنی Dhaffar) کے مقام پر انتقال ہو گیا تو اُسے وہیں دفن کر دیا گیا۔ گو یہ ذکر نہیں ملتا کہ ان کے ہمراہ کتنے افراد حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے مگر ظاہر ہے کہ راجہ زمورن چکرورتی کے ہمراہ سینکڑوں نہیں تو بیسیوں ضرور حاضر خدمت ہوئے ہونگے۔ چکرورتی راجہ کا مزار اب بھی وہاں موجود ہے اور عوام عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں۔ مالابار کوچین (جنوبی ہند) کے سابق حکمران 1947ء میں تقسیم ہند تک مسند نشینی کے وقت راجہ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب السلطنت کے طور پر حلف اٹھاتے رہے ہیں اور یہ اقرار ان کے حلف کا لازمی حصّہ ہوتا تھا کہ راجہ (عبدالرحمٰن) چکرورتی کے نائب کے طور پر اقتدار سنبھال رہے ہیں اور ان کے عرب سے واپس آتے ہی حکمرانی ان کے سپرد کر دی جائے گی۔ ان کے نائب السلطنت راجاؤں کی پوشاک خالص اسلامی ہوتی تھی جبکہ تقریب حلف برداری موپلا سرانجام دیتا تھا وہ لوگ نہ تو ہندومت کے قائل تھے اور نہ ہی مکمل طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا تھے بلکہ مخلوط عقائد کی پیروی کرتے تھے۔

بیت اللہ شریف سے ملحقہ واقع جبل صفا کے متصل محلّہ جیاد کی پہاڑی کی چوٹی پر مسجد ہلال تھی جہاں بعض روایات کے مطابق یہ معجزہ شق القمر پیش آیا تھا راقم کو اس مسجد میں نوافل ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی مگر اب وہاں تقریباً 1990ء میں شاہی محل کی تعمیر کی وجہ سے مسجد ہلال کا نشان باقی نہیں ہے۔ محلّہ جیاد بھی انہیں تعمیراتی سلسلوں

میں ملیامیٹ کر دیا گیا ہے۔

حوالہ جات کتب

1. تفسیر کبیر۔ علامہ فخر الدین رازی
2. تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی
3. تفسیر طبری۔ علامہ محمد بن جریر طبری
4. تفسیر امام ابن مردویہ
5. دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی
6. کتاب شفاء۔ قاضی عیاض مالکی
7. خصائص الکبریٰ۔ علامہ جلال الدین سیوطی
8. بخاری شریف۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری
9. ترمذی شریف۔ امام ابوعیسیٰ محمد ابن عیسیٰ ترمذی (ولادت نہر بلخ کے کنارے جیحوں مقام ترمذ 229ھ وفات ترمذ 279ھ۔ ازبکستان)۔
10. فتوحات مکیہ۔ شیخ محی الدین ابن عربی
11. تفسیر ابن کثیر۔ علامہ عماد الدین ابن کثیر
12. طبقات ابن سعد۔ علامہ محمد بن سعد
13. الوفاء باحوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی
14. روح المعانی۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی
15. اوسط طبرانی۔ حضرت ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی
16. دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم الاصبہانی
17. الروض الانف۔ امام عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد بن ابی الحسن السہیلی
18. السیرۃ الحلبیہ۔ امام العصر علامہ حلبی
19. اعلام النبوت۔ علامہ ابوالحسن علی الماوردی
20. معارج النبوت۔ ملا معین واعظ الکاشفی
21. المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی
22. مذاہب عالم (صفحہ 611)
23. نقوش رسول نمبر (جلد دوم صفحہ 217 تا 266)
24. منتخب التواریخ از عبد القادر بدایونی انگریزی ترجمہ جارج رینکنگ (جلد اوّل صفحہ 110)

ش

شق القمر کے معجزہ کو ملاحظہ کرنے پر ہندوستان کے راجہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری

صحیحین اور دوسری معتبر کتب احادیث میں مشہور اور متواتر روایتوں سے یہ معجزہ ثابت ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظّمہ میں ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار نے جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ سوال اُٹھایا کہ اگر تم سچے ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کر دکھاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لاؤ گے؟" سب نے کہا ہاں! چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی کہ یہ چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کی طرف اشارہ فرمایا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر کافر کو نام لے کر پکارا اور کہا اے فلاں گواہ رہنا اے فلاں گواہ رہنا۔ سب لوگوں نے چاند کے ٹکڑے اچھی طرح سے دیکھ لئے دو ٹکڑے ایک دوسرے سے اتنی دوری پر ہو گئے تھے کہ بیچ میں حائل پہاڑ نظر آ رہا تھا کافروں نے اس پر کہا کہ یہ تو جادو ہے۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم اس معاملہ کی مزید تحقیق کریں گے اگر یہ جادو ہوگا تو صرف ہم لوگوں پر ہی ہو سکتا ہے۔ جو لوگ یہاں موجود نہیں ہیں دوسرے شہروں اور ملکوں میں ہیں ان پر تو جادو نہیں ہو سکتا اس لئے باہر سے جو لوگ آئیں ان سے اس معاملہ کی تحقیق کرنی چاہیئے۔ چنانچہ دور دراز کے لوگ آیا کرتے تھے اور ان سے جب چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا حال پوچھا جاتا تو وہ سب اقرار کرتے کہ ہاں ہم نے بھی چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے یہ معجزہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتنا عظیم ہے کہ اس کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ سورۃ القمر آیات 1، 2

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنۡ يَّرَوۡا اٰيَةً يُّعۡرِضُوۡا وَيَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ ﴿۲﴾

ترجمہ:۔ "قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا اور اگر یہ لوگ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو روگردانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو چلتا ہوا جادو ہے"۔

اب یہ چیز ممکن ہی نہیں بلکہ واقعہ بھی ہو گئی کہ آسمان اور سارے عالم کی حالت بدل سکتی ہے لیکن کفار کا عجیب حال ہے کہ بت پرستی وغیرہ جو عقل کے بالکل خلاف ہے اس کو تو مانتے ہیں لیکن کوئی سچا معجزہ اور نشانی ظاہر ہو تو اس کو جادو وغیرہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں دیکھا گیا تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ملیبار کے ایک راجہ نے مسلمانوں سے جب یہ قصہ سنا تو اپنے مذہب کے عالموں سے اس زمانے کے حالات کی

تحقیق کی جس زمانے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تھے برہمنوں اور عالموں نے اس زمانے کے حالات کی تحقیق کی جس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے انہوں نے ان کتابوں میں تلاش کیا تو چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی تصدیق کر دی یہ معلوم کر کے وہ راجہ مسلمان ہو گیا۔

سوانح الحرمین میں لکھا ہے کہ صوبہ مالوہ میں دریائے چنبل کے پاس ایک شہر دہار ہے وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اچانک اس نے دیکھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد چاند پھر جڑ گیا۔ اس نے اپنے یہاں کے پنڈتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عرب میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوں گے ان کے ہاتھ سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ ظاہر ہو گا یہ معلوم کر کے اس راجہ نے اپنا قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ اس راجہ کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ رکھا اس راجہ کی قبر شہر دہار کے باہر اب بھی موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اس واقعے کو مولانا رفیع الدین صاحب نے بھی اپنے رسالہ ''شق القمر'' میں تاریخ فضلی سے نقل کر رکھا ہے جس میں مالوہ کے اس راجہ کا نام راجہ بھوج بتایا ہے۔ چاند کے دو ٹکڑے ہونے پر بے دینوں نے بہت سے اعتراضات کئے ہیں ان سب کا جواب مولانا رفیع الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''دفع اعتراضات معجزہ شق القمر'' میں خوب تفصیل سے دیا ہے اور بتایا ہے کہ حکمائے یورپ کو بھی یہ مسئلہ ماننا پڑا۔ اور فلاسفہ کا بہت بڑا طبقہ فلکیات میں خرق والتیام (پھٹنا اور مل جانا) کا قائل ہے سوائے مشائین کے وہ خرق والتیام کے منکر ہیں اگرچہ ان کے دلائل بہت کمزور ہیں اور علمائے کلام نے ان کو جواب دیا ہے۔

مکہ مکرمہ کے نقشے پر نظر ڈالیں تو جنۃ المعلیٰ کے مشرق کی طرف جبل ابی قبیس اور مغرب کی طرف جبل ہند واقع ہے یہاں سے بھی ''ہند'' سے تعلق کی نشان دہی ہوتی ہے اور نیز حجاز مقدس میں مرد وزن کا ''ہند'' نام ہونا اور عہد نبوی علیہ السلام کے شعراء کے کلام میں ہندی تلوار اور نیزہ کی تعریف بھی اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ ہندوستان سے بھی بعض خوش نصیب اصحاب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور صحابیت کے عظیم مرتبہ پہ فائز ہوئے۔

(1) سورج کی واپسی

امام طحاوی اور طبرانی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کے قریب مقام صہبا میں تشریف فرما تھے۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر رکھ کر سو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی نماز ابھی نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند کی وجہ سے حرکت نہ کی جب آفتاب غروب ہونے لگا تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ''تم نے عصر کی نماز پڑھی؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ ''اے الٰہی یہ علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں مشغول تھے تو سورج کو واپس لوٹا دے"۔ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد پھر نکل آیا، اور اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی۔ بہت سے محققین اور محدثین نے صحیح کہا ہے، امام سیوطی نے اس حدیث کی تشریح میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام کشف اللبس فی حدیث رد الشّمس، رکھا ہے اور اس حدیث کو بہت سے بندوں سے روایت کر کے صحیح ثابت کیا ہے اور اس حدیث کی صحت کو بدلائل فدیہ ثابت کیا ہے۔

(2) گہوارہ میں چاند سے باتیں کرنا

بیہقی، صابونی، خطیب اور ابن عساکر نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد المطلب سے روایت کی ہے۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے اسلام لانے کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی ایک علامت ہوئی ہے وہ علامت یہ ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ابتدائی عمر میں اپنے گہوارے میں آرام فرمایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کرتے تھے تو جس طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "میں چاند سے باتیں کرتا تھا۔ چاند مجھے رونے سے باز رکھتا تھا اور جب عرش کے نیچے سجدہ کے لئے گرتا تھا تو میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا"۔ صابونی کا بیان ہے کہ یہ روایت معجزات میں حسن ہے۔

شہادت مجاہدین

بارہ مجاہدین کی شہادت اور ان کا جنّت الفردوس میں داخل ہونا

امام احمد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سندِ صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ ایک عورت آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں نے خواب میں دیکھا کہ جنّت میں داخل ہوئی ہوں۔ پھر میں نے وہاں کچھ آوازوں کی جانب دیکھا تو مجھ کو فلاں اور فلاں اشخاص نظر آئے جن کو شاید اُسی وقت لایا گیا تھا۔ میں نے شمار کیا وہ بارہ اصحاب تھے۔ چندروز قبل ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا تھا۔ یہ آمدان ہی شہداء فی سبیل اللہ کی تھی۔ اس عورت نے بیان کیا:۔

"ان کے جسموں پر شکستہ اور بوسیدہ پھٹے و پرانے کپڑے تھے جس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تہی دست اور غریب تھے، اُن کے جسم تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر حکم ہوا ان فدائیانِ اسلام کو نہرِ بیدخ لے جاؤ تو انہیں وہاں لیجا کر غسل دیا گیا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند نور افشاں ہو گئے۔ اس کے بعد تختِ طلائی پر انہیں بٹھایا گیا، جنّت کی طلائی کرسیاں اور طلائی طشتوں میں پھل رکھے گئے اور میں نے بھی ان کے ساتھ میوے کھائے۔

اُن ہی دنوں پیامی آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت اور سریہ کی کامیابی اور فتح کی اطلاع دی۔

شیاطین پر شہاب باری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے وقت شیاطین پر شہاب پھینکے جانے کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، اور اسے بکثرت علماء نے ذکر کیا ہے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں۔

بَعَثَ اللہُ عِندَ مَبعَثِہٖ الشُّحبَ حَرَاسًا وَ ضَاقَ عَنھَا الْفَضَاء

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے وقت حفاظت آسمان کے لیے شہاب بھیجے اور ان سے فضائے آسمانی تنگ ہوگئی

تَطرُدُ الْجِنَّ عَنْ مَقَاعِدِ لِلسَّمعِ كَمَا تَطرُدُ الذِّئَابُ الرِّعَاء

ترجمہ:۔ جو جنوں کو سننے کی کمین گاہوں سے دھتکارتے تھے جیسے چرواہے بھیڑیوں کو دور کرتے ہیں۔

مَمَحتْ ایَۃ" الْكِھَانَۃِ ایَا ت" مِنَ الْوَحیِ مَا لَھُنَّ امْحَاء

ترجمہ:۔ پس وحی کی آیات نے کہانت کی نشانی مٹا کر رکھ دی۔ حالانکہ انہیں مٹایا نہیں جا سکتا تھا۔

قصیدہ ہمزیہ کے شارح امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

اس کی اصل یہ کلام الٰہی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ الجن آیات 1 تا 9

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝
یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝
وَّاَنَّهُ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّ
اَنَّهُ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ
اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهُ كَانَ
رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ
رَهَقًا ۝ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝
وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا
وَّشُهُبًا ۝ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ
یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝

ترجمہ:۔ تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا، تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا، کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے، تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی نہ بچہ اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف اللہ پر بڑھ کر بات کہتا تھا، اور یہ کہ ہمیں خیال تھا، کہ ہرگز آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے اور یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کی

پناہ لیتے تھے تو اس سے اور بھی ان کا تکبر بڑھا اور یہ کہ انہوں نے گمان کیا جیسا تمہیں گمان ہے، کہ اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا، تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے، اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے، پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لوکا پائے۔ (جس سے اس کو مارا جائے) (سورۃ الجن آیات 9-1)

جب جنّوں نے یہ کلام بلاغت نظام سنا، تو انہیں حق کی معرفت حاصل ہوگئی اور وہ ایمان لے آئے، پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کر گئے تا کہ انہیں ڈرائیں اور جو سورۂ احقاف کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''وہ انہوں نے تسلیم کیا''۔ یہ مضمون اس مفہوم کے موافق ہے جو علمائے سیرت نے روایت کیا ہے۔ وہ یہ کہ جب ان جنّوں کے درمیان اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی، تو انہوں نے کہا کہ ضرور کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے تم زمین کے شرق و غرب میں پھیل جاؤ اور دیکھو کہ تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کون سی چیز حائل ہوگئی ہے چنانچہ نصیبین کے جنّوں کا ایک گروہ نکلا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو آپ علیہ السلام کے اصحاب کے ساتھ مقام نخلہ پر صبح کی نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا (نخلہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک بستی ہے) تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے قرآن سنا، پھر کہنے لگے یہی تو کلام ہے جو تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گیا ہے۔ پس انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور اپنی قوم کی طرف ڈرسنانے کے لئے لوٹے، اسی بارے میں یہ کلام نازل ہوا۔ سورۃ جن آیت 1 قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ (سورۃ الجن) سورہ الاحقاف آیت 29

وَاِذْ صَرَفْنَآ
اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ
قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ:۔ ''اور جبکہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جنّ پھیرے کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈرسنانے پلٹے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''ابن اسحاق نے ذکر کیا، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اہل طائف کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے نکلے، واپسی پر نخلہ کے مقام پر رات گزاری اسی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تلاوت فرمائی، تو نصیبین کے جنوں نے اس تلاوت کو سنا۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا طائف کی طرف تشریف لے جانا، ابو طالب کی فوتیدگی کے بعد کا واقعہ ہے، ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ یہ جنّات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر اسوقت اترے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بطن نخلہ میں قرآن حکیم کی تلاوت

فرمار ہے تھے جب انہوں نے قرآن سنا، تو آپس میں کہا، کہ خاموش ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔
سورۃ الاحقاف آیت 29

وَإِذْ صَرَفْنَآ
إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوهُ
قَالُوٓا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿٢٩﴾

مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے وقت کہانت ختم ہوگئی اور آسمان پر چوری چھپے سننے پر پہرے لگ گئے نیز شیاطین پر شہاب باری ہونے لگی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے، کہ شیاطین کو آسمانوں سے کوئی رکاوٹ نہ تھی وہ ان کے اندر داخل ہو کر ان کی خبریں لے لیتے اور پھر کاہنوں کو القاء کر دیتے تھے، پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، تو انہیں تین آسمانوں سے روک دیا گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بزم آرائے جہاں ہوئے، تو انہیں سارے آسمانوں سے منع کر دیا گیا، اب جو شیطان بھی چھپ کر سننے کا ارادہ کرتا ہے، اسے شہابِ ثاقت مارا جاتا ہے۔
شہاب ثاقب آگ کا شعلہ ہے جو اپنے نشانے سے چوکتا نہیں، وہ کسی شیطان کو قتل کرتا ہے کسی کا چہرہ جلا دیتا ہے، اور کسی کو فساد پر آمادہ کرتا ہے، کہ وہ بھوت بن کر جنگلوں میں لوگوں کو بھٹکاتا ہے۔ یہ باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت سے قبل ظاہر نہ تھیں نہ کوئی ان کا تذکرہ کرتا تھا یہ تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے آغاز رسالت میں ظاہر ہوئیں اور یہی باتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوت کی اساس بنیں۔
امام معمر فرماتے ہیں، میں نے امام زہری سے پوچھا کیا ایام جاہلیت میں بھی ستارے ٹوٹتے تھے؟ فرمایا: ہاں! میں نے کہا: کیا آپ سورۃ جن آیت 9 وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ نہیں دیکھتے۔ فرمایا: جس وقت خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت ہوئی، تو اس معاملہ میں سخت کر دی گئی۔
امام ابن قتیبہ کہتے ہیں شہاب باری کا سلسلہ بعثت محمدیہ سے پہلے بھی تھا مگر آسمانی پہرے میں سختی اور شدت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے بعد ہوئی۔

ماخذ کتب

1۔ تفسیر ابن کثیر۔ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
2۔ تفسیر در منثور۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
3۔ تفسیر طبری۔ علامہ محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ
4۔ دلائل النبوۃ۔ علامہ ابوبکر احمد حسین بیہقی

5۔ خصائص الکبریٰ۔علامہ جلال الدین سیوطی

6۔ مسند احمد۔امام احمد بن حنبل

7۔ فتح الباری۔علامہ ابن حجر عسقلانی

8۔ السیرۃ النبی الکامل۔ابو محمد عبدالملک بن ہشام

ص

صفات میں انقلاب

(1) اونٹ کی سرعت رفتاری

کمال الدین دمیری اپنی کتاب ''حیاۃ الحیوان'' میں زیرِ عنوان ''بعیر'' (اونٹ) لکھتے ہیں کہ امام ابن اثیر نے فرمایا: ''خلاد بن رافع اور ان کا بھائی رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک لاغر اونٹ پر سوار ہو کر غزوہ بدر کی طرف روانہ ہوا جب روحاء کے قریب پہنچے، تو اونٹ بیٹھ گیا۔ خلاد نے منت مانی کہ اگر ہم بدر تک پہنچ گئے تو اے اللہ! ہم یہ اونٹ تیری رضا کے لئے قربان کر دیں گے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں دیکھ کر فرمایا: ''تمہیں کیا معاملہ درپیش ہے؟'' تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ساری صورتحال عرض کی، پس آپ علیہ السلام سواری سے اتر پڑے، پھر وضو فرمایا، پھر وضو کے پانی میں لعاب دہن ڈال کر انہیں حکم دیا کہ ''وہ پانی اونٹ کے منہ میں ڈالیں'' چنانچہ انہوں نے اونٹ کا منہ کھول کر پانی اس کے پیٹ تک پہنچایا۔ نیز اس کے سر اور گردن پر بھی ڈالا، پھر اسکی پیٹھ، کوہان اور پچھلے حصہ پر ڈالا۔ اس کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔ ''اے اللہ! خلاد اور رفاعہ کو اس اونٹ پر سوار ہونے کی توفیق عطا فرما'' بعد ازاں ہم نے کوچ کیا اور اس اونٹ کی سرعت رفتاری کے باعث کارواں کے پہلے حصے کو جا لیا جب بدر پہنچے، تو اونٹ بیٹھ گیا۔ پس ہم نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا۔

(2) گدھے کی تیز رفتاری

ابن سعد بحوالہ اسحاق بن عبداللہ بن طلحہ نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے اور انہیں کے ہاں دوپہر کے وقت قیلولہ فرمایا جب دن ٹھنڈا ہو گیا، تو وہ لوگ اپنا ایک سست رو گدھا لے آئے، تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر سواری فرمائی، پھر انہیں واپس کر دیا جب آپ علیہ السلام اس پر سوار ہوئے، تو وہ سست رفتار تھا اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری کے بعد وہ سبک خرام اور تیز رفتار ہو گیا۔

(3) گھوڑی کی تیز رفتاری

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ میں نے ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ حصہ لیا۔ میں ایک لاغر گھوڑی پر سوار تھا اور لوگوں کے آخری گروہ میں تھا پس رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلّم میرے پاس تشریف لائے اور میری گھوڑی کو چابک کی ضرب لگائی اور یہ دعا فرمائی۔ ''اے اللہ! جعیل کی اس گھوڑی میں برکت عطا فرما'' جعیل کہتے ہیں بخدا میں اس گھوڑی کو پھر قابو نہ کرسکتا تھا اور یہ لوگوں سے آگے بڑھ جاتی تھی۔ نیز میں نے اس کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے بارہ ہزار میں فروخت کیے۔

(4) ضدی مویشی

ابن حبان، حسن بن سفیان، ابن ابی عاصم، بیہقی اور طبرانی رحمہما اللہ۔ حکم بن ایوب بقول دیگر حکم بن حارث سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ تھا کہ اچانک میری اونٹنی ضد کرنے لگی۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے جھڑکا، تو وہ سب سے آگے چلنے لگی۔

(5) تیز رفتار اونٹ

امام احمد حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک تاریک رات میں میرا اونٹ گم ہوگیا۔ پس اسے تلاش کرتے ہوئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس سے گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پوچھا ''تمہیں کیا پریشانی ہے'' میں نے عرض کیا۔ میرا اونٹ گم ہوگیا ہے، فرمایا ''وہ تمہارا اونٹ ہے اسے جا کر پکڑلو' میں وہاں گیا، تو مجھے نظر نہ آیا اور لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آگیا آپ علیہ السلام نے دوبارہ وہی حکم دیا۔ میں پھر گیا، مگر مجھے وہ اونٹ نہ ملا۔ واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے ہمراہ چل پڑے یہاں تک کہ اونٹ کے پاس پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اونٹ میرے حوالے کیا چلتے چلتے میں نے آہ بھر کر کہا، ہائے افسوس! میرے پاس صرف ایک اونٹ ہے اور وہ بھی سست رفتار، رسول کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے قریب ہو کر پوچھا ''تم نے کیا کہا ہے'' تو میں نے اپنے اونٹ کی سست روی کا ذکر کیا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اونٹ کے پچھلے حصے پر ڈنڈا مارا، تو وہ انتہائی تیز رفتار اونٹ کی طرح چلنے لگا، حتیٰ کہ باگ ہاتھ سے چھڑانے لگا۔

6۔ لکڑی کا تلوار بن جانا

واقدی کی روایت ہے۔ عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ الاسدی طلیحہ بن خویلد کذاب کے خلاف جہاد کرتے ہوئے 12ھ میں شہادت پائی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار بغیر حساب جنت میں داخل کیے جانے والے ستر ہزار (7000) خوش نصیب افراد میں فرمایا) نے بیان کیا کہ غزوۂ بدر کے روز میری تلوار ٹوٹ گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی جو سفید دراز تلوار کی طرح ہوگئی میں نے اس کے ساتھ قتال میں حصہ لیا

یہاں تک کہ اللہ نے مشرکین کو شکست فاش دی، راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ لکڑی وصال تک عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی۔ (بیہقی، ابن عساکر یہی روایت ابن سعد نے یزید بن اسلم، یزید بن رومان اور اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، واقدی عبدالاشہل کے متعدد لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار غزوہ بدر میں ٹوٹ گئی اور وہ غیر مسلح ہو گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے ایک لکڑی تھما دی اور فرمایا ''اس کے ساتھ وار کرو'' تو وہ ایک عمدہ تلوار بن گئی جوان کے پاس رہی، یہاں تک کہ وہ جسر کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

(7) دست اقدس کا اثر

بخاری ابن مندہ، بیہقی، ابن سکن، ابن سعد اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابوسفیان فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے موالی کے ساتھ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اسلام قبول کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا، راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کا وہ حصہ جہاں پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست اقدس نے چھوا تھا، وہ سیاہ رہا جبکہ دوسرا سارا حصہ بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو گیا۔

(8) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باکمال حافظہ

بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں اکثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے احادیث کی سماعت کرتا ہوں، مگر بھول جاتا ہوں فرمایا'' اپنی چادر پھیلاؤ'' تو میں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مٹھی بھر کر اس میں ڈالا، پھر فرمایا '' اسے اپنے اوپر لپیٹ دو'' اس کے بعد مجھے کوئی بات بھولی نہیں۔

اہل سیر ہی کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے کلام فرمایا اور کہا کون ہے جو اپنی چادر پھیلاتا ہے؟ تا کہ میں اپنی بات اس کی چادر میں ڈالوں، پھر وہ اسے اپنی طرف سمیٹ لے؟ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی، پھر آپ علیہ السلام نے ہم سے کلام فرمایا تو میں نے اپنی چادر سمیٹ لی۔ اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے کوئی بات نہیں بھولی۔

(9) شاخ خرما تلوار بن گئی

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ الاسدی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ امیمہ حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھوپھی تھیں 3ھ میں غزوہ اُحد میں شہادت پائی) غزوہ اُحد کے

دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ ان کی تلوار ٹوٹ چکی تھی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انہیں کھجور کی ایک ٹہنی عطا فرمائی جوان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔

(10) عورت کا شرم وحیاء

طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ ایک بیہودہ گو عورت مردوں سے چھیڑ خانی کرتی تھی وہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس سے گزری۔ آپ علیہ السلام اس وقت ثرید تناول فرما رہے تھے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ثرید طلب کیا۔ آپ علیہ السلام نے اسے دیا، تو اس نے کہا: کہ مجھے اپنے دہان پاک کے اندر موجود ثرید کھلائیے۔ سو آپ علیہ السلام نے اسے منہ کے اندر سے نکال کر دیا اور اس نے کھایا۔ اس ثرید کی برکت سے اس پر حیاء کا رنگ چڑھ گیا اور پھر مرتے دم تک اس نے کسی مرد سے چھیڑ خانی نہیں کی۔

(11) بال سیاہ رہے

ابن سعد، ابن مندہ، بغوی، بیہقی اور ابن عساکر عطاء مولیٰ سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے بال کھوپڑی سے پیشانی تک سیاہ تھے جبکہ باقی سر سفید تھا۔ میں نے پوچھا اے میرے آقا! میں نے آپ کے بالوں سے زیادہ حیران کن بال کسی کے نہیں دیکھے۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے؟ پھر فرمایا: میں ایک دن بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وہاں سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پوچھا "من انت" "تو کون ہے؟" میں نے عرض کیا، سائب بن یزید ہوں تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور دعا دی "اللہ تعالیٰ تیرے جسم میں برکت عطا فرمائے"۔ یہی وجہ ہے کہ وہ چھوا ہوا حصہ کبھی سفید نہ ہوا۔

(12) چشمہ شیریں ہو گیا

زبیر بن بکار نقل کرتے ہیں کہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم غزوہ ذی قرد میں ایک پانی کے چشمے پر سے گزرے، اس کا نام بیسان تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس سے ہٹ کر چلے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بتایا گیا، کہ اس کا نام بیسان ہے، اور یہ نمکین ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "نہیں، یہ نعمان ہے، اور اس کا پانی شیریں وعمدہ ہے" پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کا نام بدل دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پانی کا ذائقہ تبدیل کر دیا۔ بعد ازاں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خرید کر راہ خدا میں صدقہ کر دیا۔

(13) چہرے پر برکت

ابن سعد کی روایت ہے، کہ بنو عامر کے بزرگ بیان کرتے ہیں کہ زیاد بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک وفد لیکر حضور صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ علیہ السلام نے انہیں دعا دی اور برکت کیلئے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا دست اقدس کو پھیرتے ہوئے ان کی ناک تک لے آئے۔ بنی ہلال ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے، کہ ہم لوگ زیاد کے چہرے پر برکت کے آثار دیکھا کرتے تھے۔ ایک شاعر نے علی بن زیاد کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں۔

''یَا ابْنَ الَّذِی مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَاسِہٖ
وَدَعَالَہٗ بَالْخَیْرِ عِنْدَ الْمَسْجِد
اَعْنِیْ زِیَادًا لا اُرِیْدُ سِوَاءُہٗ
مِنْ حَاضِرٍ اَوْمُتَّھِمٍ اَوْ مُنْجَدٍ
مَازَالَ ذَاکَ النُّوْرُ فِیْ عَرِیْنِہٖ
حَتّٰی تَبَوَّ أَ بَیْتَہٗ فِیْ مُلْحِد.

ترجمہ:۔ ''اے اس شخص کے بیٹے! جس کے سر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے اپنا دست اقدس پھیرا اور جس کے لئے مسجد نبوی کے قریب دعائے خیر فرمائی۔ میری مراد صرف زیاد ہے کوئی اور نہیں، خواہ وہ شہر کا ہو تہامہ کا ہو یا نجد کا ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے دست اقدس کا وہ نور ہمیشہ اس کی پیشانی پر درخشاں رہا یہاں تک کہ اس نے اپنا گھر قبر میں بنالیا''۔

(14) پیغام بطور ماہرین لسانیات

ابن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے چار آدمی چار سربراہان سلطنت کی طرف بھیجے۔ ایک آدمی کسریٰ کی طرف، ایک قیصر روم کی طرف ایک مقوقس مصر کے پاس اور عمرو بن امیہ کو نجاشی شاہ حبشہ کی طرف بھیجا، تو ہر شخص اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنے لگا جس کی طرف ایلچی بن کر گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم سے اس محیر العقول بات کے بارے میں ذکر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے فرمایا ''بندگان خدا کے متعلق جو اللہ کا حق ان کے ذمہ واجب تھا یہ امر اس سے عظیم تر ہے۔''

(15) تیز رفتار گدھا

طبرانی نے عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم ہم سے ملنے قبا تشریف لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم آپ علیہ السلام کی خدمت میں ایک سست رفتار گدھا لائے۔ آپ علیہ السلام نے اس پر سواری فرمائی اور پھر ہمیں واپس کردیا، تو اس وقت وہ فراخ قدم اور تیز رفتار ہوگیا۔

(16) تیز رو اونٹ

محدثین کرام رحمہما اللہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں ایک غزوہ میں شرکت کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ روانہ ہوا راستے میں میرا اونٹ تھک کر پیچھے رہ گیا۔ آپ علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا ''تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے'' میں نے عرض کیا بیمار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اسے ڈانٹ پلائی، پھر دعا دی اور فرمایا ''اب اس پر سوار ہو جاؤ'' میں اس پر سوار ہوا، تو اسے تیز گام ہونے کی وجہ سے روکنے کی ضرورت پیش آئی۔ مسلم کے الفاظ ہیں اس دعا کی برکت سے میرا اونٹ سب اونٹوں سے آگے نکل گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے پوچھا ''اب تمہارا اونٹ کیسا ہے'' میں نے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دعا سے وہ اب ٹھیک ہے۔ اسی واقعے کو ابونعیم نے ذرا تفصیل سے یوں بیان کیا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ بنی ثعلبہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ تھے۔ میں اپنی اونٹنی پر سوار تھا جو تھکاوٹ کے باعث پیچھے رہ گئی اور لوگ آگے نکل گئے۔ میں اس کی نگرانی میں مشغول ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا ''تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' میں نے عرض کیا مجھے میری سواری نے دیر کرادی۔ فرمایا ''میرے ساتھ چلو'' پھر آپ علیہ السلام نے دم فرما کر کلی کی اور پانی کا چھینٹا اس کے گلے پر دیا، پھر لاٹھی کے ساتھ اسے ہانکا، تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''سوار ہو جاؤ، پس میں اس پر سوار ہو گیا'' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سواری سے آگے بڑھنے سے روکتا تھا۔

(17) اونٹنی کی تیز رفتاری

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک شخص کو کہیں بھیجا، پھر وہ آپ علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میری اونٹنی نے مجھے درماندہ کر دیا ہے۔ وہ اٹھتی ہی نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس کے پاس تشریف لائے اور اسے ٹھوکر ماری۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں نے اس اونٹنی کو دیکھا کہ وہ اس شخص سے آگے آگے جا رہی تھی۔

(18) تیز رفتار اونٹ

طبرانی، صحیح سند کے ساتھ فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلّم نے غزوہ تبوک سے واپسی کا قصد فرمایا تو سواری کے جانور انتہائی تھک گئے ۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس بارے میں شکایت کی ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دیکھا کہ لوگ اپنی سواریوں کو بجبر ہانک رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک تنگ مقام پر کھڑے ہوگئے اور لوگ اس تنگ جگہ سے گزرنے لگے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دم کرنے کے بعد یہ دعا فرمائی ''اے اللہ! تو اپنے راستے میں ان سواریوں پر سوار ہونے کی توفیق عطا فرما، کیونکہ برو بحر اور خشک وتر میں قوی وضعیف پر سوار ہونے کی تو ہی قوت عطا کرتا ہے'' پس وہ اونٹ تیزی کے ساتھ رواں دواں رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ شریف پہنچ گئے اور ان اونٹوں کی تیز روی کی یہ حالت تھی کہ وہ ہم سے مہاریں تڑاتے تھے۔

(19) گھوڑے کی تیز رفتاری

بخاری ومسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سب سے زیادہ حسین، سخی اور بہادر تھے۔ایک رات اہل مدینہ ایک خوفناک افواہ کی وجہ سے گھبرا گئے، تو تحقیق حال کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔لوگ بھی نکلے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان سے پہلے جا چکے تھے۔خبر کی تحقیق کے بعد لوٹے، تو فرمایا ''لوگو گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔اطمینان رکھو (چونکہ وہ گھوڑا سست رفتار تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی برکت سے انتہائی تیز رفتار ہو گیا یہی وجہ ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا'' ہم نے تو اس گھوڑے کو روانی میں دریا پایا ہے'' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد کوئی گھوڑا مسابقت میں اس گھوڑے سے آگے نہ بڑھ سکا۔

(20) دودھ سے سیرابی

بیہقی میں نضلہ بن عمرو الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک برتن میں دودھ دوہ کر پیا، پھر نضلہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دودھ پیا جس سے وہ سیراب ہوگیا۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں سات برتن دودھ کے پیتا ہوں، مگر سیر نہیں ہوتا اور اس سے سیر ہوگیا ہوں۔

(21) پیشانی جلوہ گاہ نور

بخاریؒ بغوی اور ابن مندہ ''کتاب الصحابہ'' میں صاحب بن علا سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا بشر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ معاویہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے سر پر دست اقدس پھیرا اور انہیں دعا دی۔پس ان کی پیشانی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چھونے سے ایک سفید نشان پیدا ہوگیا وہ جس چیز کو اس سے مس

کرتے، تو وہ شفایاب ہو جاتی۔

ابن سعد بحوالہ واقدی لکھتے ہیں کہ بنی محارب کا ایک وفد سن دس ہجری حجۃ الوداع کے موقع پر آیا۔ یہ وفد دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں ابوالحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا بیٹا خزیمہ بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا، تو وہ نور کی جلوہ گاہ بن گیا۔

(22) ستو کی سیرابی

قاسم بن ثابت دلائل میں بطریق موسیٰ بن عقبہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن نوفل بن اہیب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی قرشی الزہری۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے تھے 64ھ میں یزیدی فوجوں کی حرم (بیت اللہ) شریف پر گولہ باری کے دوران کھلے بندوں حطیم میں نماز پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 22 احادیث مروی ہیں) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حج کے لئے نکلے جب مقام عرج پر پہنچے، تو ہاتف کی آواز آئی، ''رک جاؤ'' ہم ٹھہر گئے، تو اس نے پوچھا کیا تم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا: کیا تم اپنی بات کو سمجھ رہے ہو، اس نے کہا ''ہاں'' فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تو وصال فرما چکے ہیں اس نے دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد کون والی امر ہوا؟ فرمایا: ''ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)'' اس نے کہا کیا وہ یہاں ہیں؟ جواب دیا نہیں وہ بھی فوت ہو چکے ہیں، اس نے اِنَّا لِلّٰہ پڑھا، پھر پوچھا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بعد کون حکمران بنا؟ فرمایا: ''عمر'' (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس نے سوال کیا کیا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا: عمر ہی تو تمہارے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ اس نے پکار کر کہا الغوث الغوث (مدد مدد) حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا حنش بن عقیل بنو نضیلہ کا ایک فرد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے میری ملاقات بنی جعال کے پہاڑ پر ہوئی، تو آپ علیہ السلام نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ پس میں نے اسلام قبول کر لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے ستو کی تلچھٹ پلائی آج بھی جب پیاسا ہوتا ہوں تو اس کی سیرابی محسوس کرتا ہوں اور جب بھوک لگتی ہے، تو اس کی شکم سیری سے محفوظ ہوتا ہوں، پھر میں نے راس ابیض کا قصد کیا۔ میں اور میرے گھر والے پچھلے دس سالوں سے وہاں رہ رہے ہیں۔ روزانہ نماز پنج گانہ ادا کرتا ہوں ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہوں اور دس ذوالحج کو قربانی کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے اس کی تعلیم دی ہے۔ اب ہم قحط سالی کا شکار ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا ''تمہارے پاس مدد پہنچ جائے گی'' چشمے پر ہم سے ملو جب ہم لوٹے، تو چشمے کے مالک سے اس کے متعلق پوچھا، تو اس نے جواب دیا کہ وہ اس کی قبر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی قبر پر جا کر دعائے رحمت و استغفار پڑھی۔

(23) کنواں شیریں ہو گیا

ابن سکن حمام بن نفید السعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ !صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے لئے ایک کنواں کھودا گیا ہے جس سے نمکین پانی نکلا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پانی کا ایک برتن ہمارے حوالے کیا اور فرمایا کہ ''اس کو کنوئیں میں ڈال دو''۔ پس میں نے وہ پانی کنوئیں میں ڈالا تو وہ میٹھا ہو گیا بلکہ یمن کے تمام کنوؤں سے زیادہ شیریں۔

(24) بھوک کا اثر زائل

بیہقی اور ابونعیم حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ تھا کہ اسی اثناء میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے آئیں اور آپ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا، تو وہ شدت بھوک کی وجہ سے زرد نظر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہاتھ اٹھا کر ان کے گریبان پر رکھا اور انگلیاں کھولیں، پھر دعا فرمائی ''اے اللہ! اے بھوکوں کو سیر کرنے والے! فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو بھی سیر کر'' عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا، تو اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ پاک کی زردی ختم ہو چکی تھی۔ بعد میں میری ان سے ملاقات ہوئی، تو میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: ''مَا جِعْتُ بَعْدُ يَا عِمْرَانُ'' ''اے عمران! اس کے بعد مجھے بھوک نہیں لگی''

بیہقی کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم حجاب سے قبل دیکھا۔

(25) شباب کا عالم

ترمذی اور بیہقی میں حضرت ابوزید الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے سر اور داڑھی پر دست اقدس پھیرا، پھر دعا مانگی ''اے اللہ! اسے حسن و جمال عطا فرما''۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی مگر ان کی داڑھی میں سفیدی نہ آئی۔ ان کا چہرہ بارونق تھا اور اس پر مرتے دم تک جھریاں نہ پڑیں۔

(26) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بیہقی کی روایت ہے، کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے پیغام نکاح دیا، تو میں نے عرض کیا کیا مجھ جیسی عورت نکاح کر سکتی ہے؟ ایک تو میں اولاد کے قابل نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں بڑی غیرت مند اور عیالدار ہوں۔فرمایا'' جہاں تک دوسری عورتوں کے ساتھ سوکن پن کی تمہاری غیرت کا تعلق ہے، تو اللہ تعالیٰ اسکو ختم کر دے گا۔ رہے تمہارے بچے تو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سپرد ہیں'' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے عقد نکاح کر لیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں اس طرح تھیں گویا وہ ان سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں تھیں نہ انہیں سوکن پن کی غیرت آتی تھی۔

(27) بڑھاپے کے آثار پیدا نہ ہوئے

زبیر بن بکار اخبار مدینہ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عبادہ بن سعد بن عثمان زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ تو اس کی برکت سے وہ اسی سال کی عمر میں فوت ہوئے، مگر ان پر بڑھاپے کے آثار پیدا نہ ہوئے۔

(28) اُم اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابونعیم حضرت اُم اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طرف ہجرت کی۔ میرے بھائی نے مجھ سے کہا کہ میں اپنا زادِ راہ مکہ میں بھول آیا ہوں، چنانچہ وہ اسے لینے کے لئے مکہ لوٹ گیا تو میرے شوہر نے اسے قتل کر دیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔ میرا بھائی قتل کر دیا گیا ہے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تھوڑا سا پانی لیکر میرے چہرے پر چھڑکا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اُم اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کوئی مصیبت پڑتی تھی جس کی وجہ سے آنسو ان کی آنکھوں میں آتے، مگر رخساروں پر نہ بہتے تھے۔

(29) بشیر بن عقربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن عساکر اور اسحاق رملی، بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب میرا باپ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گیا، تو میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا'' تم کیوں رو رہے ہو کیا تمہیں پسند نہیں کہ میں تمہارا باپ بنوں اور عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہاری ماں بنیں'' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا جس کا اثر یہ ہوا کہ میرے سر کے وہ بال سیاہ رہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دست مبارک رکھا تھا اور باقی بال سفید ہو گئے۔ میری زبان میں گرہ تھی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس پر اپنا لعاب پھینکا جس سے گرہ کھل گئی نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا میرا نام بحیر ہے۔ فرمایا'' تمہارا نام بشیر ہے''

(30) حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ ان سے کسی نے دریافت کیا، کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرا نام سفینہ رکھا پوچھا اس نام کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے تو انہیں سامان کا بوجھ محسوس ہونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا ''اپنی چادر پھیلاؤ'' تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ پس سب نے اپنا سامان اس چادر میں رکھ دیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اب اسے اٹھالو، کیونکہ تم سفینہ ہو (یعنی کشتی ہو)'' سفینہ بیان کرتے ہیں اس دن کے بعد میں ایک اونٹ یا دو تین چار حتّٰی کہ سات اونٹوں کا بوجھ اٹھالیتا ہوں تو مجھ پر بار محسوس نہیں ہوتا۔

(31) بال سیاہ رہے

بخاری اور بیہقی میں از طریق یونس بن محمد بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے والد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو میں اس وقت دو ہفتوں کا تھا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لایا گیا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر برکت کی دعا دی اور فرمایا ''اس کا نام میرے نام پر رکھو، مگر میری کنیت نہ رکھو'' جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حجۃ الوداع فرمایا تو اس وقت میری عمر دس سال تھی۔ یونس کہتے ہیں میرے باپ نے بڑی عمر پائی ان کے تمام بال سفید ہو گئے سوائے داڑھی اور سر کے ان بالوں کے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دست مبارک نے چھوا تھا۔

ایسا ہی واقعہ عمرو بن ثعلب کا ہے جنہوں نے ایک سو سال عمر پائی، مگر ان کے چہرے اور سر کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا، جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا دست اقدس لگا تھا طبرانی اور ابن سکن مالک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی ایسا ہی نقل کرتے ہیں۔

(32) سردی دور ہو گئی

ابن عدی، بیہقی اور ابونعیم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سخت سردی میں صبح کی اذان دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باہر تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام نے مسجد میں کسی کو موجود نہ پایا تو دریافت فرمایا ''لوگ کہاں ہیں؟'' میں نے عرض کیا۔ سردی کی شدت کے باعث وہ آنہیں سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا مانگی ''اے اللہ! ان سے سردی کو دور فرما دے'' تو دعا کا یہ اثر دیکھا کہ لوگ صبح کے وقت یا نماز چاشت کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔

(33) ابومحذورہ کا حال

سیرت النبی میں منقول ہے، کہ جس روز مکہ المکرّمہ فتح ہوا۔ رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ بعض کفار قریش ان کی آواز سن کر استہزاء کرنے لگے۔ ابومحذورہ بھی ان میں شامل تھے جو بہت خوش آواز تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب ان کے تمسخر کی آواز سنی، تو انہیں حکم دیا کہ سامنے کھڑے ہوجائیں وہ خیال کررہے تھے۔ کہ انہیں قتل کردیا جائیگا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے دست مبارک سے ان کی پیشانی اور سینے کو مس کیا۔ وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! میرا دل ایمان ویقین سے لبریز ہوگیا اور میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ کے رسول ہیں، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انہیں اذان سکھائی اور انہیں حکم دیا کہ وہ اہل مکہ کے لئے اذان دیا کریں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ اس وقت ان کی عمر سولہ سال تھی بعد میں ان کی اولاد ہی نسل درنسل مکہ شریف میں اذان دینے پر متعین رہی۔

(34) چہرے کی چمک

بیہقی ابوالعلاء سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری میں ان کی عیادت کی۔ ایک شخص گھر کے پچھلے حصہ سے گزرا، تو میں نے اس شخص کا عکس قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے میں دیکھا۔ ان کے چہرے کی چمک اس وجہ سے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تھا، میں نے جب بھی انہیں دیکھا، تو ان کے چہرے پر چمک تھی گویا ان کے چہرے پر تیل ملا ہوا ہے۔

(35) پانی دودھ بن گیا

ابن سعد کی روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سفر پر جانے والے بعض اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پانی کا برتن عطا فرمایا اور برکت کی دعا بھی دی جب نماز کا وقت آیا، تو انہوں نے پڑاؤ کیا، پھر برتن کا منہ کھولا، تو اس سے بجائے پانی کے دودھ نکلا اور برتن کے منہ پر بالائی کی جھاگ آئی ہوئی تھی۔

(36) سیاہ بال

ابن ابی شیبہ، ابونعیم اور ابن عساکر میں عمرو بن الحمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دودھ پلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا مانگی ''اے اللہ! اسے جوانی سے لطف اندوز ہونے دے'' اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ اسی (80) سال کی عمر میں ان کے سر اور داڑھی میں کوئی سفید بال نظر نہ آتا تھا۔

(37) حسن وجمال

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ استیعاب میں بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے زینب

بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا۔ اس کی وجہ سے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر جتنا حسن و جمال آ گیا تھا وہ کسی اور عورت کے چہرے پر معلوم نہ ہوتا تھا۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ رسالت میں گئیں اس وقت آپ علیہ السلام غسل فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پانی کا ایک چھینٹا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر دیا جس کی برکت سے بڑھاپے تک ان کے چہرے پر عالم شباب رہا۔ وہ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں اور ان سے اولاد بھی ہوئی۔ وہ اپنے زمانہ کی سب سے بڑی فقیہہ اور عقل مند عورت تھیں۔

(38) بڑھاپا نہ آیا

عبدالرزاق معمر از قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے اونٹنی کا دودھ نکالا تو آپ علیہ السلام نے اس کے خوبصورت رہنے کی دعا کی، تو اس کے بال انتہائی سیاہ ہو گئے۔ معمر کہتے ہیں کہ نوے سال کی عمر میں اس پر بڑھاپا نہ آیا۔

(39) کنواں مہک اٹھا

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک لوٹے میں کلی فرمائی اور پھر اس لوٹے کو واپس اسی کنوئیں میں انڈیل دیا گیا، تو اس سے کستوری کی خوشبو مہک اٹھی۔

(40) عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن ابی شیبہ، حاکم، بیہقی اور ابونعیم بہ طریق ابونہیک ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پانی طلب فرمایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں ایک برتن لے کر گیا۔ اس میں ایک بال پڑا تھا جسے میں نے اٹھا لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دعا فرمائی ''اے اللہ! اسے خوبصورتی عطا کر'' راوی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں ترانوے سال کی عمر میں دیکھا ان کے سر اور داڑھی میں کوئی سفید بال نہیں تھا۔

(41) صبر و سکون

سیرت النبی میں ہے، کہ حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن حارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تھے غزوہ بدر میں شہادت پائی۔ کہتے ہیں کہ انصار

میں سب سے پہلے انہی کو شرف شہادت حاصل ہوا) غزوۂ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم جب لڑائی کے بعد واپس مدینہ تشریف لائے، تو حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! مجھے حارثہ کے متعلق بتایئے اگر وہ جنت میں ہے، تو میں اسے نہ روؤں، بلکہ صرف حزن کا اظہار کروں اور اگر وہ جہنم میں گیا ہے، تو رہتی دنیا تک میں اس پر گریہ وزاری کروں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے حارثہ کی ماں! صرف ایک جنت نہیں ہے، بلکہ کئی جنتیں ہیں اور تمہارا بیٹا حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔'' یہ سُن کر وہ واپس جانے لگی، تو خوشی سے ہنس رہی تھی اور کہہ رہی تھی واہ واہ حارثہ، اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا۔ اس میں اپنا ہاتھ ڈبویا، پھر کلی کر کے اس میں ڈالی اور وہ برتن اُم حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے کیا۔ اس نے اس میں سے پی کر اپنی بیٹی کو دیا، تو اس نے بھی پیا، پھر انہیں حکم دیا کہ اس پانی کو اپنے گریبانوں پر ڈال لیں تو انہوں نے حکم کی تعمیل کی جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کے پاس سے لوٹیں تو پورے مدینہ منورہ میں ان سے زیادہ کوئی ٹھنڈی آنکھ والی عورت نہ تھی۔

(42) سیاہ داڑھی

بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکور ہے، کہ ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم کی ریش مبارک سے بال لئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے دعا کی۔ ''اے اللہ! اسے حسین بنا'' تو اس دعا کی برکت سے اس کی سفید داڑھی بھی سیاہ ہوگئی۔

(43) تاریک گھر جگمگا اٹھا

ملائی کی روایت ہے، کہ اسید بن ابی اناس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلّم نے دست اقدس پھیرا اور سینے پر بھی رکھا جس کی برکت یہ ہوئی کہ وہ اندھیرے گھر میں داخل ہوتے، تو اس گھر میں روشنی ہو جاتی۔ اس روایت کی تخریج ابن عساکر نے کی ہے۔

(44) عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو

طبرانی کبیر واوسط میں نیز بیہقی میں عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ام عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر عورت خوشبو لگانے کی بڑی کوشش کرتی تھی تاکہ وہ اپنے شوہر کو زیادہ خوشبودار معلوم ہو جبکہ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی خوشبو ہم سب کی خوشبو سے زیادہ تیز ہوا کرتی تھی حالانکہ وہ کوئی خوشبو نہ لگاتے تھے۔ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں کے پاس جاتے، تو وہ کہتے ہم نے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو سے زیادہ تیز خوشبو نہیں سونگھی۔ پس ہم نے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا راز

پوچھا، تو انہوں نے بتایا کہ عہدِ رسالت مآب (علیہ السلام) میں مجھے چھپاکی ہو گئی تھی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اس کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے بے لباس ہونے کا حکم دیا اور آپ علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنے مقامِ ستر پر پردہ ڈال لیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے دستِ مبارک پر دم کر کے لعابِ دہن ڈالا اور میری پشت اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا، تو اس دن سے یہ خوشبو میرے بدن میں مہکنے لگی۔

(45) لعابِ دہن کی برکت

حاکم، حنظلہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لایا گیا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان پر لعابِ دہن لگایا اور انہیں دم کیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لعابِ دہن کو چاٹنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''یہ تو لوگوں کو سیراب کرے گا'' چنانچہ وہ جس زمین کو کھودتے، تو وہاں سے پانی نکل آتا۔

(46) بال اُگ آئے

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ ہلب بن یزید بن عذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربارِ اقدس میں قاصد بن کر آئے، وہ گنجے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کے سر پر مبارک ہاتھ پھیرا، تو ان کے بال اگ آئے اسی وجہ سے ان کا نام ہلب پڑ گیا۔

(47) خوشبو

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ وہ فرماتے ہیں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے مصافحہ کرتا یا میرا جسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسمِ اطہر کے کسی حصے سے چھو جاتا تو میں اپنے ہاتھ میں تین دن تک یہ خوشبو محسوس کرتا۔

(48) بیرِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیریں ہو گیا

حافظ ابونعیم، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا لعابِ دہن ڈالا تو وہ مدینہ شریف کا سب سے زیادہ شیریں کنواں بن گیا۔

(49) دردِ سر ختم

بیہقی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ بنی لیث کے ایک شخص فراس بن عمرو رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے سر میں شدید درد لاحق ہوا، اسے اس کا والد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس لے گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کی دونوں آنکھوں کی درمیانی جلد کو پکڑ کر کھینچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگشتان مبارک جس مقام پر رکھی تھیں وہاں ایک بال پیدا ہوا اور اس کا درد کافور ہو گیا، پھر اسے کبھی دردِ سر نہ ہوا۔ ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس بال کو دیکھا ہے گویا وہ سیہی کا کانٹا ہے۔ فراس نے اہل حروراء کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا، تو اسکے باپ نے اسے پکڑ کر باندھ دیا، تو اس کا وہ بال گر گیا جس کا اسے بہت صدمہ ہوا لوگوں نے اس سے کہا اس بال کے گرنے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا، لہٰذا تو توبہ کر تو اس نے توبہ کی۔ ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے اس بال کو گرنے کے بعد دوبارہ اُگا ہوا دیکھا ہے۔

ماخذ کُتب

1۔ بخاری شریف
2۔ طبقات ابن سعد
3۔ البدایہ والنہایہ
4۔ تاریخ طبری
5۔ مسلم شریف
6۔ مسند امام احمد
7۔ دلائل النبوت
8۔ السیرت النبی الکامل از ابن ھشام
9۔ تفسیر کبیر
10۔ فتوحات مکیہ
11۔ مطالع المسرات
12۔ الشفاء شریف
13۔ مشکوٰۃ شریف
14۔ جواہر البحار
15۔ عیون الاثر
16۔ معارج النبوت

ط

طعام میں برکت

مُسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے صحابہؓ میں تشریف فرما گفتگو فرما رہے تھے اور آپ علیہ السلام کے شکم اقدس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کسی صحابی سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے شکم اقدس پر پٹّی کیوں باندھ رکھی ہے؟ صحابہ نے بتایا بھوک سے۔ پھر میں ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور میں نے ان سے یہ بات کہی۔ وہ میری والدہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا کچھ کھانے کی قسم سے ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! میرے پاس روٹی کا ٹکڑا اور کچھ کھجوریں ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے یہاں تنہا تشریف لائیں گے تو اتنا طعام ان کے لئے کفایت کرے گا۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ اور بھی صحابہ آئے تو ان کیلئے کفایت نہ کرے گا۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب کھڑے رہو۔ جب حضور علیہ السلام اُٹھیں اور لوگ ان سے علیحدہ ہو کر چلے جائیں تو تم حضور علیہ السلام کے پیچھے جانا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے کاشانۂ اقدس کے دروازے کے پردے پر کھڑے ہوں تو عرض کرنا کہ میرے والد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تشریف لانے کے لئے عرض کر رہے ہیں تو میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں نے عرض کیا کہ میرے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تشریف لانے کے لئے عرض کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے صحابہ سے فرمایا ''اے صحابیو! آؤ''۔ اس کے بعد میرا ہاتھ تھاما۔ پھر اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لے چلے یہاں تک کہ جب ہم اپنے گھر کے قریب پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور میں آنے والوں کی کثرت سے غمگین گھر میں داخل ہوا۔ اور میں نے عرض کیا اے والد بزرگوار! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اسی طرح عرض کیا تھا جس طرح آپ نے مجھے تاکید فرمائی تھی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے صحابہ کو بلا لیا اور آپ علیہ السلام ان سب کے ساتھ تشریف لے آئے۔ یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں نے اس کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تشریف لانے کے لئے بھیجا تھا۔ چونکہ میرے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ جس سے یہ سب شکم سیر ہو سکیں۔ حضور رسول کریم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''چلو جو کچھ تمہارے پاس ہے اللہ تعالیٰ اسی میں برکت دے گا'' اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اندر تشریف لائے اور فرمایا ''تمہارے پاس جو کچھ ہے اسے جمع کر کے لاؤ'' تو ہم جتنی روٹی اور کھجوریں ہمارے پاس تھیں لائے اور ان کو

دستر خوان پر رکھ دیا۔ پھر حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا ''میرے قریب آٹھ آدمی آئیں'' تو میں نے حضور علیہ السلام کے پاس آٹھ آدمی بھیجے اور سید المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس کھانے پر رکھ دیا۔ اور فرمایا ''بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ'' تو ان سب نے اپنے آگے سے کھایا یہاں تک کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے حکم دیا کہ ''مزید آٹھ آدمی میرے پاس لاؤ'' تو یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسّی (80) آدمی حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ اور ان سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اس کے بعد مجھے اور میری والدہ اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ اور فرمایا ''کھاؤ''۔ تو ہم سب نے کھایا یہاں تک کہ ہم شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اپنا دستِ مبارک اٹھا کر فرمایا ''اے اُمِ سلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! یہ تمہارا کھانا اتنا ہی ہے جتنا تم میرے پاس لائی تھیں''۔ اس پر میری والدہ نے کہا میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر فدا ہوں۔ اگر میں نے ان کو کھاتا ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں کہتی کہ ہمارے کھانے میں سے انہوں نے کچھ نہیں کھایا ہے۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نحیف آواز سُنی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ نقاہت بھوک کی وجہ سے ہے تو کہا کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ اور انہوں نے چند جَو کی روٹیاں نکالیں اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟'' میں نے عرض کیا ہاں! پھر حضور علیہ السلام نے اپنے تمام حاضرین سے فرمایا ''اُٹھو''۔ میں ابوطلحہ (زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن مالک بن النجار المتوفی 51ھ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 92 احادیث مروی ہیں حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا والدہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے شوہر تھے) کے پاس آیا۔ اور میں نے ان سے سارا حال بیان کیا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تمام حاضرین کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم سب کو کھلا سکیں۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول علیہ السلام زیادہ علم رکھتے ہیں۔ غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے اور فرمایا ''اے اُمِ سلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے پاس لے آؤ''۔ تو وہ جَو کی چند روٹیاں لائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کو توڑنے کا حکم دیا اور انہوں نے توڑ کر کپیا سے گھی ڈال کر ملیدہ بنایا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس پر جو خدا نے چاہا دعائے برکت پڑھی۔ پھر فرمایا ''میرے پاس دس آدمی آئیں''۔ تو وہ آئے اور انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا ''مزید دس آدمی آئیں'' تو انہوں نے آ کر خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ پھر فرمایا ''دس آدمی آئیں'' اس طرح تمام حاضرین نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ حضرات ستّر یا اسّی (80) تھے۔ اور اس روایت کو مسلم نے متعدد سندوں سے روایت کیا ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ اس کے بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور اہل خانہ نے کھانا کھایا۔ اور اتنا کھانا بڑھا کہ انہیں پڑوسیوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''بسم اللّٰہم عظم فیه البرکة''

(1) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش

ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ نے کہا اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عروسی کی حالت میں صبح کی ہے اور میرا خیال ہے کہ حضور علیہ السلام کے ہاں صبح کا ناشتہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا تم گھی کی پیپہ اور کھجوریں اٹھالاؤ۔ تا کہ میں مَل کر حیس تیار کرلوں۔ پھر کہا اس حیس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زوجۂ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے جاؤ تو میں اسے پتّھر کے ایک طباق میں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اسے حجرے کے ایک کونے میں رکھ دو۔ اور تم جا کر حضرات ابو بکر وعمر اور عثمان وعلی اور دیگر صحابۂ کبار (رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین) کو بلا لاؤ۔ پھر مسجد میں جتنے موجود ہوں انہیں بلاؤ اور راستے میں جو ملتا جائے انہیں بلاتے لاؤ''۔ اور میں کھانے کی کمی اور جن لوگوں کو حضور علیہ السلام نے بلایا ان کی کثرت پر تعجب کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ گھر اور حجرہ آدمیوں سے بھر گیا۔ پھر فرمایا ''اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اسے اُٹھالاؤ''۔ تو میں اس طباق کو لایا۔ اور حضور علیہ السلام نے اس میں تین انگلیاں داخل کیں اور وہ حیس بڑھتا اور اونچا ہوتا جاتا تھا۔ اور لوگ کھا کھا کر نکل کر جاتے رہے یہاں تک کہ وہ سب کے سب فارغ ہو گئے اور طباق میں وہ حیس جوں کا توں باقی رہا۔ فرمایا ''اسے اُم زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے آگے رکھ دو''۔ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تمہارے خیال میں وہ کتنے لوگ تھے جنہوں نے اسے کھایا۔ فرمایا وہ بہتر (72) نفوس تھے۔

(2) کھجور کے اکیس دانوں سے تمام لشکرِ شکم سیر و دیگر معجزات طعام

بیہقی وابو نعیم رحمہا اللہ نے بطریق ابن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک غزوہ میں تھے۔ لشکریوں کو غذا کی قلّت کا سامنا کرنا پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟'' میں نے عرض کیا میری تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا ''لے آؤ'' تو میں تھیلی کو لے آیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''دستر خوان لے آؤ''۔ تو میں دستر خوان لے آیا اور اُسے بچھا دیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس (21) دانے تھے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے بسم اللہ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو دست اقدس میں لیا اور بسم اللہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ سب دانے دستِ اقدس میں آ گئے۔ پھر ان کو جمع کر کے فرمایا ''فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ''۔ اور ان سب نے کھایا اور شکم

سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا ''فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ'' تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے اور کھجوریں باقی رہیں۔ پھر مجھ سے فرمایا ''بیٹھ جاؤ''۔ اور آپ علیہ السلام نے اور میں نے دونوں نے کھایا۔ اور کھجوریں باقی رہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے ان کو تھیلی میں ڈال کر مجھ سے فرمایا ''جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر نکالتے رہنا مگر اسے اُلٹنا نہیں''۔ تو میں جتنی چاہتا کھجوریں ہاتھ ڈال کر نکال لیتا۔ اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہِ خدا میں دی ہیں۔ وہ تھیلی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوئی تھی۔ وہ جاتی رہی۔

بیہقی وابونعیم نے بطریق ابومنصور، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا زمانۂ اسلام میں مجھے تین مصیبتیں ایسی پہنچی ہیں جن کی مانند مجھے کبھی نہیں پہنچی۔ ایک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال، دوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سوم میری تھیلی کا گم ہونا۔ لوگوں نے پوچھا وہ تھیلی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تمہارے پاس کھانے کیلئے کچھ ہے؟'' میں نے عرض کیا تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں فرمایا ''لے آؤ''۔ تو میں نے کھجوریں نکال کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں۔ حضور علیہ السلام نے اس پر دستِ اقدس پھیرا۔ اور اس پر دعا فرمائی۔ پھر فرمایا کہ ''دس آدمیوں کو بلالو''۔ تو میں نے دس آدمیوں کو بلایا۔ اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اسکے بعد اسی طرح تمام لشکر نے انہیں کھایا۔ اور توشہ دان میں کھجوریں باقی رہیں۔ پھر فرمایا ''اے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب تم اس میں سے کچھ نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ داخل کر کے نکال لیا کرنا اور یہ ختم نہ ہوں گی۔ اور تھیلی کو اوندھا نہ کرنا''۔ تو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حیات مبارکہ تک اس میں سے کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالنورین کی شہادت ہوئی تو میرے گھر میں جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا اور وہ تھیلی بھی اسی میں لوٹی گئی۔ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں نے وہ کھجوریں کتنی کھائیں۔ میں نے اس میں سے دوسو (200) وسق سے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دنیا سے وصال فرمایا تو میرے گھر میں کچھ نہ تھا علاوہ ان تھوڑے جَو کے جو کہ میرے گودام میں پڑے تھے۔ میں اسے کھاتی رہی یہاں تک کہ طویل عرصہ گزر گیا۔ ایک روز میں نے اسے ناپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

مسلم وبیہقی اور بزار رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اس نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غلّہ مانگا آپ علیہ السلام نے اسے آدھے وسق جَو مرحمت فرمائے۔ وہ شخص اور اس کی بیوی اور اسکے مہمان اسے برابر کھاتے رہے یہاں تک کہ ایک دن

اسے ناپ لیا اور وہ ختم ہو گئے۔ پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا "اگر تم اسے نہ ناپتے تو تم اسے ہمیشہ کھاتے رہتے۔ اور وہ تمہارے پاس باقی رہتے"۔

حاکم وبیہقی نے نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث بن عبد المطلب سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اپنی شادی کے موقع پر مدد چاہی۔ حضور علیہ السلام نے انہیں تیس صاع جَو مرحمت فرمائے۔ نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس جَو کو نصف سال تک کھایا اسکے بعد ہم نے ناپا تو اتنا ہی پایا جتنا کہ ہم نے رکھا تھا۔ میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا "اگر تم نہ ناپتے تو تم ساری زندگی کھاتے رہتے"۔

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور نسائی نے الکنی میں اور طبرانی وبیہقی نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد العزیٰ بن سلامہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے بکری ذبح کر کے پکوائی اور ان کے اہل وعیال اتنے زیادہ تھے کہ اگر ایک ایک ہڈی تقسیم کی جاتی تو وہ سب کو پورا نہ ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس میں سے گوشت ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا "اے ابوخناس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنا ڈول مجھے دکھانا" اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بکری کا بچا ہوا گوشت اس میں ڈال دیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے دعا کی کہ "اے خدا! ابوخناس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے برکت دے"۔ تو وہ اُسے لیکر گھر گئے۔ اور اہل وعیال کے آگے بکھیر دیا۔ اور کہا اسے برابر تقسیم کر لو تو ان سب نے کھایا اور بچ رہا۔

بیہقی نے نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو غفاری سے روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے برتن میں دُودھ دوہا۔ اور حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے نوش فرمایا۔ اس کے بعد اس بچے ہوئے دودھ کو نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیا اور وہ خوب سیر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں سات بکریوں کا دودھ پی کر بھی سیر نہیں ہوتا تھا۔

امام احمد وبزار نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچّہ آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور اسنے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر فدا ہوں میں یتیم بچّہ ہوں اور میری بہن بھی یتیم ہے۔ اور میری ماں بے سہارا بیوہ ہے آپ علیہ السلام ہمیں کھانا عطا فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کو اپنے پاس سے عطا فرمائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "ہمارے گھر جاؤ اور جو کچھ تمہیں ملے میرے پاس لے کے آجاؤ" تو اس بچّہ نے خانۂ نبوت سے اکیس کھجوریں پائیں جنہیں لے کر وہ آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے دستِ اقدس میں لے کر اپنے مُنہ کی طرف اشارہ کیا اور ہم نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام نے برکت کی دُعا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا "اے بچّے سات دانے تمہارے ہیں اور سات تمہاری ماں کے اور سات تمہاری بہن کے ہیں۔ ایک کھجور رات کو کھانا اور ایک

کھجور دوسرے دن صبح کھانا''۔

بخاری نے بطریق شعبی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ان کے والد ماجد غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تو انہوں نے چھ بیٹیاں اور بہت کثیر قرض چھوڑا۔ جب باغ سے کھجوریں توڑیں گئیں تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جانتے ہی ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے بہت کثیر قرض چھوڑا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ علیہ السلام کو قرض خواہ دیکھ لیں۔ فرمایا ''جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک گوشے میں ڈھیر کردو''۔ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تشریف آوری کے لئے عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کھجور کے سب سے بڑے ڈھیر پر تین مرتبہ چکر لگایا پھر اس کے اوپر بیٹھ گئے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ'' تو آپ علیہ السلام برابر ناپ ناپ کر انہیں دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے قرض کو ادا کر دیا۔ میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کے قرض کو ادا کرا دے اور میں اپنی بہنوں کے لئے ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں مگر خدا کی قسم تمام ڈھیر باقی رہے یہاں تک کہ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف فرما تھے۔ گویا اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے بطریق وھب بن کیسان حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ان کے والد شہید ہوئے تو ان پر ایک یہودی آدمی کا تیس وسق قرض تھا تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی سے مہلت مانگی۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس یہودی سے سفارش فرما دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہودی سے بات کی کہ ''درختوں کی کھجوروں کو اپنے اس قرض کے عوض لے لے'' مگر اس نے نہ مانا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے باغ میں درختوں کا چکر لگایا اور فرمایا ''اے جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! درختوں سے کھجوروں کو توڑ کر اس یہودی کا قرض ادا کردو'' تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تشریف لے جانے کے بعد کھجوروں کو توڑا اور اس یہودی کو تیس وسق ناپ کر دے دئے۔ اور سترہ وسق کھجوریں باقی رہیں۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی خبر دی۔ یہ سُن کر انہوں نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم باغ میں درختوں کا چکر لگا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان میں ضرور برکت دے گا۔ امام بیہقی نے فرمایا یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں ہے اس لئے کہ پہلی روایت میں جس برکت وافزودگی کا ذکر ہے وہ تمام قرض خواہ تھے جو پہلے آئے تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے تھے یہاں تک کہ حضور علیہ السلام نے ان سب کو ناپ کر کھجوریں دیں اور اس روایت میں اس یہودی قرض خواہ کا ذکر ہے جو ان کے بعد آیا تھا۔ اور اس نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا تھا۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے درختوں پر جو بقیہ کھجوریں لگی ہوئی تھیں انکو

توڑ کر اس کا قرض ادا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

حاکم نے بطریق نبیح الغزی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جب میرے والد شہید ہوئے تو میرے والد پر قرض تھا۔ پھر انہوں نے مذکورہ روایت بیان کی اس میں ہے کہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آج دوپہر ہمارے گھر تشریف لائیں گے چنانچہ جب آپ علیہ السلام تشریف لائے تو اس نے آپ علیہ السلام کے لئے بستر بچھایا اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سو گئے۔ میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بیدار ہوئے تو اس بکری کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے آگے پیش کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ جتنے رفقاء ہوں سب کو بلا لاؤ''۔ تو وہ سب آئے اور کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور بہت زیادہ گوشت بچا رہا۔

طبرانی وابونعیم نے المعرفہ میں اور ابن عساکر نے ابورجاء سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا شانۂ اقدس سے باہر روانہ ہوئے اور ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ پانی کھینچ کر باغ میں دے رہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھے کیا اُجرت دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں؟'' اس نے کہا میں کوشش کر رہا ہوں کہ باغ کو سیراب کر دوں مگر اجرت دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تم مجھے سو کھجوریں دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں''۔ اس نے کہا ضرور پیش کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ڈول تھام لیا۔ کچھ ہی دیر میں آپ علیہ السلام نے باغ کو سیراب کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص کہنے لگا کہ میرا باغ غرق ہو جائے گا باغ سیراب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سو کھجوریں لے لیں اور آپ علیہ السلام نے اور آپ علیہ السلام کے صحابہ نے اسے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سو کھجوریں واپس کر دیں جس طرح کہ اس سے انہوں نے لی تھیں۔

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا دوس کی ایک عورت تھی جس کا نام اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ وہ مسلمان ہوئی تو اس نے ایسے ہمراہی کی جستجو کی جس کے ساتھ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ تک پہنچ سکے۔ تو اسے ایک شخص ملا جو یہودی تھا۔ اس نے کہا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ اپنے مشکیزے میں پانی بھر لوں۔ اس نے کہا پانی میرے ساتھ ہے تو وہ اس کے ساتھ چل دیں۔ یہاں تک کہ شام ہوئی تو یہودی ایک منزل میں اُترا اور اس نے دسترخوان بچھا کر رات کا کھانا رکھا اور کہا اے اُم شریک (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آؤ رات کا کھانا کھا لو۔ اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا مجھے پانی پلاؤ کیونکہ میں پیاسی ہوں اور پانی پینے سے پہلے میں کھانا کھانے کی قدرت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا میں تمہیں پانی کا ایک قطرہ نہ دوں گا جب تک کہ تم یہودی نہ بن جاؤ۔ اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا خدا کی قسم! میں کبھی یہودی نہ

بنوں گی اور وہ اپنے اونٹ کے پاس گئیں اس کے پاؤں باندھے اور اس کی ران پر اپنا سر رکھ کر سوگئیں۔ وہ کہتی ہیں مجھے کسی نے نہ جگایا مگر ڈول کی خنکی نے۔ جو میرے پہلو پر اُترا تھا تو میں نے اپنا سر اٹھایا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہوگئی پھر میں نے اپنے مشکیزے پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ وہ تر ہوگیا پھر میں نے اسے بھرلیا۔ اسکے بعد وہ ڈول میرے آگے سے اُٹھ گیا اور میں دیکھتی رہی یہاں تک کہ آسمان میں روپوش ہوگیا۔ جب صبح کو یہودی آیا تو اس نے کہا اے اُم شریک (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا حال ہے میں نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے پانی پلایا ہے۔ اس نے کہا کیا تم پر پانی آسمان سے اترا ہے میں نے کہا ہاں۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مجھ پر پانی اُتارا ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے سے بلند ہوا یہاں تک کہ وہ آسمان میں مجھ سے غائب ہوگیا۔ اسکے بعد وہ روانہ ہوئیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ہبہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ انہیں تیس صاع جَو عطا فرمائے اور فرمایا ''انہیں کھاؤ مگر ناپنا نہیں''۔ اور ان کے ساتھ ایک گھی کی پپیہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے ہدیہ تھی۔ انہوں نے اپنی باندی سے کہا کہ اس پپیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں پیش کردے تو وہ اسے لے گئی۔ صحابہ نے گھی نکال کر پپیہ خالی کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس باندی سے کہا کہ اس پپیہ کو لٹکا دینا اور اس کا مُنہ بند نہ کرنا تو اس باندی نے اسے اس کی جگہ لٹکا دیا۔ جب اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو انہوں نے پپیہ کو دیکھا کہ وہ گھی سے بھری ہوئی ہے۔ اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باندی سے کہا کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ اس پپیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں پیش کر دینا۔ باندی نے کہا خدا کی قسم میں اسے لے گئی تھی جیسا کہ تم نے کہا تھا۔ اس کے بعد میں اسے اس حال میں واپس لائی کہ اسمیں سے ایک قطرہ گھی نہ ٹپکتا تھا۔ مگر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تھا کہ ''اسے لٹکا دینا اور اس کا مُنہ نہ بند کرنا''۔ تو میں نے اسے اس کی جگہ لٹکا دیا۔ پھر اس پپیہ سے برابر سب گھی کھاتے رہے یہاں تک کہ ان کی رحلت ہوگئی۔ اس کے بعد ان جَو کو ناپا تو وہ پورے تیس صاع تھے۔ ذرّہ بھر کم نہ ہوا تھا۔

(3) گھی کی کُپّی، مشکیزۂ آب، چکّی اور شانہ

مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اُم مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے کُپّی میں گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھی۔ اور یہ کُپّی ان کے پاس رہا کرتی تھی۔ ان کے بچے آتے سالن مانگتے اگر ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس کپّی کے پاس جاتیں تو وہ اس میں گھی پاتیں۔ اس طرح انکے پاس گھر میں ہمیشہ سالن رہا کرتا۔ ایک دن انہوں نے کپّی کو نچوڑ لیا۔ پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''کیا تم نے کُپّی کو نچوڑا ہے؟'' انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا ''اگر تم اسے نہ نچوڑتیں

تو اس میں ہمیشہ گھی پاتیں"۔

ابن سعد نے بطریق ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ ان کے پاس گھی کی کپی تھی جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھیں ایک دن ان کے بچوں نے ان سے گھی مانگا۔ گھی ان کے پاس نہ تھا تو وہ اٹھیں اور اس کپی کے پاس آ کر اسے دیکھا تو اس میں گھی بہہ رہا تھا۔ وہ کہتی ہیں میں نے بچوں کے آگے گھی رکھ دیا اور انہوں نے گھی سے کھایا۔ پھر وہ گئیں کہ دیکھیں کتنا گھی موجود ہے اور انہوں نے اس میں سے سب پلٹ لیا تو وہ گھی ختم ہو گیا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا "تم نے اسے لوٹ (پلٹ) لیا ہے۔ اگر تم اسے نہ لوٹتیں تو تمہارے لئے وہ ہمیشہ موجود رہتا"۔

ابن ابی شیبہ وطبرانی اور ابونعیم نے یحیٰی بن جعدہ سے انہوں نے ایک مرد سے جس نے ام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا انصاریہ سے حدیث روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس گھی کی کپی لائیں۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا انہوں نے گھی نکال کر انہیں کپی واپس کر دی اور وہ اسے لے گئیں۔ جب اسے دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی انہوں نے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "یہ وہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے تمہیں جلد عطا فرما دیا"۔

طبرانی وبیہقی نے اُم اوس بہزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے اپنے گھی کو پگھلایا۔ اور اسے کپّی میں کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے قبول فرما کر تھوڑا سا گھی کپّی میں رہنے دیا اور اس میں پھونک مار کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا یہ کپّی اُم اوس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو واپس کر دو تو لوگوں نے وہ کپّی انہیں دے دی۔ جب اُم اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے گمان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کا گھی قبول نہیں فرمایا ہے۔ وہ روہانسی شکل میں آئیں اور عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے آپ علیہ السلام ہی کے لئے گھی گرم کر کے بھیجا تھا۔ تا کہ آپ علیہ السلام نوش فرمائیں۔ ان کے یہ عرض کرنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمالی ہے۔ وہ کپّی بھر گئی ہے۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ اس سے کہہ دو کہ وہ اس گھی کو کھائے اور برکت کی دعا مانگے"۔ تو اُم اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور زمانہ خلافتِ صدیقی وفاروقی اور عثمانی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین تک اسے کھاتی رہیں۔

(4) ایک کپّی سے گھی مہینوں کھایا

ابویعلیٰ وطبرانی وابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ان کی والدہ اُم

سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بکری کا گھی ایک کپّی میں جمع کیا۔ اور اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے گھی قبول فرما کر کپّی انہیں واپس کر دی اور اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کپّی کو کھونٹی پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد جب اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ کپّی کو دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی۔ اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آ کر عرض کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کیا تم اس سے تعجب کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح کھلائے جس طرح اپنے رسول کو کھلاتا ہے۔ لہٰذا تم کھاؤ اور کھلاؤ''۔ اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آ کر طباق بھر بھر کر گھی تقسیم کیا اور کپّی میں اتنا گھی باقی رہا کہ ہم نے ایک یا دو مہینے کھایا۔

طبرانی و بیہقی اور ابونعیم نے بطریق کثیر بن زید، محمد بن عمرو بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلمی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا کھانا صحابہ کے درمیان باری باری کے ساتھ تھا۔ ایک رات ایک کے یہاں، دوسری رات دوسرے کے یہاں، تو یہ سلسلہ مجھ تک پہنچا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے کھانا تیار کیا اور اس کھانے کو لے جا کر پیش خدمت کیا میرے ہاتھ سے گھی کی کپّی گر پڑی اور سارا گھی گر گیا۔ پریشان ہو کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا کھانا گر گیا ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کپّی کے پاس جاؤ''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! میں شرم سے ہمت نہیں رکھتا۔ مگر میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ کپّی سے قب قب کی آواز آ رہی ہے۔ میں نے دل میں کہا یہ بچا ہوا گھی ہے جو کپّی میں رہ گیا ہے۔ اور میں نے کپّی اٹھا لی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کپّی اپنے دونوں دستوں تک بھری ہوئی ہے۔ میں نے اس کا مُنہ بند کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں لے آیا۔ اور اس کا آپ علیہ السلام سے ذکر کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اگر تم اسے اپنے حال پر رکھتے اور منہ بند نہ کرتے تو وہ کپّی مُنہ تک بھر جاتی''۔

ابن سعد نے کہا ہمیں سعید بن سلیمان نے ان سے خالد بن عبداللہ نے ان سے حصین نے ان سے سالم بن جعد نے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دو شخصوں کو اپنے کسی کام سے بھیجا۔ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! ہمارے پاس کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے ہم راستہ کا توشہ بنائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''میرے پاس مشکیزہ لے آؤ تو وہ دونوں مشکیزہ لے آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں ان کے پانی سے بھرنے کا حکم دیا تو ہم انہیں بھر کے لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کے مُنہ اپنے دست اقدس سے باندھے اور فرمایا ''اسے لے جاؤ۔ جب تم فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو رزق عطا فرمائے گا''۔ تو وہ دونوں گئے اور جب اس مقام میں پہنچے جہاں کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم فرمایا تھا۔ تو انہوں نے اپنے مشکیزے کھولے دیکھا کہ وہ دُودھ اور بکری کا مکھن

ہے۔ پھران دونوں نے اتنا کھایا کہ شکم سیر ہو گئے۔

بیہقی نے بطریق ابن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ بھوکی ہے۔ تو وہ جنگل کی طرف نکلا۔ اور اس نے دُعا کی کہ اے خدا ہمیں ایسا رزق عطا فرما جسے ہم چکّی میں پیس کر آٹا بنائیں تو اسنے دیکھا کہ ایک پیالہ روٹی سے بھرا ہوا نمودار ہوا۔ اور چکّی آٹا پیس رہی ہے۔ اور تنور لکڑیوں سے گرم ہے۔ پھر اس کا شوہر آیا اور اس نے بیوی سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اسنے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے رزق عطا فرمایا ہے۔ اور چکّی اٹھا کر اس کے گرد سے آٹا نکالا۔ اس شخص نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر تم چکّی کو گھومتا چھوڑ دیتے تو قیامت تک چلتی رہتی''۔

بیہقی نے بطریق سعید بن ابو سعید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انصار کا ایک شخص حاجتمند تھا ایک دن وہ نکلا اور اس کی بیوی کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کاش کہ میری اپنی چکّی پیستی۔ اور میرے تنور میں جلانے کے لئے لکڑیاں ہوتیں اور میرے ہمسایہ چکّی کی آواز سُنتے اور دھوئیں کو دیکھ کر گمان کرتے کہ ہمارے پاس کھانا ہے اور ہماری محتاجی کی حالت نہیں ہے تو پھر وہ اپنے تنور کے پاس گئی اور اسے بیدار کیا اسی لمحہ چکّی گھومنے لگی۔ اسکے شوہر نے آکر چکّی کی آواز سُنی تو اس نے پوچھا کیا پیس رہی ہو؟ اس کی بیوی نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ اندر گئی تو چکّی برابر پیس رہی تھی اور اس سے آٹا باہر آرہا تھا۔ تو گھر کا کوئی برتن آٹے سے بھرے بغیر باقی نہ رہا۔ پھر وہ تنور کے پاس گئی تو اسنے تنور کو روٹی سے بھرا ہوا پایا۔ اس کے بعد اس کا شوہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور اس نے سارا حال عرض کیا۔ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''پھر تم نے چکّی کے ساتھ کیا کیا؟'' اسنے کہا میری بیوی نے چکّی اٹھا کر اسے صاف کر دیا۔ فرمایا ''اگر تم چکّی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہاری زندگی بھر اسی طرح چلتی رہتی''۔

امام احمد و دارمی، ابن سعد وطبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے بطریق شہر بن حوشب، ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے ہانڈی پکائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سے فرمایا ''مجھے شانہ دو'' تو انہوں نے شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا ''مجھے شانہ دو'' تو انہوں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا ''مجھے شانہ دو''۔ اس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بکری کے کتنے شانے ہوتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیئے جاتے''۔

امام احمد وابن سعد، ابو یعلی وطبرانی اور ابو نعیم وابن عساکر نے چار سندوں کے ساتھ ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے بکری ذبح کر کے پکائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا ''اے ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکری کا شانہ دو تو میں نے نکال کر پیش کیا۔ پھر

فرمایا ''مجھے شانہ دو'' تو میں نے نکال کر آپ علیہ السلام کو پیش کیا پھر فرمایا ''مجھے شانہ دو''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیتے جاتے''۔

ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک بکری پکائی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''مجھے شانہ دو'' تو میں نے آپ علیہ السلام کو شانہ پیش کیا۔ پھر فرمایا ''مجھے شانہ دو'' تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا ''مجھے شانہ دو'' تو اُس وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''کاش تم اسے تلاش کرتے تو تم ضرور شانہ پاتے''۔

ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک دن بکری ذبح کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے بچّے! اس کا شانہ لے آؤ'' تو وہ اس کا شانہ لے آیا پھر اس سے دوبارہ یہی فرمایا تو وہ دوبارہ لے آیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے سہ بارہ یہی فرمایا تو اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک ہی بکری ذبح کی گئی تھی۔ اور میں دو شانے پیش کر چکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی مرتبہ طلب کرتا تم پیش کرتے رہتے''۔

ابونعیم نے تیسری سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بکری کے دو شانے طلب فرمائے اور اسے نوش فرمانے کے بعد تیسرا شانہ طلب فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بکری کے دو ہی شانے ہوتے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر تم خاموش رہتے تو تم ضرور پاتے''۔

ابونعیم نے کہا یہ روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ علیہ السلام کو اس فضیلت سے باخبر کرنا مقصود تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا فرمائی ہیں۔ وہ یہ کہ جن اُمور میں عادتِ الٰہی جاری نہیں ہے جب اس کا سوال کرتے ہیں تو حق تعالیٰ آپ علیہ السلام کو خصوصیت کے ساتھ وہ فضیلت عطا فرما دیتا ہے۔

(5) ثرید سے بیس (20) افراد شکم سیر

طبرانی و ابونعیم اور ابن عساکر نے بطریق عبدالرحمٰن بن ابی قسیمہ واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسقع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اصحاب صفہ بیس تھے۔ انہوں نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس بھیجا اور انہوں نے بھوک کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے۔ اور دریافت فرمایا کہ ''کچھ کھانے کی قسم سے ہے''۔ انہوں نے کہا ہاں! ایک ٹکڑا یا چند ٹکڑے روٹی کے ہیں اور تھوڑا سا دودھ ہے۔ اور وہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے پھر ان پر دودھ

کو ڈالا۔ اور دستِ اقدس سے خوب ملا۔ یہاں تک کہ وہ ثرید کی مانند بن گیا۔ پھر فرمایا ''اے واثلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے پاس اپنے ساتھ کے دس آدمی لے کے آؤ۔ اس کے بعد پھر دس کو لانا'' تو میں نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''بسم اللہ پڑھ کر اپنے آگے سے کھاؤ اور اس کے سر کو یعنی درمیان کو خالی رکھو۔ کیونکہ برکت اس کے اوپر سے آتی ہے۔ اور وہ بڑھتا جاتا ہے''۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھاتے جاتے ہیں اور ان کی اُنگلیاں جو جگہ خالی کرتی ہیں وہ بھرتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے اور برتن میں کھانا موجود تھا۔ جو کچھ میں نے دیکھا اس پر میں تعجب کرتا ہوا اٹھا۔

طبرانی و ابونعیم نے بطریق سلیمان بن حبان، واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسقع (بن عبد العزیٰ بن عبد یالیل بن ناشب بن غزہ بن سعد بن لیث بن بکر بن کنانہ کنانی المتوفی 83ھ بعمر 105 سال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 56 احادیث مروی ہیں) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں اصحابِ صفہ میں سے تھا۔ میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی انہوں نے کہا اے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمارے لئے کھانے کی درخواست کرو۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا اور میں نے اپنے ساتھیوں کی بھوک کے بارے میں عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ موجود ہے؟'' انہوں نے عرض کیا میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا ''وہی لے آؤ'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک طباق طلب فرمایا۔ اور ٹکڑوں کو اس طباق میں ڈال کر اپنے دستِ مبارک سے ثرید بنانے لگے اور وہ بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جاؤ اپنے دس ساتھیوں کو لے آؤ'' ان سے فرمایا ''بسم اللہ پڑھ کر پیالہ کے گوشے سے کھانا شروع کر دو۔ اور اسکے اوپر سے نہ کھانا۔ کیونکہ برکت کھانے کے اوپر سے آتی ہے'' تو ان سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے۔ طباق میں پہلے ہی جتنا تھا اس کے بعد اسے اپنے دستِ اقدس سے درست فرمایا اور وہ بڑھا یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔ فرمایا ''اپنے ساتھ دس افراد کو لے آؤ'' اور انہوں نے نے بھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کیا کوئی کھانے سے رہ گیا ہے؟'' میں نے عرض کیا ہاں دس آدمی ہیں فرمایا ''انہیں بھی لے آؤ''۔ تو ان سب نے بھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے اور طباق میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ فرمایا ''اس طباق کو عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس لے جاؤ''۔ حاکم نے صحیح بتا کر بطریق یزید بن ابی مالک، واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسقع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ہم اصحاب صفہ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آکر یہ عرض کیا۔ آپ علیہ السلام نے دریافت کرایا'' کچھ کھانے کو ہے؟'' باندی نے عرض کیا ہاں گھی سے چپڑی ہوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا ہے آپ علیہ السلام نے اسے منگایا اور اپنے دستِ اقدس سے اس کے ٹکڑے کئے اور فرمایا ''جاؤ دس آدمیوں کو بلاؤ'' تو میں ان کو بلا کر لایا اور ہم نے خوب شکم سیر ہو کر

کھایا اور کھانے کی یہ حالت تھی کہ گویا ہم نے صرف انگلیوں کے نشان ہی ڈالے تھے۔ پھر فرمایا ''میرے پاس دس آدمیوں کو اور بلالاؤ''۔ راوی نے کہا اس طرح میں دس دس آدمیوں کو بلا کر لاتا رہا اور کہا کہ اس کے بعد اتنا ہی کھانا باقی رہا۔

طبرانی نے اوسط میں اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''کیا کچھ کھانے کو ہے مجھے بھوک ہے''۔ میں نے عرض کیا صرف دو مد آٹا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ فرمایا ''اسی کو پکاؤ'' تو میں نے اسے ہانڈی میں ڈال کر پکانا شروع کیا۔ جب پک گیا تو میں نے عرض کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے گھی کا برتن طلب فرمایا اس میں تھوڑا سا گھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے دونوں کنارے پکڑ کر ہانڈی میں نچوڑا اور اپنا دست مبارک اس پر رکھ دیا۔ پھر فرمایا ''اللہ کا نام لے کر اپنی سب بہنوں کو بلالاؤ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس طرح مجھے بھوک معلوم ہو رہی ہے وہ بھی بھوکی ہیں'' تو میں ان سب کو بلا لائی۔ اور ہم سب نے کھایا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انہیں بلایا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ انہیں بھی بلا لیا۔ پھر ایک اور شخص آیا ان سب نے اسے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا ان سے بچ رہا۔

امام احمد نے الزہد میں اور بزار و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک اعرابی کی مہمان نوازی فرمائی اور اس کے لئے کچھ کھانا طلب فرمایا مگر خشک ٹکڑے کے سوا حجرے میں کچھ نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسی کو لے کر ٹکڑے ٹکڑے فرمایا اور ان پر اپنا دست مبارک رکھا اور دعا کی اور فرمایا کھاؤ تو وہ اعرابی کھانے لگا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گیا اور وہ کھانا بچ گیا۔ وہ اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف دیکھتا جاتا تھا۔ وہ کہنے لگا یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مردِ صالح ہیں۔

(6) ایک رکابی طعام

دارمی وابن ابی شیبہ وترمذی وحاکم وبیہقی نے اور ان سب نے صحیح بتا کر اور ابونعیم نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جندب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس ایک رکابی لائی گئی جس میں کھانا تھا۔ لوگ صبح سے دوپہر تک مسلسل آتے جاتے رہے۔ ایک قوم اٹھتی تو دوسری قوم بیٹھ جاتی۔ ایک مرد نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا کھانا بڑھتا تھا انہوں نے کہا وہ وہاں سے بڑھتا تھا اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اسے خدا بڑھاتا تھا۔

بیہقی وطبرانی اور ابونعیم نے ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کھانا تیار کرایا وہ کھانا اتنا ہی تھا کہ وہ ان دونوں ہی کے لئے کفایت کرتا اور میں اسے لے کر حاضر ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''جاؤ اور

سرداران انصار میں سے تیس افراد کو میرے پاس بلا لاؤ''۔ یہ بات مجھ پر شاق گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا میرے پاس تو اب کچھ نہیں ہے کہ اسے زیادہ کر سکوں اور میں گویا انجان سا بن گیا۔ سرکارِ دو عالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پھر فرمایا ''جاؤ میرے پاس اشرافِ انصار میں سے تیس افراد کو بلا کے لاؤ'' ان سے فرمایا ''کھاؤ'' تو ان سب نے کھایا۔ یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ پھر انہوں نے شہادت دی کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللہ کے رسول ہیں اور جانے سے پہلے ان سب نے آپ علیہ السلام کی بیعت کی۔ پھر فرمایا ''میرے پاس ساٹھ انصاریوں کو لے کر آؤ''۔ یہاں تک کہ اس کھانے کو ایک سو اسی (180) انصاریوں نے کھایا۔

بخاری نے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی بکر سے روایت کی انہوں نے کہا ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ ایک سو تیس مسلمان تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟'' ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کی برابر غلہ تھا اور اسے گوندھا گیا پھر ایک شخص بکری کھینچتا لایا آپ علیہ السلام نے اس سے وہ بکری خرید لی اور اسے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس کا سالن بنایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کی کلیجی کے لئے فرمایا کہ ''اسے بھونا جائے''۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم ایک سو تیس آدمیوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کلیجی میں سے حصّہ نہ دیا ہو۔ اگر وہ شخص حاضر تھا تو اسے عطا فرما دیا۔ اور اگر غائب تھا تو اس کا حصہ اٹھا کے رکھ دیا گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پھر اس بکری کے سالن کو دو طباق میں رکھا گیا اور ہم سب نے اُسے کھایا اور خوب سیر ہو گئے۔ او وہ سالن دو قابوں میں بچا رہا۔ اسے ہم نے اونٹ پر لاد لیا۔

(7) پیالہ دُودھ اور تمام اصحاب صفّہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں بھوک میں روئے زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا چونکہ میں بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں سرِ راہ بیٹھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا۔ میں نے ان سے جو پوچھا محض اس لئے کہ وہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ گزر گئے۔ اس کے بعد میرے پاس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے۔ میں نے ان سے بھی قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا۔ میرا ان سے پوچھنا بھی اسی غرض سے تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ بھی چلے گئے اور ایسا نہ کیا اس کے بعد سید المرسلین ابو القاسم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرے پاس سے گزرے آپ علیہ السلام نے مجھے دیکھا اور میری دلی کیفیت جان کر جو میرے چہرہ سے ہویدا تھی اسے پہچان کر تبسّم فرمایا اس کے بعد فرمایا ''اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے عرض کیا ''لبیک یا رسول اللہ'' فرمایا ''میرے

ساتھ چلو" آپ علیہ السلام تشریف لے چلے اور میں آپ علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ پھر آپ علیہ السلام کا شانۂ اقدس میں تشریف لے گئے میں نے داخلہ کی اجازت مانگی آپ علیہ السلام نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور میں داخل ہو گیا۔ میں نے وہاں ایک پیالہ دودھ کا پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا "یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟" گھر والوں میں سے کسی نے عرض کیا فلاں مرد نے یا فلاں عورت نے آپ علیہ السلام کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!" میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ" آپ علیہ السلام نے فرمایا "تم اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ"۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کا گھر بار تھا اور نہ مال و دولت۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس کوئی صدقہ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس صدقہ کو ان کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب کوئی آپ علیہ السلام کے پاس ہدیہ بھیجتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسے قبول فرماتے اور اس ہدیہ میں اہل صفہ کو بھی شریک فرما لیا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں گراں گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اہلِ صفّہ کے لئے اتنا سا دودھ کیا کام دے گا۔ میں خواہش رکھتا تھا کہ یہ تمام مجھے ہی مل جاتا تا کہ میں اسے پی کر توانائی حاصل کرتا۔ میں چونکہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قاصد ہوں جب وہ لوگ آئیں گے تو آپ علیہ السلام مجھے یہ حکم دیں گے کہ یہ پیالہ انہیں دے دوں اور شاید ہی اس دودھ کا کوئی حصّہ مجھے مل سکے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا تو لازماً میں اہلِ صفہ کے پاس آیا اور ان کو بلایا وہ سب آئے اور اپنی اپنی جگہ وہ سب گھر میں بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!" میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔ فرمایا "پیالہ اٹھاؤ اور انہیں دو"۔ تو میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا۔ اس نے پیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا۔ اسکے بعد اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے پیتے ہوئے وہ پیالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تک پہنچا اور تمام اصحاب صفہ خوب سیر ہو چکے تھے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پیالے کو لے کر اپنے دستِ اقدس پر رکھا اور میری طرف نظر کر کے تبسّم فرمایا اور فرمایا "اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!" میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اب ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں"۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ نے سچ فرمایا۔ فرمایا "بیٹھ جاؤ اور پیو"۔ تو میں نے پیا پھر فرمایا "اور پیو" تو میں نے پیا اور برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو اور میں پیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اب دُودھ کے گزرنے کی بھی راہ باقی نہیں رہی ہے اور میں نے وہ پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو پیش کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا نام لے کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا ایک رات ہم نے بغیر کھائے

گذاری۔ جب صبح ہوئی تو میں تلاش میں نکلا اور مجھے اتنی روزی مل گئی کہ ایک درہم سے گوشت اور آٹا خریدا پھر میں اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا اور انہوں نے روٹی بنا کر پکائی۔ جب وہ پکا کر فارغ ہوئیں تو کہا کہ کاش آپ میرے والد ماجد کے پاس جاتے اور آپ علیہ السلام کو میرے پاس لے آتے۔ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آرام فرما تھے اور ''اعوذ باللہ من الجوع'' فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے پاس طعام ہے آپ علیہ السلام تشریف لے چلئے۔ آپ علیہ السلام اس حال میں تشریف لائے کہ ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لئے ایک پیالے میں نکال لو'' تو انہوں نے ایک پیالے میں نکال لیا۔ پھر فرمایا ایک پیالہ حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لئے نکال لو تو انہوں نے ایک پیالہ نکال لیا۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے نو(9) ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے نکلوایا۔ پھر فرمایا ''اپنے والد اور شوہر کے لئے نکال لو'' تو انہوں نے نکالا۔ پھر فرمایا ''تم اپنے لئے نکالو اور کھاؤ'' تو انہوں نے نکالا۔ پھر جب ہانڈی کو اُٹھایا تو وہ ایسی ہی لبریز تھی اور ہم نے اس میں سے جتنا اللہ نے چاہا کھایا۔

ابن سعد و ابن ابی شیبہ و طبرانی اور ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک رات باہر تشریف لائے اور فرمایا ''میرے پاس اہل صفہ کو بلاؤ''۔ تو میں ان کو بلا کر لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمارے سامنے ایک طباق رکھا۔ جس میں جَو کا بنا ہوا کھانا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایک مُد کے برابر ہوگا۔ رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور فرمایا ''بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ''۔ اور ہم نے اس میں سے جتنا چاہا کھایا یہاں تک کہ ہم ستّر (70) سے اسّی (80) کے درمیان نفوس تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھ کھینچے تو وہ اتنا ہی تھا۔ جتنا کہ رکھا گیا تھا سوائے اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان تھے۔ طبرانی نے اوسط میں بسند حسن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میری والدہ نے کھانا تیار کیا اور مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جا کر بُلا لا۔ تو میں آیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سرگوشی میں عرض کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے صحابہ سے فرمایا ''اُٹھو'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ پچاس آدمی اُٹھ کھڑے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''دس دس کی جماعت بن کر آؤ'' تو ان سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا جتنا تھا اتنا ہی بچ رہا۔

امام احمد، ابن سعد اور ابو نعیم نے بطریق ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن طہفہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی عادت کریمہ تھی کہ جب مہمان جمع ہو جاتے تو آپ فرماتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو ساتھ لے کر جائے۔ یہاں تک کہ ایک رات مسجد میں کثرت کے ساتھ مہمان مجتمع ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''ہر شخص اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص کو ساتھ لے کر جائے'' میں ان

میں سے تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ جانا تھا۔ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! کیا کچھ کھانے کو ہے''۔ انہوں نے کہا ہاں ہریسہ ہے جسے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے افطار کے لئے بنایا تھا۔ اور وہ قاب میں اسے لائیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا پھر ہماری طرف اسے بڑھادیا اور فرمایا ''بسم اللہ کھاؤ''۔ تو ہم نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ ہماری آنکھیں اس سے بھر گئیں۔ پھر دریافت فرمایا ''کیا کچھ پینے کو ہے؟'' انہوں نے کہا ہاں دودھ ہے جسے میں نے آپ علیہ السلام کی افطاری کے لئے رکھا ہے اور وہ اسے لائیں تو اس میں سے کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نوش فرمایا۔ پھر فرمایا ''بسم اللہ پیو'' تو ہم نے پیا۔ یہاں تک کہ ہم اس کی طرف دیکھ نہ سکتے تھے۔

ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ ابوسلمہ سے انہوں نے یعیش بن طہفہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد اہل صفہ میں سے تھے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو حکم فرمایا ہر آدمی ایک کو یا ایک کو دو آدمی لے جائیں اور میں ان میں سے تھا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا ہمیں کھانا کھلاؤ گی؟'' تو وہ حشیشہ لائیں اور ہم نے کھایا پھر قطاۃ پرندہ کی مانند حیہ لائیں اور ہم نے کھایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیں کچھ پلاؤ'' تو وہ دودھ کا چھوٹا سا پیالہ لائیں اور ہم نے پیا۔

ابونعیم نے صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لئے کھانا تیار کیا۔ اور میں آپ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ علیہ السلام کی حیا کی وجہ سے کھڑا ہو گیا۔ جب آپ علیہ السلام نے میری طرف دیکھا تو میں نے آپ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ''اور یہ لوگ؟'' میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ علیہ السلام خاموش رہے اور میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ جب آپ علیہ السلام نے میری طرف نظر فرمائی تو میں نے آپ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اور یہ لوگ؟'' اس طرح دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ بالآخر میں نے عرض کیا ہاں یہ بھی لیکن میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے۔ جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہی کے لئے ہے غرضیکہ ان سب نے کھایا اور وہ کھانا ان سے بچ رہا۔

ابویعلیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم چند دنوں تک ٹھہرے رہے اور آپ علیہ السلام نے کھانا نہ کھایا۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام پر بھوکا رہنا دشوار ہو گیا۔ آپ علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا ''اے بیٹی! کیا تمہارے پاس کچھ ہے'' انہوں نے کہا کچھ نہیں ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان کے پاس سے تشریف لے آئے تو ایک ہمسایہ عورت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دو روٹی اور گوشت کا ٹکڑا بھیجا تو انہوں نے اسے طباق میں رکھا اور اس کے

اوپر کپڑا ڈھک کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ان کے پاس پلٹ کے آئے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے کچھ بھیج دیا ہے میں نے اسے آپ علیہ السلام کیلئے اٹھا رکھا ہے۔ فرمایا "لاؤ تو" وہ اسے لائیں اور طباق سے کپڑا ہٹا دیا تو دیکھا کہ وہ تو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو خوش ہوگئیں۔ اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "اے بیٹی! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟" عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق مرحمت فرماتا ہے۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے تمہیں ایسا بنایا۔ اے بیٹی تم بنی اسرائیل کی عورتوں کے سردار کی مانند ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جب انہیں کوئی رزق دیتا تھا اور لوگ ان سے پوچھتے تھے تو وہ جواب دیا کرتی تھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے"۔ اس کے بعد سید المرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کسی کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے بھیجا۔ پھر آپ علیہ السلام نے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور تمام اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے مل کر کھایا اور سب خوب سیر ہوگئے اور قاب میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا۔ اور جتنا کچھ بچا اسے ہمسایوں میں تقسیم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں کثیر خیر و برکت عطا فرمائی۔

ابن سعد نے اُم عامر اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہماری مسجد میں مغرب کی نماز پڑھتے دیکھا۔ تو میں گھر آئی اور میں گوشت اور روٹی لے کر حاضر ہوئی میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر فدا، رات کا کھانا نوش فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے صحابہ سے فرمایا "بسم اللہ کھاؤ"۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ان تمام صحابہ نے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ آئے تھے اور گھر کے وہ تمام لوگ جو موجود تھے سب نے اسے کھایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ بعض ہڈیوں سے تو گوشت چھڑایا نہیں گیا تھا۔ اور روٹیاں بھی ویسی ہی تھیں اور کھانے والے تقریباً چالیس آدمی تھے۔ پھر آپ علیہ السلام نے میرے پاس کے بڑے مشکیزے سے پانی پیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام واپس تشریف لے گئے اور میں نے اس مشکیزے کو لے کر مُنہ بند کر کے رکھ دیا اور ہم اس سے بیمار کو پانی پلاتے تھے اور برکت کی توقع میں موت کے وقت اس سے پانی پلاتے تھے۔

طبرانی نے مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خالد سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں ایک بکری (بھنی ہوئی) بھیجی اسکے بعد میں کسی ضرورت سے چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلّم نے اس بکری کا کچھ حصّہ ہمارے پاس واپس کر دیا۔ جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے گوشت دیکھا۔ میں نے پوچھا اے اُم خناس رضی اللہ تعالیٰ عنہا! یہ گوشت کیسا ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس بکری میں سے جسے ہم نے بھیجا تھا کچھ حصّہ واپس کر دیا ہے۔ میں نے کہا کیا وجہ ہے کہ تم نے گھر والوں کو اسے نہ کھلایا۔ اس نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا پس خوردہ ہے۔ میں نے اس میں سے سب کو کھلایا ہے۔ باوجودیکہ ان گھر والوں کیلئے دو یا تین بکریاں ذبح کی جاتیں تب بھی انہیں پورا نہ ہوتا تھا۔

(8) پیالہ عصیدہ

طبرانی نے اوسط میں بسند حسن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک رات مجھے بُلایا اور فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے دے دو تو انہوں نے مجھے ایک پیالہ دیا جس میں کھجور کا عصیدہ تھا اور میں اسے لیکر آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھ سے فرمایا اہلِ مسجد کو بلا لو میں نے اپنے دل میں کہا مجھے افسوس ہے کہ میں تھوڑا کھانا دیکھ رہا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ میں مصیبت میں مبتلا ہوں تو میں ان سب کو بلا کر لایا۔ وہ سب مجتمع ہو کر بیٹھ گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں اور اس کے کناروں میں گھمایا اور فرمایا ''بسم اللہ کھاؤ'' تو سب نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اور میں نے کھایا یہاں تک کہ میں بھی شکم سیر ہو گیا۔ جب میں نے اس پیالہ کو اُٹھایا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا میں نے اسے رکھا تھا۔ سوائے اس کے کہ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگلیوں کے نشان تھے۔

ابن سعد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں ایک دن اپنے گھر سے مسجد کی طرف چلا میرا یہ جانا بھوک کی وجہ سے تھا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پایا انہوں نے کہا ہم بھی بھوک سے بیتاب ہو کر چلے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس حاضر ہوئے اور ہم نے آپ علیہ السلام سے اپنا حال عرض کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک طباق منگایا جس میں کھجوریں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک کو دو دو کھجوریں دیں۔ اور فرمایا انہیں کھا کر پانی پی لو۔ آج کے دن یہی دو کھجوریں کفایت کریں گی۔

محدثین کرام رحمہما اللہ نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین مہمانوں کو لائے اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس حاضر ہو کر عشاء کے بعد ٹھہر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جتنی رات گذاری۔ اس کے بعد وہ آئے ان کی اہلیہ نے ان سے پوچھا کیا بات تھی جو اپنے مہمانوں سے رُکے رہے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم نے مہمانوں کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا مہمانوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا۔ راوی نے کہا خدا کی قسم ہم جب بھی لقمہ اُٹھاتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا بڑھ جاتا تھا۔ اور جب ہم شکم سیر ہو گئے تو وہ کھانا پہلے سے زیادہ تھا۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اسے دیکھا تو وہ اتنا ہی تھا۔ جتنا پہلے تھا یا پہلے سے زیادہ انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا اے بنی فرس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھایا۔ اس کے بعد اس کھانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں انہوں نے صبح کی۔ چونکہ ہمارے اور قوم کے درمیان معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی مدّت گزر گئی تو ہم نے بارہ آدمیوں کو اپنا واقف ٹھہرایا۔ ان میں ہر آدمی کے ساتھ اور بھی لوگ تھے۔ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ کل آدمی کتنے تھے بجز اس کے کہ اللہ نے انہیں بھیجا تھا۔ تو ان تمام لوگوں نے اس کھانے کو کھایا۔

ابن سعد و بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے بطریق ابوالعالیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا میرے لئے ان میں برکت کی دعا کر دیجئے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو مٹھی میں لیا اور ان پر برکت کی دعا پڑھی۔ پھر فرمایا ”اسے تھیلی میں ڈال لو۔ جب تم کھجوریں لینا چاہو تو اپنا ہاتھ تھیلی میں ڈال کر نکال لو اور اس تھیلی کو نہ گرانا نہ اُلٹ کر بکھیرنا“۔ تو میں نے ان کھجوروں میں سے کئی وسق تو فی سبیل اللہ خرچ کئے۔ اور ابن سعد کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے راہِ خدا میں کتنے ہی اونٹ کھجوریں ان میں سے دیں اور مَیں اس میں سے خود بھی برابر کھاتا رہا۔ اور دوسروں کو بھی کھلاتا رہا۔ اور وہ تھیلی میرے توشہ دان میں حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن تک رہی۔ پھر توشہ دان گر پڑا اور وہ تھیلی جاتی رہی۔

ماخذِ کتب

1۔ تفسیر کبیر۔ — علامہ فخر الدین رازیؒ (المتوفی 606ھ)

2۔ تفسیر ابن کثیر۔ — علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)

3۔ تفسیر در منثور۔ — علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی 911ھ)

4۔ تفسیر طبری۔ — علامہ محمد ابن جریرؒ طبری (المتوفی 310ھ)

5۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ — ابن ابی حاتمؒ (المتوفی 327ھ)

6۔ دلائل النبوۃ۔ — حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانیؒ (المتوفی 430ھ)

7۔ صحیح بخاری شریف۔ — امام محمد بن اسماعیل بخاری (ولادت 194ھ متوفی 256ھ)

8۔ دلائل النبوۃ۔ — حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (384ھ۔458ھ)

9۔ خصائص الکبریٰ۔ — علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ھ)

10۔ مسند امام احمد۔ — امام احمد بن حنبل ابن ادریس (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ)

11۔	کتاب فقہ اکبر۔	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ابن زوتی (پیدائش کوفہ 80ھ وفات بغداد 150ھ)
12۔	جذب القلوب۔	علامہ بدرالدین عینی (التوفی 855ھ)
13۔	موطا امام مالک۔	امام ابوعبداللہ مالکؒ ابن انس اصحی (ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)
14۔	سنن ابوداؤد۔	امام ابوداؤد سلیمانؒ ابن اشعث سجستانی (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ وفات بصرہ 275ھ)
15۔	سنن ابن ماجہ۔	امام ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہؒ (ولادت قزوین 209ھ وفات 273ھ)
16۔	مسلم شریف۔	ابوالحسن مسلم ابن حجاج قشیری نیشاپوری (ولادت 204ھ وفات نیشاپور 261ھ)
17۔	اعلام النبوت۔	قاضی ابوالحسن ماوردی (التوفی 450ھ)
18۔	فتوحات مکیہ۔	شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (متوفی 638ھ)
19۔	سیرت الکبریٰ۔	امام محمد بن محمد بن سید الناس (التوفی 734ھ)
20۔	معارج النبوۃ۔	ملا معین واعظ الکاشفی الہروی (التوفی 907ھ)
21۔	سیرۃ ابن ہشام۔	عبدالملک بن ہشامؒ (التوفی 213ھ)
22۔	طبقات ابن سعد۔	علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعدؒ البصری (168ھ۔230ھ)
23۔	شواہد النبوت۔	مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ (متوفی 878ھ)

ع

عالمِ برزخ

امام بیہقی حضرت یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک قبرستان سے گزرے تو میں نے ایک قبر میں تنگی کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے قبر میں تنگی کی آواز سنی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ''اے

یعلی! تم نے واقعی آواز سنی ہے'' میں نے عرض کیا'' جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' فرمایا: ''یہ مردہ معمولی سی بات پر عذاب میں مبتلا ہے'' میں نے عرض کیا،'' کونسی بات'' فرمایا: ''چغل خوری اور پیشاب میں لاپرواہی''

ابن ماجہ از طریق فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا، وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتی ہیں کہ جب رسول کریم ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: میری خواہش تھی کہ اللہ اسے رضاعت کی تکمیل تک زندہ رکھتا یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اس کی رضاعت کی تکمیل جنت میں ہوگی'' عرض کیا، حضور علیہ السلام! اگر مجھے اس کا علم ہو جائے تو میرے لئے یہ صدمہ برداشت کرنا آسان ہو جائے۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو دعا کروں کہ اللہ تمہیں اس کی آواز سنا دے'' عرض کیا، نہیں، میں اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد کی تصدیق و تائید کرتی ہوں۔

عطائے علم و فراست اور شجاعت

محدثین کرام رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک دن ہمیں حدیث بیان فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''کون ہے جو اپنا کپڑا بچھائے۔ اور میں اس میں اپنی حدیث رکھوں۔ اور وہ اسے اپنے سینے سے لگالے'' تو میں نے اپنا دامن پھیلا دیا۔ پھر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمارے سامنے حدیث بیان فرمائی۔ اور میں نے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا تو خدا کی قسم حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے جو حدیث میں نے سُنی میں اُسے بالکل نہ بھولا۔

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں آپ علیہ السلام سے بہت سی حدیثیں سُنا کرتا ہوں مگر میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ فرمایا ''چادر پھیلاؤ''۔ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مٹھی بھر کر اس میں ڈالی اور فرمایا ''اس کے چاروں کونے ملا کر اپنے سینے سے چمٹا لو''۔ تو اس کے بعد میں کوئی حدیث نہ بھولا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر دستِ مبارک کا فیضان

حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام مجھے بھیجتے ہیں حالانکہ نوجوان ہوں کس طرح لوگوں کے درمیان مقدمات کا فیصلہ کروں گا۔ اور میں جانتا بھی نہیں کہ قضا کیا ہے۔؟ تو حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا اور دعا کی کہ ''اے خدا ان کے دل کو ہدایت دے اور ان کی زبان کو مستحکم بنا'' تو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا، دو فریقوں کے

درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے ذرّہ بھر تذبذب نہ ہوا۔

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ علیہ السلام مجھے قوم شیوخ کی طرف بھیج رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں صحیح فیصلہ نہ کرسکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو مضبوط رکھے گا اور تمہارے دل کی رہنمائی کرے گا''۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جو مردوں کے ساتھ فحش کلامی کرتی تھی۔ اور وہ بڑی بدزبان تھی۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئی۔ آپ ثرید تناول فرما رہے تھے اس نے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مانگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے عطا فرما دیا۔ اس نے کہا مجھے وہ لقمہ عنایت فرمایئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دہن اقدس میں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے اپنا لقمہ عطا فرمایا اور اس نے اسے کھالیا تو وہ اتنی حیادار ہوئی کہ مرنے کے وقت تک کسی سے بد کلامی نہ کی۔

بیہقی نے سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اکوع سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بنی اسلم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے تو وہ باہم تیراندازی کررہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ملاحظہ کر کے فرمایا ''یہ کھیل اچھا ہے تم تیراندازی کی مشق کرو۔ اور میں ابن الاکوع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا رفیق ہوں'' اس پر لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اور عرض کرنے لگے خدا کی قسم ہم تیراندازی نہیں کریں گے جب تک تیراندازی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان کے ساتھ ہیں۔ اس لئے کہ آپ علیہ السلام ہم پر غالب ہی رہیں گے۔ فرمایا ''تیراندازی کرو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں'' تو وہ لوگ دن بھر تیراندازی کرتے رہے۔ جب جُدا ہوئے تو سب مساوی تھے۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہ تھی۔

ابن سعد نے حضرت سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ''تمہارا نام کیا ہے''۔ میں نے کہا حزن ہے۔ فرمایا ''نہیں بلکہ سہل ہے''۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بڑھاپے میں کیا میں اپنا نام بدلوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد سے حزونت ہم میں اب تک باقی رہی۔

بخاری نے بطریق زہری حضرت ابن المسیب سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُن کے والد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا حزن! فرمایا ''تم سہل ہو''۔ انہوں نے کہا میرے باپ نے میرا نام رکھا ہے میں اسے نہیں بدلتا۔ حضرت ابن المسیب فرماتے ہیں کہ اب تک ہم میں حزونت وخشونت موجود ہے۔

حاکم نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دربار میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میرا ایک بھائی ہے اسے ایک تکلیف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ''اسے کیا تکلیف ہے''۔ اس نے کہا آسیب کا اثر ہے۔ فرمایا ''اسے میرے پاس لے آؤ'' تو وہ اسے لے کر آیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے روبرو اسے بٹھادیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس پر سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ کی چار آیتیں اور یہ دو آیتیں (سورۃ البقرآیت 163) ''وَاِلٰـھُکُـمْ اِلٰـہٌ وَّاحِد'' اور آیۃ الکرسی اور سورۂ اعراف کی یہ آیۃ کریمہ (54) ''اِنَّ رَبَّـکُمُ اللہُ الآیۃ'' اور سورۂ مومنون کا آخر (سورۃ المومنون سورۃ 116) ''فَتَعٰلَی اللہُ الْـمَلِکُ الْحَق'' اور سورۂ جن کی ایک آیت (3) ''وَاَنَّـہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا'' اور سورۂ صافات کی دس آیتیں اور سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں اور ''قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَد'' اور معوذتین پڑھ کر دم کیا۔ وہ شخص اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہیں تھی۔

بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حنیف سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے انصار صحابہ کی ایک جماعت نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آ کر عرض کیا کہ ایک شخص نصف شب کو نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ اور اس نے ایک سورہ پڑھنے کا قصد کیا جو کہ اسے یاد تھی مگر وہ اس کے پڑھنے پر قادر نہ ہوا صرف ''بِسْمِ اللہِ الـرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' پڑھ سکا اس رات یہ واقعہ آپ علیہ السلام کے بہت سے صحابہ کو پیش آیا۔ جب انہوں نے صبح کی تو صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس سورۃ کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک ساعت خاموش رہے۔ اور ان کی طرف بالکل رجوع نہ فرمایا۔ پھر فرمایا ''وہ سورۃ آج رات منسوخ کردی گئی ہے۔ ان کے سب کے سینوں میں سے بھی اور ہر اس جگہ سے جہاں وہ لکھی ہوئی تھی''۔ بیہقی نے کہا دلائل نبوت میں سے یہ بات ظاہر دلیل ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الودیم بن ثعلبہ بن عوف بن حارثہ بن عامر بن یام بن عنس بن مالک العنسی القحطانی جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے 91 سال کی عمر میں شہادت پائی۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابوجہل نے نہایت وحشیانہ طریقے پر اپنے نیزہ سے شہید کیا چنانچہ تاریخ اسلام کی یہ خوفناک شہادت تھی) کو آگ سے جلا کر اذیت دیتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ان کے پاس سے گزرتے تو ان کے جسم پر دست اقدس پھیر کر فرماتے ''اے آگ! عامر پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا، جس طرح تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی تھی

''نیز یہ پیش گوئی بھی فرماتے ''عمار! تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا''

عصا روشن

دلائل النبوۃ میں ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں رات گئے تک بات چیت کرتے رہے، پھر باہر آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ہمراہ نکلے، اس کے بعد وہ رات کے اندھیرے میں چل پڑے ان میں سے ایک کے پاس عصا تھا جو روشن ہو گیا یہاں تک کہ وہ اس کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبولِ اسلام

ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مَیں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اس سے مجھے عداوت تھی۔ مَیں غزوۂ بدر میں مشرکوں کے ساتھ حاضر ہوا پھر میں آزاد ہو کر غزوۂ اُحد میں شریک ہوا۔ وہاں سے فارغ ہو کر غزوۂ خندق میں لڑا مگر میں وہاں بھی زندہ رہا۔ اس وقت میں نے دل میں کہا۔ میں کہاں کہاں رُسوا ہوتا رہوں گا۔ خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) ضرور قریش پر غالب رہیں گے۔ پھر جب میں حدیبیہ میں شریک ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم صلح کی حالت میں واپس ہوئے اور قریش مکہ کی طرف لوٹ گئے تو مَیں دل میں کہنے لگا آئندہ سال محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اب نہ مکہ مکرمہ رہنے کی جگہ رہی ہے اور نہ طائف۔ اور نکل بھاگنے سے بہتر کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ میں اسلام سے اس وقت تک دُور ہی تھا۔ میں خیال کرتا تھا اگر تمام قریش اسلام لے آئے تو میں جب بھی اسلام نہ لاؤں گا۔ غرض کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں نے اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو جمع کیا چونکہ وہ لوگ میری رائے کو وقعت کی نظر سے دیکھتے اور میری بات مانا کرتے تھے اور دشوار معاملات میں میری رائے مقدم رکھا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا میں تم لوگوں میں کیسا ہوں؟ انہوں نے کہا تم ہم میں صائب الرائے ہو۔ میں نے کہا تم مجھے جانتے ہی ہو۔ خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا معاملہ ایسا عظیم ہے کہ باوجود ناگوار ہونے کے ان کا معاملہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب میں ایک رائے رکھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ کہا کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور ہم اس کے ساتھ رہیں۔ پھر اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا غلبہ ہوا تو ہم نجاشی کے پاس رہیں گے اور نجاشی کے ہاتھ کے نیچے رہنا ہمارے نزدیک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے ہاتھ کے نیچے رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہمیں تو وہ سب خوب جانتے ہی ہیں۔ یہ سُن کر ان سب نے کہا یہ رائے ٹھیک اور مناسب ہے۔ اس وقت میں نے کہا تم جو نجاشی کو ہدیہ دینا چاہو اسے جمع کر لو۔ چونکہ ہم لوگ اپنی سرزمین سے اس کی طرف جو تحائف زیادہ تر بھیجا کرتے تھے وہ چمڑا ہوتا تھا تو ہم نے بہت کثرت سے چمڑا جمع کیا۔ اسکے بعد ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ہم نجاشی

کے پاس پہنچ گئے۔ خدا کی قسم ابھی ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اچانک عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن امیہ ضمری نجاشی کے پاس آئے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنا مکتوب گرامی دے کر نجاشی کے پاس انہیں بھیجا تھا اور اس خط میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے لکھا تھا کہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوسفیان کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ عقد کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں نجاشی کے پاس سے آیا اور میں نے اپنے رفیقوں سے کہا یہ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اُمیہ تھے۔ اگر میں نجاشی کے پاس گیا تو میں اس سے ان کو مانگ لوں گا اور اگر اس نے مجھے ان کو دے دیا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو اس سے قریش خوش ہوں گے۔ جب میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کے قاصد کو قتل کر دوں گا تو یہ میرے لئے قریش کی طرف سے بدلہ ہوگا۔ تو میں نجاشی کے پاس گیا اور میں نے اسے سجدہ کیا جیسا کہ میں کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا میرے دوست کو مرحبا! کیا تم میرے لئے اپنے علاقہ سے کوئی ہدیہ لائے ہو؟ میں نے کہا ہاں اے بادشاہ! میں تمہارے لئے بہت سا چمڑا لایا ہوں۔ پھر میں نے ان کو اس کے سامنے کیا اس نے دیکھ کر تعجب کیا اور اس نے اس میں سے کچھ اپنے بطریقوں (پیشواؤں) کے درمیان تقسیم کیا اور بقیہ چمڑوں کے بارے میں حکم دیا کہ اسے خزانے میں داخل کر دیا جائے۔ جب میں نے اسے بہت خوش دیکھا تو میں نے کہا اے بادشاہ! میں نے تمہارے پاس سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ہے اور وہ ہمارے ایسے دشمن کا قاصد ہے جس نے ہمیں اکیلا کر دیا ہے اس نے ہمارے بڑوں کو اور ہمارے اچھے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا تم مجھے اسے عنایت کر دو تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ نجاشی میری بات سن کر غضب ناک ہو گیا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر اس زور سے میری ناک پر مارا کہ میں نے گمان کیا کہ شاید میری ناک ٹوٹ گئی ہے۔ میرے نتھنوں سے خون بہنے لگا اور میں اس خون کو اپنے کپڑے میں لینے لگا مجھے اتنی ذلّت پہنچی کہ اگر میرے لئے زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما جاتا۔ جب خون رُک گیا تو میں نے کہا اے بادشاہ! اگر میں جانتا کہ میں نے جو بات کہی ہے تمہیں اتنا بُری لگے گی تو مَیں ہرگز نہ کہتا اور تم سے اُسے نہ مانگتا۔ نجاشی نے کہا اے عمرو! تم مجھ سے اس ہستی مقدّس کے قاصد کو مانگتے ہو جس کے پاس ناموسِ اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے پاس آیا کرتا تھا تاکہ تم اسے قتل کر دو پھر عمرو بن العاص نے کہا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی اس حالت کو جس پر میں اب تک تھا بدل ڈالا اور میں نے اپنے دل میں کہا اس کے حق کو عرب اور عجم نے پہچان لیا لیکن تو ابھی تک اس کی مخالفت میں ہی کمر بستہ ہے۔ میں نے کہا اے بادشاہ! کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو۔ نجاشی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کی طرف سے نبی ہیں۔ اے عمرو اب میرا کہا مان اور تو ان کی اطاعت قبول کر لے۔ خدا کی قسم وہ یقیناً حق پر ہیں اور جس نے بھی ان کی مخالفت کی ہے ضرور وہ ان سب پر غالب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام، فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے۔ میں نے پوچھا کیا تم اسلام پر ان کی جانب سے میری بیعت قبول کرتے ہو؟ نجاشی نے کہا میں ضرور قبول کروں گا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اور اسلام پر میری بیعت لے لی اسے ابن اسحاق اور بیہقی ایک اور سند کے ساتھ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص سے

روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حبشہ میں خانہ نشینی

بیہقی نے عمرو بن دینار سے روایت کی انہوں نے کہا جب عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص سرزمینِ حبشہ پر داخل ہوئے تو وہ خانہ نشین ہو کے بیٹھ گئے۔ اور اپنے دوستوں کی طرف نکلنا بند کر دیا۔لوگوں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے وہ باہر کیوں نہیں نکلتے۔عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حبشیوں کا یہ خیال ہے کہ تمہارے صاحب نبی ہیں۔

ابن عساکر نے عمرو بن دینار سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''آج رات تمہارے پاس ایک شخص ہجرت کر کے آئے گا جو حکیم و دانا ہے''۔چنانچہ عمرو بن العاص آئے اور اسلام قبول کیا۔

عیسیٰ علیہ السلام

ابن عدی اور ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہم نشینی کا شرف حاصل تھا کہ اچانک ہمیں ایک چادر اور ہاتھ نظر آیا، ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ کیسی چادر ہے جو ہمیں نظر آرہی ہے۔ارشاد فرمایا ''کیا تمہیں وہ چادر اور ہاتھ نظر آرہا ہے'' ہم نے کہا: ''جی ہاں'' فرمایا ''وہ عیسیٰ ابن مریم ہیں جو مجھ پر سلام پیش کر رہے ہیں''۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف
1۔	تفسیر در منثور۔	علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی 911ھ)
2۔	تفسیر کبیر۔	علامہ فخر الدین رازیؒ (المتوفی 606ھ)
3۔	تفسیر ابن کثیر۔	علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)
4۔	تفسیر طبری۔	علامہ محمد ابن جریر طبری (المتوفی 310ھ)
5۔	تفسیر ابراھیم بن معقل النسفی۔	علامہ ابراھیم بن معقل النسفی المتوفی 295ھ
6۔	تفسیر دیلمی۔	علامہ دیلمی (المتوفی 303ھ)
7۔	تفسیر ابن ابی حاتم۔	علامہ ابن ابی حاتم (المتوفی 327ھ)
8۔	تفسیر ابن ابی حبان۔	علامہ ابن ابی حابن (المتوفی 369ھ)
9۔	تفسیر بغوی۔	علامہ بغوی (المتوفی 516ھ)
10۔	تفسیر امام ابن مردویہ۔	علامہ ابن مردویہ (المتوفی 410 ھ)
11۔	فتوحات مکیہ۔	شیخ محی الدین ابن عربی (المتوفی 638ھ)
12۔	طبقات ابن سعد۔	علامہ محمد بن سعد (168ھ۔230ھ)
13۔	بخاری شریف۔	امام محمد بن اسماعیلؒ بخاری (194ھ۔256ھ)
14۔	صحیح مسلم شریف۔	امام مسلم بن حجاجؒ نیشاپوری (204ھ۔261ھ)
15۔	سنن ابن ماجہ۔	امام ابو عبداللہ محمدؒ ابن یزید ابن ماجہ (209ھ۔273ھ)
16۔	سنن ابوداؤد۔	امام ابوداؤد سلیمانؒ ابن اشعث سجستانی (202ھ۔275ھ)
17۔	البدایہ والنہایہ۔	علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی (المتوفی 774ھ)
18۔	سیرت ابن کثیر۔	علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ دمشقی۔ (المتوفی 774ھ)
19۔	سیرت حلبیہ۔	امام ابن برہان الدین حلبیؒ (975ھ۔1044ھ)
20۔	شرح مواہب لدنیہ۔	علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی (المتوفی 1172ھ)
21۔	کتاب شفاء۔	قاضی عیاض مالکی (المتوفی 544ھ)
22۔	خصائص الکبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطیؒ (المتوفی 911ھ)
23۔	جذب القلوب۔	علامہ بدر الدین عینی (المتوفی 855ھ)

24۔ دلائل النبوۃ۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقیؒ (التوفی 458ھ)

25۔ سیرت النبی۔ ابومحمد عبدالملک بن ھشام ابن ایوب الحمیریؒ (التوفی 213ھ)

26۔ سنن نسائی۔ امام عبدالرحمٰن ابن احمد ابن اشعثؒ (ولادت ہرات کے قریب سجستان 202ھ۔وفات بصرہ 275ھ)

27۔ معجم البلدان علامہ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی الرومی البغدادی پیدائش روم 576ھ وفات حلب شہر کے قریب واقع خان 626ھ)

28۔ شرح بخاری۔ امام قسطلانی (851ھ۔923ھ)

29۔ معارج النبوت۔ حضرت مولانا معین واعظ الکاشفی (التوفی 907ھ)

30۔ دلائل النبوۃ۔ امام الحافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (متوفی 430ھ)

31۔ اصح السیر۔ علامہ علی بن برہان الدین حلبی (975ھ۔1044ھ)

32۔ ترمذی شریف۔ امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ (ولادت ترمذجیحوں کے قریب 229ھ وفات 279ھ)

33۔ فقہ اکبر۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت زوتیؒ (پیدائش کوفہ 80ھ وفات بغداد 150ھ)

34۔ المصنف۔ امام عبد الرزاق بن ہمامؒ (استاذ حضرت امام بخاری (التوفی 211ھ)

35۔ مسند امام احمد۔ حضرت امام احمد بن حنبل ابن ادریسؒ (ولادت بغداد 164ھ وفات بغداد 241ھ۔)

36۔ شرح مواہب الدنیہ۔ حضرت امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی (التوفی 1172ھ)

37۔ تاریخ طبری۔ حضرت ابی جعفر ابن جریر طبریؒ (التوفی 310ھ)

38۔ طبقات ابن سعد۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصریؒ (168ھ۔230ھ)

39۔ الوفا باحوال مصطفٰے۔ امام عبدالرحمٰن ابن جوزی (متوفی 597ھ)

40۔ روض الانف۔ امام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن ابی الحسن السہیلی (متولد 508ھ التوفی 581ھ)

41۔ مدارج النبوت۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی (958ھ۔1073ھ)

42۔ عیون الاثر۔ علامہ حافظ ابوالفتح محمد بن محمد (التوفی 734ھ)

43۔ تاریخ الخمیس۔ حضرت علامہ دیار البکری (متوفی 966ھ)

44۔ فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (التوفی 638ھ)

نمبر	کتاب	مصنف
45۔	مرقاۃ المفاتیح وشرح الشفاء۔	علامہ ملا علی قاری مکی حنفی (متوفی1016ھ)
46۔	روح المعانی۔	حضرت محمود آلوسی بغدادی (متوفی1270ھ)
47۔	قصیدہ بردہ شریف۔	امام شرف الدین محمد بوصیریؒ (پیدائش بوصیر یکم شوال608ھ مطابق 7مارچ1213ء۔ التوفی سکندریہ695ھ بمقام فسطاط۔ حضرت امام شافعی کے مزار کے قریب مدفون ہیں)
48۔	اوسط طبرانی۔	حضرت ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی (متوفی360ھ)
49۔	سنن ابن ماجہ۔	علامہ ابوعبداللہ محمد ابن یزید ابن ماجہؒ (ولادت قزوین209ھ وفات 273ھ)
50۔	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ)
51۔	غنیۃ الطالبین۔	حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات بعمر 90سال 7ماہ بغداد561ھ)
52۔	الصارم المسلول۔	امام ابن تیمیہ ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالعلیم بن عبد السلامؒ (661ھ۔728ھ)
53۔	السیرہ النبویہ۔	حافظ الحدیث ابوحاتم محمد بن حبان احمد التیمی البُستیؒ (متوفی354ھ)
54۔	تاریخ ابن خلدون۔	علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون (التوفی808ھ=1405ء)
55۔	الاحکام السلطانیہ۔	حضرت علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی (متوفی450ھ)
56۔	اعلام النبوت۔	علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی (متوفی450ھ)
57۔	شواہد النبوت۔	حضرت علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ (متوفی898ھ=1492ھ)
58۔	شرف المصطفٰے۔	امام ابوسعید نیشاپوری (التوفی213ھ)
59۔	شفاء الغرام باخبار البلد الحرام۔	علامہ تقی الدین محمد قاضی مکہ مکرمہ (التوفی832ھ)
60۔	مغازی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)	حضرت عروہؓ بن زبیرؓ بن العوام (متولد مدینہ منورہ 22ہجری التوفی مدینہ منورہ93ھ)
61۔	جوامع السیرۃ۔	حافظ ابن حزم ظاہری اندلسی (متودی456ھ)۔
62۔	جواہر البحار۔	حضرت علامہ ابویوسف بن اسماعیل نبہانی فلسطینیؒ (1265ھ۔1350ھ)
63۔	قصیدہ تائیۃ الکبریٰ۔	حضرت علامہ عمر بن فارض (التوفی632ھ)

64۔ ہدایۃ الرسول فی تفصیل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — مولانا عزالدین بن عبدالسلام (المتوفی 660ھ)
65۔ تہذیب الاسماء واللغات۔ — علامہ محی الدین یحییٰ النووی (المتوفی 767ھ)
66۔ الانسان الکامل۔ — شیخ عبدالکریم جیلی شافعی یمنی (المتوفی 811ھ)
67۔ کتاب الروض۔ — علامہ شرف الدین اسماعیل بن المقری الیمنی الشافعی (متوفی 839ھ)
68۔ التعظیم والمنۃ۔ — علامہ تقی الدین سبکی (متوفی 756ھ)
69۔ شرح ہمزیہ۔ (شرح قصیدہ امام بوصیری) — الشیخ الشہاب احمد بن حجر الہیتمی (متوفی 973ھ)
70۔ مکتوبات شریف۔ — حضرت الامام الربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السرہندیؒ (المتوفی 1034ھ)
71۔ شرح دلائل الخیرات۔ — علامہ شیخ محمد المہدی الفاسی مراکش (المتوفی 870ھ)
72۔ تاریخ القلبی۔ — علامہ قطب الدین الحنفی (المتوفی 988ھ)
73۔ الحاوی للفتاویٰ۔ — امام جلال الدین سیوطیؒ (متوفی 911ھ)
74۔ التنویر فی مولد البشیر النذیر و مرأۃ الزمان والمولد العرس — حضرت امام عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ (متوفی 597ھ)
75۔ راح الارواح۔ — حضرت الحافظ سیدی ابوعبداللہ التنسی
76۔ المورد الروی فی مولد النبی۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) — مولانا ملا علی قاری حنفی (المتوفی 1014ھ)
77۔ شرف النبی۔ — علامہ ابوسعید عبدالملک بن عثمان نیشاپوری (المتوفی 407ھ)
78۔ تاریخ ابن خلکان۔ — علامہ احمد بن محمد بن ابراہیم بن خلکان قاضی القضاۃ شمس الدین ابو العباس (608ھ۔681ھ)
79۔ وفا الوفا۔ — حضرت علامہ سمہودی (المتوفی 991ھ)
80۔ الجامع الاحکام القرآن۔ — علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری (متوفی 671ھ)
81۔ جواہر القرآن۔ — حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الغزالی الطوسیؒ (ولادت طوس 450ھ وفات بغداد 14 جمادی الآخر 505ھ)
82۔ احیاء العلوم۔ — حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی الطوسیؒ (450ھ۔ 505ھ)

83۔ افضل الفوائد۔ حضرت محمد بن احمد بن دانیال حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دہلوی (متوفی725ھ)

84۔ فضائل نعلین حضور علیہ السلام۔ علامہ احمد المقری التلمسانیؒ۔

85۔ تاج العروس۔ امام زبیدی (التوفی791ھ)

86۔ معالم دار الہجرت۔ امام زین الدینؒ المراغی (متوفی1413ء)

87۔ کتاب دارقطنی۔ علامہ ابوالحسن علی ابن عمر دارقطنیؒ (ولادت بغداد305ھ وفات بغداد 385ھ)

88۔ مغازی۔ علامہ واقدی (التوفی207ھ)

89۔ المدخل۔ امام ابن الحاج مالکی (متوفی737ھ)

90۔ شعب الایمان۔ حضرت ابوبکر احمد حسین بیہقی (384ھ۔458ھ)

91۔ اھل الاسلام والایمان۔ علامہ شیخ نورالدین حلبی (التوفی1044ھ)

92۔ تاریخ دمشق۔ امام ابن عساکر

93۔ سیرۃ افضل العباد۔ شیخ امام محمد بن صالح یوسف شامی (التوفی942ھ)

94۔ تاریخ الاسلام۔ امام شمس الدین

95۔ اعلام الاعلام۔ علامہ قطب الدین (التوفی986ھ)

96۔ مروج الذہب علامہ ابی الحسن علی بن حسین المسعودی (متوفی346ھ)

97۔ تفسیر زاد المسیر۔ امام جلال الدین عبدالرحمٰن علی الجوزی (متوفی597ھ)

98۔ الاصابہ۔ امام احمد بن علی بن محمد بن علی العسقلانی (852ھ)

99۔ شرح مہذب۔ امام ابن زکریا محیی الدین بن شرف النووی (متوفی676ھ)

100۔ کنز العمال۔ امام علی المتقی بن حسام الدین (متوفی975ھ)

101۔ لسان العرب۔ علامہ جلال الدین محمد بن مکرم (التوفی771ھ)

102۔ مثنوی مولانا روم۔ مولانا جلال الدین رومی (التوفی 5 جمادی الثانی672ھ)

103۔ انوار التنزیل۔ قاضی امام ناصر الدین بیضاوی سیوطیؒ (التوفی911ھ)

104۔ نسیم الریاض۔ امام شہاب الدین احمد الخفاجی (متوفی1069ھ)

105۔ اخبار مدینہ۔ امام ابن النجار (التوفی643ھ=1245ء)

106۔ اخبار المکہ۔ امام ابوالولید محمد بن عبداللہ بن احمد الازرقی (التوفی223ھ)

107۔ تاریخ یعقوبی۔ علامہ احمد بن ابی یعقوب (المتوفی 292ھ)

108۔ دارمی شریف۔ امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن افضل ابن بہرام دارمیؒ (ولادت سمرقند 181ھ وفات 250ھ) (امام مسلم۔ابوداؤد۔ترمذی۔محدثین ان کے شاگرد ہیں)

109۔ مرۃ الجنان۔ امام زین العابدین ابوحامد محمد بن عبدالرزاق (مولد بلگرام ہند 1145ھ متوفی 1205ء مصر)

110۔ انسان العیون۔ امام العصر ابن برہان الدین حلبی (متوفی 1044ھ)

111۔ صورۃ من المدینۃ المنورہ۔ خالد مصطفٰے۔قاہرہ۔مصر۔

112۔ مرۃ الحرمین ابراھیم رفعت پاشا (اشاعت 1908ء) قاہرہ۔مصر

113۔ موطا امام مالک امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحیؒ (ولادت 103ھ (بعض کے مطابق 93ھ) وفات مدینہ منورہ 179ھ)

114۔ سیرت الکبریٰ امام محمد بن محمد بن سید الناس (المتوفی 734ھ)

115۔ موطا امام مالک۔ امام ابوعبداللہ مالک ابن انس اصبحیؒ
(ولادت 103ھ وفات مدینہ منورہ 179ھ)

116۔ کتاب دار قطنی علامہ ابوالحسن علی ابن عمر دار قطنی
(ولادت بغداد 305ھ وفات بغداد 385ھ)

117۔ کتاب مکہ والحرم۔ علامہ عبید بن شریہ (110ھ۔209ھ)

118۔ کتاب اصحاب الکہف۔ علامہ ہشام بن محمد الکلبی (المتوفی 204ھ=819ء)

119۔ کتاب الحیرۃ۔ علامہ ہشام کلبی (المتوفی 204ھ)

120۔ زاد المعاد علامہ حافظ ابن قیم (691ھ۔751ھ)

121۔ تاریخ مدینہ منورہ۔ حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ (وفات 1052ھ)

122۔ آداب المفرد۔ حضرت امام ابومحمد عبداللہ ابن اسماعیل بخاری (ولادت بخارا 184ھ وفات خرتنگ 256ھ)

123۔ فتوح البلدان۔ علامہ احمد بن یحییٰ بن جابر البشیر بلاذری (متوفی 279ھ=892ء)

124۔ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر۔ علامہ ابن الوردی (متوفی 749ھ)

125۔ مسالک الحنفاء۔ امام جلال الدین سیوطیؒ (المتوفی 911ھ)

126۔ سیرۃ الکبریٰ۔ امام محمد بن محمد بن سید الناسؒ (متوفی 734ھ)

127۔ شرح شفاء۔ علامہ ملا علی قاری حنفیؒ (التوفی 1016ھ)

128۔ سیرت خلاطی۔ علامہ علاؤالدین علی بن محمد الخلاطی حنفی (متوفی 708ھ)

129۔ سیرت ابن ابی طے۔ علامہ یحییٰ بن حمیدۃ (التوفی 630ھ)

130۔ روح المعانی۔ حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی (التوفی 970ھ)

131۔ جوامع السیرۃ۔ علامہ حافظ ابن جزم ظاہری اندلسی (التوفی 456ھ)

132۔ المعجم الکبیر۔ علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الطبرانی (التوفی 360ھ)

133۔ معالم التنزیل۔ حضرت علامہ ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی (متوفی 516ھ)
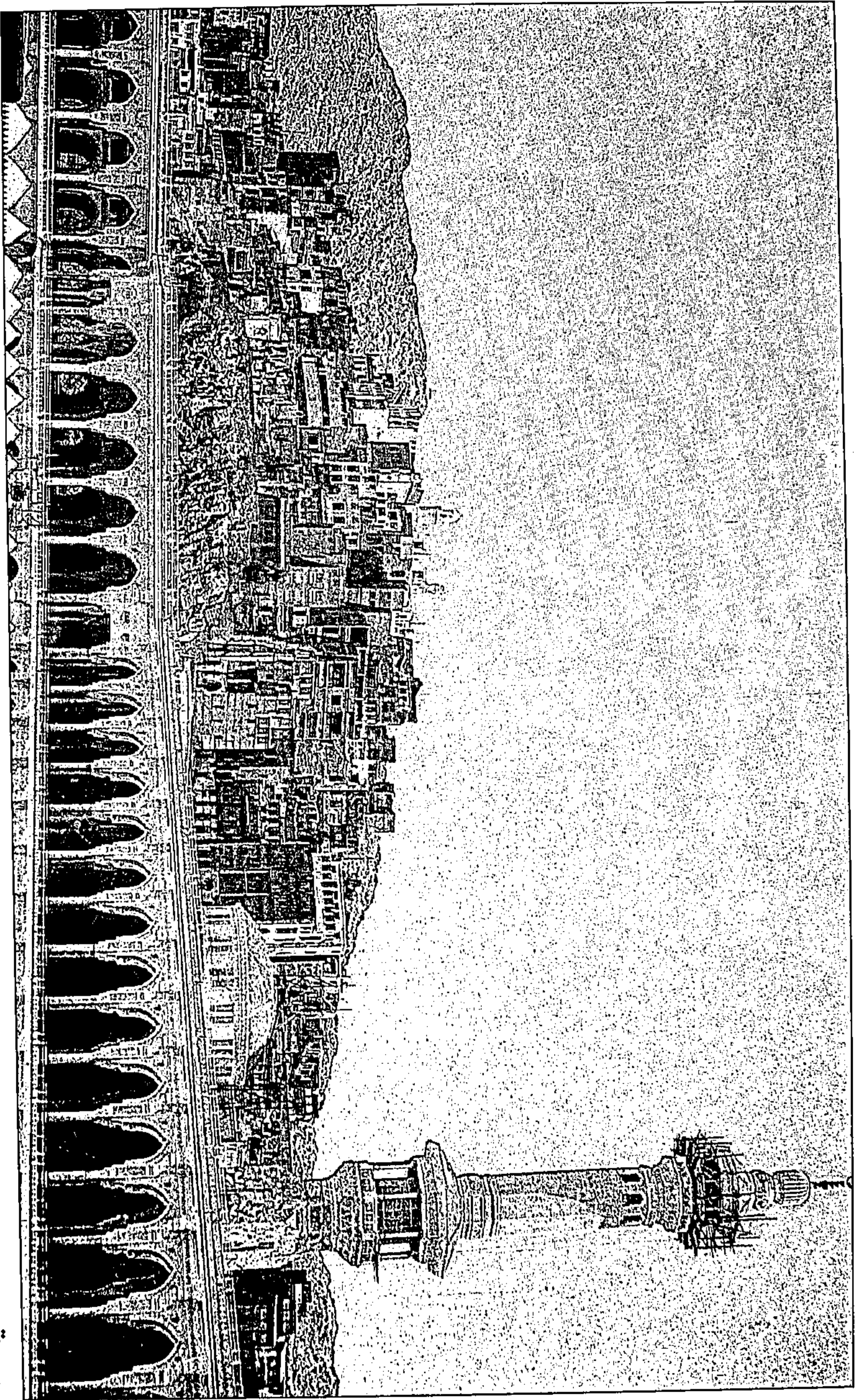
جبل ابی قبیس و مسجد بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حرم شریف کے صحن سے منظر

گنبدِ خضریٰ کا ایک دلکش منظر
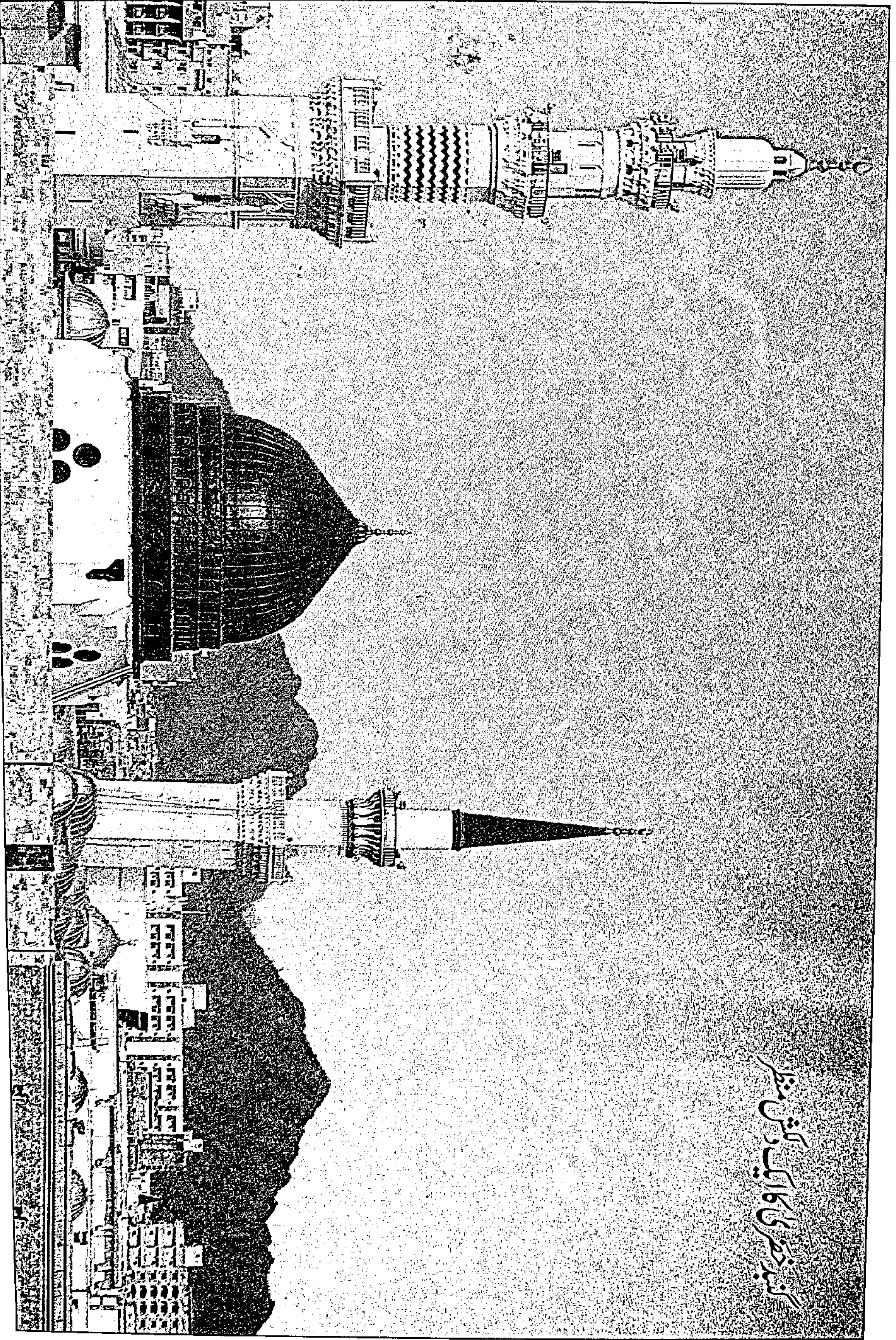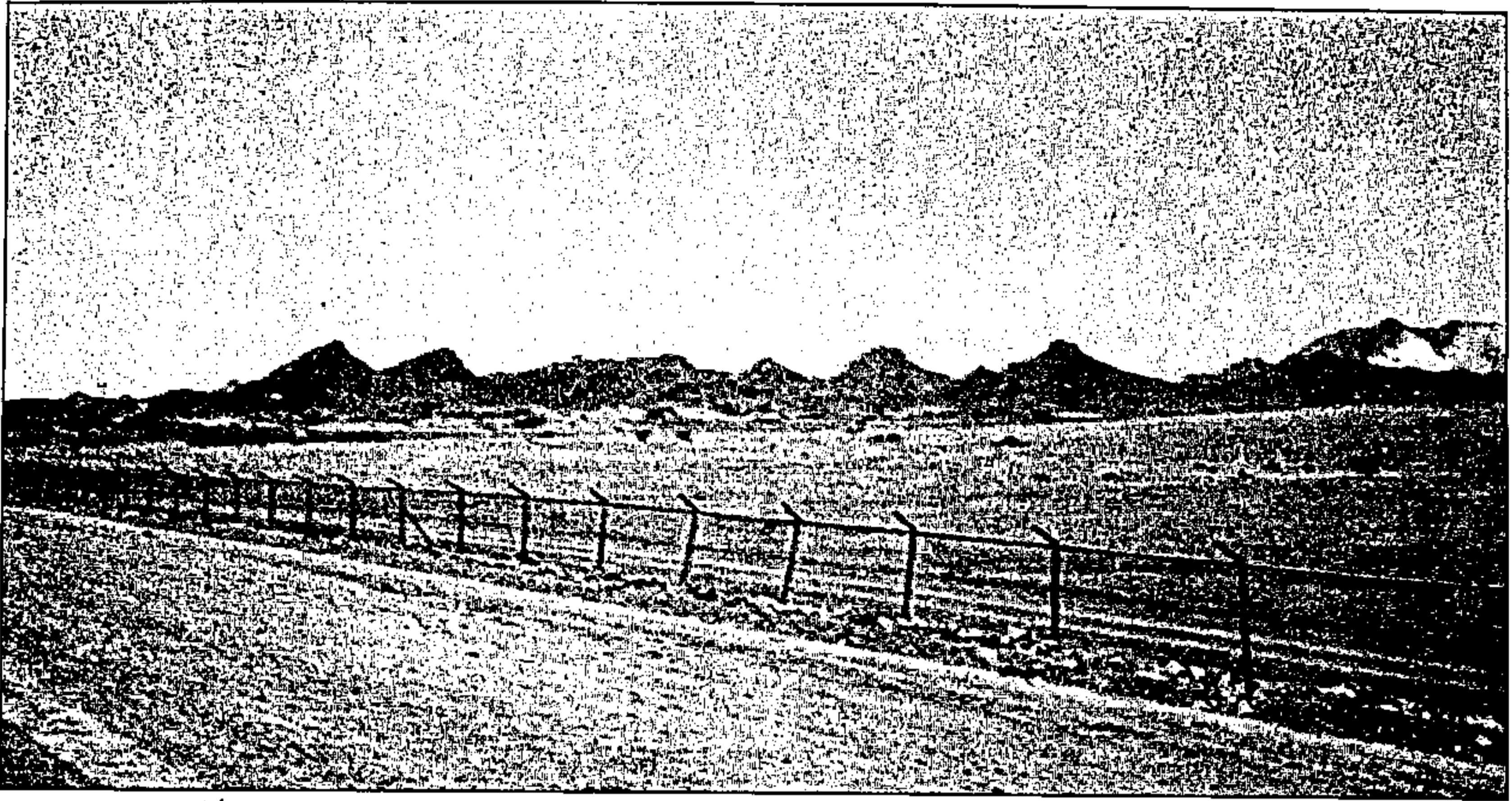
وادی ذات الجیش: ھو مکان معسکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فی غزوۃ بنی المصطلق و مکان نزول أیة التیمم ویسمی الآن (المفرّحات) لفرحة الحجیج لقرب دخول المدینة (سورۃ النساء، آیت ۴۳)

The Valley of Dhat al-Jaysh: Where the Prophet (PBUH) camped during the expedition of Bani al-Mustalaq and where the verse of *tayammum* was revealed.
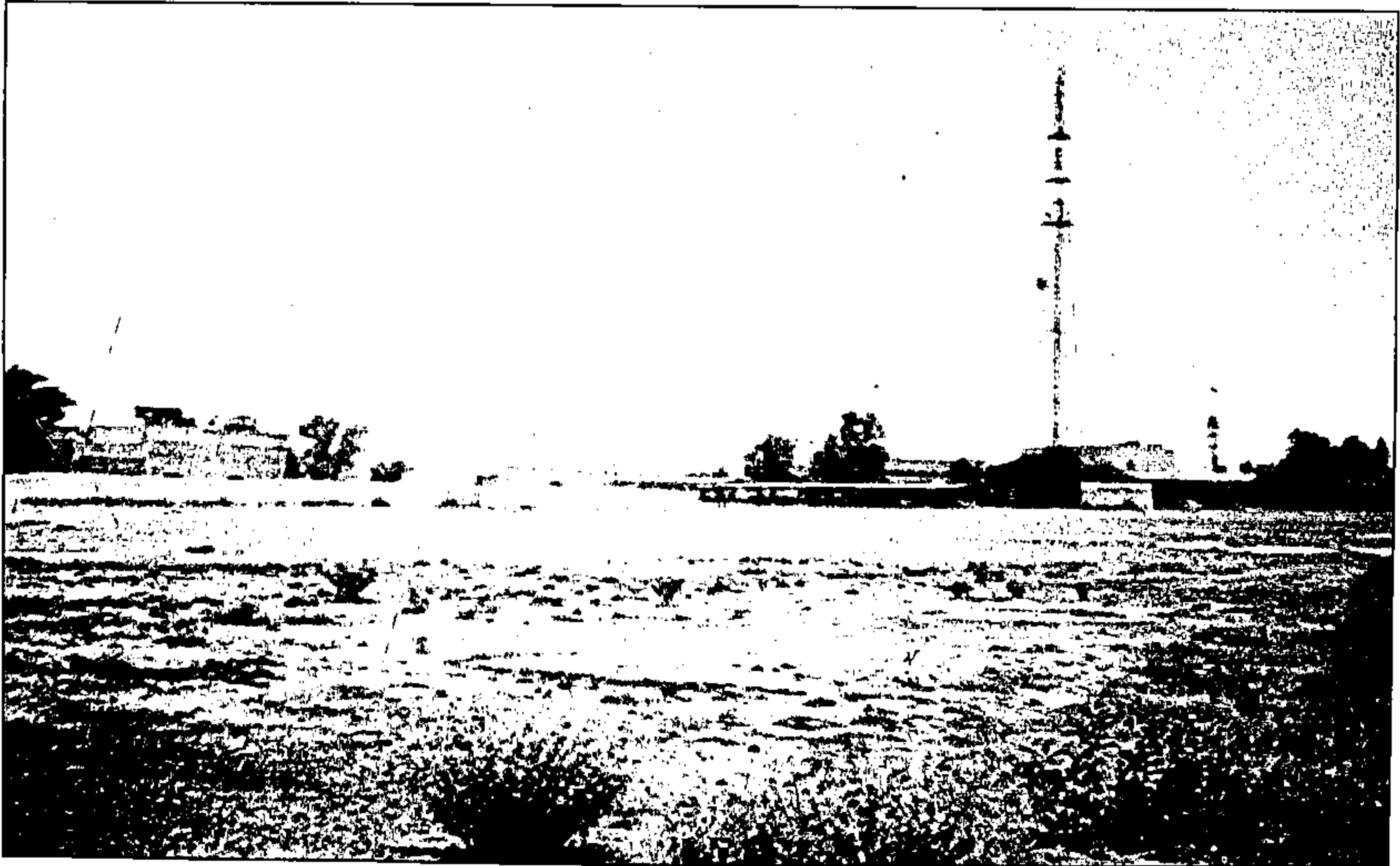
البیداء اخبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم انہ فی آخر الزمان وفی ھذا الوادی سیُخسف بالجیش الذی یطارد المھدی عند خروجہ من المدینة المنورۃ عائذاً ببیت اللہ الحرام بمکة.

Al-Bayda: Where the Prophet (PBUH) said that the army that would be pursuing the Mahdi, as he flees from Madina to seek sanctuary in Macca at the time near the end, would be swallowed by the earth.
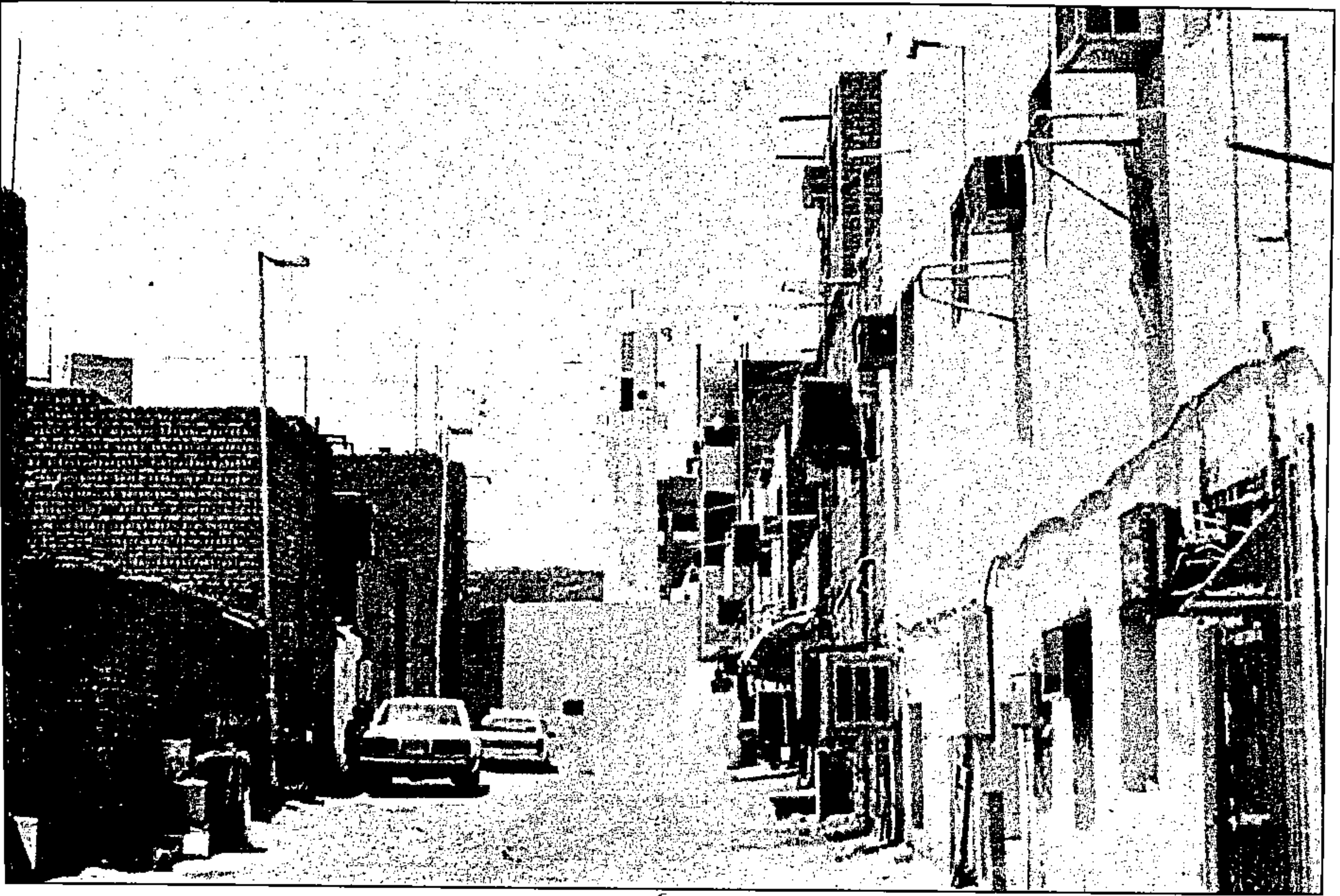
مسجد بنی حرام: مکان دار سیدنا جابر بن عبدالله بن حرام رضی الله تعالیٰ عنه الذی وقعت فیه معجزة تکثیر الطعام بید النبی صلی الله علیه وآله وسلّم لما اسر الی النبی صلی الله علیه وآله وسلّم انه صنع له طعاماً ونفر معه فنادی النبی صلی الله علیه وآله وسلّم : یا اهل الخندق ان جابراً صنع لکم سوراً فحی هلابکم فدخلوا مع النبی صلی الله علیه وآله وسلّم و کان عندهم الفاً فاکلوا کلهم و بقی من الطعام لآل جابر.

Masjid bani Haram: This Mosque marks the location of the house of the Companion Jabir ibn Abdallah (R.A.T.A.) where the food he had prepared to feed the Prophet(P.B.U.H.) and a few Companions during the battle of the trench was miraculously increased by the Prophet(P.B.U.H.) to feed the whole army.
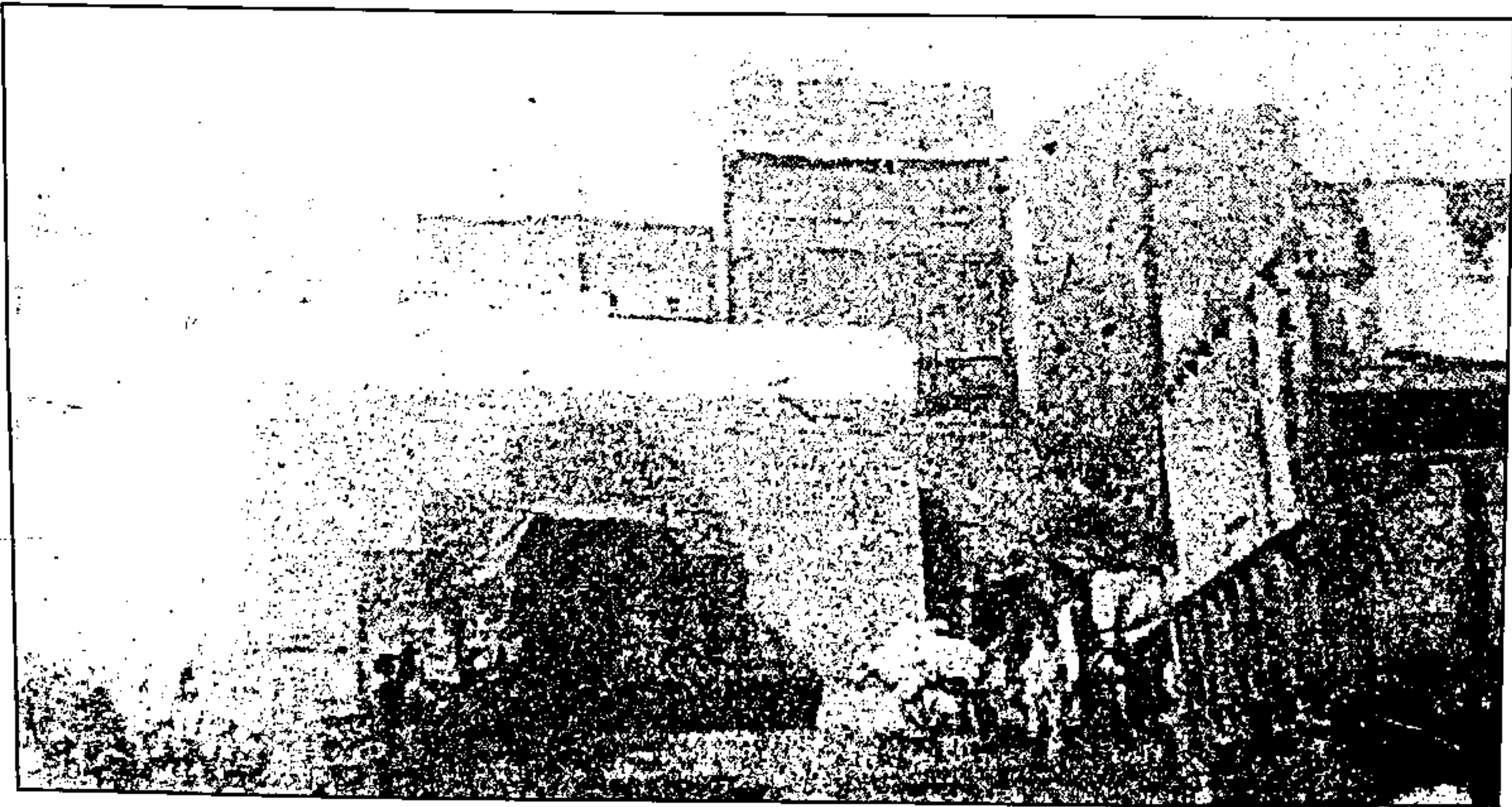
مسجد مالک بن سنان رضی الله تعالیٰ عنه : ورد انه روی النبی صلی الله علیه وآله وسلّم یستسقی قائما یدعو عند احجار الزیت عند مسجد مالک بن سنان رضی الله تعالیٰ عنه الذی استشهد ودفن فیه.

Masjid Malik ibn Sinan(R.A.T.A.): There the Prophet(P.B.U.H.) stood praying for rain near certain rocks called Ahjar-al-Zayt, next to the mosque where Malik ibn Sinan(R.A.T.A.) was later to be buried.